

باسمہ تعالیٰ

# نیند اور خواب

SLEEP AND DREAM

کاحکام و آداب

مصنف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

# نیند اور خواب

SLEEP AND DREAM

## کے احکام و آداب

سونے، جاگنے اور خواب کے مسنون و مدلل احکام و آداب نیند اور موت میں مشابہت، اللہ تعالیٰ کا نیند سے پاک ہونا، نیند کا عبادت و ضرورت ہونا، رات و دن کی عظمت و اہمیت، سونے، جاگنے کے لئے رات و دن کی فطری تقسیم، رات کی اہمیت، سونے، لیٹنے اور رات کے احکام و آداب، رات کی عبادت کی فضیلت و اہمیت، سوکر اٹھنے کے احکام و آداب، نماز کے وقت سونا اور طلوع و غروب کے وقت نماز پڑھنا، صبح و شام کے مسنون اذکار و دعائیں، نیند سے وضو ٹوٹنے اور نیند میں احتلام کے احکام۔

خواب کے احکام و آداب، خواب کی اقسام و انواع، انبیائے کرام اور صالح مومن کے خواب کی حیثیت، خواب نظر آنے کے بعد مسنون اعمال، جھوٹا خواب بیان کرنے اور خواب میں زیارت نبوی ﷺ کا حکم، استخارہ میں خواب نظر آنے کی حیثیت، نبی ﷺ کے پاکیزہ خواب، دوسروں کے خوابوں پر نبی ﷺ کی تعبیرات، صحابہ کرام کے مبارک خواب۔

مصنف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نیندا اور خواب کے احکام و آداب	نام کتاب:
مفتی محمد رضوان	مصنف:
ذی قعدہ ۱۴۳۴ھ ستمبر 2013ء	طباعت اول:
۶۷۲	صفحات:

### ملنے کے پتے

- کتاب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی۔ فون: 051-5507270
- ادارہ اسلامیات: ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔ فون: 042-37353255
- کتاب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلا تھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی۔ فون: 051-5771798
- دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32631861
- مکتبہ سید احمد شہید: 10- الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37228196
- مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، امیٹ آباد۔ فون: 0992-340112
- ادارہ اشاعت النخیر: شاہین مارکیٹ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ فون: 061-4514929
- ادارۃ المعارف: دارالعلوم کراچی۔ فون: 021-35032020
- مکتبہ سراجیہ: چوک سیٹلا ہیٹ ٹاؤن، سرگودھا۔ فون: 048-3226559
- مکتبہ شہید اسلام، متصل مرکزی جامع مسجد (لال مسجد) اسلام آباد۔ فون: 0321-5180613
- ملت پبلیکیشنز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد۔ فون: 051-2254111
- ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان۔ فون: 061-4540513
- مکتبہ العارفی: نزد جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ، فیصل آباد۔ فون: 041-8715856
- کتاب خانہ شمسیہ، نزد ایری گیشن مسجد، سریاب روڈ، کونڈہ۔ فون: 0333-7827929
- مکتبہ معارف القرآن، دارالعلوم کراچی۔ فون: 021-35123130
- تاج کھٹی، لیاقت روڈ، گوالمنڈی، راولپنڈی۔ فون: 051-5774634
- مکتبہ القرآن: گورومندر، علامہ بخوری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 021-34856701
- مکتبہ القرآن، اردو بازار، گوبرا نوالہ۔ فون: 055-4212716
- مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پورہ بازار، فیصل آباد۔ فون: 041-2601919
- اسلامی کتب خانہ، پھولوں والی گلی، بلاک نمبر 1، سرگودھا۔ فون: 048-3712628
- اسلامی کتب گھر: خیابان سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی۔ فون: 051-4830451
- مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ، 17، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37232536
- الکلیل پبلشنگ ہاؤس: اقبال روڈ، کھٹی چوک، راولپنڈی۔ فون: 051-5553248

فہرست

صفحہ نمبر ﴿	مضامین ﴿	شمار نمبر ﴿
۲۰	تمہید (از مؤلف)	۱
۲۳	(پہلا باب) سونے، جاگنے اور رات و دن کے احکام و آداب	۲
۲۴	(فصل نمبر ۱) نیند اور موت میں مشابہت	۳
//	نیند میں جانوں کی وفات	۴
۲۶	نیند موت کی بہن ہے	۵
//	نیند میں روحوں کا قبض کر لیا جانا، جاگنے پر لوٹا دیا جانا	۶
۳۱	نیند میں مُردوں کی روحوں سے ملاقات	۷
۳۳	قبر میں بیٹھی نیند اور راحت یا تکلیف	۸
۴۵	(فصل نمبر ۲) اللہ تعالیٰ کا نیند سے پاک و بے نیاز ہونا	۹
۵۰	(فصل نمبر ۳) معتدل نیند کا عبادت اور ضرورت ہونا	۱۰

۵۰	سونے جاگنے کے لئے رات اور دن کی تقسیم، رحمت	۱۱
۵۱	نیند، جسم و جان اور آنکھوں کا حق	۱۲
۵۵	نیند کی سنت سے اعراض پر تنبیہ	۱۳
۵۶	قیام اللیل کی کثرت میں نبی ﷺ کی اتباع، مشکل	۱۴
۵۷	سونے میں بھی جاگنے کی طرح کا ثواب	۱۵
۵۸	سونے والا مرفوع القلم	۱۶
۶۳	فتنوں کے وقت، سونے والا جاگنے والوں سے بہتر	۱۷
۶۶	نیند کی طبی مناسب مقدار	۱۸
۶۷	نیند میں غیر معمولی کمی یا اضافہ کا ہو جانا	۱۹
(فصل نمبر ۴)		
۷۰	رات و دن (Day and Night) کی عظمت و اہمیت	۲۰
//	رات و دن، سورج اور چاند، اللہ کی مخلوق	۲۱
۷۲	رات و دن، سورج اور چاند، اللہ کی قدرت کا نمونہ	۲۲
۷۴	قرآن مجید میں رات اور دن کی قسم کا ذکر	۲۳
۷۵	زمانہ اور رات و دن کا پلٹنا اللہ کے حکم سے	۲۴
۷۸	رات اور دن کے فرشتوں کا الگ الگ نزول	۲۵
(فصل نمبر ۵)		
۸۰	سونے، جاگنے کے لئے رات و دن کی فطری تقسیم	۲۶

	(فصل نمبر ۶)	
۸۴	رات (Night) کی عظمت و اہمیت	۲۷
//	قرآن مجید کا نزول رات میں	۲۸
۸۵	قیامت سے قبل ایک رات میں قرآن کا اٹھالیا جانا	۲۹
۸۸	معراج کے لئے رات کا انتخاب	۳۰
۸۹	رات کے آخری حصہ کی ساعت سب سے افضل	۳۱
۹۰	ہر رات میں قبولیت کی گھڑی	۳۲
//	اللہ کا ہر رات میں آسمان دنیا پر نزول	۳۳
۹۱	رات کے اندھیرے میں نماز کے لئے مسجد جانے کی فضیلت	۳۴
۹۳	رات سے، قمری مہینہ کا آغاز	۳۵
۹۴	رات میں مُردہ، دن میں گدھا ہونا	۳۶
	(فصل نمبر ۷)	
۹۶	سونے، لیٹنے اور رات کے احکام و آداب	۳۷
//	رات کے شروع یا شام ہونے پر مسنون دعاء پڑھنا	۳۸
۹۷	رات بھر ہر قسم کے ضرر سے بچنے کی مسنون دعاء	۳۹
۹۸	رات بھر جاوگر، حاسد اور شیطان سے حفاظت کی دعاء	۴۰
۹۹	بُری رات سے حفاظت کی مسنون دعاء	۴۱
۱۰۰	غروب کے بعد بچوں کو باہر نہ نکالنا	۴۲
۱۰۲	مغرب کی نماز جلد اور عشاء کی نماز کچھ تاخیر سے پڑھنا	۴۳

۱۰۶	مغرب کے بعد مٹی یا چہل قدمی (Walking) کرنا	۴۴
۱۱۱	عشاءِ یارات کا کھانا (Dinner)	۴۵
۱۱۶	عشاء پڑھ کر جلد سونا اور اٹھ کر فجر کی نماز پڑھنا	۴۶
۱۲۳	عشاء کے بعد فضولیات سے بچنا	۴۷
۱۲۸	منکرات میں رات گزارنے سے بچنا	۴۸
۱۳۳	عشاء کے بعد ضروریات میں مشغول ہونا	۴۹
۱۴۱	رات میں سفر کرنا	۵۰
//	دوپہر اور سورج طلوع ہونے کے وقت اور عصر کے بعد سونا	۵۱
۱۵۳	بھوکا پڑوسی ہونے پر، رات گزارنے سے بچنا	۵۲
۱۵۵	راستہ اور گزرگاہ میں سونے سے پرہیز کرنا	۵۳
۱۵۸	ایسی چھت پر سونے سے پرہیز کرنا جس پر آڑ نہ ہو	۵۴
۱۶۰	سوتے وقت آگ بجھانا، برتن ڈھانکنا، دروازے بند کر دینا	۵۵
۱۶۶	تنہا مکان میں سونے اور سفر سے پرہیز کرنا	۵۶
۱۶۹	سونے سے پہلے ہاتھ دھو لینا اور مسواک کر لینا	۵۷
۱۷۱	با وضو اور پاک جسم و کپڑوں کے ساتھ سونا	۵۸
۱۷۴	جنابت یعنی وجوبِ غسل کی حالت میں سونا	۵۹
۱۷۷	سونے سے پہلے بستر جھاڑ لینا	۶۰
۱۷۹	سونے سے پہلے سرمہ لگانا	۶۱
۱۸۱	بستر پر اور سر کے نیچے تکیہ رکھ کر سونا	۶۲
۱۸۹	چارپائی (Bed) وغیرہ پر سونا	۶۳

۱۹۲	ضرورت سے زائد بستر نہ رکھنا	۶۴
۱۹۴	لیٹنے و سونے کی کیفیات	۶۵
//	دائیں کروٹ پر سونا (Sleeping on the right side)	۶۶
۱۹۸	چت لیٹ کر سونا (Sleeping on the back)	۶۷
۲۰۰	بائیں کروٹ پر سونا (Sleeping on the left side)	۶۸
۲۰۲	پیٹ کے بل یا موندھا سونا (Sleeping on the stomach)	۶۹
۲۰۴	ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹنا (Lying with crossed legs)	۷۰
۲۰۶	کعبہ کی طرف رخ یا پاؤں کر کے لیٹنا و سونا	۷۱
۲۱۲	مسجد میں لیٹنا، سونا	۷۲
۲۱۴	سوتے وقت مسنون اذکار کا اہتمام کرنا	۷۳
//	لیٹنے کے وقت ذکر اللہ نہ کرنے پر حسرت	۷۴
۲۱۵	سونے سے پہلے ذکر اللہ کی عظیم فضیلت	۷۵
۲۱۷	رات میں دس یا سو آیات پڑھنے کی فضیلت	۷۶
۲۲۱	سوتے وقت آئیہ الکرسی پڑھنا	۷۷
۲۲۳	سوتے وقت مَعُوذَاتَیْنِ اور سورہ اخلاص پڑھنا	۷۸
۲۲۵	سوتے وقت سورہ کافرون پڑھنا	۷۹
۲۲۶	سوتے وقت سورہ ملک اور سورہ سجدہ پڑھنا	۸۰
//	سوتے وقت سورہ زمر اور سورہ سجدہ پڑھنا	۸۱
۲۲۷	سوتے وقت سورہ زمر اور بنی اسرائیل پڑھنا	۸۲
۲۲۸	سوتے وقت بعض مزید سورتیں پڑھنے کا ذکر	۸۳



۲۳۲	سوتے وقت کی ایک مسنون دعاء	۸۴
//	سوتے وقت کی دوسری مسنون دعاء	۸۵
۲۳۳	سوتے وقت کی تیسری مسنون دعاء	۸۶
۲۳۴	سوتے وقت کی چوتھی مسنون دعاء	۸۷
۲۳۵	سوتے وقت کی پانچویں مسنون دعاء	۸۸
//	سوتے وقت کی چھٹی مسنون دعاء	۸۹
۲۳۶	سوتے وقت کی ساتویں مسنون دعاء	۹۰
۲۳۸	سوتے وقت تسبیحِ فاطمی پڑھنا	۹۱
۲۴۰	بے خوابی، بد خوابی اور گھبراہٹ پر مسنون اذکار پڑھنا	۹۲
//	وحشت، بے خوابی و بد خوابی کی ایک مسنون دعاء	۹۳
۲۴۴	خواب یا نیند میں سخت گھبراہٹ سے نجات کی دعاء	۹۴
۲۴۶	بے خوابی اور نیند کے اُچاٹ ہونے کی ایک اور دعاء	۹۵
۲۴۹	بُرا خواب نظر آنے پر اس کے ضرر سے بچنے کی دعاء	۹۶
۲۵۰	سوتے ہوئے کروٹ لیتے وقت کی مسنون دعاء	۹۷
۲۵۱	رات کو اُٹھ کر پیشاب یا قضاے حاجت کرنا	۹۸
۲۵۲	سونے والے کمرہ میں پیشاب کرنا	۹۹
۲۵۶	سوتے ہوئے پسینہ آنا	۱۰۰
۲۵۷	مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ لیٹنا	۱۰۱
۲۵۹	بچوں کو ایک ساتھ لیٹانا	۱۰۲
۲۶۱	بحالتِ حیض زوجہ کے ساتھ لیٹنا	۱۰۳

۲۶۳	زوجہ کے ساتھ شب باشی کرنا	۱۰۴
۲۷۲	ایک سے زیادہ بیویوں کی شب باشی میں برابری کرنا	۱۰۵
۲۷۷	زوجہ کا زوج کی ناراضگی میں رات گزارنا	۱۰۶
۲۷۸	سوئے ہوئے کے پاس سلام و کلام وغیرہ کرنا	۱۰۷
۲۸۲	رات میں گتے یا گدھے کی آواز سننے پر تعوذ پڑھنا	۱۰۸
۲۸۳	رات گزرنے سے پہلے صدقہ اور حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرنا	۱۰۹
۲۸۴	دوراتیں گزرنے سے پہلے وصیت کا اہتمام کرنا	۱۱۰
۲۸۶	دعاء کے ذریعہ بستر پر موت سے شہادت کا اجر پانا	۱۱۱
	(فصل نمبر ۸)	
۲۸۷	رات کی عبادت کی فضیلت و اہمیت	۱۱۲
۲۸۸	نبی ﷺ کا رات میں گھبرا کر اٹھنا اور عبادت کا حکم فرمانا	۱۱۳
۲۸۹	ہر رات میں قبولیت کا وقت	۱۱۴
۲۹۱	رات میں اٹھ کر نفل نماز یا تہجد کی فضیلت	۱۱۵
۲۹۴	دوسروں کو رات بھر عبادت گزاروں کی دعاء دینا	۱۱۶
۲۹۵	رات کو اٹھ کر بیوی یا شوہر کو نماز کے لئے جگانے کی فضیلت	۱۱۷
۲۹۷	رات میں سو آیات کی تلاوت پر رات بھر عبادت کا ثواب	۱۱۸
۲۹۸	رات میں قرأت بلند یا آہستہ آواز سے کرنا	۱۱۹
۲۹۹	رات کی عبادت سے متعلق چند ہدایات	۱۲۰
//	(۱)..... رات اور تہجد اور فضیلت والی راتوں میں عبادت کی فضیلت	۱۲۱
۳۰۰	(۲)..... نماز و تر رات کے شروع یا آخر حصہ میں پڑھنا	۱۲۲

۳۰۰	(۳)..... چند فضیلت والی راتیں	۱۲۳
۳۰۲	(۴)..... فضیلت والی راتوں میں انفرادی یا اجتماعی عبادت	۱۲۴
۳۰۳	(۵)..... جمعہ کی رات میں عبادت کی تخصیص کا حکم	۱۲۵
۳۰۴	(۶)..... مغرب اور عشاء کے درمیان عبادت کی فضیلت	۱۲۶
۳۰۵	رات کو اٹھ کر عبادت و نماز کا ارادہ کر کے سونے والا	۱۲۷
۳۰۷	رات کو نیند آنے کے وقت عبادت نہ کرنا	۱۲۸
۳۰۸	نیند کی وجہ سے رات کا معمول رہ جانے پر ظہر سے پہلے ادا کرنا	۱۲۹
۳۰۹	رات کو اللہ کے راستہ میں پہرہ دینے کی فضیلت	۱۳۰
۳۱۲	رات اور دن بھر کے ذکر سے افضل کلمات	۱۳۱
۳۱۴	دوسرے کو ایذا نہ پہنچانا، رات بھر کی عبادت سے افضل	۱۳۲
۳۱۵	حسنِ خلق اور بیوہ و مسکین کی کفالت سے رات بھر عبادت کا ثواب	۱۳۳
۳۱۷	دن کے گنہگار کو رات میں توبہ کی فضیلت	۱۳۴
(فصل نمبر ۹)		
۳۱۸	سونے، لیٹنے اور رات سے متعلق متفرق مسائل	۱۳۵
//	مسئلہ نمبر ۱..... مسجد میں نماز یا جمعہ کے انتظار میں نیند آنے پر حکم	۱۳۶
۳۲۱	مسئلہ نمبر ۲..... معذور کو فرض نماز لیٹ کر پڑھنے کا حکم	۱۳۷
۳۲۲	مسئلہ نمبر ۳..... سنت و نفل نماز لیٹ کر پڑھنے کا حکم	۱۳۸
۳۲۴	مسئلہ نمبر ۴..... غصہ دور کرنے کے لئے لیٹنے کا حکم	۱۳۹
//	مسئلہ نمبر ۵..... موت سے پہلے اور موت کے بعد قبلہ رخ لٹانے کا حکم	۱۴۰
۳۲۶	مسئلہ نمبر ۶..... میت کو قبر میں قبلہ رخ لٹانے کا حکم	۱۴۱

۳۲۷	مسئلہ نمبر ۷..... لیٹ کر تلاوت اور ذکر واذکار کرنے کا حکم	۱۴۲
//	مسئلہ نمبر ۸..... لیٹ کر کھانا کھانے کا حکم	۱۴۳
۳۲۸	مسئلہ نمبر ۹..... قبرستان میں سونے کا حکم	۱۴۴
//	مسئلہ نمبر ۱۰..... روزہ کی نیت رات سے کرنے کا حکم	۱۴۵
۳۳۱	مسئلہ نمبر ۱۱..... مخصوص راتوں میں مردوں کی روحیں آنے کا نظریہ	۱۴۶
۳۳۲	مسئلہ نمبر ۱۲..... رات کو جھاڑو دینے، چراغ بجھانے اور آئینہ دیکھنے کا حکم	۱۴۷
//	مسئلہ نمبر ۱۳..... رات کو ناخن کاٹنے کا حکم	۱۴۸
//	مسئلہ نمبر ۱۴..... رات کو درخت ہلانے اور کاٹنے کا حکم	۱۴۹
//	مسئلہ نمبر ۱۵..... رات کو انگلیاں چٹھانے کا حکم	۱۵۰
۳۳۳	(فصل نمبر ۱۰) جاگنے یا سوکر اٹھنے کے احکام و آداب	۱۵۱
//	سوکر اٹھنے پر ذکر کرنا	۱۵۲
۳۳۴	سوکر اٹھنے کی مسنون دعاء	۱۵۳
۳۳۵	سوکر اٹھنے کی ایک اور مسنون دعاء	۱۵۴
۳۳۶	سوکر اٹھنے کی تیسری مسنون دعاء	۱۵۵
//	تہجد میں سوکر اٹھنے کی مسنون دعاء	۱۵۶
۳۳۸	تہجد میں سوکر اٹھنے کی دوسری مسنون دعاء	۱۵۷
//	تہجد میں سوکر اٹھنے کی تیسری مسنون دعاء	۱۵۸
۳۳۹	تہجد میں سوکر اٹھنے کی چوتھی مسنون دعاء	۱۵۹

۳۴۰	سوکر اٹھنے کے بعد آنکھوں پر ہاتھ پھیرنا	۱۶۰
۳۴۱	جاگنے کے بعد برتن میں ہاتھ دھوئے بغیر نہ ڈالنا	۱۶۱
//	جاگنے کے بعد مسواک کرنا	۱۶۲
۳۴۴	بیدار ہونے کے بعد اہتمام سے ناک صاف کرنا	۱۶۳
۳۴۶	بیدار ہونے کے بعد پیشاب پاخانہ کے تقاضہ سے فارغ ہونا	۱۶۴
۳۴۹	وضو یا غسل کرنا	۱۶۵
۳۵۰	فجر کی نماز پڑھنا	۱۶۶
۳۵۴	فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا	۱۶۷
۳۵۶	سوتے ہوئے کو نماز کے لئے بیدار کرنا	۱۶۸
۳۵۹	فجر کی نماز کے لئے جاتے وقت کی مسنون دعاء	۱۶۹
۳۶۰	نماز فجر سے قبل رزق میں برکت کا وظیفہ	۱۷۰
۳۶۲	فجر کی نماز کے بعد کی مسنون دعاء	۱۷۱
//	فجر کی نماز کے بعد کا ایک مسنون ذکر	۱۷۲
۳۶۳	صبح کے وقت میں برکت کا ہونا	۱۷۳
۳۶۵	صبح کو چہل قدمی (Walking) کرنا	۱۷۴
۳۶۶	صبح کا ناشتہ (Breakfast) کرنا	۱۷۵
۳۷۵	صبح ہونے پر دنیا کے مقابلہ میں دین کو ترجیح دینا	۱۷۶
//	صبح ہونے پر زبان کی حفاظت کا عہد کرنا	۱۷۷
۳۷۶	صبح ہونے پر ابلیس کے لشکر سے حفاظت کا اہتمام کرنا	۱۷۸

۳۷۹	(فصل نمبر ۱۱) نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع و غروب کے وقت نماز پڑھنا	۱۷۹
۳۸۱	نماز کا وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہونا	۱۸۰
۳۸۲	نماز کا نیند سے بہتر ہونا	۱۸۱
//	فجر کی نماز کا انتہائی اہم ہونا	۱۸۲
۳۸۴	سوتے وقت گھڈی پر شیطان کا تین گرہیں لگانا	۱۸۳
۳۸۵	نماز کے وقت سوتے رہنے پر کان میں شیطان کا پیشاب کرنا	۱۸۴
۳۸۶	نماز کے لئے بیدار ہونے کی فکر کرنا	۱۸۵
۳۹۲	نیند اور بھول میں نماز قضاء ہونے پر کوتاہی و گناہ نہ ہونا	۱۸۶
۳۹۸	یاد آنے یا بیدار ہونے پر جلد نماز پڑھنا	۱۸۷
۴۰۴	طلوع یا غروب کے وقت آنکھ کھلنے پر فجر یا عصر پڑھنا	۱۸۸
	(فصل نمبر ۱۲)	
۴۱۷	صبح اور شام کے مسنون اذکار اور دعائیں	۱۸۹
//	رات و دن (Day and Night) کا شکر ادا کرنے کی مسنون دعاء	۱۹۰
۴۱۸	صبح و شام اور سونے سے پہلے کی ایک مسنون دعاء	۱۹۱
۴۱۹	صبح و شام سومرتبہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ کی فضیلت	۱۹۲
۴۲۰	صبح و شام کا سید الاستغفار	۱۹۳
۴۲۱	صبح و شام، اللہ کی رضا والے کلمات	۱۹۴

۴۲۲	صبح و شام کے وقت کی ایک مسنون دعاء	۱۹۵
//	صبح و شام کے وقت کی دوسری مسنون دعاء	۱۹۶
۴۲۳	صبح و شام کے وقت کی تیسری مسنون دعاء	۱۹۷
۴۲۴	صبح و شام کے وقت کی چوتھی مسنون دعاء	۱۹۸
۴۲۶	صبح و شام کی ایک جامع مسنون دعاء	۱۹۹
(فصل نمبر ۱۳)		
۴۲۸	نیند (Sleep) سے وضو ٹوٹنے کے احکام	۲۰۰
//	نیند کی حقیقت اور اس کے ابتدائی درجات	۲۰۱
۴۳۰	نیند سے وضو ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا حکم	۲۰۲
۴۳۱	نیند سے وضو ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کی احادیث و روایات	۲۰۳
۴۳۸	نیند سے وضو ٹوٹنے کے متعلق فقہائے کرام کے اقوال	۲۰۴
(فصل نمبر ۱۴)		
۴۵۷	نیند میں احتلام کے احکام	۲۰۵
//	منی، مذی اور ودی کی حقیقت	۲۰۶
۴۵۹	منی، مذی اور ودی سے متعلق احادیث و روایات	۲۰۷
۴۶۴	احتلام سے غسل کے متعلق احادیث و روایات	۲۰۸
۴۶۷	نیند میں احتلام سے متعلق چند مسائل	۲۰۹
//	مسئلہ نمبر ۱..... احتلام کی حقیقت	۲۱۰
//	مسئلہ نمبر ۲..... مرد اور عورت کو احتلام ہونا	۲۱۱

۴۶۸	مسئلہ نمبر ۳..... نیند میں احتلام سے منی خارج ہونے کا حکم	۲۱۲
//	مسئلہ نمبر ۴..... جاگنے کے بعد جسم یا کپڑے پر احتلام کا اثر دیکھنے کی صورتیں	۲۱۳
۴۷۴	مسئلہ نمبر ۵..... اگر احتلام کے اثر کی تعیین نہ ہو کہ کس کا ہے؟	۲۱۴
//	مسئلہ نمبر ۶..... احتلام کے بعد مسلمان ہونے پر غسل کا حکم	۲۱۵
۴۷۵	مسئلہ نمبر ۷..... غسل کے بعد منی کا کچھ حصہ خارج ہونے کا حکم	۲۱۶
۴۷۶	مسئلہ نمبر ۸..... روزہ یا احرام کی حالت میں احتلام ہو جانے کا حکم	۲۱۷
۴۷۷	مسئلہ نمبر ۹..... اعتکاف کی حالت میں احتلام ہو جانے کا حکم	۲۱۸
//	مسئلہ نمبر ۱۰..... احتلام کی وجہ سے لڑکے یا لڑکی کے بالغ ہونے کا حکم	۲۱۹
۴۷۸	(دوسرا باب) خواب (Dream) کے احکام و آداب	۲۲۰
۴۸۰	(فصل نمبر ۱) خواب (Dream) کی اقسام و انواع	۲۲۱
۴۸۱	خواب کی تین قسمیں	۲۲۲
۴۸۴	شیطان کو برا خواب دکھانے پر قدرت کس طرح ہوتی ہے؟	۲۲۳
۴۸۵	خواب کی تین قسموں کی تحقیق اور نفسیاتی خواب کی طبی توجیہ	۲۲۴
۴۸۷	(فصل نمبر ۲) انبیائے کرام کے خواب کا رحمانی اور وحی ہونا	۲۲۵



۴۹۲	(فصل نمبر ۳)	
	صالح مومن کے نیک اور سچے خواب کا بشارت ہونا	۲۲۶
۴۹۴	نبوت کے بعد بشارت یعنی نیک خواب باقی ہیں	۲۲۷
۴۹۶	مومن صالح کا اچھا خواب نبوت کا چھیا لیسواں جزء ہے	۲۲۸
//	سب سے سچا خواب کس کا ہوتا ہے؟	۲۲۹
۴۹۸	مومن کے خواب کا قرب قیامت میں زیادہ سچا ہونا	۲۳۰
	(فصل نمبر ۴)	
۵۰۲	خواب نظر آنے کے بعد مسنون اعمال	۲۳۱
//	برے خواب پر تھکانے، کروٹ بدلنے، تعوذ یا نماز کا حکم	۲۳۲
۵۰۵	برے خواب سے پیشگی حفاظت کی مسنون دعاء	۲۳۳
۵۰۶	بر اوکروہ خواب دوسرے کو بتانے یا سنانے کی ممانعت	۲۳۴
۵۰۹	اچھا و پسندیدہ خواب دوسرے کو بتانے یا سنانے کی اجازت	۲۳۵
۵۱۱	اچھا و پسندیدہ خواب کیسے شخص کو بتانا یا سنانا مناسب ہے؟	۲۳۶
۵۱۶	خواب سننے والے کو اچھی تعبیر نکالنے کا حکم	۲۳۷
	(فصل نمبر ۵)	
۵۲۱	جھوٹا خواب بیان کرنے کی ممانعت و قباحت	۲۳۸
//	جھوٹا خواب بیان کرنا بدترین افتراء پر دازی ہے	۲۳۹
۵۲۳	جھوٹا خواب بیان کرنے والے کو آخرت میں عذاب	۲۴۰
۵۲۵	جھوٹا خواب بیان کرنے پر سخت عذاب کی وجہ	۲۴۱

	(فصل نمبر ۶)	
۵۲۷	خواب میں زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم	۲۴۲
//	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت پر شیطان قادر نہیں	۲۴۳
۵۳۳	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کا حکم کب ہوگا؟	۲۴۴
۵۳۸	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں کوئی حکم دینا یا ممانعت فرمانا	۲۴۵
۵۴۲	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کنندہ کا درجہ و مقام	۲۴۶
	(فصل نمبر ۷)	
۵۴۴	استخارہ کے بعد خواب نظر آنے کی حیثیت	۲۴۷
//	استخارہ سے متعلق احادیث	۲۴۸
۵۴۹	استخارہ کے بعد خواب نظر آنا ضروری نہیں	۲۴۹
	(فصل نمبر ۸)	
۵۵۵	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھے ہوئے پاکیزہ خواب	۲۵۰
//	خواب میں رب تعالیٰ کی زیارت	۲۵۱
۵۶۹	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں اپنی مثال دیکھنا	۲۵۲
۵۷۲	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چند لوگوں کو عذاب میں مبتلا دیکھنا	۲۵۳
۵۷۹	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دودھ نوش کرنا اور کرانا	۲۵۴
۵۸۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ قمیص پہنے ہوئے لوگوں کو دیکھنا	۲۵۵
۵۸۳	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو دیکھنا	۲۵۶

۶۰۶	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ کو نکاح سے پہلے خواب میں دیکھنا	۲۵۷
۶۰۷	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابو بکر و عمر کو ڈول کھینچتے ہوئے دیکھنا	۲۵۸
۶۱۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابو بکر و عمر اور حضرت عثمان کو دیکھنا	۲۵۹
۶۱۲	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دیکھنا	۲۶۰
۶۲۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو جہل کو اپنی بیعت کرتے ہوئے دیکھنا	۲۶۱
۶۲۲	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں عمدہ کھجوروں کو دیکھنا	۲۶۲
۶۲۳	کالی، بکھرے بال والی عورت کو مدینہ سے نکلتے ہوئے دیکھنا	۲۶۳
۶۲۶	خواب میں تلوار کا ٹوٹنا پھر درست ہونا، گائے اور خیر کو دیکھنا	۲۶۴
۶۲۷	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں جنت کے اندر قرأت کی آواز سننا	۲۶۵
۶۲۸	سمندری بیڑے پر لوگوں کو جہاد کا سفر کرتے ہوئے دیکھنا	۲۶۶
۶۳۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت میں حضرت عمر کے محل کی زیارت کرنا	۲۶۷
۶۳۲	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کو دیکھنا	۲۶۸
(فصل نمبر ۹)		
۶۳۵	دوسروں کے خوابوں پر نبی ﷺ کی تعبیرات و جوابات	۲۶۹
۶۳۶	خواب میں اذان دیتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر	۲۷۰
۶۳۹	سر کٹنے کے بعد لڑھکتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر	۲۷۱
۶۴۱	مَا شَاءَ اللَّهُ، وَمَا شَاءَ مُحَمَّدٌ کہنے پر ناپسندیدگی کی نبوی تعبیر	۲۷۲
۶۴۴	شہید سے پہلے جنت میں داخلہ یا بلند مقام کی نبوی تعبیر	۲۷۳
۶۴۸	شہد اور گھی کو چاٹنے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر	۲۷۴

۶۴۹	سایہ، شہد اور گھی دیکھنے کی نبوی تعبیر	۲۷۵
۶۵۲	باغ، ستون اور مضبوط حلقہ دیکھنے کی نبوی تعبیر	۲۷۶
۶۵۴	چند شہداء کو جنت میں دیکھنے کی نبوی تعبیر	۲۷۷
۶۵۶	فرشتوں کے جہنم کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر	۲۷۸
۶۵۸	جنت میں اڑتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر	۲۷۹
۶۵۹	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تین چاند دیکھنے کی نبوی تعبیر	۲۸۰
۶۶۱	زمین کو آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر	۲۸۱
۶۶۲	سورہ ”ص“ کے سجدہ پر چیزوں کو سجدہ میں دیکھنے کی نبوی تعبیر	۲۸۲
	(فصل نمبر ۱۰)	
۶۶۳	صحابہ کرام کے دیکھے ہوئے مبارک خواب	۲۸۳
//	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل تدفین کے طریقہ کی خواب میں ہدایت	۲۸۴
۶۶۴	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مرغ کو ٹھونگ مارتے ہوئے دیکھنا	۲۸۵
۶۶۶	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ افطار کرتے ہوئے دیکھنا	۲۸۶
۶۶۷	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کو دیکھنا	۲۸۷
۶۶۸	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بھجور کھاتے ہوئے دیکھنا	۲۸۸
۶۶۹	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خون کا پیشاب دیکھنے والے کو تعبیر	۲۸۹
۶۷۰	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لومڑی نکلتے ہوئے دیکھنے والے کو تعبیر	۲۹۰
//	حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا فتنہ کے وقت خواب دیکھنا	۲۹۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تمہید

(از مؤلف)

عقل انسان کی ایک حالت وہ ہوتی، جس میں اسے اچھا اور بُرا کام کرنے کی تمیز اور اختیار ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے عقل، بالغ انسان اس حالت میں عام شرعی احکام کا مکلف اور پابند ہوتا ہے، اس حالت کو بیداری اور جاگنے کی حالت کہا جاتا ہے۔

اور دوسری حالت وہ ہوتی ہے، جس میں اسے اچھا اور برا کام کرنے کا اختیار نہیں ہوتا، اور اسی وجہ سے وہ اس حالت میں عموماً شرعی احکام کا مکلف اور پابند نہیں ہوتا، اس حالت کو نیند اور خواب کی حالت کہا جاتا ہے، اور کوئی بھی انسان بلکہ جانور ایسا نہیں کہ جسے اپنی زندگی میں نیند اور بیداری کی دونوں حالتوں سے گزرنا نہ پڑتا ہو، اگرچہ نیند اور بیداری کی حالت کی نوعیت اور اس کا طریقہ کار ہر مخلوق کا دوسرے سے کچھ مختلف ضرور ہو سکتا ہے، تاہم اس بات پر عقلاء، حکماء اور اطباء کا اتفاق ہے کہ جس طرح انسان اور جانور کو جاگنے اور بیداری کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح نیند کی بھی ضرورت ہوتی ہے، اور قدرت کی طرف سے بھی دن اور رات کی حالتیں ان دونوں تقاضوں کو پورا کرنے کی مناسبت سے پیدا کی گئی ہیں، چنانچہ دن کی حالت عادتاً اور فطرتاً بیداری کی حالت سے مناسبت رکھتی ہے، اور رات کی حالت نیند کی حالت سے مناسبت رکھتی ہے۔

طبی اعتبار سے جاگنے کی حالت، حرکت کی حالت کہلاتی ہے، اور نیند کی حالت، سکون کی حالت کہلاتی ہے، اور حرکت اور سکون کی دونوں حالتیں ایک دوسرے کے برعکس حالتیں ہیں، اسی طرح نیند اور بیداری کی حالتیں بھی ایک دوسرے کے برعکس حالتیں ہیں۔

سائنسی اعتبار سے انسانی صحت و تن درستی بلکہ زندگی و حیات قائم و باقی رکھنے کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں، ان میں نیند و بیداری یعنی سونا اور جاگنا چوٹی کی چیزوں میں سے ہے۔

انسانی جسم کے لئے جسم کو حرکت و سکون دینا ضروری ہے اور جاگنے و بیداری کی حالت میں جسم کو حرکت ہوتی رہتی ہے، اور نیند و سونے کے وقت سکون حاصل ہوتا ہے، حرکت سے حرارت

(وگرمی) پیدا ہوتی ہے اور سکون سے برودت (وسردی) اس لئے جب انسان سوتا ہے تو جسم میں تری اور سردی کے اثرات بڑھ جاتے ہیں، بیرونی اعضاء ٹھنڈے ہو جاتے ہیں، اور اسی وجہ سے نیند میں کپڑا وغیرہ اوڑھنے کی ضرورت ایسے شخص کو بھی محسوس ہوتی ہے جسے جاگتے ہوئے محسوس نہیں ہوتی، اور جاگنے کی حالت میں گرمی اور خشکی کے اثرات بڑھتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ اگر نیند یا بیداری میں بے قاعدگی پیدا ہو جائے تو جسم میں سردی و تری، یا گرمی و خشکی کے امراض پیدا ہو جائیں گے۔

کیونکہ قدرت کے قانون کے مطابق جب تک تمام کام و افعال پورے ہوتے رہتے ہیں، تن درست اور صحت بحال رہتی ہے، لیکن اس کے خلاف اگر کسی کام و فعل میں بھی کمی، زیادتی ہو جائے تو اس کو مرض و بیماری کہا جاتا ہے، جاگنے کی حالت میں کام کاج کرنے کی وجہ سے جسمانی یا دماغی طاقتیں اور صلاحیتیں استعمال ہوتی رہتی ہیں، جس کے نتیجہ میں جسم کا کچھ نہ کچھ حصہ تحلیل ہوتا اور گھٹتا رہتا ہے اور تھکن پیدا ہوتی رہتی ہے، انسانی جسم کی یہ ضرورت اور کمی غذا کے علاوہ نیند کی مناسب اور طبعی مقدار سے پوری ہوتی ہے، اسی لئے اگر کسی انسان کو اچھی سے اچھی غذا کھلائی پلائی جائے، لیکن دو چار دن نیند سے محروم رکھا جائے تو ایسا شخص جسمانی و دماغی کام کرنے کے قابل نہیں رہتا اور تھک کر چور ہو جاتا ہے، اور اسی لئے بہت سے ٹریفک کے حادثات نیند کی وجہ سے پیش آتے ہیں۔ مناسب مقدار میں سونے اور نیند کرنے سے انسان کے جسم کو پوری طرح راحت و آرام حاصل ہوتا ہے، تھکا ہوا جسم سو کر بیدار ہونے کے بعد چست و چو بند ہو جاتا ہے اور نئے سرے سے کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے، جس طرح مشینری گرم ہونے پر وقفہ کے بعد دوبارہ کام کرنے کے قابل ہو جاتی ہے۔

پھر انسانی زندگی کا اگر آدھا نہیں تو اس سے کچھ کم و بیش حصہ نیند کی حالت میں گزرتا ہے، بچپن اور جوانی میں عادتاً نیند کی مقدار بڑھاپے کے مقابلہ میں کچھ زیادہ ہوتی ہے، البتہ مختلف احوال اور کیفیات میں، نیند کی مقدار میں کمی، بیشی اور اتار چڑھاؤ لگا رہتا ہے، اور جب تک انسان کی نیند اور بیداری کی مقدار، اس کی اپنی شان کے مطابق اعتدال پر رہتی ہے، تو یہ صحت کی علامت سمجھی جاتی

ہے، اور جب اعتدال سے خارج ہو جاتی ہے، مثلاً نیند میں غیر معمولی کمی واقع ہو جاتی ہے، یا غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے، تو یہ بیماری کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

دین اسلام چونکہ فطری، حقیقی اور معتدل مذہب ہے، جس میں فطری امور اور حقائق ملحوظ رکھے گئے ہیں، اس لئے اس کی تعلیمات و ہدایات بھی فطرت و حقیقت کے مطابق اور اعتدال پر مبنی ہیں، اور کیونکہ انسان کو ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے، جو کہ عبادت ہے، اس لئے دین اسلام کی طرف سے انسانیت کو ایسی قیمتی و جامع تعلیمات و ہدایات فراہم کی گئی ہیں کہ جن کی رو سے اس کی نیند کی حالت بھی عبادت میں شمار ہو جاتی ہے، اور اس حالت میں پیش آنے والے احوال اور واقعات انسان کی رہنمائی و ہدایت کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

نیند اور خواب کی حالت کو سب سے بڑی خصوصیت یہ حاصل ہے کہ اس کو موت کے ساتھ مشابہت حاصل ہے، احادیث میں نیند کو موت کی بہن اور ایک طرح کی موت قرار دیا گیا ہے۔

اس لئے اتنی اہم چیز کے احکام و آداب سے، ہر انسان اور بطور خاص ایک مسلمان کو واقفیت بہت ضروری ہے، تاکہ اپنی زندگی کے نیند میں مشغول ایک بڑے حصہ کو بھی عبادت کے زمرہ میں شامل کر سکے، اور اس سے پوری اور صحیح طرح مستفید ہو سکے، اور اس کے متعلق پائی جانے والی بے اعتدالیوں سے نجات حاصل کر کے، صحت و تن درستی کی نعمت سے فائدہ اٹھا سکے۔

اسی غرض سے بندہ نے قرآن و سنت کی روشنی میں ”نیند اور خواب کے احکام و آداب“ سے متعلق یہ مدلل و مفصل کتاب مرتب کی ہے، جس کے پہلے حصہ میں سونے، جاگنے اور رات و دن سے متعلق احکام و آداب اور دوسرے حصہ میں خواب سے متعلق احکام و آداب کو جمع کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں مقبول و منظور فرمائے، اور سب مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کو اپنے رات دن کے اوقات اپنی رضامندی والے کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

فقط

محمد رضوان۔ مورخہ ۲/ ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ۔ ۰۹/ ستمبر/ ۲۰۱۳ء بروز پیر

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پہلا باب)

## سونے، جاگنے اور رات و دن کے احکام و آداب

سونا اور جاگنا، یا نیند و بیداری انسان کی ضرورت بھی ہے اور عبادت بھی، جس کے لئے شریعت کی طرف سے مختلف احکام مقرر کئے گئے ہیں، اور ایسی تعلیمات و ہدایات فراہم کی گئی ہیں کہ جن کو ملحوظ رکھنے سے ایک مؤمن کا سونا، جاگنا، نیند اور بیداری، سب ہی چیزیں عبادت بن جاتی ہیں، اور اسی کے ساتھ صحت و تن درستی بھی قائم رہتی ہے، چین و سکون کے ساتھ زندگی گزرتی ہے، اور اس کے نتیجہ میں دنیا و آخرت کا نظام عمدہ طریقہ پر چلتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نیند و بیداری یا سونے و جاگنے کے لئے رات و دن کا فطری نظام قائم فرمایا ہے، جس کو فطرت کے مطابق استعمال کرنے سے، انسان دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی حاصل کرتا ہے، اور اس کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں طرح طرح کے نقصانات اُٹھاتا اور بے چینی و بے سکونی کا سامنا کرتا ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ انسان اور خاص کر ایک مؤمن بندہ، اللہ تعالیٰ کے قائم کئے ہوئے فطری نظام کو سمجھے، اور شریعت کی طرف سے نیند و بیداری اور سونے، جاگنے سے متعلق احکامات و ہدایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی زندگی گزار کر دنیا و آخرت میں سرخرو ہو۔

اسی ضرورت و مقصد کے لئے سونے، جاگنے اور رات و دن سے متعلق احکام و آداب کا مفصل و مدلل انداز میں ذکر کیا جاتا ہے، اور ان میں سے ہر ایک موضوع کو اہمیت کے پیش نظر الگ الگ فصلوں کے تحت ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ عوام کے ساتھ علمی ذوق رکھنے والے حضرات کو بھی سمجھنے میں دقت و تکلیف کا سامنا نہ ہو، اور قرآن و سنت کے پاکیزہ الفاظ اور ان کے معانی سے مستفید ہونے کی نعمت بھی میسر ہو۔



## (فصل نمبر ۱)

### نیندا اور موت میں مشابہت

قرآن و سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ نیندا اور موت میں بڑا قریبی تعلق اور مشابہت ہے۔ قرآن مجید اور صحیح احادیث میں نیندا کو موت یا وفات سے تعبیر کیا گیا ہے، اور ان دونوں کو بہت قریب کر کے پیش کیا گیا ہے، جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

### نیند میں جانوں کی وفات

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ  
الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ فِي  
ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (سورة الزمر، رقم الآية ۴۲)

ترجمہ: اللہ ہی جانوں کو ان کی موت کے وقت وفات دیتا ہے اور ان جانوں کو بھی جن کی موت ان کے سونے کے وقت نہیں آئی، پھر ان جانوں کو روک لیتا ہے، جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک مقررہ مدت تک بھیج دیتا ہے، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقینی نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں (سورہ زمر)

قرآن مجید ہی میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ  
لِيُقَضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ  
(سورة الانعام، رقم الآية ۶۰)

ترجمہ: اور وہی (اللہ) ہے جو رات میں تمہیں وفات دیدیتا ہے، اور جو کچھ تم دن

میں کھاتے ہو وہ جانتا ہے، پھر وہ تمہیں دن میں اٹھا دیتا ہے، تاکہ (تمہاری زندگی کی) مقررہ میعاد پوری کر دی جائے، پھر تمہارا لوٹنا اسی کی طرف ہے، پھر وہ (بروز قیامت) تمہیں ان (تمام اعمال) سے خبردار کر دے گا، جو تم کرتے رہے (سورہ انعام)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نیند اور رات کے وقت جانوں کو وفات دینے کا حکم لگایا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نیند کے وقت بھی جانوں پر ایک طرح کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ ۱

۱ (اللہ یتوفی الأنفس حين موتها و یتوفی (التي لم تمت في منامها) أي یتوفاها وقت النوم (فيمسك التي قضى عليها الموت ويرسل الأخرى إلى أجل مسمى) أي وقت موتها والمرسلة نفس التمييز تبقى بدونها نفس الحياة بخلاف العكس (إن في ذلك) المذكور (آيات) دلالات (للقوم يتفكرون) فيعلمون أن القادر على ذلك قادر على البعث وقریش لم يتفكروا في ذلك (تفسير الجلالين، سورة الزمر، تحت رقم الآية ۴۲)

(وهو الذي یتوفاكم بالليل) يقبض أرواحكم عند النوم (ويعلم ما جرحتم) كسبتم (بالنهار ثم يبعثكم فيه) أي النهار برد أرواحكم (ليقضی أجل مسمى) هو أجل الحياة (ثم إليه مرجعكم) بالبعث (ثم يبعثكم بما كنتم تعملون) فيجازيكم به (تفسير الجلالين، سورة الانعام، تحت رقم الآية ۶۰)

والتحقيق أن الآية تتناول النوعين؛ فإن الله ذكر توفيتين: توفى الموت وتوفى النوم وذكر إمسك المتوفاة وإرسال الأخرى. ومعلوم أنه يمسك كل ميتة سواء ماتت في النوم أو قبل ذلك؛ ويرسل من لم تمت. وقوله: (یتوفی الأنفس حين موتها) يتناول ما ماتت في اليقظة وما ماتت في النوم؛ فلما ذكر التوفيتين ذكر أنه يمسكها في أحد التوفيتين ويرسلها في الأخرى؛ وهذا ظاهر اللفظ ومدلوله بلا تكلف. وما ذكر من التقاء أرواح النيام والموتى لا ينافي ما في الآية؛ وليس في لفظها دلالة عليه؛ لكن قوله: (فيمسك التي قضى عليها الموت) يقتضى أنه يمسكها لا يرسلها كما يرسل النائمة؛ سواء توفاه في اليقظة أو في النوم (مجموع الفتاوى لابن تيمية، ج ۵، ص ۴۵۴)

اللہ یتوفی الأنفس أي يقبضها عن الأبدان بأن يقطع تعلقها تعلق التصرف فيها عنها حين موتها أي في وقت موتها والتي لم تمت أي یتوفی الأنفس التي لم تمت في منامها متعلق -بیتوفى- أي یتوفاها في وقت نومها على أن منام اسم زمان، وجوز فيه كونه مصدرا ميميا بأن يقطع سبحانه تعلقها بالأبدان تعلق التصرف فيها عنها أيضا فتوفى الأنفس حين الموت وتوفى في وقت النوم بمعنى قبضها عن الأبدان وقطع تعلقها بها تعلق التصرف إلا أن توفى حين الموت قطع تعلقها بها تعلق التصرف ظاهرا أو باطنا وتوفى في وقت النوم قطع لذلك ظاهرا فقط، (روح المعاني، ج ۲، ص ۲۶۲، سورة الزمر، تحت رقم الآية ۴۲)

## نیند موت کی بہن ہے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: النَّوْمُ أَخُو الْمَوْتِ، وَلَا يَنَامُ

أَهْلُ الْجَنَّةِ (المعجم الاوسط، رقم الحديث ۸۸۱۶، و رقم الحديث ۹۱۹) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند موت کی بہن ہے، اور اہل

جنت سوئیں گے نہیں (طبرانی)

مطلب واضح ہے کہ جس طرح بہن بھائی کی اصل اور جڑ ایک ہوتی ہے، اور کسی ایک باپ یا ماں سے دونوں کا تعلق ہوتا ہے، اسی طرح نیندا اور موت بھی ایک اصل سے تعلق رکھتے ہیں، اور جنت میں موت کا وجود نہیں، اس لئے اہل جنت کو سونے اور نیند کرنے کی ضرورت نہیں، اور جنت میں اللہ تعالیٰ نے عیش و راحت اور چین و سکون کے لئے نیند سے اعلیٰ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں، اس لئے جنت میں نیند کی ضرورت بھی نہیں۔

## نیند میں روحوں کا قبض کر لیا جانا، جاگنے پر لوٹا دیا جانا

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حِينَ نَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ

قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ، وَرَدَّهَا حِينَ شَاءَ، فَقَضُوا حَوَائِجَهُمْ،

وَتَوَضَّعُوا إِلَيَّ أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَضَّتْ، فَقَامَ فَصَلَّى (بخاری، رقم

الحديث ۷۴۷۱)

۱۔ قال الهيتمي: رواه الطبرانی في الأوسط، والبزار، ورجال البزار رجال الصحيح (مجمع

الزوائد، رقم الحديث ۱۸۷۴۰، باب أهل الجنة لا ينامون)

وقال الالبانی: وبالجملة، فالحديث صحيح من بعض طرقه عن جابر، والله أعلم (سلسلة الاحاديث

الصحيحة، ج ۳ ص ۷۴، تحت رقم الحديث ۱۰۸۷)

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ایک مرتبہ سفر میں فجر کی نماز کے وقت جب سوتے رہ گئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (بیدار ہونے کے بعد) فرمایا کہ بے شک اللہ تمہاری روحوں کو جب چاہے قبض کر لیتا ہے اور جب چاہے واپس لوٹا دیتا ہے، پھر انہوں نے قضائے حاجت کی، اور وضو کیا، یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہو کر روشن ہو چکا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، اور آپ نے نماز پڑھائی (بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند کے وقت اللہ کی طرف سے روحوں کو قبض کر لیا جانا بتلایا۔  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت ذی حجر حبشی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کے واقعہ میں مروی ہے کہ:

فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَرَطْنَا، قَالَ لَا، قَبِضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَرْوَاحَنَا وَقَدْ رَدَّهَا إِلَيْنَا، وَقَدْ صَلَّيْنَا (مسند احمد) ۱

ترجمہ: تو ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! ہم نے (فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کی وجہ سے) کوتاہی کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، اللہ عزوجل نے ہماری روحوں کو قبض کر لیا تھا، اور ان کو ہماری طرف لوٹا دیا، اور ہم نے نماز پڑھ لی (مسند احمد)

اور حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے مروی ایک مرسل روایت میں فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کے واقعہ میں مروی ہے کہ:

فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللَّهَ قَبِضَ أَرْوَاحَنَا، وَلَوْ شَاءَ لَرَدَّهَا إِلَيْنَا فِي

۱ رقم الحدیث ۱۶۸۲۴، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۴۶۶۲، مسند الشامیین للطبرانی، رقم الحدیث ۱۰۷۴ (فی حاشیة مسند احمد: إسناده حسن.)

وقال الهیثمی: رواه أحمد والطبرانی فی الأوسط، ورجال أحمد ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۹۳، باب فیمن نام عن صلاة أو نسیها)

حِينَ غَيْرِ هَذَا (موطا مالک، باب النوم عن الصلاة)  
 ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! بے شک اللہ نے  
 ہماری روجوں کو (نیند کی وجہ سے) قبض کر لیا تھا، اور اگر اللہ چاہتا، تو اُن روجوں کو  
 اس وقت کے علاوہ (کسی اور وقت) لوٹاتا (موطا مالک)  
 اس طرح کی حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، جس میں  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هَذِهِ الْأَرْوَاحَ عَارِيَّةَ فِي أَجْسَادِ الْعِبَادِ يَقْبِضُهَا  
 وَيُرْسِلُهَا إِذَا شَاءَ.

ترجمہ: اے لوگو! یہ روجیں بندوں کے جسموں میں عاریت (وامانت) ہیں، اللہ  
 جب چاہے اُن کو قبض کر لیتا ہے، اور جب چاہے واپس کر دیتا ہے (بزار) ۱

اور حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرِهِ الَّذِي نَامُوا فِيهِ  
 حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْكُمْ

۱۔ وحدثنا عمر بن محمد بن محمد بن الحسن، حدثنا أبي عن عتبة أبي عمرو، عن  
 الشعبي، عن أنس، قال: كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فقال: من  
 يكأنا الليلة؟ قلت: أنا فنام ونام الناس ونمت فلم نستيقظ إلا بحر الشمس فقال: أيها  
 الناس إن هذه الأرواح عارية في أجساد العباد يقبضها ويرسلها إذا شاء فاقضوا  
 حوائجكم على رسلكم فقضينا حوائجنا على رسلنا وتوضأنا وتوضأ النبي صلى الله عليه  
 وسلم وصلى ركعتي الفجر قبل الصلاة، ثم صلى بنا (مسند البزار، رقم الحديث  
 ۷۴۷۴)

قال البزار: وهذا الحديث لا نعلم رواه عن الشعبي، عن أنس إلا عتبة، ولا حدث به إلا محمد بن  
 الحسن الأسدي.

وقال الهيثمي: رواه البزار، وفيه عتبة أبو عمرو وروى عن الشعبي وروى عنه محمد بن الحسن  
 الأسدي، ولم أجد من ذكره، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث  
 ۱۸۰۲، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

أَرْوَاحِكُمْ، فَمَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا اسْتَيْقَظَ، وَمَنْ نَسِيَ  
صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۸۹۵) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس سفر میں جس میں وہ سورج طلوع  
ہونے تک سوتے رہ گئے تھے، فرمایا کہ تم (نیند کی وجہ سے) فوت ہو گئے تھے، تو  
اللہ نے تمہاری طرف تمہاری روحوں کو لوٹا دیا ہے، پس جو کوئی نماز سے سوتا رہ  
جائے تو اسے چاہئے کہ جب بیدار ہو تو نماز پڑھ لے، اور جو کوئی نماز بھول  
جائے، تو اسے چاہئے کہ جب یاد آئے، تو نماز پڑھ لے (ابو یعلیٰ)

مذکورہ احادیث و روایات میں سونے کے وقت، اللہ کی طرف سے روحوں کو قبض کر لینے کی  
وضاحت ہے، جن سے معلوم ہوا کہ نیند میں ایک طرح سے موت واقع ہو جاتی ہے، اور بیدار  
ہونے یا جاگنے پر اللہ، روحوں کو جسموں میں دوبارہ واپس لوٹاتا ہے۔

اور سونے سے پہلے اور جاگنے کے بعد کی کئی مسنون دعاؤں سے بھی اس بات کی تائید ہوتی  
ہے کہ نیند میں ایک طرح کی موت واقع ہو جاتی ہے، اور جاگنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے  
ایک طرح کی حیات و زندگی عطا کی جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر آتے تھے، تو یہ دعا پڑھتے تھے کہ:

اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أُمُوتُ وَأَحْيَا.

یعنی اے اللہ! میں آپ کے نام سے مرتا ہوں، اور زندہ ہوتا ہوں۔

اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے کہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ.

۱ فی حاشیة مسند ابی یعلیٰ: إسناده صحيح.

وقال الهيثمي: رواه أبو يعلى والطبرانی في الكبير، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم  
الحدیث ۱۸۰۳، باب فیمن نام عن صلاة أو نسيها)

یعنی ہر قسم کی تعریف اس اللہ کے لئے ہے، جس نے ہمیں، ہمارے مرجانے کے بعد زندہ کر دیا، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (بخاری) ۱۔  
سونے سے پہلے اور جاگنے کے بعد کی اس دعاء میں واضح طور پر نیند کو موت کا اور جاگنے کو زندہ ہونے کا نام دیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیدار ہونے پر یہ دعاء پڑھنی چاہئے کہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَاقَبَنِي فِيْ جَسَدِيْ، وَرَدَّ عَلَيَّ رُوْحِيْ وَاَذِنَ لِيْ  
بِدُكُوْرِيْ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں، جس نے میرے جسم کو عاقبت عطاء فرمائی، اور مجھ پر میری روح کو لوٹا دیا، اور مجھے اپنا ذکر کرنے کی توفیق بخشی (ترمذی) ۲۔  
سو کر اٹھنے کی اس مسنون دعاء میں بھی جاگنے اور بیدار ہونے پر اللہ کی طرف سے روح کو لوٹا دینے کی وضاحت موجود ہے۔

معلوم ہوا کہ جب انسان سو جاتا ہے، تو ایک طرح کی موت واقع ہو جاتی ہے، اور جب

۱۔ عن حذيفة رضى الله عنه، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أخذ مضجعه من الليل، وضع يده تحت خده، ثم يقول: اللهم باسمك أموت وأحيا وإذا استيقظ قال: الحمد لله الذى أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور (بخارى، رقم الحديث ۲۳۱۴)  
۲۔ عن أبى هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " إذا قام أحدكم عن فراشه ثم رجع إليه فلينفضه بصنفة إزاره ثلاث مرات، فإنه لا يدري ما خلفه عليه بعد، فإذا اضطجع فليقل: باسمك ربى وضعت جنبى، وبك أرفعه، فإن أمسكت نفسى فارحمها، وإن أرسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين، فإذا استيقظ فليقل: الحمد لله الذى عاقبني فى جسدى، ورد على روحى وأذن لى بدكوري (ترمذى، رقم الحديث ۳۴۰۱)

قال الترمذى: وفى الباب عن جابر، وعائشة: وحديث أبى هريرة حديث حسن، وروى بعضهم هذا الحديث وقال: فلينفضه بداخله إزاره.

وقال الحافظ العسقلانى: هذا حديث حسن من هذا الوجه بهذا السياق، وأصل شرطه الأول صحيح (نتائج الأفكار، ج ۱، ص ۱۱۳)

انسان سو کر بیدار ہوتا ہے تو وہ گویا کہ ایک نئی زندگی حاصل کرتا ہے، اس لئے اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر لازم ہے، اور موت کی بہن ہونے کی وجہ سے، نیند کو حقیقی موت اور اس کے بعد بروز قیامت دوبارہ زندہ ہونے کے یاد کرنے کا ذریعہ بنانا چاہئے، اسی لئے سو کر اٹھنے کی بعض دعاؤں کے آخر میں قیامت اور حشر کا ذکر کیا گیا ہے۔

## نیند میں مُردوں کی روحوں سے ملاقات

نیند چونکہ موت کی بہن ہے، اور نیند کو موت کے ساتھ قریبی تعلق اور مشابہت حاصل ہے، اسی لئے سوتے ہوئے خواب میں انسان کی روح کی مُردوں کی روح سے ملاقات ممکن ہے۔

چنانچہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا قَالٍ: تَلْتَقِي أَرْوَاحَ الْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ فِي الْمَنَامِ، فَيَتَسَاءَلُونَ بَيْنَهُمْ، فَيُمْسِكُ اللَّهُ أَرْوَاحَ الْمَوْتَى وَيُرْسِلُ أَرْوَاحَ الْأَحْيَاءِ إِلَى أَجْسَادِهَا (المعجم الأوسط للطبرانی) ۱

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول (سورہ زمر میں مذکور) "اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا" کے بارے میں فرمایا کہ نیند میں زندوں اور مُردوں کی روحوں ملاقات کرتی ہیں، اور وہ آپس میں سوال کرتی ہیں،

۱ رقم الحدیث ۱۲۲، واللفظ لله، العظمة لابی الشيخ الاصبهانی، رقم الحدیث ۲۳۱۔  
قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، ورجاله رجال الصحیح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۱۳۱۲، کتاب التفسیر، سورة الزمر)  
قال الحوینی: قال الطبرانی "لم یروہ عن مطرف، إلا موسی" قُلْتُ: رضی اللہ عنک اقلم یتفرد به موسی، بل تابعه أبو یوسف یعقوب بن إبراهیم القاضی صاحب أبي حنیفة، ثنا مطرف بسنده سواء. أخرجه أبو الشيخ فی "کتاب العظمة قال: حدثنا أبو یعلی، ثنا أبو الربیع الزهرانی ثنا أبو یوسف القاضی. وأخرج الضیاء فی "المختارة" من طریق إبراهیم بن عبد اللہ الهروری، ثنا أبو یوسف. قال الضیاء: "لو وقع للطبرانی رحمه الله رواية أبي یوسف عن مطرف لم یقل ما قال (تنبیة الهاجذ، لابن اسحاق الحوینی، ج ۲ ص ۱۲۸، تحت رقم الحدیث ۱۸۰)



پھر اللہ، مُردوں کی روحوں کو تو روک لیتا ہے، اور زندوں کی روحوں کو ان کے جسموں کی طرف واپس بھیج دیتا ہے (طبرانی)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

فِي قَوْلِهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: (اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا) قَالَ: يَجْمَعُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَ أَرْوَاحِ الْأَحْيَاءِ، وَبَيْنَ أَرْوَاحِ الْأَمْوَاتِ فَيَتَعَارَفَانِ بَيْنَهُمَا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَتَعَارَفَا، فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ، وَيُرْسِلُ الْأُخْرَى إِلَى أَجْلِ مُسَمًّى (العظمة للاصبهاني) ۱

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے قول ”اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا“ کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ اللہ عزوجل زندوں کی روحوں اور مُردوں کی روحوں کو جمع فرمادیتے ہیں، پھر وہ جو کچھ اللہ چاہتا ہے، آپس میں تعارف حاصل کرتی ہیں، پھر اللہ جن روحوں پر موت کا فیصلہ کرتا ہے، اُن کو روک لیتا ہے، اور دوسری روحوں کو ایک مقررہ وقت تک (دنیا میں) بھیج دیتا ہے (اصبہانی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ لَتَلْتَقِينَ عَلَيَّ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، وَمَا رَأَى وَاحِدًا مِنْهُمَا صَاحِبَهُ (مسند احمد) ۲

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمنین کی روحوں آپس میں ایک دن اور ایک رات کی مسافت کے فاصلہ پر بھی (نیندا اور خواب میں) ملاقات کر لیتی ہیں، حالانکہ اُن میں سے ایک نے دوسرے کو دیکھا ہوا نہیں ہوتا (مسند احمد)

۱ لابی الشیخ الاصبهانی، رقم الحدیث ۴۲۹.

۲ رقم الحدیث ۷۰۴۸، ورقم الحدیث ۶۶۳۶.

فی حاشیة مسند احمد تحت رقم الحدیث ۷۰۴۸: حدیث حسن.

وفی حاشیة مسند احمد تحت رقم الحدیث ۶۶۳۶: حدیث حسن، ابن لہیعة قد توبع، ودراج:

هو ابن سمعان أبو السمح.

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي أَسْجُدُ عَلَى جَبْهَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ فَقَالَ: إِنَّ الرُّوحَ لَيَلْقَى الرُّوحَ (السنن الكبرى للنسائي) ۱  
ترجمہ: میں نے نیند میں دیکھا، گویا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ  
کر رہا ہوں، تو انہوں نے اس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ (نیند و خواب میں) روح کی روح سے ملاقات ہوگی (سنن کبریٰ نسائی)  
معلوم ہوا کہ خواب میں سونے والے کی روح کی مردوں کی روح سے ملاقات ہو سکتی ہے،  
کیونکہ نیند اور موت کا باہمی قریبی تعلق ہے۔

## قبر میں میٹھی نیند اور راحت یا تکلیف

نیند کو چونکہ موت کے ساتھ مشابہت حاصل ہے، اس لئے نیک صالح مؤمن کے قبر میں پہنچنے  
کے بعد بھی اس کو میٹھی نیند سونے کی نعمت عطا کی جاتی ہے۔  
چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قُبِرَ أَحَدُكُمْ أَوْ الْإِنْسَانُ  
أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أُرْزَقَانِ يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا: الْمُنْكَرُ وَالْآخَرُ: النَّكِيرُ

۱ رقم الحدیث ۷۵۸۴۔

قال الالبانی: والسیاق لأحمد، وزیادة عفان للنسائی، والروایة الأخری للطبرانی، وإسنادهم  
صحيح، رجاله كلهم ثقات. وقال الهیثمی فی "مجمع الزوائد": رواه أحمد بأسانید أحدها هذا،  
وهو متصل، ..ورواه الطبرانی ورجا لهما ثقات. "ولالتقاء الأرواح شاهد من حدیث ابن عمرو  
مرفوعاً؛ مخرج فی الكتاب الآخر لزیادة فیہ برقم ۱۹۳۷. (تبیہ): قوله: (لتلقى) هكذا وقعت  
هذه الكلمة عند النسائی، وكذا فی "المصنف"، ووقعت فی ابن سعد وأحمد (لا یلقى) بالنفی!  
وأظنه محرفاً لمنافاته للسیاق وللشاهد المذكور. ولما ذكره الهیثمی معزواً لأحمد؛ ذكره علی  
الصواب، وكذلك هو فی "کنز العمال) بروایة ابن أبی شیبة وأبی نعیم. والله أعلم. وقد جاء  
الحدیث عن خزیمة بلفظ: "صدق رؤیاك"، وهو مخرج فی "المشكاة). (سلسلة الأحادیث  
الصحيحة، تحت رقم الحدیث ۳۲۶۲)

فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ؟ فَهُوَ قَائِلٌ مَا كَانَ يَقُولُ فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا قَالَ: هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَيَقُولَانِ لَهُ: إِنْ كُنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّكَ لَتَقُولُ ذَلِكَ ثُمَّ يُفْسَخُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِينَ ذِرَاعًا وَيُنَوَّرُ لَهُ فِيهِ فَيَقَالُ لَهُ: نَمُ فَيَنَامُ كَنَوْمَةِ الْعُرُوسِ الَّتِي لَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهَا إِلَيْهِ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ.

وَإِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ: لَا أَدْرِي كُنْتَ أَسْمَعُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَكُنْتُ أَقُولُهُ فَيَقُولَانِ لَهُ: إِنْ كُنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ ذَلِكَ ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ: ائْتِي عَالِيَهُ فَتَلْتِمُ عَلَيْهِ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهَا أَضْلَاعَهُ فَلَا يَزَالُ مُعَذَّبًا حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ (صحيح ابن حبان) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص یا انسان کو قبر (وبرزخ) میں پہنچا دیا جاتا ہے، تو اس کے پاس دو سیاہ، نیلے رنگ کے فرشتے آتے ہیں، جن میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، پھر وہ دونوں اس قبر والے سے کہتے ہیں کہ تم اس آدمی یعنی محمد کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ پس وہ قبر والا جواب میں وہی کچھ کہتا ہے جو وہ (دنیا میں) کہا کرتا تھا، پس اگر وہ مؤمن ہوتا ہے، تو جواب میں کہتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر وہ فرشتے اس قبر والے سے کہتے ہیں کہ بے شک ہم جانتے ہیں کہ تو یہی کہا کرتا تھا، پھر اس کے لئے ستر ستر ہاتھ تک قبر میں کشادگی کر دی جاتی ہے، اور اس کے لئے نور و روشنی کر دی جاتی ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تم

۱ رقم الحدیث ۳۱۱۷.

فی حاشیة ابن حبان: إسنادہ قوی.

سو جاؤ، پھر وہ نئے دولہا (دولہن) کی نیند سو جاتا ہے کہ جس کو اس کے سب سے زیادہ گھر کے محبت کرنے والے لوگ ہی بیدار کرتے ہیں، یہاں تک کہ اس کو اللہ اس کے اس لیٹنے کی جگہ سے اٹھائے گا۔

اور اگر وہ قبر والا منافق ہوتا ہے، تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) معلوم نہیں، میں لوگوں کو ان کے متعلق کچھ کہتا ہوں اسنا کرتا تھا، پس میں بھی ان کے بارے میں وہی کچھ کہا کرتا تھا، تو وہ فرشتے اس کو کہتے ہیں کہ بے شک ہم جانتے ہیں کہ تو یہی کہا کرتا تھا، پھر زمین کو کہا جاتا ہے کہ اس پر لپٹ جا، تو وہ زمین اس پر لپٹ جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، پھر اس کو برابر عذاب دیا جاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کو اللہ اس کے اس لیٹنے کی جگہ سے اٹھائے گا (ابن حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ صالح مومن کو قبر میں (یعنی دنیا سے فوت ہونے کے بعد قیامت سے پہلے کے عرصہ میں) میٹھی نیند سلا یا جاتا ہے۔

مردہ سے قبر و برزخ میں اس طرح کے سوال جواب کا ذکر اور احادیث میں بھی آیا ہے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرَعَ نَعَالِهِمْ، أَنَاهُ مَلَكَانَ فَيَقْعِدَانِهِ، فَيَقُولَانِ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ، فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، فَيَقَالُ لَهُ: اُنْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ، فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا - قَالَ قَتَادَةُ: وَذُكِرَ لَنَا: أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيثِ أَنَسٍ - قَالَ: وَأَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيَقَالُ

لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ: لَا أَذْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ، فَيَقَالُ: لَا ذَرِيَّتَ وَلَا تَلِيَّتَ، وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً، فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ (بخاری، رقم الحديث ۱۳۷۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ کو قبر (وبرزخ) میں رکھ دیا جاتا ہے، اور اس کے ساتھی جانے لگتے ہیں، اور بے شک یہ (قبر کا مردہ) ان (جانے والوں) کے جوتوں کی آواز کو سنتا ہے، تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، جو اسے بٹھاتے ہیں، پھر وہ فرشتے کہتے ہیں کہ تو اس آدمی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ پس مومن تو یہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے جہنم کے ٹھکانے کو دیکھ لے، اللہ نے تیرے لئے اس جہنم کے ٹھکانے کو جنت کے ٹھکانے سے تبدیل فرما دیا ہے، پھر وہ ان دونوں ٹھکانوں کو دیکھ لیتا ہے، حضرت قتادہ (راوی) کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ اس کی قبر میں کشادگی کردی جاتی ہے، پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آگے حضرت قتادہ (راوی) نے فرمایا کہ جہاں تک منافق اور کافر کا تعلق ہے، تو اس کو بھی یہ کہا جاتا ہے کہ تو اس آدمی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں، میں وہی کچھ کہا کرتا تھا، جو عام لوگ کہتے تھے، پھر اس کو جواب میں کہا جاتا ہے کہ نہ تو تو نے (خود حق کو) سمجھا، اور نہ (حق سمجھنے والوں کی) اتباع کی، اور اس کو لوہے کے گرزوں سے شدید ضرب لگائی جاتی ہے، پھر وہ ایسی چیخ مارتا ہے، جس کو اس کے قریب والے انسان اور جنات کے علاوہ (دوسرے جانور وغیرہ) سنتے ہیں (بخاری)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَأَمَّا فِتْنَةُ الْقَبْرِ : فَبِي تَفْتَنُونَ، وَعَنِي تَسْأَلُونَ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ الصَّالِحِ، أُجْلِسَ فِي قَبْرِهِ غَيْرَ فَرْعٍ، وَلَا مَشْعُوفٍ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ : فِيمَ كُنْتَ؟ فَيَقُولُ: فِي الْإِسْلَامِ؟ فَيُقَالُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ فِيمَكُمْ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَصَدَّقْنَا، فَيُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قَبْلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحِطُّ بِبَعْضِهَا بِبَعْضٍ، فَيُقَالُ لَهُ : انْظُرْ إِلَى مَا وَقَاكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ إِلَى الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا، فَيُقَالُ لَهُ : هَذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا، وَيُقَالُ : عَلَى الْيَقِينِ كُنْتَ، وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوءِ، أُجْلِسَ فِي قَبْرِهِ فَرْعًا مَشْعُوفًا، فَيُقَالُ لَهُ فِيمَ كُنْتَ؟ فَيَقُولُ : لَا أَدْرِي، فَيُقَالُ : مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ فِيمَكُمْ؟ فَيَقُولُ : سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ قَوْلًا، فَقُلْتُ كَمَا قَالُوا، فَتُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قَبْلَ الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا، فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلَى مَا صَرَفَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْكَ، ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قَبْلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحِطُّ بِبَعْضِهَا بِبَعْضٍ، وَيُقَالُ لَهُ : هَذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا، كُنْتَ عَلَى الشُّكِّ، وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ يُعَذَّبُ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۰۸۹) ۱

ترجمہ: جہاں تک قبر کے فتنہ کا تعلق ہے، تو (قبر میں) میرے ذریعہ سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور میرے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا، پس اگر قبر والا

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

نیک صالح آدمی ہوگا، تو اسے قبر میں اس طرح بٹھایا جائے گا کہ اس پر کوئی خوف اور گھبراہٹ نہیں ہوگی، پھر اس کو کہا جائے گا کہ تم نے کس چیز میں وقت گزارا؟ تو وہ جواب میں کہے گا کہ اسلام میں، پھر اس سے کہا جائے گا کہ وہ کون آدمی تھا جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا؟ وہ جواب میں کہے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہمارے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے (جن میں قبر کے حالات بھی تھے) جن کی ہم نے تصدیق کی، پھر اس کو جہنم کی طرف ایک راستہ کھول کر دکھایا جائے گا، جس کی طرف وہ دیکھے گا، کہ اس کا بعض حصہ بعض میں لپٹے مار رہا ہوگا، پھر اس سے کہا جائے گا کہ آپ اس چیز کو دیکھ لو، جس سے اللہ عزوجل نے آپ کو بچالیا، پھر اس کو جنت کی طرف ایک راستہ کھول کر دکھایا جائے گا، جس کی رونق اور نعمتوں کو وہ دیکھے گا، پھر اسے کہا جائے گا کہ یہ اس جنت میں آپ کا ٹھکانہ ہے، اور کہا جائے گا کہ تم (ایمان و) یقین کی حالت میں زندہ تھے، اور اسی پر تم مرے، اور اسی پر تمہیں ان شاء اللہ اٹھایا جائے گا۔

اور اگر وہ قبر والا برا آدمی ہوگا، تو اس کو اس کی قبر میں گھبراہٹ اور خوف کی حالت میں بٹھایا جائے گا، پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو کس دین پر تھا؟ تو وہ کہے گا کہ مجھے معلوم نہیں، پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا، تو وہ جواب میں کہے گا کہ میں نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا تھا، پس میں بھی وہی کہتا تھا، جو وہ لوگ کہتے تھے، پھر اس کے لئے جنت کی طرف راستہ کھولا جائے گا، جس کی رونق اور نعمتوں کو یہ دیکھے گا، پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو اس چیز کو دیکھ لے، جس کو اللہ عزوجل نے تجھ سے ہٹا دیا، پھر اس کے لئے جہنم کی طرف راستہ کھولا جائے گا، جس کی طرف وہ دیکھے گا کہ اس کا بعض حصہ بعض میں لپٹے مار رہا ہوگا، اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ

تیرا اس جہنم میں ٹھکانہ ہے، تو شک کی حالت میں زندہ تھا، اور اسی پر تو مرا، اور اسی پر ان شاء اللہ تجھے اٹھایا جائے گا، پھر اس کو عذاب دیا جائے گا (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ إِنَّهُ يَسْمَعُ خَفَقَ نَعَالِهِمْ حِينَ يُؤَلُّونَ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَانَتِ الصَّلَاةُ عِنْدَ رَأْسِهِ وَكَانَ الصِّيَامُ عَنْ يَمِينِهِ وَكَانَتِ الزَّكَاةُ عَنْ شِمَالِهِ وَكَانَ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصَّلَةِ وَالْمَعْرُوفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ فَيُوتَى مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ فَتَقُولُ الصَّلَاةُ: مَا قَبِلْتِي مَدْخَلٌ ثُمَّ يُوتَى عَنْ يَمِينِهِ فَيَقُولُ الصِّيَامُ: مَا قَبِلْتِي مَدْخَلٌ ثُمَّ يُوتَى عَنْ يَسَارِهِ فَتَقُولُ الزَّكَاةُ: مَا قَبِلْتِي مَدْخَلٌ ثُمَّ يُوتَى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَتَقُولُ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصَّلَةِ وَالْمَعْرُوفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ: مَا قَبِلْتِي مَدْخَلٌ.

فَيُقَالُ لَهُ: اجْلِسْ فَيَجْلِسُ وَقَدْ مَثَلَتْ لَهُ الشَّمْسُ وَقَدْ أُذْنِيَتْ لِلْغُرُوبِ فَيُقَالُ لَهُ: أَرَأَيْتَكَ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ مَا تَقُولُ فِيهِ وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهِ عَلَيْهِ؟ فَيَقُولُ: دَعُونِي حَتَّى أُصَلِّيَ فَيَقُولُونَ: إِنَّكَ سَتَفْعَلُ أَخْبِرْنِي عَمَّا نَسَأَلُكَ عَنْهُ أَرَأَيْتَكَ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ مَا تَقُولُ فِيهِ وَمَاذَا تَشْهَدُ عَلَيْهِ؟ قَالَ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَّهُ جَاءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَيُقَالُ لَهُ: عَلَى ذَلِكَ حَيِّتْ وَعَلَى ذَلِكَ مِتَّ وَعَلَى ذَلِكَ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يَفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهُ: هَذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَمَا أَعَدَّ اللَّهُ لَكَ فِيهَا فَيَزِدُّهُ دُغْبَطَةً وَسُرُورًا ثُمَّ يَفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ النَّارِ



فَيَقَالُ لَهُ هَذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَمَا أَعَدَّ اللَّهُ لَكَ فِيهَا لَوْ عَصَيْتَهُ  
فَيَزِدَادُ غِبْطَةً وَسُرُورًا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا وَيُنَوِّرُ لَهُ  
فِيهِ، وَيُعَادُ الْجَسَدُ لِمَا بَدَأَ مِنْهُ فَتُجْعَلُ نَسْمَتُهُ فِي النَّسَمِ الطَّيِّبِ  
وَهِيَ طَيْرٌ يُعَلَّقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ قَالَ: فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: (يُثَبِّثُ  
اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ) إِلَى  
آخِرِ الآيَةِ .

قَالَ: وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا أَتَى مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ لَمْ يُوْجَدْ شَيْءٌ ثُمَّ أَتَى عَنْ  
يَمِينِهِ فَلَا يُوْجَدْ شَيْءٌ ثُمَّ أَتَى عَنْ شِمَالِهِ فَلَا يُوْجَدْ شَيْءٌ ثُمَّ أَتَى مِنْ  
قَبْلِ رِجْلَيْهِ فَلَا يُوْجَدْ شَيْءٌ فَيَقَالُ لَهُ: اجْلِسْ فَيَجْلِسُ خَائِفًا مَرْعُوبًا  
فَيَقَالُ لَهُ: أَرَأَيْتَكَ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ مَاذَا تَقُولُ فِيهِ؟  
وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهِ عَلَيْهِ؟ فَيَقُولُ: أَيُّ رَجُلٍ؟ فَيَقَالُ: الَّذِي كَانَ فِيكُمْ  
فَلَا يَهْتَدِي لِاسْمِهِ حَتَّى يُقَالَ لَهُ: مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ: مَا أَدْرِي سَمِعْتُ  
النَّاسَ قَالُوا قَوْلًا فَقُلْتُ كَمَا قَالَ النَّاسُ، فَيَقَالُ لَهُ: عَلَى ذَلِكَ  
حَيِّتْ وَعَلَى ذَلِكَ مِتَّ وَعَلَى ذَلِكَ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ  
بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ النَّارِ فَيَقَالُ لَهُ: هَذَا مَقْعَدُكَ مِنَ النَّارِ وَمَا أَعَدَّ اللَّهُ  
لَكَ فِيهَا فَيَزِدَادُ حَسْرَةً وَتُبُورًا ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ  
فَيَقَالُ لَهُ: ذَلِكَ مَقْعَدُكَ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا أَعَدَّ اللَّهُ لَكَ فِيهِ لَوْ أَطَعْتَهُ  
فَيَزِدَادُ حَسْرَةً وَتُبُورًا ثُمَّ يُضَيِّقُ عَلَيْهِ قَبْرَهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ  
فَإِنَّكَ الْمَعِيْشَةُ الضُّنْكَهُ الَّتِي قَالَ اللَّهُ: (فَإِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنْكًا  
وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى) (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۳۱۱۳) ل

ل في حاشية ابن حبان: إسناده حسن.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مُردہ کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے، تو وہ لوگوں کے لوٹنے ہوئے جوتوں کی آواز کو سنتا ہے، پھر اگر وہ مومن (صالح) ہوتا ہے، تو نماز اس کے سر کی طرف اور روزے اس کی دائیں طرف اور زکاۃ اس کی بائیں طرف، اور صدقہ اور (رشتہ داروں سے) صلہ رحمی اور نیک سلوک اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا عمل اس کے پیروں کی طرف آجاتا ہے، پھر جب اس کے سر کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو نماز کہتی ہے کہ میرے سامنے سے کوئی راستہ نہیں ہے، پھر جب اس کی دائیں طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو روزے کہتے ہیں کہ میری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے، پھر جب اس کی بائیں طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو زکاۃ کہتی ہے کہ میری طرف سے کوئی راستہ نہیں، پھر جب اس کے پیروں کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو صدقہ اور (رشتہ داروں سے) صلہ رحمی اور نیک سلوک اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا عمل کہتا ہے کہ میری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو بیٹھ جا، تو وہ بیٹھ جاتا ہے، اور اس کو سورج غروب ہونے کے مثل (منظر) محسوس ہوتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا اس آدمی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا؟ تو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ تم مجھے چھوڑ دو، یہاں تک کہ میں نماز پڑھ لوں، تو وہ کہنے والے (فرشتے) کہتے ہیں کہ بے شک تو عنقریب یہ عمل کر لے گا، ہمیں اس چیز کے بارے میں بتاؤ، جس کے بارے میں ہم تجھ سے سوال کر رہے ہیں، تیرا اس آدمی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا؟ تو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں

کہتا ہے کہ یہ محمد ہیں، جن کے بارے میں، میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ کے پاس سے حق لے کر آئے (جس میں قبر کی اس حالت کا بھی ذکر تھا) پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تُو اسی عقیدہ پر زندہ تھا، اور اسی پر تُو فوت ہوا، اور اسی پر تجھے ان شاء اللہ اٹھائے جائے گا، پھر اس کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ یہ جنت میں تیرا ٹھکانہ ہے، اور اس میں وہ چیزیں ہیں، جس کو اللہ نے تیرے لئے تیار کر رکھا ہے، پھر اس کے رشک اور خوشی میں اضافہ ہو جاتا ہے، پھر اس کے لئے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ اگر تو اس کی نافرمانی کرتا، تو یہ تیرا اس جہنم میں ٹھکانہ تھا، اور اس میں جو کچھ اللہ نے تیار کر رکھا تھا، پھر اس کے رشک اور خوشی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے، پھر اس کی قبر میں ستر ہاتھ تک کشادگی کر دی جاتی ہے، اور اس قبر میں اس کے لئے روشنی کر دی جاتی ہے، اور اس کے جسم کو اس چیز کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے، جس سے وہ پیدا ہوا تھا، پھر اس کی روح کو پاکیزہ روحوں میں کر دیا جاتا ہے، اور وہ پرندہ کی شکل میں ہوتی ہے، جو جنت کے درخت میں لٹکی ہوئی ہوتی ہے، اور یہی اللہ تعالیٰ کا (سورہ ابراہیم میں) قول ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اللہ مومنوں (کے دلوں) کو (صحیح اور) پکی بات سے دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت (قبر) میں بھی (رکھے گا)

اور کافر کے جب سر کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس کی دائیں طرف سے آتی ہے، تو وہاں بھی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس کی بائیں طرف سے آتی ہے، تو وہاں بھی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس کے پیروں کی طرف سے آتی ہے، تو وہاں بھی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس سے کہا جاتا

ہے کہ تو بیٹھ جا، پھر وہ خوف زدہ اور وحشت کی حالت میں بیٹھ جاتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا اس آدمی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا، تو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ کون سا آدمی؟ اس کو جواب میں کہا جاتا ہے کہ جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا، تو اس کو نام بھی معلوم نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اس سے کہا جاتا ہے کہ محمدؐ، تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا، میں نے لوگوں سے ان کے بارے میں کچھ کہتا ہوا سنا تھا، تو میں نے بھی وہی کچھ کہا جو لوگ کہتے تھے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تو اسی عقیدہ پر زندہ رہا، اور اسی پر فوت ہوا، اور اسی پر ان شاء اللہ اٹھایا جائے گا، پھر اس کے لئے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا جہنم میں ٹھکانہ ہے، اور جو کچھ اللہ نے تیرے لئے اس میں تیار کر رکھا ہے، تو اس کی حسرت اور غم میں اضافہ ہو جاتا ہے، پھر اس کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ اگر تو ان کا کہنا مانتا، تو تیرا جنت میں یہ ٹھکانہ تھا، اور جو کچھ اللہ نے تیرے لئے اس میں تیار کر رکھا تھا، تو اس کی حسرت اور غم میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، پھر اس پر اس کی قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، تو یہی وہ تنگ زندگی ہے، جس کے بارے میں اللہ نے (سورہ ط میں) فرمایا (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ بے شک اس کے لئے تنگ زندگی ہے، اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھی حالت میں جمع کریں گے (ابن حبان)

خلاصہ یہ ہے کہ نیند اور موت کو ایک دوسرے سے قریبی تعلق اور مشابہت حاصل ہے، اور ان دونوں میں باہم کئی چیزوں میں ایک دوسرے سے مماثلت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ موت کے بعد انسان کو مخصوص برزخی زندگی حاصل ہوتی ہے، لیکن ظاہر میں فوت شدہ

شخص بے حس و حرکت محسوس ہوتا ہے، اسی طرح نیند میں بھی انسان کو مخصوص زندگی حاصل ہوتی ہے، لیکن ظاہر میں بے حس و حرکت معلوم ہوتا ہے، اور فوت ہونے کے بعد انسان پر اچھے اور برے حالات طاری ہوتے ہیں، اور اس کو خوشی اور غم والے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، مثلاً نیک صالح مومن کو مختلف قسم کی نعمتیں و راحتیں حاصل ہوتی ہیں، اور اس کو وسیع اور منور مقامات حاصل ہوتے ہیں، اور اس کے برعکس کافر اور فاسق کو مختلف تکلیفیں اور اذیتیں اٹھانا پڑتی ہیں، تند و تاریک مقام کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لیکن ظاہر میں وہ فوت شدہ شخص بے حس و حرکت ہوتا ہے۔

اسی طرح نیند اور خواب میں بھی انسان اچھے اور بُرے، خوشی اور غم والے حالات سے گزرتا ہے، اور ان کا مشاہدہ کرتا ہے، لیکن ظاہر میں وہ خواب اور نیند والا شخص بے حس و حرکت محسوس ہوتا ہے، اور نیک بندہ کو قبر میں میٹھی نیند سلا یا جاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اور تکلیف و راحت کا احساس سونے والے کے جسم کو بھی روح کے واسطے سے ہوتا ہے، چنانچہ جب کوئی خوفناک اور غمناک و المناک خواب دیکھتا ہے، تو گھبرا جاتا ہے، سانس پھول جاتا ہے، اسی طرح قبر و برزخ میں بھی تکلیف و راحت کا احساس روح کے واسطے سے جسم کو (جہاں اور جس کیفیت کے ساتھ بھی وہ ہو) محسوس ہوتا ہے، اس فرق کے ساتھ کہ مرنے کے بعد پیش آنے والے حالات اور واقعات واقعی اور حقیقی نوعیت کے ہوتے ہیں، جبکہ خواب کے تمام حالات اور واقعات اس نوعیت کے نہیں ہوتے، بلکہ اس میں بعض حالات اور واقعات خیالاتی اور نفسیاتی یا شیطانی نوعیت کے بھی ہوتے ہیں۔

پس جس طرح نیند و خواب کی حالت میں روح کے واسطے سے جسم کی تکلیف و راحت برحق ہے، اور اس کو ہر کس و نا کس یہاں تک کہ غیر مسلم بھی مانتا ہے، اسی طرح قبر و برزخ میں روح کے واسطے سے جسم کی تکلیف و راحت برحق ہے، اس کو بھی ماننا چاہئے، کیونکہ اس کی نبی برحق نے خبر دی ہے، اور یہ ایمان کی ضروری باتوں میں سے ہے، مگر افسوس کہ بعض لوگ قبر کے حالات پر طرح طرح کے اعتراضات کر کے شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

## (فصل نمبر ۲)

## اللہ تعالیٰ کا نیند سے پاک و بے نیاز ہونا

ایک تو نیند موت کی بہن ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ذات موت سے پاک ہے، اور اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ سے زندہ ہے، اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

دوسرے نیند میں غفلت پائی جاتی ہے اور نیند سے شعور اور حواس معطل ہو جاتے ہیں، جو کہ ایک طرح کا نقص ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقص سے پاک ہے۔

تیسرے سونا اور نیند کرنا مخلوق اور بطور خاص انسان کی ضرورت ہے، اور انسان اس کا محتاج ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے اس کو جائز بلکہ عبادت قرار دیا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ ہر قسم کی احتیاج و ضرورت سے بے نیاز ہے۔

ان چھبسی وجوہات کی بناء پر اللہ تعالیٰ نیند بلکہ اونگھ سے بھی پاک و بے نیاز ہے۔ ۱

۱۔ اللہ لا إله إلا هو مبتدأ وخبر والمعنى انه تعالى هو المستحق للعبادة لا غير الحي هو الذى يصح ان يعلم ويسمع ويبصر ويقدر ويريد وكل ما يصح له فهو واجب له ما زال ولا يزال ثابت له ازلا وابدلا لامتناعه عن القوة والإمكان فالحيوة صفة لله تعالى سبب الجميع صفات الكمال القيوم 5 قرأ عمرو ابن مسعود القيام وقرأ علقمة القيم - قال البغوى كلها لغات بمعنى واحد قال ابن مجاهد القيوم القائم على كل شيء قال الكلبي القائم على كل نفس بما كسبت وقيل هو القائم بالأمر وقال ابو عبيدة الذى لا يزول وقال البيضاوى الدائم القيام بتدبير الخلق وحفظه فيقول من قام بالأمر إذا حفظه وقال السيوطى الدائم البقاء قلت مرجع الأقوال انه دائم الوجود القائم بنفسه وقيم الأشياء كلها لا يتصور قيام شيء وبقاؤه إلا به فمقتضى هذا الاسم ان ما سواه يحتاج اليه فى بقائه كما يحتاج اليه فى وجوده كالظل بالنسبة الى الأصل بل أشد منه احتياجا ولله المثل الأعلى لا تأخذه سنة ولا نوم السنة فتور يتقدم النوم فى الوجود ولذا قدم ذكره مع ان قياس المبالغة يقتضى العكس - والنوم حالة تعرض الحيوان من استرخاء أعضاء الدماغ من رطوبات الابخرة المتصاعدة بحيث يعطل الحواس الظاهرة عن الاحساس رأسا - وهذه الجملة صفة سلبية ينفى التشبيه فى تأكيد لكونه حيا قيوما فانه من اخذه نعاس او نوم كان ما دون الحيوة فان النوم أخ الموت قاصرا فى حفظ الأشياء وقيوميتها (تفسير المظهرى، سورة البقرة، تحت آية الكرسي)

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ (سورة البقرة. رقم الآیة ۲۵۵)

ترجمہ: اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ حتی (یعنی زندہ) اور قیوم ہے، جس کو نہ تو اونگھ آتی اور نہ ہی نیند آتی (سورہ بقرہ)

اور قرآن مجید میں ہی ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ. وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (سورة الرحمن، رقم الآیة ۲۶، و ۲۷)

ترجمہ: ہر کوئی جو بھی زمین پر ہے فنا ہو جانے والا ہے، اور آپ کے رب ہی کی ذات باقی رہے گی جو صاحبِ عظمت و جلال اور صاحبِ انعام و اکرام ہے (سورہ رحمن)

اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعٍ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيَخْفِضُهُ، وَيُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ، وَعَمَلُ اللَّيْلِ بِالنَّهَارِ (مسلم، رقم الحديث ۱۷۹، ۲۹۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اندر چار کلمات راسخ و مضبوط فرمائے؛ فرمایا کہ بے شک اللہ عز و جل سوتا نہیں، اور نہ ہی سونا اس کی شان ہے؛ وہ میزانِ عمل کو (بندوں کے ہمہ وقتی اعمال کے مطابق) نیچے اور اوپر کرتا ہے، اور اللہ کی طرف دن کا عمل رات میں اور رات کا عمل دن میں چڑھتا ہے (مسلم)

معلوم ہوا کہ اللہ ہر وقت جی اور نیند سے پاک اور نظامِ عالم کو قائم کئے ہوئے ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے موقوفاً مروی ہے کہ:

أَنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ، قَالُوا: يَا مُوسَى هَلْ يَنَامُ رَبُّكَ؟ قَالَ: اتَّقُوا اللَّهَ فَنَادَاهُ رَبُّهُ: يَا مُوسَى سَأَلُوكَ هَلْ يَنَامُ رَبُّكَ، فَخَذَّ زُجَاجَتَيْنِ بِيَدَيْكَ، فَقَمَّ اللَّيْلَ فَفَعَلَ مُوسَى فَلَمَّا ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ ثَلُثٌ، نَعَسَ فَوَقَعَ لِرُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ انْتَعَشَ، فَضَبَطَهُمَا حَتَّى إِذَا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ، نَعَسَ فَسَقَطَتِ الزُّجَاجَتَانِ فَاِنْكَسَرَتَا فَقَالَ: يَا مُوسَى: لَوْ كُنْتُ أَنَا. لَسَقَطَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ فَهَلَكُنَّ كَمَا هَلَكَتِ الزُّجَاجَتَانِ بِيَدَيْكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ

(تفسیر ابن ابی حاتم، رقم الحدیث ۲۵۸۰)

ترجمہ: بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ! کیا آپ کا رب سوتا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو، تو اللہ نے حضرت موسیٰ کو پکارا کہ اے موسیٰ! انہوں نے آپ سے سوال کیا ہے کہ کیا آپ کا رب سوتا ہے؟ تو آپ (ان کو سمجھانے کے لئے) اپنے ہاتھوں میں دو کانچ کے برتن لو، پھر رات کو کھڑے رہو، تو موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، پھر جب رات کا تہائی حصہ گزر گیا، تو انہیں اونگھ آئی، تو وہ اپنے گھٹنوں پر گر گئے، پھر وہ اٹھے، تو ان دونوں (کانچ کے برتنوں) کو پکڑ لیا، یہاں تک کہ رات کا آخری حصہ آ گیا، حضرت موسیٰ کو (دوبارہ) اونگھ آ گئی، پس دونوں کانچ کے برتن (ہاتھ سے چھوٹ کر) گر گئے، اور دونوں ٹوٹ گئے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! (ان کو بتاؤ کہ) اگر میں سویا کرتا تو آسمان اور زمین گر جاتے، اور ہلاک (وتباہ) ہو جاتے، جیسے دونوں کانچ کے برتن آپ کے ہاتھوں سے گر گئے تھے۔

پھر اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آیۃ الکرسی نازل فرمائی (جس میں اللہ کے



سونے اور اوجھنے کی نفی کی گئی ہے) (ابن ابی حاتم)

اس طرح کی روایت کچھ تفصیل کے ساتھ بھی مروی ہے۔ ۱۔

البتہ بعض روایات میں بنی اسرائیل کے بجائے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے دل میں اللہ تعالیٰ کے نیند سے متعلق خطرہ پیدا ہونے کا ذکر ہے۔ ۲۔

۱۔ عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما " أن بنی اسرائیل، قالوا: یا موسیٰ هل یصلی ربک؟ قال: اتقوا اللہ، قالوا: فهل ینام ربک؟ قال: اتقوا اللہ، فناداه ربہ عز وجل: یا موسیٰ، سألوک: هل یصلی ربک؟ فقال: نعم، أنا أصلی وملائکتی علی أنبیائی ورسلی، فأنزل اللہ عز وجل علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم (إن اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی) إلی آخرها، وسألوک: هل ینام ربک؟ فخذ زجاجتین بیدیک فقم اللیل، ففعل موسیٰ صلی اللہ علی نبیہما، وعلیہ وسلم فلما ذهب من اللیل ثلث نعس، فوقع لربکتیہ، ثم انتعش فضبظہما، حتی إذا کان آخر اللیل نعس، فسقطت الزجاجتان فانکسرتا، فقال: یا موسیٰ، لو کنت أنام لسقطت السماوات علی الأرضین فهلکت کما هلکت الزجاجتان بیدیک، فأنزل اللہ عز وجل علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم آیة الكرسی، وسألوک: هل یصبغ ربک؟ فقل: نعم، أنا أصبغ الألوان: الأحمر والأبیض والأسود، والألوان کلها فی صبغی، فأنزل اللہ علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم (صبغة اللہ ومن أحسن من اللہ صبغة) العظمة لابن الشیخ الاصبہانی، ج ۲، ص ۴۵۲، ذکر شأن ربنا تبارک وتعالیٰ وأمرہ وقضائہ

وقد روی عبد اللہ بن أحمد بن حنبل فی کتاب السنة عن سعید بن جبیر قال إن بنی اسرائیل قالوا لموسیٰ هل ینام ربنا وهذا هو الصحیح فإن القوم كانوا جهالا باللہ تعالیٰ انتهى کلامہ (تخریج احادیث الکشاف للزمخشری، ج ۱، ص ۱۵۹)

قلت: وهذا هو الأشبه بهذه القصة أن تكون من سؤال بنی اسرائیل لموسیٰ، لا من سؤال موسیٰ لربہ تبارک وتعالیٰ، ومثل هذا لیس غریبا من قوم قالوا لموسیٰ: "أرنا اللہ جہرة!" علی أن فی سندہ جمعفر بن أبی المغیرة، وثقه أحمد وابن حبان، لكن قال ابن مندہ: لیس بالقوی فی سعید بن جبیر، واللہ أعلم (سلسلۃ الاحادیث الضعیفة، تحت رقم الحدیث ۱۰۳۴)

۲۔ عن أبی ہریرة قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحکی عن موسیٰ علیہ السلام علی المنبر قال " وقع فی نفسه: هل ینام اللہ عز وجل؟ فأرسل اللہ إلیہ مسلکا فأرقہ ثلاثا، ثم أعطاه قارورتین فی کل ید قارورة، وأمرہ أن یحفظ بہا، قال: یکاد ینام وتکاد یداه تلقتیان، ثم یتقیظ فیحس إحداهما علی الأخری حتی نام نومة فاصطفقت یداه فانکسرت القارورتان قال: ضرب اللہ له مثلا أن اللہ عز وجل لو کان ینام لم تستمسک السماء والأرض (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۶۶۶۹)

فی حاشیة مسند ابی یعلیٰ: رجالہ ثقات.

جس پر بعض اہل علم نے کلام کیا ہے، اور اس کو اس لئے منکر قرار دیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے دل میں اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسی بات کھٹکتا ان کی شان کے خلاف

ہے۔ ۱

لیکن اگر یہ کہا جائے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے اس کا سوال کیا تھا، جس کے جواب کے لئے دل میں کھٹک پیدا ہوئی تھی، کہ ان کو اس نامعقول و نازیبہ سوال کا کونسا مؤثر و معقول جواب دیا جائے، پھر اللہ نے بنی اسرائیل کو سمجھانے کے لئے مؤثر طریقہ بتلایا، جیسا کہ ابن ابی حاتم کی مندرجہ بالا روایت سے معلوم ہوتا ہے، تو پھر اعتراض کی کوئی بات نہیں رہتی۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات نیندا اور اس کے اثرات، ادگھ وغیرہ سے پاک و بے نیاز ہے، اور نظام عالم کو قائم کئے ہوئے ہے، جس میں ہمہ وقتی کے امور شامل ہیں، اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمہ وقت ہر چیز سے واقف و باخبر اور سمیع و بصیر ہے، اور کسی وقت بھی کوئی چیز اس سے مخفی و پوشیدہ نہیں، اور اسی وجہ سے وہ ہمہ وقت اپنے بندوں کے اعمال کی طرف متوجہ ہے، اسی کو کسی نے اس شعر میں بیان کیا ہے کہ:

ہر گھڑی دینے کو وہ تیار ہے      جو نہ مانگے اس سے وہ بیزار ہے

وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ وَأَحْكَمُ

۱ والظاهر أن هذا الحديث ليس بمرفوع بل من الإسرائيليات المنكرة، فإن موسى عليه الصلاة والسلام أجل من أن يجوز على الله سبحانه وتعالى النوم، وقد أخبر الله عز وجل في كتابه العزيز بأنه الحى القيوم لا تأخذه سنة ولا نوم له ما فى السماوات وما فى الأرض (تفسير ابن كثير، ج ۶، ص ۴۹۵، سورة الفاطر، تحت رقم الآية ۴۰ و ۴۱)

## (فصل نمبر ۳)

## معتدل نیند کا عبادت اور ضرورت ہونا

اگر کوئی شرعی حدود اور اعتدال میں رہتے ہوئے سوئے تو باوجودیکہ سونے کی حالت میں انسان کو شعور نہیں ہوتا، مگر اس کو سونے اور نیند کرنے میں بھی اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے قرآن و سنت میں سونے کو بھی سنت، عبادت اور اجر و ثواب کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

## سونے جاگنے کے لئے رات اور دن کی تقسیم، رحمت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ  
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (سورة القصص آیت نمبر ۷۳ پارہ نمبر ۲۰)

ترجمہ: اور (اللہ نے) اپنی رحمت سے بنا دیئے تمہارے لئے رات اور دن کہ اُس (رات اور دن) میں سکون حاصل کرو، اور تلاش کرو، اللہ کا فضل (یعنی روزی) اور تاکہ تم شکر کرو (سورہ قصص)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رات کو آرام کا وقت بنانا اور دن کو کام کاج کا وقت بنانا اللہ تعالیٰ کی رحمت و نعمت ہے، جس پر شکر کا حکم ہے۔

طبی اعتبار سے بھی یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ نیند اور آرام انسانی جسم کی بنیادی ضرورت ہے، جس کے بغیر انسان کا اپنی ضروریات پوری کرنا بلکہ زندہ رہنا مشکل ہے۔

## نیند، جسم و جان اور آنکھوں کا حق

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، أَلَمْ أُخْبِرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ؟ قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، ضُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِحَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِرُؤُوسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا (بخاری، رقم الحدیث ۵۱۹۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ دن بھر روزہ رکھتے ہیں، اور رات بھر قیام (وعبادت) کرتے ہیں؛ میں نے عرض کیا کہ بے شک، اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ایسا نہ کیجئے، روزہ بھی رکھئے، اور روزہ نہ بھی رکھئے؛ اور رات کو قیام (وعبادت) بھی کیجئے، اور نیند بھی کیجئے، کیونکہ آپ کے جسم کا بھی آپ پر حق ہے، اور آپ کی آنکھوں کا بھی (نیند کی شکل میں) آپ پر حق ہے، اور آپ کی بیوی کا بھی (صحبت و رہائش کے اعتبار سے) آپ پر حق ہے (بخاری)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَمْ أُخْبِرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ؟ قُلْتُ: إِنِّي أَفْعَلُ ذَلِكَ، قَالَ: فَإِنَّكَ، إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ، هَجَمْتَ عَيْنَاكَ، وَنَفَهْتَ نَفْسَكَ، لِعَيْنِكَ حَقٌّ، وَلِنَفْسِكَ حَقٌّ، وَلِأَهْلِكَ حَقٌّ، قُمْ وَنَمْ، وَضُمْ وَأَفْطِرْ (مسلم، رقم

الحدیث ۱۸۸ "۱۱۵۹")

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ دن

بھر روزہ رکھتے ہیں، اور رات بھر قیام کرتے ہیں؛ میں نے عرض کیا کہ بے شک میں ایسا کرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کی آنکھیں دھنس جائیں گی، اور آپ کی جان تھک کر چور ہو جائے گی، آپ کی آنکھوں کا بھی حق ہے، اور آپ کی جان کا بھی حق ہے، اور آپ کے گھر والوں کا بھی حق ہے، آپ (نفل) عبادت بھی کیا کیجئے، اور سویا بھی کیجئے، اور (نفل) روزہ بھی رکھا کیجئے، اور روزہ نہ بھی رکھا کیجئے (مسلم)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، فَرَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَدِّلَةً، فَقَالَ لَهَا: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَتْ: أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا، فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ، فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ: كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: مَا أَنَا بِأَكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ، فَأَكَلَ، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ، فَقَالَ: نَمْ، فَنَامَ، ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ، فَقَالَ: نَمْ، فَلَمَّا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ، قَالَ سَلْمَانُ: قُمْ الْآنَ، قَالَ: فَصَلِّ يَا، فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلَا هَلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ سَلْمَانُ (بخاری) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات (یعنی بھائی چارے) کا رشتہ قائم فرمایا، تو حضرت سلمان نے ابودرداء کی زیارت کی، تو اُمّ درداء (یعنی حضرت ابودرداء کی اہلیہ) کو میلی کھلی

۱ رقم الحدیث ۶۱۳۹، واللفظ له، ابن حبان، رقم الحدیث ۳۲۰.

فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

حالت میں پایا؛ تو حضرت سلمان نے اُن کی اس حالت کا معلوم کیا، انہوں نے جواب میں کہا کہ آپ کے بھائی ابودرداء کو دنیا سے کوئی لگاؤ نہیں؛ پھر ابودرداء تشریف لائے؛ اور ابودرداء نے سلمان کے لئے کھانا تیار کیا، ابودرداء کہا کہ آپ کھائیے، میں تو روزہ سے ہوں؛ حضرت سلمان نے کہا کہ میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا، جب تک آپ نہیں کھائیں گے، تو حضرت ابوالدرداء نے کھانا کھالیا، پھر جب رات ہوئی، تو ابوالدرداء جا کر عبادت کے لئے کھڑے ہو گئے، حضرت سلمان نے کہا کہ آپ سو جائیے، تو (ان کے کہنے پر حضرت ابودرداء) سو گئے، پھر اٹھ کر کھڑے ہو گئے، حضرت سلمان نے کہا کہ آپ سو جائیے، پھر جب رات کا آخری حصہ ہوا، تو حضرت سلمان نے کہا کہ اب کھڑے ہو جائیں، پھر ان دونوں حضرات نے (رات کے آخری حصہ میں کھڑے ہو کر) نماز پڑھی، ابوالدرداء سے حضرت سلمان نے کہا کہ بے شک آپ کے رب کا آپ پر حق ہے، اور آپ کے نفس کا بھی آپ پر حق ہے، اور آپ کے گھر والوں کا بھی آپ پر حق ہے، تو آپ ہر حق دار کو اس کا حق ادا کیجئے، یہ سن کر ابوالدرداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور ان سے حضرت سلمان کی اس بات کا ذکر کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان نے سچ کہا (بخاری)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ سونا اور نیند کرنا جسم اور آنکھوں کا حق ہے، جن کا حق انہیں دینا چاہئے، ورنہ حق تلفی اور صحت و تن درستی میں بگاڑ لازم آتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ ثَلَاثَةٌ رَهْطٍ إِلَى بَيْتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،  
يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَانَهُمْ  
تَقَالُوهَا، فَقَالُوا: وَإِنَّ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَدْ غُفِرَ

لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَا أَنَا فَإِنِّي أَصَلِي اللَّيْلَ  
أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أَفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَرُلُ  
النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوِّجُ أَبَدًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِلَيْهِمْ.

فَقَالَ: أَنْتُمْ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذًا وَكَذًا، أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَخْشَاكُمْ لِلَّهِ  
وَأَتَّقَاكُمْ لَهُ، لِكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوِّجُ النِّسَاءَ،  
فَمَنْ رَغِبَ عَن سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي (بخاری، رقم الحدیث ۵۰۶۳)

ترجمہ: تین گروہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف  
آئے، جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے تھے،  
جب لوگوں سے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی خبر ملی (کہ وہ رات کو سوتے  
بھی ہیں، اور عبادت بھی کرتے ہیں) تو گویا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی  
عبادت کو کم سمجھا، تو انہوں نے کہا کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مقابلہ، آپ  
کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں، ان میں سے ایک نے کہا کہ  
میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا، اور دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ  
رکھوں گا، اور روزہ نہیں چھوڑوں گا، اور تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے الگ  
رہوں گا، کبھی بھی نکاح (صحبت) نہیں کروں گا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان  
کی طرف تشریف لائے، اور آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ایسی ویسی بات کی  
ہے؟ یاد رکھو، اللہ کی قسم! میں تمہارے مقابلہ میں اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں،  
اور تم سے زیادہ اللہ سے تقوے کا تعلق رکھنے والا ہوں، لیکن میں روزہ بھی رکھتا  
ہوں، اور روزہ نہیں بھی رکھتا ہوں، اور نماز بھی پڑھتا ہوں، اور سوتا بھی ہوں، اور  
بیویوں سے نکاح (صحبت) بھی کرتا ہوں، پس جو شخص میری سنت سے اعراض

کرے، تو وہ مجھ میں سے نہیں (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیند کرنا اور سونا بھی عبادت اور تقویٰ میں داخل ہے، جس کو ترک کرنا سنت کے خلاف ہے۔

## نیند کی سنت سے اعراض پر تنبیہ

ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ذَكَرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْلَاةً لَبِنَى عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: إِنَّهَا تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَكِنِّي أَنَا أَنَامُ وَأُصَلِّي، وَأُصُومُ وَأُفْطِرُ، فَمَنْ أَقْتَدَى بِي فَهُوَ مِنِّي، وَمَنْ رَغِبَ عَن سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي، إِنَّ لِكُلِّ عَمَلٍ شَرِيئَةً ثُمَّ فَتْرَةٌ، فَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى بَدْعَةٍ فَقَدْ ضَلَّ، وَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى سُنَّةٍ فَقَدْ اهْتَدَى (مسند احمد) ۱

ترجمہ: لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا، جو کہ رات بھر قیام (عبادت) کرتا تھا، اور دن بھر روزہ رکھتا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو سوتا بھی ہوں، اور نماز بھی پڑھتا ہوں، اور روزہ بھی رکھتا ہوں، اور روزہ نہیں بھی رکھتا ہوں، پس جو شخص میری اقتداء (اتباع اور پیروی) کرے، تو وہ مجھ میں سے ہے، اور جو میری سنت سے اعراض کرے (اور منہ موڑے) وہ مجھ میں سے (یعنی میرے طریقہ پر) نہیں ہے، بے شک ہر عمل کے لئے رغبت اور جوش ہوتا ہے، پھر وہ ٹھنڈا پڑ جاتا اور سکون ہو جاتا ہے، پس

۱ رقم الحدیث ۲۳۴۷۲.

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح .



جس کا سکون بدعت کی طرف ہوگا، تو وہ گمراہ ہو جائے گا، اور جس کا سکون سنت کی طرف ہوگا، وہ ہدایت پالے گا (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ سنت والے عمل میں اگرچہ جوش نظر نہ آئے، تب بھی وہ ہدایت والا کام ہوتا ہے، جیسا کہ عبادت کے ساتھ ساتھ آرام اور نیند کرنا اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا، اور جو کام سنت کے مقابلہ میں بدعت ہو، تو وہ ضلالت و گمراہی والا کام ہوتا ہے، اگرچہ اس میں کتنا ہی جوش اور جذبہ کیوں نہ نظر آئے، جیسا کہ نیند وغیرہ ترک کر کے جسم اور جان اور بیوی وغیرہ کے حقوق ضائع کرنا اور رات بھر عبادت میں مشغول رہنا۔

## قیام اللیل کی کثرت میں نبی ﷺ کی اتباع، مشکل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَامْرَأَةٌ تُصَلِّي بِصَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَحَسَّ انْتَفَتَ إِلَيْهَا فَقَالَ لَهَا: اضْطَجِعِي إِنْ شِئْتِ قَالَتْ: إِنِّي أَجِدُ نَشَاطًا، قَالَ: إِنَّكَ لَسْتِ مِثْلِي، إِنَّمَا جُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ (تعظيم قدر الصلاة للمروزي، رقم الحديث ۳۲۱) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو (عبادت و تہجد کے لئے) کھڑے ہوئے، اور ایک عورت بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو نماز پڑھتے ہوئے) محسوس کیا، تو اس عورت کی طرف متوجہ

۱ قال الالبانی: أخرجه ابن نصر في "الصلاة": حدثنا يحيى بن عثمان حدثنا هقل عن الأوزاعي عن إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة عن أنس: "أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قام من الليل، وامرأة تصلي بصلاته، فلما أحس، انفتت إليها، فقال لها: اضطجعي إن شئت، قالت: إني أجد نشاطًا، قال: "فذكره. ومن هذا الوجه أخرجه العقيلي في ترجمة يحيى بن عثمان هذا وهو الحربي وقال: "لا يصابع عليه." قلت: قد وثقه أبو زرعة، وقال ابن معين: ليس به بأس. فالإسناد جيد (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۱۰۷)

ہو کر فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو لیٹ جائیں، اس عورت نے عرض کیا کہ مجھے تازگی حاصل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری طرح نہیں ہو، بس میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں کر دی گئی ہے (مروزی)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند کے مقابلہ میں آنکھوں کی ٹھنڈک و ضرورت نماز سے پوری ہوتی تھی، جبکہ دوسروں کی یہ حالت نہیں، اس لئے انہیں نیند کے مقابلہ میں غیر معمولی مقدار میں بیدار رہ کر نماز پڑھنے سے آنکھوں کو تکلیف محسوس ہوگی، اور پھر فرائض اور واجبات تک میں کوتاہی واقع ہونے کی نوبت آئے گی۔

اسی طرح بعض احادیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح روزے رکھنے سے بھی منع فرمایا کہ جن کے درمیان افطار نہ کیا جائے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اس طرح روزے رکھتے تھے، اور فرماتے تھے کہ تم میری طرح نہیں ہو، بے شک مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے (بخاری) ۱

## سونے میں بھی جاگنے کی طرح کا ثواب

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَا أَوَّلُ اللَّيْلِ، فَأَقُومُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِي مِنَ النَّوْمِ، فَأَقْرَأُ مَا كَتَبَ اللَّهُ لِي، فَأَحْتَسِبُ نَوْمِي كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمِي (بخاری، رقم الحدیث ۴۳۴۱)

ترجمہ: میں رات کے اوّل حصہ میں سوتا ہوں، پھر میں بیدار ہو جاتا (اور جاگ جاتا) ہوں، اور میں اپنی نیند کا حصہ (وتقاضا) پورا کر لیتا ہوں، پھر میں (بیدار ہو

۱ عائشة رضی اللہ عنہا، قالت: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الوصال رحمة لهم، فقالوا: إنك تواصل، قال: إني لست كهيتكم إني يطعمني ربي ويسقيني (بخاری، رقم الحدیث ۱۹۶۴)

کر) جو اللہ مجھے توفیق عطا فرماتا ہے (قرآن مجید کی نماز یا غیر نماز میں) قرأت کرتا ہوں، اور میں اپنی نیند کے بارے میں بھی اسی طرح کا ثواب سمجھتا ہوں، جس طرح کا اپنے بیدار ہونے پر ثواب سمجھتا ہوں (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر نیند اعتدال کے ساتھ ہو، اور جاگ کر حقوق اللہ و حقوق العباد ادا کئے جائیں، تو سونے میں بھی جاگنے کی طرح کا ثواب ہے، اور اس کی وجہ یہی ہے کہ سونے سے جسم کو راحت ملتی ہے، جس کے نتیجے میں پھر جاگ کر جسم کام کاج کرنے کے قابل ہوتا ہے۔

## سونے والا مرفوع القلم

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يُرْفَعُ الْقَلَمُ عَنِ الصَّغِيرِ،

وَعَنِ الْمَجْنُونِ، وَعَنِ النَّائِمِ (ابن ماجہ) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نابالغ) بچے سے اور مجنون سے اور سونے والے سے قلم (یعنی نامہ اعمال میں گناہ لکھے جانے) کو اٹھایا گیا

ہے (ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی سندوں سے بھی اس قسم کی احادیث مروی ہیں۔ ۲

۱ رقم الحدیث ۲۰۴۲، کتاب الطلاق، باب طلاق المعتوه والصغير والنائم، واللفظ له؛ ابوداؤد، باب فی المجنون يسرق أو يصيب حدا، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۸۱۷۰ مسند احمد، رقم الحدیث ۹۵۶۔  
فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغيره.

۲ عن ابن عباس، قال: مر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بمعنی عثمان، قال: أو ما تذكر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: رفع القلم عن ثلاثة، عن المجنون المغلوب على عقله حتى يفيق، وعن النائم حتى يستيقظ، وعن الصبي حتى يحتلم، قال: صدقت، قال: فخلی عنها (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۴۳۰۱، واللفظ له، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۹۴۹) ﴿بقیة حاشیة لکے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سونے والے کو کیونکہ شعور نہیں ہوتا، اس لئے سونے کی حالت میں انسان اکثر شرعی احکام کا مکلف نہیں ہوتا، اسی وجہ سے اگر کوئی سویا ہوا شخص سونے کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے، تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اور اسی طرح جو شخص سونے کی حالت میں خواب میں زنا کرے یا چوری کرے، یا اور کوئی گناہ کرے، تو وہ اس طرح کا خواب دیکھنے کی وجہ سے گناہ گار نہیں ہوتا۔ اے

اور نیند کے دوران انسان کی زبان سے متعلق تصرفات لغو شمار ہوتے ہیں، اگرچہ اس کی آواز بھی کیوں نہ سنائی دے۔

چنانچہ اگر کوئی نیند میں یعنی سوتے ہوئے اپنی بیوی کو طلاق دے، جس کی آواز بھی سنائی دے، تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

#### ﴿ گزشتہ صفحے کا ایتہ حاشیہ ﴾

قال الحاکم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه .  
وقال الذهبي في التلخيص: على شرطهما .

عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال " : رفع القلم عن ثلاثة: عن الصبي حتى يحتلم، وعن النائم حتى يستيقظ، وعن المعتوه حتى يعقل (مسند احمد، رقم الحديث ۲۴۷۰۳، واللفظ له، سنن النسائي، رقم الحديث ۳۴۳۲)

في حاشية مسند احمد: [سناده جيد .

اے (رفع القلم عن ثلاثة) كناية عن عدم التكليف إذ التكليف يلزم منه الكتابة فعبّر بالكتابة عنه وعبر بلفظ الرفع إشعاراً بأن التكليف لازم لبني آدم إلا لثلاثة وأن صفة الرفع لا تنفك عن غيرهم (عن النائم حتى يستيقظ) من نومه (وعن المبتلى) بقاء الجنون (حتى يبرأ) منه بالإفاقة وفي رواية بدل هذا وعن المجنون حتى يعقل (وعن الصبي) يعني الطفل وإن ميز (حتى يكبر) وفي رواية حتى يشب وفي رواية حتى يبلغ وفي رواية أخرى حتى يحتلم . قال ابن حبان : المراد برفع القلم ترك كتابة الشر عليهم دون الخير قال الزين العراقي : وهو ظاهر في الصبي دون المجنون والنائم لأنهما في حيز من ليس قابلاً لصحة العبادة منهم لزوال الشعور فالمرفوع عن الصبي قلم المؤاخظة لا قلم الثواب لقوله عليه الصلاة والسلام للمرأة لما سألته : ألهذا حج قال : نعم . واختلف في تصرف الصبي فصححه أبو حنيفة ومالك بإذن وليه وأبطله الشافعي فالشافعي راعى التكليف وهما راعيا التمييز

(حم د ن هـ ك عن عائشة) وقال الحاکم: على شرطهما . قال ابن حجر: ورواه أبو داود والنسائي وأحمد والدارقطني والحاکم وابن حبان وابن خزيمة من طرق عن علي وفيه قصة جرت له مع عمر وعلقها البخاري (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۴۴۶۲)

اسی طرح اگر نیند میں کلمہ کفر زبان سے کہے، تو اس سے کفر لازم نہیں آتا۔

اور اسی طرح اگر کوئی نیند میں قسم کھائے، تو اس قسم کا اعتبار نہیں ہوتا۔

اور اسی طرح اگر نیند میں کوئی خرید و فروخت کرے، تو اس کا بھی اعتبار نہیں ہوتا۔ ۱

البتہ کچھ اعمال ایسے ہیں، جو نیند میں بھی شرعی اعتبار سے معتبر ہو جاتے ہیں، مثلاً عرفات میں وقوف کرنا حج کا سب سے بڑا فریضہ ہے، لیکن اگر کوئی نیند کی حالت میں وقوف عرفہ کر لے، تو

اس کا یہ فریضہ ادا و معتبر ہو جاتا ہے۔ ۲

اسی طرح اور بھی چند اعمال ایسے ہیں، جو نیند میں معتبر یا مؤثر ہو جاتے ہیں۔

مثلاً اگر کوئی نماز کے وقت سوتا رہ جائے، اور نماز کا وقت گزر جائے، تو اس کی نماز قضاء ہو جاتی ہے، اور اس کو بیدار ہونے کے بعد اس نماز کا پڑھنا لازم ہو جاتا ہے۔

۱ اثر النوم فی تصرفات الإنسان القولية وما يحتاج إلى نية من العبادات:

النوم عارض طبعي يطرأ على الإنسان بالضرورة فيعطل العقل عن الإدراك، ويعجز عن الفهم في حال النوم. فإن استيقظ منه أمكنه الفهم فيقضي ما فاته في أثناء النوم من الصلوات. والمبادرة بالقضاء واجبة عند المالكية سواء تعدى أو لم يتعد بالنوم، وندبا عند الشافعية إن لم يتعد به، ووجوب إن تعدى به. (ر: قضاء الفوائت ف ۱۹).

أما أثناء النوم فجميع عبارات النائم في التصرفات القولية لغو، فلا ينعقد إحرامه بحج أو عمرة أو صلاة، ولا نطقه بنية الصوم، ولا يصح نذره ولا تنعقد يمينه، ولا يقع طلاقه، ولا يقبل إقراره بحق لله أو لآدمي، ولا يصح إيجابه بعقد ولا قبوله.

وكذا كل تصرف يشترط فيه أهلية الأداء والتكليف لأنه يشترط في التكليف بالنظر إلى المكلف: فهمه لما كلف به، أي تصور ذلك الأمر والفهم من خطاب الله جل جلاله بقدر يتوقف عليه الامتثال؛ لأن التكليف استدعاء حصول الفعل على قصد الامتثال، وهو محال عادة وشرعا ممن لا شعور له بالأمر كالنائم ونحوه، فلا يناسب توجيه الخطاب إليه.

ولحدیث: رفع القلم عن ثلاثة: الصبي حتى يبلغ، وعن المجنون حتى يفیق، وعن النائم حتى يستيقظ. ومعنى رفع القلم عن الثلاثة: عدم اعتبار عباراتهم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۲، ص ۲۰، مادة "نوم")

۲ واستثنى الفقهاء من ذلك: ما لا يحتاج إلى نية من العبادات كالوقوف بعرفة، فإن أحضر الموقف وهو نائم فلم يستيقظ ولو لحظة حتى غادرها بجزء وقوفه؛ لأن الوقوف بعرفة لا يحتاج إلى نية، وهو أهل للعبادة عموماً فيصح الوقوف مع النوم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۲، ص ۲۱،

مادة "نوم") ﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اگر کوئی نیند کی حالت میں حقیقتاً دوسرے کو قتل کر دے، یا اس کا کوئی عضو تلف کر دے، تو شرعی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقد ذكر ابن نجيم الحنفى مسائل قال: إن النائم فيها كالمستيقظ، وعزاها إلى فتاوى اللؤلؤ الجى أوصلها إلى خمس وعشرين مسألة:

الأولى: إذا نام الصائم على قفاه وفوه مفتوح، فقطر قطرة من ماء المطر في فيه: فسد صومه، وكذا إن قطر غيره قطرة من الماء في فيه وبلغ ذلك جوفه.

الثانية: إذا جامع المرأة زوجها وهى نائمة فسد صومها.

الثالثة: لو كانت محرمة فجامعها زوجها وهى نائمة فعليها الكفارة.

الرابعة: المحرم إذا نام فجاء رجل فحلق رأسه وجب عليه الجزاء.

الخامسة: المحرم إذا نام وانقلب على صيد فقتله وجب عليه الجزاء.

السادسة: إذا نام المحرم على بعير فدخل فى عرفات فقد أدرك الحج.

السابعة: الصيد المرمى إليه بسهم إذا وقع عند نائم فمات من تلك الرمية يكون حراماً، كما إذا وقع عند يقظان وهو قادر على ذكاته.

الثامنة: إذا انقلب نائم على متاع وكسره وجب عليه الضمان.

التاسعة: إذا نام الأب تحت جدار فوقع الابن عليه من سطح وهو نائم فمات الابن يحرم الأب من الميراث. قال ابن نجيم: على قول البعض، وهو صحيح.

العاشر: من رفع النائم ووضعه تحت جدار، فسقط عليه الجدار ومات، لا يلزم ضمان على الواضع تحت الجدار.

الحادية عشرة: رجل خلا بامرأة وثمة أجنبى نائم لا تصح الخلوة.

الثانية عشرة: رجل نام فى بيت فجاءت امرأته وهو نائم ومكثت عنده ساعة صحت الخلوة.

الثالثة عشرة: لو كانت المرأة نائمة فى بيت ودخل عليها زوجها ومكث عندها ساعة صحت الخلوة.

الرابعة عشرة: امرأة نامت فجاء رضيع فار تضع من ثديها تثبت حرمة الرضاع.

الخامسة عشرة: المتيمم إذا مرت دابته على ماء يمكن استعماله وهو عليها نائم انتقض تيممه.

السادسة عشرة: المصلى إذا نام وتكلم فى حالة النوم تفسد صلاته.

السابعة عشرة: المصلى إذا نام وقرأ فى قيامه تعتبر هذه القراءة فى رواية (عند الحنفية).

الثامنة عشرة: إذا تلا آية سجدة فى نومه فسمعها رجل تلتزمه السجدة كما لو سمع من اليقظان.

التاسعة عشرة: إذا استيقظ هذا النائم فأخبره رجل أنه قرأ آية سجدة فى نومه، كان شمس الأئمة يفتى بأنه لا تجب عليه سجدة التلاوة، وتجب فى أقوال، فعلى هذا لو قرأ رجل عند نائم فانتبه فأخبره فهو على هذا: أى لا تجب عليه سجدة التلاوة.

العشرون: إذا حلف رجل أن لا يكلم فلانا فجاء الحالف إلى المحلوف عليه وهو نائم، وقال له: قم، فلم يستيقظ النائم. قال بعضهم: لا يحنث، والأصح أنه يحنث. الحادية والعشرون: رجل طلق

﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اعتبار سے اس قتل یا عضو کو تلف کرنے کے نتیجہ میں وہی تاوان لازم آتا ہے، جو کسی کو خطا سے قتل کرنے یا عضو تلف کرنے والے پر لازم آتا ہے۔

مثلاً کوئی سویا ہوا شخص کسی بچہ کے اوپر سوتے ہوئے کروٹ وغیرہ لینے سے لیٹ جائے، جس سے اس بچہ کی موت واقع ہو جائے، تو اس پر دیت اور کفارہ لازم آتا ہے۔ ۱

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

امراتہ طلاقاً رجعیاً، فجاء الرجل ومسها بشهوة وهي نائمة صار مراجعاً.  
الثانية والعشرون: لو كان الزوج نائماً فجاءت المرأة وقبلته بشهوة، يصير مراجعاً عند أبي يوسف خلافاً لمحمد -رحمهما الله- .  
الثالثة والعشرون: الرجل إذا نام وجاءت امرأة وأدخلت فرجها في فرجه وعلم الرجل بفعلها ثبت حرمة المصاهرة.  
الرابعة والعشرون: إذا جاءت امرأة إلى نائم وقبلته بشهوة واتفقا على أن ذلك كان بشهوة ثبت حرمة المصاهرة.

الخامسة والعشرون: المصلى إذا نام في صلاته واحتلم يجب عليه الغسل ولا يمكنه البناء .  
وكذلك: إذا بقي نائماً يوماً وليلة، أو يومين وليلتين صارت الصلاة ديناً في ذمته.  
وذكر السيوطي مسائل ينفرد بها النوم عن الجنون والإغماء وهي: الأولى: يجب على النائم قضاء الصلاة إذا استغرق النوم وقتها. الثانية: يصح على المذهب صوم النائم الذي استغرق نومه النهار كله إذا كان قد نوى من الليل. وفي وجه أنه يضر بالإغماء .  
الثالثة: إذا نام المعتكف حسب زمن النوم من الاعتكاف قطعاً لأنه كالمستيقظ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۲، ص، مادة "نوم")

۱ چنانچہ جنفیکے نزدیک اس شخص کے عاقلہ پر دیت واجب ہے، اور کفارہ میں ایک مؤمن غلام کا آزاد کرنا ہے، اور اگر اس کی قدرت نہ ہو، تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ہے، اور اگر جانی اس مقتول کا وارث ہے، تو وہ جانی اس بچہ کی میراث سے محروم ہوگا، اور جو مقتول کو دیت حاصل ہوگی، وہ اس کی میراث میں داخل ہوگی۔

أثر النوم في الجنابة على النفس: اعتبر الفقهاء جنابة النائم على نفس أو عضو خطأ أو جارياً مجرى الخطأ، فتجوز في فعله في كلا التعبيرين أحكام الخطأ، فإذا انقلب نائم على إنسان بجنبه فقتله فهو خطأ أو كالخطأ في الحكم؛ لأن النائم لا قصد له، فلا يوصف فعله بعدم ولا خطأ عند بعضهم، إلا أنه في حكم الخطأ لحصول الموت بفعله كالخاطئ، فتجب على عاقلته دية الخطأ وعليه الكفارة.  
قال ابن عابدين: فحكمه حكم المخطئ ولكنه دون الخطأ حقيقة؛ لأن النائم ليس من أهل القصد أصلاً. وإنما تجب الكفارة على النائم لترك التحرز عند النوم في موضع يتوهم أن يكون قاتلاً. والكفارة في القتل الخطأ إنما وجبت لترك التحرز أيضاً. وحرمان الميراث: لمباشرة القتل وتوهم أنه لم يكن نائماً وإنما كان متناوماً لقصد استعجال الإرث (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۲، ص ۲۰، الی ۲۲، مادة "نوم")

اسی طرح اگر کوئی نیند کی حالت میں دوسرے کا مال تلف کر دے، مثلاً سوتے ہوئے کسی کے سامان پر چڑھ جائے، جس سے وہ ضائع ہو جائے، تو اس پر اس کا تاوان لازم آتا ہے۔ ۱

## فتنوں کے وقت، سونے والا جاگنے والوں سے بہتر

سونا کیونکہ عبادت ہے، اور سوتے وقت انسان کو شعور اور ہوش نہیں ہوتا، اس لیے سونے کی حالت میں انسان کئی قسم کے فتنوں سے محفوظ رہتا ہے، اسی وجہ سے احادیث میں فتنوں کے دور میں سونے والے کو جاگنے والے سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: تَكُونُ فِتْنَةٌ، أَلْنَايُمْ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمُضْطَجِعِ، وَالْمُضْطَجِعُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَاعِدِ، وَالْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي خَيْرٌ مِنَ الرََّاكِبِ، وَالرََّاكِبُ خَيْرٌ مِنَ الْمُعْجِرِي (مستدرک حاکم) ۲

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فتنے رونما ہوں گے، جس میں سویا ہوا شخص لیٹے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور لیٹا ہوا شخص بیٹھے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور کھڑا ہوا شخص چلنے والے شخص سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا شخص سوار شخص سے بہتر ہوگا، اور سوار شخص (تیز یا لمبا) سفر کرنے والے شخص سے بہتر ہوگا (حاکم)

۱ اثر النوم فی إتلاف المال:

النائم في إتلاف مال الغير كالمتسقيظ تماما فيضمن. فإن ضمان المال لا يشترط فيه التكليف، بل يشترط أن يكون الجاني من أهل الوجوب، فالمكلف وغير المكلف فيها سواء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۲، ص ۲۳، مادة "نوم")

۲ رقم الحديث ۸۳۱۲، مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۲۰۷۲۷.

قال الحاکم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه.

وقال الذهبي: صحيح.



اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَكُونُ فِتْنَةٌ، أَلْتَأْتِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَقْظَانِ، وَالْيَقْظَانُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِي، فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَسْتَعِذْ (مسلم، رقم الحديث ۲۸۸۶)“

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کے قریب) عظیم فتنہ ہوگا، جس میں سونے والا بہتر ہوگا، جاگنے والے سے، اور جاگنے والا بہتر ہوگا، کھڑے ہونے والے سے، اور کھڑے ہونا والا بہتر ہوگا چلنے اور سوار ہونے والے سے، پس جو شخص (اس وقت) کوئی ٹھکانہ یا پناہ کی جگہ پائے، تو اسے چاہئے کہ وہ (فتنہ سے پناہ) حاصل کرے (مسلم)

سونے والے کو کیونکہ شعور نہیں ہوتا، اس لئے فتنوں کے دور میں اس کو جاگنے والے سے بہتر قرار دیا گیا، اور لیٹے ہوئے بیدار شخص کو کھڑے ہونے والے سے بہتر قرار دیا گیا، کیونکہ کھڑے ہوئے شخص کا لیٹے ہوئے شخص کے مقابلہ میں فتنہ میں مبتلا ہونا زیادہ آسان ہوتا ہے، اور کھڑے ہونے والے شخص کو چلنے اور سوار ہونے والے کے مقابلہ میں بہتر قرار دیا گیا، کیونکہ چلنے اور سوار ہونے والے شخص کو کھڑے ہونے والے شخص کے مقابلہ میں فتنہ میں مبتلا ہونا زیادہ آسان ہوتا ہے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ جس طرح جاگ کر نیک عمل کرنا سنت سے ثابت اور عبادت

۱۔ تكون فتنة أى: عظيمة النائم فيها خير من اليقظان بسكون القاف أى: المنتهى لعدم شعور النائم عنها، وفي معناه الغافل ولو كان يقظان، فالمراد باليقظان هو العالم بالفتنة، سواء كان مضطجعا أو قاعدا أو قائما واليقظان أى: مضطجعا أو جالسا خير من القائم أى: لتعلمه وإشرافه، أو لأن فيه نوع حركة والقائم فيها أى: لتوقفه فى مكانه خير من الساعى أى: مشيا أو ركوبا إليها من وجد ملجأ أو معاذا فليستعذ به، وفي الجامع: روى الحاكم عن خالد بن عرفطة: ستكون أحداث وفتنة وفرقة واختلاف، فإن استطعت أن تكون المقول لا القاتل فافعل (مرواة المفاتيح، ج ۸ ص ۳۳۸۴، كتاب الفتن)

ہے، اسی طرح سونا بھی سنت سے ثابت اور عبادت ہے، جس سے روگردانی کرنا درست نہیں، اور سونے والا جاگنے والے کے مقابلہ میں کئی قسم کے فتنوں سے محفوظ رہتا ہے۔

اور اسی وجہ سے اتنی نیند کرنا جس سے بندہ اپنے واجبات کو ادا کر سکے، واجب ہے۔ اور رات کے علاوہ دوپہر کے وقت میں نیند یا آرام کرنا جس کو قیلولہ کہا جاتا ہے، یہ مستحب ہے۔ ۱

اور عصر کے بعد نیند کرنا عام حالات میں مکروہ ہے، اور اگر نماز کا وقت داخل ہو چکا ہو، اور نیند کی وجہ سے نماز قضاء ہو جاتی ہو، تو پھر ایسے وقت نیند کرنا گناہ ہے، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔ ۲

۱ الحکم التکلیفی: النوم من الأمور الفطرية الضرورية للأحياء كالأكل والشرب وقضاء الحاجة، فلم يرد أمر من حيث هو نوم، اكتفاء بدواعي الفطرة، فهو للإباحة إذا، والإباحة وإن كانت شرعية عند جمهور العلماء فليست بتكليف عند بعضهم؛ لأن التكليف إنما يكون بطلب ما فيه كلفة ومشقة.

ولا طلب في المباح ولا كلفة لكونه مخيرا بين الفعل والترك.

وقد تعترى النوم الأحكام التكليفية لأسباب خارجية تتصل به: فيكون واجبا أو مستحبا، أو حراما، أو مكروها.

النوم الواجب:

النوم الواجب: هو ما يستطيع المرء به أداء واجب ديني أو دنيوي، فما لا يتم الواجب إلا به فهو واجب.

النوم المستحب:

النوم المستحب: هو نوم من نعت في صلاته أو قراءته للقرآن ونحوهما، فيستحب أن ينام حتى يدري ما يقول أو يفعل. ومن النوم المستحب القيلولة في وسط النهار.

۲ النوم الحرام:

النوم الحرام هو النوم بعد دخول وقت الصلاة وهو يعلم أنه يستغرق في النوم الوقت كله، أو ينام مع ضيق الوقت.

النوم المكروه:

يكون النوم مكروها في مواطن منها: النوم بعد صلاة العصر، والنوم أمام المصلين، والصف الأول، أو المحراب، والنوم على سطح ليس له جدار يمنعه من السقوط، لنهيه عليه الصلاة والسلام عن ذلك ولخشية أن يتدحرج فيسقط عنه.

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## نیند کی طبی مناسب مقدار

طبی تحقیق کے مطابق نیند کے لئے مناسب وقت اور مناسب کیفیت کے ساتھ ساتھ مناسب مقدار کا لحاظ نہایت ضروری ہے، اگر نیند مناسب مقدار میں حاصل نہ کی جائے تو سستی و کاہلی کے علاوہ سر کا درد، ضعفِ دماغ، ضعفِ نظر کی شکایت ہو جاتی ہے اور یہاں تک کہ دیوانگی کی نوبت بھی آ جاتی ہے۔ ۱

عمر کی مختلف حالتوں میں مناسب نیند کی مقدار بھی طبی اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، چنانچہ بچوں کو جنسی نشوونما کے لئے زیادہ نیند کی ضرورت ہوتی ہے، چھوٹے دودھ پیتے بچوں کے لئے دن و رات میں تقریباً سولہ گھنٹے سونا مناسب مقدار کہلاتا ہے، عمر بڑھنے کے ساتھ نیند کی مقدار کم ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ چار سال سے آٹھ سال تک کے بچوں کے لئے تقریباً بارہ گھنٹے

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ومن النوم المکروه: نوم الرجل منبطحا علی وجهه فإنها ضجعة یبغضها اللہ تعالیٰ، والنوم فی یدہ ریح لحم ونحوہ، والنوم بعرفات وقت الوقوف لأنه وقت تضرع، والنوم بعد صلاة الفجر لأنه وقت قسمة الأرزاق، ونومه تحت السماء متجردا من ثیابه مع ستر العورة، ونومه بین مستیقظین لأنه خلاف المروءة، ونومه وحده فی بیت خال لحديث ابن عمر -رضی اللہ عنہما -: نہی عن الوحدة: أن یبیت الرجل وحده أو یسافر وحده، ومنه النوم قبل صلاة العشاء بعد دخول وقتها إن ظن تیقظه فی الوقت، نص علیہ الشافعیة فقالوا: یکره النوم قبل صلاة العشاء بعد دخول وقتها " لأنه صلی اللہ علیہ وسلم کان یکره ذلك؛ لخوف استمرار النوم حتی خروج الوقت. ومحل ذلك إذا ظن تیقظه فی الوقت وإلا حرم النوم. أما النوم قبل دخول الوقت فالظاهر عدم الکراهة؛ لأنه لم یخاطب بها.

وبری المالکیة أنه یجوز له النوم ولا إثم علیہ (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۲، ص ۱۶، الیٰ ص ۱۸، مادة "نوم")

۱۔ وللنوم فائدتان جلیلتان، احدهما: سکون الجوارح وراحتهما ما یرض لها من التعب فی ریح الحواس من نصب الیقظة ویزیل الاعیاء والکلال، والثانیة: هضم الغذاء، ونضج الاخلاط، لان الحرارة الغریزیة فی وقت النوم، تفور الی باطن البدن، فتعین علی ذلك، ولهذا یرد ظاہرہ، ویحتاج النائم الی فضل دنار (الطب النبوی لابن القیم ص ۲۳۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

روزانہ سونے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے، اور آٹھ سال سے بیس اکیس سال کی عمر تک روزانہ، نو دس گھنٹے سونا کافی ہوتا ہے، اور جوانی کی عمر میں پچاس سال کی عمر تک روزانہ کم از کم چھ اور زیادہ سے زیادہ آٹھ گھنٹے سونے کی ضرورت ہوتی ہے، عام حالات میں چھ گھنٹے سے کم سونے کی عادت بنانے سے تندرستی میں خلل پڑنا شروع ہو جاتا ہے، پچاس سال کے بعد انسان میں کمزوری آ جاتی ہے اس لئے اُسے زیادہ آرام کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس عمر کے بعد آٹھ، دس گھنٹے روزانہ سونے کی کوشش کرنی چاہئے، عموماً خواتین کو مرد حضرات کے مقابلہ میں زیادہ نیند کی ضرورت ہوتی ہے (دیہاتی معالج تھیر، حصہ اول، صفحہ ۱۰۷، ۱۰۸)

## نیند میں غیر معمولی کمی یا اضافہ کا ہو جانا

اسی وجہ سے اگر کسی کی طبیعت اور مناسب نیند کی مقدار میں غیر معمولی خلل واقع ہو جائے، مثلاً نیند اچھا نہ ہو جائے یا نیند میں غیر معمولی زیادتی ہو جائے، تو یہ بیماری کہلاتی ہے۔ جب نیند طبیعتی مقدار سے کم ہو جائے تو یہ بھی بیماری کہلاتی ہے، اس بیماری کو طب کی زبان میں ”سہر“ یا ”ان سونیا“ (Insomnia) کہا جاتا ہے۔ سہر یا ان سونیا کی عام طور پر تین قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) نیند شروع میں نہ آئے (۲) نیند آئے، لیکن تھوڑی دیر بعد ختم ہو جائے

(۳) نیند بالکل ہی نہ آئے (طب صابر ۱۶، ۱۵، ترتیب حکیم ہبشر علی حسن صاحب)

اس مرض کی جو نشانیاں اور علامات عام طور پر بیان کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں:

اس بیماری کے دوران ناک کے نتھنے خشک ہو جاتے ہیں، پیاس کا غلبہ ہوتا ہے، حلق خشک ہو جاتا ہے، سر کے اندر گرمی معلوم ہوتی ہے، دل کی حرکت بڑھ جاتی ہے، اور طبیعت بے چین و مضطرب ہو جاتی ہے، بے خوابی اور نیند نہ آنے کی شکایت اگر زیادہ عرصے تک جاری رہے تو یہ مرض خطرناک شکل اختیار کر لیتا ہے، چنانچہ اس کے نتیجہ میں پاگل پن، مایوسی،

اختلاج قلب (دل کی دھڑکن تیز اور بے قابو ہونا) خشک کھانسی اور دوسری مہلک بیماریاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، لہذا ایسے مرض میں مبتلا انسان کو جلد از جلد کسی ماہر و مستند معالج (حکیم) سے علاج کرانا چاہئے اور غفلت نہیں کرنی چاہئے۔

اس بیماری کی وجوہات عام طور پر جو بیان کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں:

گرم غذاؤں کا کثرت سے استعمال کرنا، رنج و غم کی کثرت، دھوپ اور آگ کے پاس دیر تک کام کرنا، خون کا جسم سے زیادہ مقدار میں نکلنا، کسی بڑے کام کی فکر سوار ہونا، شراب نوشی، بھنگ اور دیگر نشیات کا استعمال، سگریٹ و تمباکو اور چائے کا کثرت سے استعمال کرنا اور مباشرت کی کثرت وغیرہ جیسی چیزوں سے دماغ میں گرمی اور خشکی کے بڑھنے سے یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

جب نیند طبعی مقدار سے زیادہ ہو جائے تو یہ بھی بیماری کہلاتی ہے، اس بیماری کو طب کی زبان میں ”سبات“ یا ”سمنولینس“ (Somnolense) کہا جاتا ہے، سبات کے معنی سونے کے ہیں، سبات دراصل سخت اور گہری نیند کا نام ہے، جس کی مدت دراز اور لمبی ہوتی ہے، یعنی اس نیند کا زمانہ نیند کی طبعی اور مناسب مقدار سے زیادہ ہوتا ہے، اس مرض میں مبتلا انسان خواہ کتنا ہی سوئے، لیکن غنودگی برقرار رہتی ہے، اور کسی طرح بستر سے اٹھنے کو جی نہیں چاہتا۔

اس مرض کی جو نشانیاں اور علامات عام طور پر بیان کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں:

ایسے مریض کے سر کا اگلا حصہ عام طور پر بوجھل رہتا ہے، چہرہ پر بھر بھراہٹ سی معلوم ہوتی ہے، پلکوں پر بوجھ رہتا ہے، ناک اور منہ سے بار بار رطوبت نکلتی ہے، سر چھونے سے ٹھنڈا معلوم ہوتا ہے، مریض بہت گہری نیند سوتا ہے اور خراٹوں کی آواز بلند ہوتی ہے، طبیعت ہر وقت سُست اور سونے کی طرف مائل رہتی ہے، اور کسی کام کاج کرنے کو دل نہیں چاہتا۔

اس بیماری کی وجوہات عام طور پر جو بیان کی جاتی ہیں، وہ یہ ہیں:

سر کے حصہ کو زیادہ سردی لگنے، برف اور ٹھنڈی چیزوں کے کثرت سے استعمال کرنے،

مستقل نزلہ وزکام کے رہنے سے دماغ میں بلغمی رطوبات جمع ہونے سے یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے، بعض اوقات مباشرت کی کثرت سے، زیادہ محنت کرنے سے، ضعف اور تکان کی وجہ سے یا کسی بیماری میں زیادہ وقت تک بیتلارہ کر کمزور ہو جانے، زیادہ دست آنے یا جسم کے کسی حصہ سے زیادہ مقدار میں خون نکل کر کمزوری بڑھ جانے کی وجہ سے بھی یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے ایسے مریض کو ورزش کرنے اور گرم جگہ رہنے سے فائدہ ہوتا ہے، لیکن مستقل علاج کسی ماہر و مستند معالج (وحکیم) سے ہی کرانا چاہئے (ماغوذ از حازق ص ۲۸، ۳۳، مصنفہ مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان مرحوم بتخیر)

خلاصہ یہ کہ معتدل نیند، جس طرح شرعی اعتبار سے عبادت ہے، اسی طرح انسان کی ضرورت و حاجت بھی ہے، اور ساتھ ساتھ قدرت کی طرف سے عظیم نعمت بھی ہے، جس کو اعتدال میں رہ کر اختیار کرنا چاہئے، اور اس کے اعتدال سے باہر ہو جانے پر اس کی اصلاح و درستگی کی فکر کرنی چاہئے، اور اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے، جس کے لئے شریعت کی طرف سے عمدہ ہدایات و آداب کی تعلیم دی گئی ہے، جن کا ذکر آگے اپنے مقام پر آتا ہے۔

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

## (فصل نمبر ۴)

## رات و دن (Day and Night) کی عظمت و اہمیت

زمانہ رات اور دن کے مجموعہ سے مرکب و عبارت ہے، اس لئے رات اور دن کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مختلف موقعوں پر رات اور دن اور ان دونوں کے مخصوص اور بالخصوص تبدیلی والے اوقات کو اپنی قدرت و عظمت کی نشانیوں کے طور پر ذکر فرمایا ہے، اور قرآن مجید میں ان کی قسم کھائی ہے، اور احادیث میں بھی رات اور دن کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے، جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

## رات و دن، سورج اور چاند، اللہ کی مخلوق

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ

يَسْبُحُونَ (سورة الانبياء، رقم الآية ۳۳)

ترجمہ: اور وہی (اللہ) ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو پیدا کیا،

ہر ایک اپنے دائرے میں تیر رہا ہے (سورہ انبیاء)

اس سے معلوم ہوا کہ رات، دن اور سورج، چاند اللہ کی مخلوق ہیں، اور یہ سب اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں، اور گھومنے کے بجائے تیرنے کے الفاظ سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ کسی مادی چیز پر ٹک کر نہیں گھوم رہے، بلکہ حکم الہی بغیر کسی مادی چیز کے سہارے کے گھوم رہے ہیں۔

اور قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (سورة الأنعام، رقم الآية ۹۶)

ترجمہ: وہی (اللہ) صبح کا نکالنے والا ہے، اور اس نے آرام کے لیے رات بنائی ہے اور سورج اور چاند کا حساب مقرر کیا ہے یہ غالب جاننے والے کا اندازہ ہے (سورہ انعام)

صبح کا نکالنا، رات کو آرام کے لئے بنانا، سورج اور چاند کو ایک انتہائی مستحکم حساب کے ساتھ چلانا یہ سب کچھ قادرِ مطلق اور عالمِ مطلق ذات کا کارنامہ ہے۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ جَنَّةَ عَرْضِهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ فَأَيْنَ النَّارُ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ اللَّيْلَ الْذِي قَدْ أَلْبَسَ كُلَّ شَيْءٍ فَأَيْنَ جَعَلَ النَّهَارَ؟ قَالَ: أَلَلَّهُ أَعْلَمُ، قَالَ: كَذَلِكَ يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ (مستدرک حاکم) ۱

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اُس نے کہا کہ اے محمد! اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، تو جنت کہاں ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس بارے میں تمہارا خیال کیا ہے کہ رات نے ہر چیز کو ڈھا تک دیا ہے، تو دن کو کہاں پہنچا دیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ اللہ ہی زیادہ جانتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح اللہ جو چاہے کرتا ہے (حاکم، ابن حبان)

۱ رقم الحدیث ۱۰۳، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۱۰۳.

قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین، ولا أعلم له علة ولم یخرجاه.  
وقال الذہبی: علی شرطہما ولا أعلم له علة.

وفی حاشیة ابن حبان: إسناده صحیح علی شرط مسلم.



رات اور دن، حقائق پر مبنی چیزوں میں سے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ ہی دن کی روشنی اور سورج کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیتا ہے، جس کا مدار انتہائی وسیع ہے، تو جس طرح اتنے بڑے سورج اور دن کی روشنی کو اللہ نظروں سے اوجھل کر دیتا ہے، اسی طرح جنت کو بھی انسانی نظروں سے اوجھل کر رکھا ہے، مگر وہ کہیں نہ کہیں موجود ہے، جس طرح سورج اور دن کہیں نہ کہیں ہر وقت موجود ہوتا ہے، اس حدیث سے ایک اضافی بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جنت پیدا ہو چکی ہے۔

## رات و دن، سورج اور چاند، اللہ کی قدرت کا نمونہ

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (سورة حم السجدة، رقم

الآية ۷۳)

ترجمہ: اور اس (اللہ) کی نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں

(سورة حم سجده)

دن کا نکلنا، رات کا وجود، سورج اور چاند اور ان کا ایک حساب کے ساتھ چلنا، اور ان سب چیزوں کا ایک مضبوط نظام، سب اللہ کی قدرت کا پتہ دینے والی نشانیاں ہیں۔  
قرآن مجید میں ہی ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُؤَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ

خَبِيرٌ (سورة لقمان، رقم الآية ۲۹)

ترجمہ: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے، ہر ایک مقررہ

وقت تک چل رہا ہے، اور بے شک اللہ تمہارے کام سے خبردار ہے (سورہ لقمان)

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ  
وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ (سورة

الفاطر، رقم الآية ۱۳)

ترجمہ: وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے ہر ایک مقررہ وقت تک چل رہا ہے، یہی اللہ تمہارا رب ہے، اسی کی بادشاہی ہے (سورہ فاطر)

نیز ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ. يُولِجُ اللَّيْلَ  
فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (سورة

الحديد، رقم الآيات ۵، ۶)

ترجمہ: اسی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں سب امور، وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اور وہی ہے جاننے والا سینوں کے رازوں کو (سورہ حدید)

دن اور رات کا مجموعی عرصہ برابر ہے، لیکن کبھی رات چھوٹی ہوتی ہے، اور کبھی دن چھوٹا ہوتا ہے، یعنی کبھی رات والا حصہ دن میں اور کبھی دن والا حصہ رات میں داخل ہو جاتا ہے، اور یہ سب اللہ کے حکم سے ہے کہ اس نے سورج اور چاند کو مخصوص مدار میں چلنے پر لگا رکھا ہے، جس کی وہ پوری اتباع کرتے ہیں، اور اللہ کے حکم کے مسخر و تابع ہیں اور یہ سب کچھ ایک مقررہ وقت تک کے لئے ہے، جس کو قیامت کہا جاتا ہے، لہذا یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے انتہائی قادر اور علیم ہونے کا پتہ دیتی ہیں۔

## قرآن مجید میں رات اور دن کی قسم کا ذکر

قرآن مجید میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے رات اور دن، صبح اور شام کی قسم اٹھائی ہے، جس سے ان اوقات کی عظمت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاللَّيْلِ إِذَا أَدْبَرَ. وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ (سورة مدثر، رقم الآيات ۳۳، و ۳۴)

ترجمہ: اور رات کی قسم جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگے، اور صبح کی قسم جب وہ روشن

ہو جائے (سورة مدثر)

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاللَّيْلِ إِذَا عَسَسَ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ (سورة التکویر، رقم الآيات ۱۷، ۱۸)

(۱۸)

ترجمہ: اور رات کی قسم جب اس کی تاریکی جانے لگے، اور صبح کی قسم جب اس کی

روشنی آنے لگے (سورة تکویر)

ایک تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ، وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ (سورة الانشقاق، رقم الآيات ۱۶، ۱۷)

ترجمہ: پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں، شفق کی، اور رات کی اور جو چیزیں اس میں

جمع ہوتی ہیں (سورة انشقاق)

شفق سورج کی اس روشنی کا نام ہے، جو سورج طلوع ہونے سے پہلے اور سورج غروب

ہونے کے بعد ہوتی ہے۔

ایک چوتھے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالْفَجْرِ. وَلَيَالٍ عَشْرٍ. وَالشَّفَعِ وَالْوَتْرِ. وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ (سورة الفجر،

رقم الآيات ۱ الی ۴)

ترجمہ: قسم ہے فجر کی، اور دس راتوں کی، اور (ذی الحجہ کی) دس راتوں کی، اور جنت کی اور طاق کی، اور رات کی جب وہ چلتی ہے (سورہ فجر)

ایک پانچویں مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا. وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَّهَا. وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّهَا. وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا (سورة الشمس، رقم الآيات ۱ الى ۴)

ترجمہ: قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی، اور چاند کی جب وہ آئے سورج کے پیچھے، اور دن کی جب وہ سورج کو روشن کر دے، اور رات کی جب وہ سورج کو ڈھانپ لیتی ہے (سورہ شمس)

ایک چھٹے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ (سورة الليل، رقم الآيات ۱، ۲ و)

ترجمہ: قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے، اور دن کی جب وہ روشن ہو جائے (سورہ لیل)

اور ایک ساتویں مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ (سورة الضحى، رقم الآيات ۱، ۲ و)

ترجمہ: قسم ہے دن کی روشنی کی، اور رات کی جب وہ چھا جائے (سورہ ضحیٰ)

ان تمام آیات سے رات اور اس کے اندھیروں، دن اور اس کی روشنیوں کی عظمت و اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

## زمانہ اور رات و دن کا پلٹنا اللہ کے حکم سے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَهٌ

غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بَضِيَاءٍ، أَفَلَا تَسْمَعُونَ .

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ  
إِلَّا غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بَلِيلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ أَفَلَا تُبْصِرُونَ (سورة القصص،

رقم الآية ۷۱، ۷۲)

ترجمہ: آپ فرمادیتے ہیں کہ دیکھو اگر اللہ تم پر ہمیشہ قیامت تک رات ہی کر دے، تو  
سوائے اللہ کے کون معبود ہے جو تمہارے پاس روشنی لائے؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟  
آپ فرمادیتے ہیں کہ دیکھو اگر اللہ تم پر ہمیشہ قیامت تک دن ہی کر دے، تو سوائے  
اللہ کے کون معبود ہے جو تمہارے پاس رات لائے؟ جس میں تم سکون حاصل کر  
سکو، کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟ (سورہ قصص)

مطلب یہ ہے کہ دن کی روشنی کا وجود اور اس کے مقابلہ میں رات کے اندھیرے کا وجود، یہ  
اللہ کے حکم سے ہے، جس نے انسانی ضروریات کے لئے دن کی شکل میں روشنی کا، اور رات  
کی شکل میں اندھیرے کا انتظام فرمایا، اور دونوں قسم کی نعمتوں سے نوازا، اگر اللہ چاہے تو  
قیامت تک ایک ہی حالت کو برقرار رکھے، پھر اللہ کے سوا کوئی طاقت ایسی نہیں ہوگی، جو اس  
نظام کو واپس لوٹادے، جس سے اللہ کی عظیم قدرت کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِنُنِي  
إِنَّ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أَقْلَبُ اللَّيْلَ  
وَالنَّهَارَ (بخاری) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ بنی آدم  
مجھے ایذا دیتا ہے (یعنی میری شان کے خلاف بات کہتا ہے اور وہ اس طرح) کہ

۱ رقم الحدیث ۴۸۲۶، کتاب تفسیر القرآن، باب وما يهلكنا إلا الدهر، واللفظ له، مسلم رقم  
الحدیث ۲۲۳۶، ۲۲۳۷۔

وہ زمانہ پر سب و شتم کرتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہوں (یعنی زمانہ میرے تابع اور ماتحت ہے) میرے قبضہ قدرت میں تمام کام و اختیارات ہیں، میں ہی رات و دن کو پلٹتا (اور کم زیادہ کرتا) ہوں (بخاری، مسلم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِنُنِي ابْنُ آدَمَ يَقُولُ يَا خَبِيَّةَ الدَّهْرِ . فَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ يَا خَبِيَّةَ الدَّهْرِ . فَإِنِّي أَنَا الدَّهْرُ أَقْلِبُ لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ فَإِذَا شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا (مسلم) ۱

ترجمہ: اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے ایذا پہنچاتا (یعنی میری شان میں نازیبا کلمات کہتا) ہے، اور یہ کہتا ہے کہ ہائے زمانے کی ہلاکت، تو تم میں سے کوئی ہرگز یہ نہ کہے کہ ہائے زمانے کی ہلاکت، کیونکہ زمانہ میں ہوں، میں ہی زمانے کے دن رات کو بدلتا ہوں، پس جب میں چاہوں گا، دن رات کو قبض کر لوں گا (مسلم)

اور ایک روایت میں دن رات کو پلٹنے کے بجائے دن اور رات کو بھیجنے کے الفاظ ہیں۔

دوئوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ ۲

مطلب یہ ہے کہ زمانہ، رات اور دن کے مجموعہ کا نام ہے، اور یہ اللہ کے حکم سے وجود میں آتا ہے۔

لہذا اس کو بُرَا کہنے کی نسبت، اللہ کی طرف لوٹی ہے۔

۱ رقم الحدیث ۲۲۳۶، ۳، کتاب الالفاظ من الادب، باب النهی عن سب الدهر.

۲ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " : لَا يَقُلُ ابْنُ آدَمَ : وَاخْبِيَةَ الدَّهْرِ ، إِنِّي أَنَا الدَّهْرُ ، أَرْسَلُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ، فَإِذَا شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا (مسند احمد، رقم الحدیث ۸۲۳۲، عن ابی ہریرة)

فی حاشیة مسند احمد: إسنادہ صحیح علی شرط الشیخین.

## رات اور دن کے فرشتوں کا الگ الگ نزول

اللہ تعالیٰ نے جس طرح رات اور دن کے نظام کو مستحکم طریقہ پر تقسیم فرمایا ہے، اسی طرح بندوں کے رات اور دن کے اچھے اور بُرے اعمال کی نگرانی اور ان کے جائزہ کے لئے رات دن کے اعتبار سے الگ الگ فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، فَإِذَا عَرَجَتْ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ: مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: جِئْنَاكَ مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ، أَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَجِئْنَاكَ وَهُمْ يُصَلُّونَ، فَإِذَا عَرَجَتْ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ: مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ قَالُوا: جِئْنَاكَ مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ، أَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَجِئْنَاكَ وَهُمْ يُصَلُّونَ (مسند احمد، رقم الحديث ۸۵۳۸) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات اور دن کے فرشتے نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں، جب دن کے فرشتے آسمانوں پر (بندوں کے دن کے نامہ اعمال لے کر) چڑھ جاتے ہیں تو اللہ عزوجل ان سے فرماتا ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو، تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کے بندوں کے پاس سے آئے ہیں، جس وقت ہم ان کے پاس گئے تھے، وہ اس وقت بھی (فجر کی) نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس سے آئے، اس وقت بھی (عصر کی) نماز پڑھ رہے تھے، پھر جب رات کے فرشتے آسمانوں پر چڑھتے ہیں تو اللہ عزوجل ان

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم .

سے بھی فرماتا ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے بندوں کے پاس سے آئے ہیں، جب ہم ان کے پاس گئے وہ اس وقت بھی (عصر کی) نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس سے آئے وہ اس وقت بھی (فجر کی) نماز پڑھ رہے تھے (مسند احمد)

معلوم ہوا کہ بندوں کے دن اور رات کے اعمال کا حساب و کتاب لکھنے کے لئے الگ الگ فرشتوں کی ذمہ داریاں مقرر ہیں، جس سے دن اور رات کی عظمت و اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ رات اور دن کا آنا جانا، پلٹنا، ایک دوسرے میں داخل ہونا، اندھیرے اور روشنی کا ہونا، سورج اور چاند کا ایک مستحکم نظام کے تحت چلنا، یہ سب چیزیں اللہ کی قدرتِ کاملہ کا پتہ دیتی ہیں۔

اسی کو کسی نے اپنے مندرجہ ذیل اشعار میں بیان کیا ہے کہ:

شب سے تو ہی صبح کرتا ہے عیاں	اے خدائے پاک اے رب جہاں
شب کی تاریکی کو کر دیتا ہے دُور	بخشتا ہے صبح کو تو ہی ظہور
ہے بناتا وقت آرام و سکون	شب کو تو ہی اے خدائے بے چگون



## (فصل نمبر ۵)

## سونے، جاگنے کے لئے رات و دن کی فطری تقسیم

اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر رات کو آرام کرنے اور سونے کے لئے اور دن کو کام کاج اور معاش کا انتظام کرنے کے لئے بنایا ہے، اس لئے فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ رات کو جلدی سو کر سکون و آرام حاصل کیا جائے، اور صبح سویرے جلدی اٹھ کر نماز وغیرہ سے فراغت پا کر کام کاج اور ضروریات میں مشغولی اختیار کی جائے۔

قرآن و سنت سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا. إِنَّ فِي ذَلِكَ

لَايَةٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ (سورہ یونس، رقم الآیة ۶۷)

ترجمہ: وہی (اللہ) ہے جس نے بنایا تمہارے لئے رات کو تاکہ اُس میں تم سکون

حاصل کرو، اور (بنایا) دن دکھلانے کے لئے؛ بے شک اس میں نشانیاں ہیں اُن

لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں (سورہ یونس)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو سکون اور نیند حاصل کرنے اور دن کو دیکھنے اور کام کاج کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔

اور سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحْوًا آيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ

مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ (سورہ بنی اسرائیل، رقم الآیة ۱۲)

ترجمہ: اور ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا، پھر ہم نے

رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور ہم نے دن کی نشانی کو روشن بنایا تاکہ تم اپنے رب کا فضل (رزق) تلاش کر سکو (سورہ بنی اسرائیل)

اس آیت سے دن کے وقت کے دو مقاصد فوائد معلوم ہوئے، ایک اُس کی روشنی میں دیکھنے کا کام لینا، اور دوسرے روزی اور معاش کا انتظام کرنا۔ اور سورہ فرقان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا  
(سورۃ الفرقان، رقم الآیة ۴۷)

ترجمہ: اور وہی (اللہ) ہے جس نے بنا دیا تمہارے لئے رات کو اوڑھنا (یعنی اندھیرے والی) اور نیند کو آرام اور دن کو بنا دیا اٹھنے کے لئے (سورہ فرقان)

اس آیت سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ رات اندھیرے کا وقت ہے، جو نیند و سکون کے لئے فطری طور پر ضروری ہے، اور اس کے برخلاف دن کا وقت اُٹھنے و جاگنے کے لئے ہے نہ کہ سوتے رہنے کے لئے۔ اور سورہ نمل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لَيْسَكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا. إِنَّ فِي ذَلِكَ  
لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (سورۃ النمل، رقم الآیة ۸۶)

ترجمہ: کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے بنایا رات کو تاکہ اس میں سکون حاصل کریں، اور بنایا دن دیکھنے کے واسطے، بے شک اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں (سورہ نمل)

اس کی تشریح پہلی آیت کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ اور سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ

وَأَعْلَمُكُمْ تَشْكُرُونَ (سورة القصص، رقم الآية ۷۳)

ترجمہ: اور (اللہ نے) اپنی رحمت سے بنا دیئے تمہارے لئے رات اور دن کہ اُس (رات اور دن) میں (بالترتیب) سکون حاصل کرو، اور تلاش کرو اللہ کے فضل (یعنی روزی) کو، اور تا کہ تم شکر کرو (سورہ قصص)

مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور مہربانی ہے کہ رات کے ماحول اور مزاج کو تاریک اور خنکی والا بنایا تا کہ اس میں راحت و سکون اور نیند حاصل کر سکیں، اور دن کا ماحول روشن و حرکت والا بنایا تا کہ اس میں معاش کا بندوبست کیا جائے، اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا جائے۔

اور سورہ روم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ. إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ (سورة الروم رقم الآية ۲۳)

ترجمہ: اور اُس (اللہ) کی نشانیوں میں سے تمہارا رات کو سونا اور دن میں اُس کے فضل (یعنی روزی) کو تلاش کرنا ہے، اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں (سورہ روم)

اس کا مطلب واضح ہے اور پہلی آیات کے ضمن میں وضاحت گزر چکی ہے۔

اور سورہ مؤمن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا. إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ (سورة المؤمن، رقم الآية ۶۱)

ترجمہ: اللہ ہی نے بنایا تمہارے لئے رات کو تا کہ اُس میں سکون حاصل کرو، اور بنایا دن کو دیکھنے کے لئے، بے شک اللہ لوگوں پر فضل والا ہے اور لیکن اکثر

لوگ شکر نہیں کرتے (سورہ مؤمن)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رات اور دن کے مقاصد و فوائد کو بیان کرتے ہوئے ان کو لوگوں پر اپنا فضل و کرم قرار دیا ہے، اور پھر اکثر لوگوں کی ناشکری کی شکایت فرمائی ہے۔ اور ہمارا مروجہ ماحول (جس میں رات کا حصہ فضولیات و منکرات کی نذر اور دن کا حصہ نیند کی نذر کیا جاتا ہے) ناشکری کی ایک شکل ہے۔

اور سورہ نبأ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (سورة النبأ، رقم الآية ۱۱)

ترجمہ: اور بنایا ہم نے دن کو معاش (یعنی کمائی کرنے) کے لئے (سورہ نبأ)

جب اللہ تعالیٰ نے دن کو معاش اور کمائی کا وقت بنایا ہے تو اس وقت میں معاش اور کمائی کا بندوبست کرنے میں خیر و برکت ہوگی، اور اس کی خلاف ورزی میں خیر و برکت نہیں ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دن اور رات کی جو تقسیم فرمائی، وہ فطرت کے مطابق ہے، اور اس فطری تقسیم کے مطابق ہی دن اور رات کو استعمال کرنا چاہئے، اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے، اور اس کی خلاف ورزی سے بچنا چاہئے۔

جس کا طریقہ یہ ہے کہ رات کو عشاء کی نماز سے پہلے تمام ضروریات اور تقاضوں سے فارغ ہونے کا اہتمام کیا جائے، اور عشاء کی نماز کے بعد جلدی سونے کی کوشش کی جائے، اور پھر صبح کو جلد بیدار ہو کر اپنے کام کاج کئے جائیں۔

وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ وَأَحْكَمُ

## (فصل نمبر ۶)

## رات (Night) کی عظمت و اہمیت

اسلام میں رات کے وقت کی بڑی فضیلت و اہمیت ہے، دن رات میں پانچ وقت کی جو نمازیں فرض کی گئی ہیں، ان میں سے مغرب اور عشاء کی نمازیں رات کی نمازیں ہیں، اور فجر کی نماز بھی رات سے متصل نماز ہے، نیز وتر کی نماز بھی رات کی نماز ہے، اس کے علاوہ رات کا وقت بڑی فضیلت اور قبولیت والا وقت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کئی اہم واقعات وجود میں لائے گئے ہیں، جن میں سے چند ایک کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے، جن سے رات کی عظمت و اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

## قرآن مجید کا نزول رات میں

قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر بیک وقت، لیلة القدر میں نازل کیا گیا، جیسا کہ سورہ قدر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ. وَمَا أَذْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ. لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ. تَنْزِيلُ الْمَلَكَةِ وَالرُّوحِ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ. سَلَّمَ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ (سورة القدر، پارہ ۳۰)

ترجمہ: بے شک ہم نے اس (قرآن) کو لیلة القدر میں نازل کیا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ لیلة القدر کیا ہے؟ لیلة القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس رات میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے ہر امر کو لے کر نازل ہوتے (اور اترتے) ہیں، ہر پاپا سلام ہے وہ (لیلة القدر اور اس کی سلامتی) طلوع فجر تک رہتی ہے (سورہ قدر)

اور لیلۃ القدر، رات میں ہوتی ہے، جس سے رات کی عظمت و اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

## قیامت سے قبل ایک رات میں قرآن کا اٹھا لیا جانا

جس طرح لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر قرآن مجید بیک وقت ایک رات میں نازل ہوا، اسی طرح قیامت سے پہلے قرآن مجید کو ایک رات ہی میں اٹھا بھی لیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يَذْرُسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يَذْرُسُ وَشَى الثُّوبِ حَتَّى لَا يُذْرَى مَا صِيَامٌ وَلَا صَلَاةٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا يُسْرَى عَلَى كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي لَيْلَةٍ فَلَا يَبْقَى فِي الْأَرْضِ مِنْهُ آيَةٌ وَتَبْقَى طَوَائِفٌ مِنَ النَّاسِ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْعَجُوزُ يَقُولُونَ أَذْرَكْنَا آبَاءَنَا عَلَى هَذِهِ الْكَلِمَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَنَحْنُ نَقُولُهَا فَقَالَ لَهُ صَلَاةٌ مَا تُعْنِي عَنْهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَهُمْ لَا يَذْرُونَ مَا صَلَاةٌ وَلَا صِيَامٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَذِيفَةُ ثُمَّ رَدَّهَا عَلَيْهِ ثَلَاثًا كُلَّ ذَلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ حَذِيفَةُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فِي الثَّلَاثَةِ فَقَالَ يَا صَلَاةٌ تَنْجِيهِمْ مِنَ النَّارِ ثَلَاثًا (ابن ماجہ) ۱

ترجمہ: (قیامت کے قریب) اسلام بوسیدہ ہو جائے گا، جس طرح کپڑے کے نقش و نگار (استعمال اور لمبا عرصہ گزرنے کی وجہ سے) بوسیدہ و ماند ہو جاتے ہیں،

۱ رقم الحدیث ۴۰۳۹؛ مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۸۴۶۰۔

قوله: (یدرس الإسلام) من درس الرسم دروسا إذا غفا وهلك ومن درس الثوب درس إذا صار عتيقا بالياء ويؤيد الثاني قوله: (وشي الثوب) وهو بفتح فسكون نقشه (وليسرى) من السراية، أى: المدرس، أو الدروس يسرى ليلة (على كتاب الله) وفي الزوائد إسناده صحيح رجاله ثقات ورواه الحاكم وقال صحيح على شرط مسلم (حاشية السندی، على ابن ماجه)، كتاب الفتن، باب ذهاب القرآن والعلم

یہاں تک کہ یہ بھی شعور نہیں رہے گا کہ روزہ کیا ہے؟ نماز و حج کیا ہے؟ اور صدقہ کیا ہے؟ اور یہ بوسیدگی ایک رات میں اللہ کی کتاب (قرآن مجید) میں بھی سرایت کر جائے گی، پس زمین پر قرآن مجید کی ایک آیت بھی باقی نہ رہے گی (الفاظ و نقوش اڑ جائیں گے، اوراق اور صفحات خالی رہ جائیں گے) اور لوگوں میں سے کچھ بوڑھے اور بوڑھیاں ایسے باقی رہ جائیں گے جو یہ کہیں گے کہ ہم نے اپنے بڑوں (باپ دادوں) کو یہ کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھتے ہوئے پایا تھا، تو ہم بھی یہ پڑھتے ہیں (اس کے علاوہ دین و ایمان کی چیزوں سے ناواقف ہوں گے) اس پر (یہ حدیث روایت کرنے والے راوی حضرت صلہ) نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ پھر یہ کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ان کو کیا کام دے سکے گا، جبکہ وہ نماز، روزہ، حج و صدقہ کسی چیز کا علم ہی نہ رکھتے ہوں گے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ بات سُن کر اعراض کیا (اور کوئی جواب نہ دیا) وہ (حضرت صلہ) تین مرتبہ برابر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنا یہ سوال دہراتے رہے، اور حضرت حذیفہ اعراض فرماتے رہے؛ یہاں تک کہ تیسری مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا کہ اے صلہ! فقط یہ کلمہ ہی ان کو (دائمی وابدی جہنم کی) آگ سے نجات دلا دے گا، اور تین مرتبہ اپنا یہ جواب حضرت حذیفہ نے دہرایا (ابن ماجہ، حاکم)

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے ایک رات ہی میں قرآن مجید کو اٹھا لیا جائے گا۔ حضرت شداد بن معقل اسدی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

أَوَّلُ مَا تَفْقِدُونَ مِنْ دِينِكُمْ الْأَمَانَةَ، وَآخِرُ مَا تَفْقِدُونَ مِنْهُ الصَّلَاةُ،  
وَسَيُصَلِّي قَوْمٌ وَلَا دِينَ لَهُمْ، وَإِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ الَّذِي بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ

كَأَنَّهُ قَدْ نَزَعَ مِنْكُمْ، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ يَا عَبْدَ اللَّهِ، وَقَدْ أَثْبَتَهُ اللَّهُ فِي قُلُوبِنَا، قَالَ: يُسْرَى عَلَيْهِ فِي لَيْلَةٍ فَيُتْرَعُ الْمَصَاحِفُ وَيُنزَعُ مَا فِي الْقُلُوبِ، ثُمَّ تَلَا (وَلَيْنُ شِئْنَا لَنُدْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۱

ترجمہ: اپنے دین میں سے وہ پہلی چیز جو تم کھو بیٹھو گے، امانت و دیانت کی صفت ہے، اور وہ آخری چیز جو تم کھو و گے، نماز ہے، اور عنقریب (ایسا وقت آئے گا) کہ ایک قوم (مسلمان ہونے کی دعوی دار) نماز تو پڑھے گی، لیکن اس کے اندر دین نہ ہوگا، اور بلاشبہ یہ قرآن جو تمہارے درمیان موجود ہے، یہ گویا کہ تم سے اُچک لیا جائے گا۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے) معلوم کیا کہ یہ کیسے ہوگا؟ اے عبداللہ! حالانکہ اللہ نے اپنے اس کلام کو ہمارے دلوں میں جمادیا ہے، تو (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے) جواب دیا کہ (یوں ہوگا کہ) آدمی پر کوئی رات گزرے گی، تو صحیفوں (یعنی قرآن کے نسخوں) سے قرآن اٹھا لیا جائے گا (حروف و کلمات و آیات اڑ جائیں گے، خالی اوراق و صفحات رہ جائیں گے) اور سینوں سے بھی اٹھا لیا جائے گا (قرآن کی آیات و احکام جو آدمی کو یاد تھے، اس رات میں اس کے سینے سے فراموش کر دیے جائیں گے) پھر (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے) یہ آیت (دلیل و ثبوت کے طور پر) پڑھی "وَلَيْنُ شِئْنَا لَنُدْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ، آخِرَتِكَ" یعنی

۱ رقم الحدیث ۳۸۷۴۰، کتاب الفتن، باب ما ذکر فی فتنۃ الدجال؛ مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۸۵۳۸، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۸۶۹۸۔  
قال الذہبی فی التلخیص: صحیح۔

وقال الہیثمی: رواه الطبرانی، ورجاله رجال الصحیح غیر شداد بن معقل وهو ثقة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۱۱۴۰، باب سورة الاسراء)



(اے نبی!) اگر ہم چاہیں تو وہ چیز جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے، ضرور واپس لے لیں (ابن ابی شیبہ، حاکم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَلَيَنْتَزِعَنَّ الْقُرْآنُ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِكُمْ، قَالُوا: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَلَسْنَا نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَقَدْ أَثْبَتْنَاهُ فِي مَصَاحِفِنَا؟ قَالَ: يُسْرَى عَلَيَّ الْقُرْآنَ لَيْلًا فَيَذْهَبُ بِهِ مِنْ أَجْوَابِ الرِّجَالِ فَلَا يَبْقَى فِي الْأَرْضِ مِنْهُ شَيْءٌ  
(المعجم الكبير للطبرانی) ۱

ترجمہ: اور تمہارے درمیان سے قرآن اٹھالیا جائے گا، لوگوں نے عرض کیا کہ اے ابو عبدالرحمن! کیا ہم قرآن کو پڑھتے نہیں، اور ہم نے قرآن کو اپنے صحیفوں (اور نسخوں) میں محفوظ نہیں رکھا ہوا، تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن پر ایک رات ایسی گزرے گی، جس میں لوگوں کے درمیان میں سے قرآن کو اٹھالیا جائے گا، پھر زمین پر اس کا کوئی بھی حصہ باقی نہیں رہے گا (طبرانی، عبدالرزاق)

مذکورہ احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے قرآن مجید کو روئے زمین سے اٹھائے جانے کا عمل رات میں ہوگا۔

## معراج کے لئے رات کا انتخاب

معراج کا واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اہم معجزہ ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت اور جہنم اور آسمانوں سمیت عرش کی سیر کرائی گئی، یہ اہم واقعہ بھی رات کے وقت میں

۱ رقم الحدیث ۸۶۱۸؛ مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث ۵۹۸۱۔

قال الہیثمی: رواہ الطبرانی، ورجالہ رجال الصحیح غیر شداد بن معقل وھو ثقة. (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۲۳۶۵)

واقع ہوا تھا۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلٰی الْمَسْجِدِ  
الْاَقْصٰی الَّذِیْ بَارَكْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیْہٖ مِنْ اٰیٰتِنَا ۗ اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ  
(سورۃ بنی اسرائیل، رقم الآیۃ ۱)

ترجمہ: پاک ہے وہ (اللہ) جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے  
مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھائیں اس کو اپنی  
نشانیوں، وہی ہے سننے والا دیکھنے والا (سورہ بنی اسرائیل)  
معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا معجزہ رات کے وقت میں عطاء کیا گیا تھا۔

## رات کے آخری حصہ کی ساعت سب سے افضل

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات اور دن کی تمام گھڑیوں میں رات کا آخری حصہ سب  
سے افضل ہے۔

چنانچہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي مَا تَعَلَّمُ وَأَجْهَلُ، هَلْ مِنَ السَّاعَاتِ  
سَاعَةٌ أَفْضَلُ مِنَ الْآخِرَى؟ قَالَ: جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ (الدعاء  
للطبرانی) ۱

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اس چیز کی تعلیم دے  
دیجئے، جسے آپ جانتے ہیں، اور میں نہیں جانتا، کیا ساعتوں (اور گھڑیوں) میں

۱ رقم الحدیث ۱۳۱، باب أى اللیل أجوب دعوة، واللفظ لہ، مسند احمد رقم الحدیث  
۱۷۰۱۸

قال الابانسی: و علی کل حال فهذه الفقرة ثابتة بمجموع الطريقتين و الله أعلم (السلسلة  
الصحيحة، تحت رقم الحدیث ۵۵۱)

سے کوئی ساعت (اور گھڑی) دوسری سے افضل ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے آخری حصے کی ساعت (دوسری ساعتوں سے افضل ہے) (طبرانی)

اس حدیث سے رات کی اور اس کے بھی آخری حصہ کی فضیلت و اہمیت معلوم ہوئی۔

## ہر رات میں قبولیت کی گھڑی

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر رات میں قبولیت کی گھڑی آتی ہے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُؤَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ (مسلم) ۱

ترجمہ: رات میں ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے کہ اس گھڑی میں جو بھی مسلمان آدمی اللہ سے دنیا و آخرت کی کسی خیر کی دعا کر رہا ہو، تو اس کو وہ اللہ ضرور عطا فرماتا ہے، اور یہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے (مسلم)

اس طرح کی احادیث سے رات کی اہمیت و عظمت معلوم ہوتی ہے۔

## اللہ کا ہر رات میں آسمانِ دنیا پر نزول

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات کے مخصوص حصہ میں آسمانِ دنیا پر نزول رحمت فرماتے ہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى

۱ رقم الحدیث ۷۵۷، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فی اللیل ساعة مستجاب فیها الدعاء .

كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ يَقُولُ: مَنْ  
يَدْعُونِي، فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ  
(بخاری) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے رب تبارک و تعالیٰ ہر رات  
آسمان دنیا پر نزول (رحمت) فرماتے ہیں، جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ  
جاتا ہے، فرماتے ہیں کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے، تو میں اس کی دعا قبول  
کروں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے، تو میں اس کو عطا کروں، کون ہے جو مجھ  
سے مغفرت طلب کرے، تو میں اس کی مغفرت کروں (بخاری، مسلم وغیرہ)  
اس سے معلوم ہوا کہ رات کا آخری تہائی حصہ، اللہ عز و جل کی خاص رحمت کے نزول کا وقت  
ہے، جس سے رات کی اور بطور خاص رات کے آخری تہائی حصہ کی فضیلت و اہمیت ظاہر  
ہوتی ہے۔

## رات کے اندھیرے میں نماز کے لئے مسجد جانے کی فضیلت

یوں تو دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں، اور مرد حضرات کو باجماعت مسجد میں  
جا کر نماز پڑھنے کا حکم ہے، اور پانچ نمازوں میں سے عشاء اور فجر کا وقت عموماً اندھیرے کا  
وقت ہوتا ہے، اور اندھیرے کے وقت میں گھر سے باہر نکلنا طبیعت کو ناگوار گزارا کرتا ہے،  
اس لئے اندھیرے وقت میں نماز پڑھنے کے لئے مساجد میں جانے کی خاص فضیلت ہے۔  
چنانچہ حضرت بریدہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

۱ رقم الحدیث ۱۱۲۵، کتاب الجمعة، باب الدعاء فی الصلاة من آخر الليل، ورقم الحدیث  
۶۳۲۱، ورقم الحدیث ۷۳۹۳، مسلم رقم الحدیث ۷۵۸، ج ۱ ص ۵۲۱، باب الترغیب فی الدعاء  
والذکر فی آخر الليل، والإجابة فیہ، ابوداؤد، رقم الحدیث ۱۳۱۵، ترمذی، رقم الحدیث  
۳۳۹۸، مؤطا امام مالک، باب ماجاء فی الدعاء، السنن الكبرى للنسائی، رقم  
الحدیث ۱۰۲۳۰، سنن دارمی رقم الحدیث ۱۵۲۰، صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۹۲۰.

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بِشْرِ الْمَشَائِينِ فِي الظُّلْمِ إِلَى  
الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ النَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سنن ابی داود) ۱  
ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مساجد کی طرف اندھیرے میں چلنے  
والوں کے لئے قیامت کے دن مکمل نور کی خوشخبری ہے (ابوداؤد، ابن ماجہ)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَيُضِيءُ لِلَّذِينَ  
يَتَخَلَّلُونَ إِلَى الْمَسَاجِدِ فِي الظُّلْمِ بِنُورٍ سَاطِعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (المعجم  
الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ۸۴۳) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ، ان لوگوں کے لئے جو  
اندھیرے میں مساجد کی طرف مشقت کے ساتھ چلتے تھے، قیامت کے دن بلند  
نور روشن فرمائے گا (طبرانی)

اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَشَى فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ  
إِلَى الْمَسْجِدِ لَقِيَ اللَّهَ بِنُورٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسند الشاميين للطبرانی) ۳  
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اندھیری رات میں مسجد کی  
طرف چلا، تو وہ اللہ سے قیامت کے دن نور کے ساتھ ملاقات کرے گا (طبرانی، ابن

حبان)

۱ رقم الحديث ۵۶۱، سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۷۸۱.

۲ قال المنذرى: رواه الطبرانى فى الأوسط بإسناد حسن (الترغيب والترهيب، ج ۱، ص ۱۳۳)

۳ رقم الحديث ۳۴۸۸، واللفظ له، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۲۰۴۶.

قال المنذرى: رواه الطبرانى فى الكبير بإسناد حسن وابن حبان فى صحيحه، ولفظه قال من مشى فى  
ظلمة الليل إلى المساجد آتاه الله نورا يوم القيامة (الترغيب والترهيب، ج ۱، ص ۱۳۳)  
وفى حاشية ابن حبان: صحيح بشواهده.

اگرچہ خود مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جانے کے ہی عظیم الشان فضائل ہیں، لیکن رات کے اندھیرے میں کیونکہ مسجد کی طرف جانے میں کچھ وحشت اور دشواری پیش آتی ہے، اس لئے اس دشواری پر اضافی عظیم الشان فضیلت مرتب کی گئی ہے، جس کا مذکورہ احادیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ ۱

## رات سے، قمری مہینہ کا آغاز

قمری مہینہ کا آغاز بھی رات ہی سے ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے چاند نظر آنے کا اعتبار بھی رات کے وقت یعنی سورج غروب ہونے کے بعد ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَائِمًا صُبْحَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا

فَرَأَى هَالَالَ شَوَالٍ نَهَارًا فَلَمْ يُفْطِرْ حَتَّى أَمْسَى (سنن الدارقطنی) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (رمضان کے) تیسویں دن کا روزہ رکھ کر

۱ (بشر) خطاب عام لم یرد بہ معین (المشائین) بالهمز والمد ای من تکرر منه المشی إلى إقامة الجماعة (فی الظلم) بضم الظاء وفتح اللام جمع ظلمة بسكونها ظلمة اللیل (الی المساجد) القریبة أو البعیدة (بالنور التام) ای من جمیع جوانبهم فإنهم یختلفون فی النور بقدر عملهم (یوم القيامة) ای علی الصراط والمراد المنابر التي من نور لما قاسوا مشقة ملازمة المشی فی ظلمة اللیل إلى الطاعة جوزوا بنور یضیء لهم یوم القيامة وهو النور المضمون لكل مشاء إلى الجماعة فی الظلم وإن كان منهم من یمشی فی ضوء مصباحه لأنه ماش فی ظلمة اللیل متكلف زيادة مؤونة الزيت أو الشمع فله ثواب ذلك مع نور مشیه كالحاج إذا زادت مؤونته لبعده المشقة فله ثوابها مع ثواب الحج وقيل إنما قید النور بالتمام لأن أصل النور يعطى لكل من تلفظ بالشهادتين من مؤمن أو منافق لظاهر حرمة الكلمة ثم یقطع نور المنافقین فیقولون (ربنا أتمم لنا نورنا) وقال الطیبی: تقييده بیوم القيامة تلمیح إلى قصة المؤمنین وقولهم فيه (ربنا أتمم لنا نورنا) فقیه یدان أن من انتهز هذه الفرصة وهی المشی إليها فی الظلم فی الدنيا كان مع النبیین والصدیقین فی الأخری (وحسن أولئك رفيقا) فیض القدير للمناوی، تحت رقم الحدیث ۳۱۴۴

۲ رقم الحدیث ۲۲۱۹، کتاب الصیام، باب الشهادة علی رؤية الهلال، مؤسسة الرسالة، بیروت.

صبح کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن میں شوال کا چاند دیکھا، تو شام ہونے تک روزہ افطار نہیں کیا (کیونکہ دن میں چاند دیکھنا معتبر نہیں) (دارقطنی)

اس سے معلوم ہوا کہ دن کے وقت چاند دیکھنے کا اعتبار نہیں ہوتا، بلکہ دن کے وقت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے شرعاً رات پہلے آتی ہے، اور دن بعد میں آتا ہے، مثلاً مہینہ کا آغاز رات پر ہو جاتا ہے، اور چاند نظر آنے یا مہینہ کے تیس گزرنے پر جو رات ہوتی ہے، وہ اگلے مہینہ کی رات کہلاتی ہے، اور مثلاً شب جمعہ یعنی جمعہ کی شب وہ کہلاتی ہے، جس کی صبح ہونے پر جمعہ کے دن کا آغاز ہوتا ہے۔

## رات میں مُردہ، دن میں گدھا ہونا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ كُلَّ جَعْفَرِيٍّ  
جَوَاطِ سَخَابٍ بِالْأَسْوَاقِ جِنْفَةَ بِاللَّيْلِ حِمَارٍ بِالنَّهَارِ عَالِمٍ بِأَمْرِ الدُّنْيَا  
جَاهِلٍ بِأَمْرِ الْآخِرَةِ (صحیح ابن حبان) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ ایسے شخص کو مبغوض (اور انتہائی ناپسند) فرماتا ہے، جو کہ بد اخلاق، تندخو، متکبر ہو، بازار میں شور ڈالنے والا ہو، رات میں مُردہ ہو، دن میں گدھا ہو، دنیا کے معاملے کو جاننے والا، اور

آخرت کے معاملہ سے جاہل (ونا واقف) ہو (ابن حبان)

رات میں مردہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ رات کو مُردوں کی طرح پڑا سوتا رہے، نہ تو ذکر و تلاوت اور نماز وغیرہ کے لئے حرکت کرے، اور نہ ہی رات کے مسنون اعمال اور آداب کو

۱ رقم الحدیث ۷۲، کتاب العلم، ذکر الزجر عن العلم بأمر الدنيا مع الانهماك فيها والجهل بأمر الآخرة ومجانبة أسبابها.

فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحیح علی شرط مسلم.

اختیار کرے، اور خاص کر جبکہ عشاء یا صبح کی نماز بھی اسی حال میں ترک کر دے۔

اور دن میں گدھا ہونے سے مراد یہ ہے کہ دن میں گدھے کی طرح دنیا کے کام کاج میں مشغول ہو، اور دنیا کے معاملات (مثلاً تجارت، زراعت یا کسی اور پیشے و شعبے) سے تو بخوبی واقف ہو، لیکن آخرت کے معاملات سے غافل ہو، جیسا کہ آج کل بہت سے لوگوں کی حالت ہے کہ دنیا کے معاملات سے تو واقف بلکہ اس کے ماہر ہوتے ہیں، دنیا کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوتے ہیں، سیاست، تجارت، معاشیات وغیرہ کے سپیشلسٹ ہوتے ہیں، مگر دین کی بنیادی چیزوں اور فرائض تک سے بھی واقف نہیں ہوتے۔

اس حدیث سے رات کے وقت عبادت اور ذکر و تلاوت یا مسنون اعمال اختیار کرنے کی اہمیت معلوم ہوئی، کہ ان کی وجہ سے رات کو مُردہ ہونے کی وعید سے حفاظت رہتی ہے۔<sup>۱</sup> خلاصہ یہ کہ رات کا وقت بڑا مبارک وقت ہے، لہذا اس وقت کی قدر کرنی چاہئے، اور مسنون اعمال اختیار کر کے اس کی برکات سے فائدہ اٹھانا چاہئے، اور رات کی بے قدری کرنے سے بچنا چاہئے، جس کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ رات سے متعلق شریعت کی طرف سے جو ہدایات دی گئی ہیں، ان پر عمل کیا جائے، اور آگے اسی قسم کی ہدایات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱ (حیفة باللیل) ای نائم طول اللیل کانہ جسد میت لا روح فیہ لا یتھجد ولا یذکر اللہ  
فیہ (فیض القدیور شرح الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث ۲۲۵۳)



## (فصل نمبر ۷)

## سونے، لیٹنے اور رات کے احکام و آداب

جاگنا اور سونا انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اور اسلام میں جاگ کر عمل کرنے کی طرح سونے کو بھی عبادت قرار دیا گیا ہے۔

اسلام کی جامع اور کامل صفات اور خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس میں سونے اور جاگنے کا نظام بھی دنیا و آخرت کے اعتبار سے انتہائی مفید ہے، اور فطری اعتبار سے رات کا وقت سونے اور لیٹنے کا وقت ہے، اس لئے سونے کے احکام و آداب کے ضمن میں رات کے کئی احکام و آداب کا بھی تعلق ہے۔

اب قرآن و سنت کی روشنی میں اس طرح کے احکام اور آداب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

## رات کے شروع یا شام ہونے پر مسنون دعاء پڑھنا

شرعی اعتبار سے رات کا آغاز شام کو سورج غروب ہونے پر ہو جاتا ہے، اور سورج غروب ہونے کا وقت شام کا وقت بھی کہلاتا ہے، اس وقت میں دن ختم ہو کر رات کا آغاز ہوتا ہے، اور قدرت کی طرف سے اس وقت میں ایک خاص تبدیلی آتی ہے، لہذا اس وقت میں اللہ کو یاد کرنا اور اللہ سے دعاء کرنا بہت اہمیت رکھتا ہے۔

اسی وجہ سے احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اوقات میں بابرکت دعاؤں کا پڑھنا ثابت ہے، جن کی برکت سے شرور اور فتنوں سے بھی حفاظت رہتی ہے، اس قسم کی دعاؤں اور اذکار کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے، ان میں سے حسب موقع کسی بھی دعاء کو کیا جاسکتا ہے۔

## رات بھر ہر قسم کے ضرر سے بچنے کی مسنون دعاء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے شام ہونے پر تین مرتبہ یہ کلمات کہہ لیے، تو اُس رات میں اُسے کوئی زہریلی چیز (مثلاً بچھو، سانپ، زہریلا چھرو وغیرہ) تکلیف نہ دے گی۔

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

ترجمہ: میں اللہ کے کلماتِ تامہ کے ساتھ ہر مخلوق کے شر سے پناہ حاصل کرتا ہوں

(مسند احمد، ترمذی) ۱

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اُس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے رات بچھونے کاٹ لیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ شام ہونے کے وقت یہ کلمات پڑھ لیتے تو آپ کو بچھو نقصان نہ دیتا۔

وہ کلمات یہ ہیں کہ:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

۱ عن أبي هريرة، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم " من قال إذا أمسى ثلاث

مرات: أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق، لم تضره حمة تلك الليلة (مسند

احمد، رقم الحديث ۷۸۹۸؛ ترمذی، ابواب الدعوات)

فی حاشیة مسند احمد: إسنادہ صحیح علی شرط مسلم، رجالہ ثقات.

الحمة (نیش عقرب) ثم المراد أعم من لدغ العقرب أو الحية (العرف الشذی شرح سنن الترمذی،

كتاب الطب، باب ما جاء في الرقية من العين)

قال أبو داود الحمة من الحيات وما يلسع قال في تاج العروس لسعت الحية والعقرب تلسع لسعا

كما في الصحاح أى لدغت وقال الليث اللسع للعقرب تلسع بالحمة ويقال إن الحية أيضا تلسع

وزعم أعرابي أن من الحيات ما يلسع بلسانه كلسع العقرب بالحمة وليست له أسنان أو اللسع

لدوات الإبر من العقارب والزنابير وأما الحيات فإنها تنهش وتعض وتجذب وقال الليث ويقال

السع لكل ما ضرب بمؤخرة واللدغ بالقم انتهى مختصرا (عون المعبود، ج ۱۰، ص ۲۷۲، كتاب

الطب، باب في الرقى)

ترجمہ: میں اللہ کے کلمات تامہ کے ساتھ ہر مخلوق کے شر سے پناہ حاصل کرتا ہوں  
(مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ) ۱

## رات بھر جادو گر، حاسد اور شیطان سے حفاظت کی دعاء

حضرت عبداللہ بن عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شام ہونے کے وقت یہ دعاء پڑھے، تو وہ ہر جادو گر، کاہن (نجومی) شیطان اور حاسد سے محفوظ رہے گا، وہ دعاء یہ ہے کہ:

أَمْسِينَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، أَعُوذُ بِاللَّهِ الَّذِي  
يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأً  
وَبَرَأً.

ترجمہ: ہم نے شام کی، اور ملک نے شام کی اللہ کے لئے، اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، میں اُس اللہ کے ذریعہ سے پناہ طلب کرتا ہوں، جو آسمان کو روکے ہوئے ہے، زمین پر گرنے سے، اس کے حکم کے بغیر، ہر مخلوق کے شر سے، خواہ وہ چھوٹی (و حقیر اور کمتر) ہو، یا بے عیب ہو (طبرانی) ۲

۱ عن أبي هريرة، أنه قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله ما لقيت من عقرب لدغتنى البارحة، قال: "أما لو قلت، حين أمسيت: أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق، لم تضرك (مسلم، باب في التعوذ من سوء القضاء ودرک الشقاء وغيره، واللفظ له؛ ابوداؤد، باب كيف الرقى؛ ابن ماجه، باب رقية الحية والعقرب، مسند احمد، رقم الحديث ۸۸۸۰)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.  
والسُّمَّة، قال السندي: بضم مهملة وتخفيف ميم، وتشدُّد: السُّمِّ، ويُطلق على إبرة العقرب للمجاورة، لأن السُّمَّ منها يخرج.

۲ عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من قال إذا أمسى: أمسينا وأمسى الملك لله، والحمد لله، أعوذ

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ شام ہونے کے وقت مذکورہ دعاء کو پڑھنے سے رات بھر، اور صبح کو اس دعاء کے پڑھنے سے دن بھر ہر جادوگر، کاہن، شیطان اور حاسد سے حفاظت رہتی ہے۔ ۱۔

## بُری رات سے حفاظت کی مسنون دعاء

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء فرمایا کرتے تھے کہ:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ يَوْمِ السُّوءِ، وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوءِ، وَمِنْ سَاعَةِ السُّوءِ، وَمِنْ صَاحِبِ السُّوءِ، وَمِنْ جَارِ السُّوءِ فِي دَارِ الْمُقَامَةِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے پناہ حاصل کرتا ہوں بُرے دن سے، اور بُری رات سے، اور بُری گھڑی سے، اور بُرے ساتھی سے، اور رہائش گاہ کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بالله الذى يمسك السماء أن تقع على الأرض إلا بإذنه من شر ما خلق وذراً وبرا، من قالهن عصم من كل ساحر وكاهن وشیطان وحاسد (الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث ۳۳۳، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۴۲۹۱، مساوی الاخلاق للخرائطی، رقم الحدیث ۷۲۷)

قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الاوسط، ورجاله ثقات، وفی بعضهم خلاف. (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۰۱۸، باب ما یقول إذا أصبح وإذا أمسى)

۱۔ أخبرنی ابراهیم بن محمد، حدثنا یونس بن عبد الأعلى، حدثنا ابن وهب، أخبرنی عمر بن محمد العمری، عن مرزوق بن أبی بکر، عن رجل، من أهل مكة، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، رضی الله عنهما أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعبد الله بن عمرو:

إنک إن قلت ثلاثا حين تمشی: أمسینا وأمسی الملک لله، والحمد لله، كله لله، أعوذ بالله الذى یمسک السماء أن تقع على الأرض إلا بإذنه من شر ما خلق وذراً، ومن شر الشیطان وشرک، حفظت من کل شیطان وكاهن وساحر حتى تصبح، وإن قلتها - یعنی حين تصبح - حفظت كذلك حتى تمشی (عمل الیوم والليلة لابن السنی، رقم الحدیث ۶۷)

۱۔ بُرے پڑوسی سے (طبرانی) ۱۔

بُری رات اور بُرے دن سے مراد، اس رات یا دن میں کسی آفت یا مصیبت وحادثہ اور ناخوشگوار واقعہ وغیرہ کا ہونا ہے۔ ۲۔

## غروب کے بعد بچوں کو باہر نہ نکالنا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ، أَوْ أَمْسَيْتُمْ، فَكُفُّوا صَبِيَّانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوهُمْ (بخاری) ۳۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات ہو جائے، یا شام ہو جائے (یعنی سورج غروب ہو جائے) تو اپنے بچوں کو (گھروں سے باہر جانے سے) روکو، کیونکہ اس وقت شیاطین (باہر نکل کر) پھیل جاتے ہیں، اور جب

۱۔ عن عقبہ بن عامر قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: اللهم إني أعوذ بك من يوم السوء، ومن ليلة السوء، ومن ساعة السوء، ومن صاحب السوء، ومن جار السوء في دار المقامة (المجمع الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۸۱۰)

قال الهيثمي: رواه الطبرانی، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۱۹۶۱، باب الاستعاذة من يوم السوء ونحوه)

۲۔ (اللهم إني أعوذ بك من يوم السوء) أي القبح والفحش أو يوم المصيبة أو نزول البلاء أو يوم الغفلة بعد المعرفة (ومن ليلة السوء ومن ساعة السوء ومن صاحب السوء) مفرد الصحابة بفتح الصاد ولم يجمع فاعل على فعالة إلا هذا (ومن جار السوء في دار المقامة) زاد في رواية فإن جار البادية يتحول والمقامة بالضم الإقامة كما في الصحاح قال: وقد تكون بمعنى القيام لأنك إذا جعلته من قام يقوم فمفتوح أو من أقام يقيم فمضموم وقوله تعالى (لا مقام لكم) أي لا موضع لكم وقرئ (لا مقام لكم) بالضم أي لا إقامة لكم انتهى وفي المصباح أقام بالموضع إقامة اتخذها موطنًا (طب عن عقبه بن عامر) قال الهيثمي رجاله ثقات وأعادته في موضع آخر وقال رجاله رجال الصحيح غير بشر بن ثابت وهو ثقة (فيض القدير، تحت رقم الحديث ۱۵۲۰) ۳۔ رقم الحديث ۳۳۰۴، مسلم، رقم الحديث ۲۰۱۲، ۹۷۔“

رات کا کچھ حصہ گزر جائے، تو ان کو (ضرورت کے لئے باہر) جانے دو  
(بخاری، مسلم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَأَكْفِتُوا صَبِيَانَكُمْ عِنْدَ الْمَسَاءِ، فَإِنَّ لِلْجَنِّ انْتِشَارًا، وَخَطْفَةً (مسند  
احمد، رقم الحدیث ۱۵۱۶۷) ۱

ترجمہ: اور شام کے وقت اپنے بچوں کو (گھروں سے باہر جانے سے) روکو،  
کیونکہ (اس وقت) جنات (باہر نکل کر) پھیل جاتے، اور اُچک لینے کا عمل  
کرتے ہیں (مسند احمد)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس طرح مروی ہے کہ:

إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَكُفُّوا صَبِيَانَكُمْ، فَإِنَّهَا سَاعَةٌ يَنْتَشِرُ فِيهَا  
الشَّيَاطِينُ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۱۱۰۹۳) ۲

ترجمہ: جب سورج غروب ہو جائے، تو اپنے بچوں کو (گھروں سے باہر جانے  
سے) روکو، کیونکہ یہ ایسا وقت ہے کہ جس میں شیاطین (باہر نکل کر) پھیل جاتے  
ہیں (مسند احمد)

سورج غروب ہونے کے وقت شیاطین، جنات باہر نکل کر سخت اُدھم مچانا شروع کرتے ہیں  
اس لیے اس وقت میں چھوٹے بچوں کو گھروں سے باہر نکلنے سے منع کیا گیا۔

اور جب غروب کو کچھ وقت گزر جائے، اور عشاء کا وقت قریب آ جائے، تو پھر ضرورت کی

۱ فی حاشیة مسند احمد:

حدیث صحیح، وهذا إسناد حسن.

۲ قال الهيثمي:

رواه الطبرانی، وفيه ليث بن أبي سليم وهو مدلس، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد،

تحت رقم الحدیث ۱۳۲۵۲، باب أو كوا الأسقية وأجفوا الأبواب)

وقال الالبانی:

لكن الحدیث صحیح (سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۱۳۶۶)

صورت میں باہر نکالنے میں کوئی حرج نہیں۔ ۱

## مغرب کی نماز جلد اور عشاء کی نماز کچھ تاخیر سے پڑھنا

شرعی اعتبار سے سورج غروب ہونے پر رات شروع ہو جاتی ہے، اس لئے مغرب کی نماز کا وقت شرعاً رات شروع ہونے کے آغاز پر ہوتا ہے، اور مغرب کی نماز کے بعد عشاء کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے، اس لئے یہ دونوں نمازیں رات کی نمازیں کہلاتی ہیں۔ اور مغرب کی نماز کو دن ختم ہونے یا بالفاظ دیگر سورج غروب ہونے کے بعد جلدی پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، جبکہ عشاء کی نماز کو تہائی رات کے اندر اندر پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱ (احسوا) بکسر الهمزة والموحدة التحتية. قال الراغب: الحسب المنع وفي الصحاح ضد التخلية (صبيانكم) جمع صبي قال في الصحاح وهو الغلام والجارية صببية والجمع صبايا انتهى والمراد هنا الصغير ذكرا كان أو أنثى كما يشير إليه التعليل الآتي أى انمعوم من الخروج من البيوت وفي رواية اكفتوا صبيانكم أى ضمومهم (حتى تذهب) أى إلى أن تنقضى (فوعة) بضم الفاء وسكون الواو (العشاء) أى شدة سوادها وظلمتها وفي رواية بدل فوعة فحمة وهى السواد الشديد والمراد هنا أول ساعة من الليل كما يدل له قوله (فإنها ساعة تخترق) بمعجمات وراء: تنتشر (فيها الشياطين) أى مرحلة الجن في أول الليل محل تصرفهم وحرکتهم فى أول انتشارهم أشد اضطرابا. وقال ابن الجوزى: إنما خيف على الصبيان منهم تلك الساعة لأن النجاسة التى تلوذ بها الشياطين موجودة فيهم غالبا والذكر الذى يحترس به منهم مفقود من الصبيان غالبا والسواد أجمع للقسوة الشيطانية من غيره والجن تكره النور وتتشاءم به وإن كانت خلقت من نار وهى ضياء لكن الله تعالى أظلم قلوبها وخلق الآدمى من طين ونور قلبه فهو محب للنور بالطبع وكل جنس يميل إلى ما يروحه من جنسه فيضيق فإن قلت فإذا كان الاختراق بمعنى الانتشار فلم عبر به دونه قلت إشارة إلى أنه انتشار لا ابتغاء الفساد فإن الخرق فى الأصل كما قال الراغب قطع الشيء على سبيل الفساد بغير تفكر وتدبر ثم استعمل فى قطع المسافة توصلا إلى حيلة أو إفساده ومن ثم شبه به الريح فى تعسف مرورها فقليل ریح خرقاء وفوعة الشيء بالضم حدثه وشدته قال الزمخشري: وجدت فوعة الطيب وفوحته وفورته وخمرته وذلك حدة ريحه وشدتها إذا اختمر وأتبعه فوعة النهار وفوعة الضحى وهو ارتفاعه وكان ذلك فى فوعة الشباب (فيض القدير للمناوى، رقم الحديث ۲۲۸)

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: صَلُّوا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ  
مَعَ سُقُوطِ الشَّمْسِ بَادِرُوا بِهَا طُلُوعَ النُّجُومِ (المعجم الكبير للطبرانی) ۱  
ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا کہ تم مغرب کی نماز سورج  
غروب ہونے کے ساتھ ہی پڑھو، مغرب کی نماز میں جلدی کرو، تارے نظر آنے  
سے پہلے پہلے (طبرانی، مستدرک)

حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَا يَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ  
أَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخَّرُوا الْمَغْرِبَ حَتَّى يَشْتَبِكَ النُّجُومُ  
(مستدرک حاکم) ۲

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میری  
امت اس وقت تک خیر یا فطرت پر قائم رہے گی، جب تک کہ مغرب میں اتنی  
تاخیر نہ کرے گی کہ ستارے چٹ چٹ جائیں (حاکم، ابوداؤد، مستدرک)

اسی قسم کی حدیث حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۳

۱ رقم الحدیث ۳۹۵۲، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۵۲۱.

قال الهیثمی: رواه أحمد عن یزید بن أبی حبیب عن رجل عن أبی یوب، وبقیة رجاله ثقات. ورواه  
الطبرانی عن یزید بن أبی حبیب عن أسلم أبی عمران عن أبی یوب ورجالہ موثقون (مجمع الزوائد  
ج ۱ ص ۳۱۰، تحت رقم الحدیث ۱۷۳۱، باب وقت المغرب)  
وفي حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، وهذا إسناد حسن.

۲ رقم الحدیث ۶۸۵، ج ۱ ص ۳۰۳، کتاب الصلاة، باب فی مواقیب الصلاة؛ ابوداؤد، رقم  
الحدیث ۴۱۸، باب فی وقت المغرب؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۵۳۳.  
قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم، ولم یخرجاه وله شاهد صحیح الإسناد.  
وقال الذہبی: علی شرط مسلم وله شاهد صحیح.  
وفي حاشیة مسند احمد: إسناده حسن.

۳ عن العباس بن عبد المطلب، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: لا یزال أمر  
أمتی علی الفطرة ما لم یؤخروا المغرب حتی یشتبک النجوم (مستدرک حاکم، رقم  
الحدیث ۶۸۶؛ ابن ماجہ، رقم الحدیث ۶۸۹)



مغرب کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد جلد از جلد پڑھنا افضل ہے، اس سے پہلے پہلے کہ ستارے نظر آنا شروع ہو جائیں، اور مغرب کی نماز میں بلا عذراتی تاخیر کرنا کہ ستارے چٹچٹ جائیں، یعنی چھوٹے بڑے ستارے خوب روشن ہو جائیں، مکر وہ ہے۔ ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْلَا أَنْ أَشَقُّ عَلَى أُمَّتِي

لَأَخْرَجْتُ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ (ابن حبان) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا، تو میں عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کر دیتا (ابن حبان)

اور حضرت ابو ہریرہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَخِّرُ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ

(مسلم، رقم الحدیث ۲۳۷۷ "۶۴۷")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر فرمایا کرتے

۱۔ ملحوظ رہے کہ معتدل علاقوں میں ستارے چٹخنے یعنی خوب روشن ہونے کی کیفیت غروب کے کافی دیر بعد اور عشاء کا وقت شروع ہونے سے کچھ وقت پہلے پیدا ہوتی ہے، جس کا فلکی اعتبار سے اندازہ یہ ہوا کہ سورج غروب ہونے سے لے کر عشاء کا وقت شروع ہونے تک جو وقت ہوتا ہے، اس کا دو تہائی وقت گزرنے کے بعد یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

(بادروا) ای اسرعوا (بصلاة المغرب) ای بفعلا (قبل طلوع النجم) ای ظهور النجوم للناظرین فإن المبادرة بها مندوبة (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحدیث ۳۱۱۵)

وقوله: إلى أن تشبک النجوم، فکلمة "أن" مصدرية والتقدير إلى أن اشتبک النجوم يقال اشتبک النجوم إذا ظهرت جميعها واختلط بعضها ببعض لكثرة ما ظهر منها، وجه التمسک أن التأخیر لما كان سببا لزوال الخیر كان التعجيل سببا لاستحلاله وكلمة ما فی المتن توقیت الفعل بمعنی المصدر إلى زمان تعجيلهم للمغرب (البنایة شرح الهدایة، ج ۲، ص ۴۵، باب تعجيل المغرب)

واشتباکھا کثرتها (تبیین الحقائق ج ۱ ص ۸۳، کتاب الصلاة، باب مواقیب الصلاة)

۲۔ رقم الحدیث ۵۳۸، ذِکْرُ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ يَسْتَحِبُّ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأْخِيرَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ إِلَيْهِ.

فی حاشیة ابن حبان: إنساده صحیح علی شرطهما.

تھے (مسلم)

حنفیہ سمیت جمہور فقہائے کرام کے نزدیک عشاء کی نماز تہائی رات کے اندر اندر پڑھنا افضل ہے، اور نصف رات تک جائز ہے، اور نصف رات سے لے کر طلوع فجر تک مکروہ ہے، تاہم طلوع فجر سے پہلے پہلے ادا ہو جاتی ہے، قضا نہیں کہلاتی۔

اور شرعاً رات کا آغاز سورج غروب ہونے پر ہو جاتا ہے، اور اس کا اختتام طلوع فجر پر ہوتا ہے، اس لئے نصف رات کا وقت سورج غروب ہونے سے لے کر طلوع فجر تک کا درمیانی وقت کہلائے گا، اور اول تہائی رات کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ سورج کے غروب ہونے سے لے کر طلوع فجر تک کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے، اس کا پہلا تہائی حصہ ہی رات کا تہائی وقت کہلائے گا۔ ۱

ملاحظہ رہے کہ فلکی اعتبار سے مغرب کا ادا وقت ختم اور عشاء کا ادا وقت شروع اس وقت ہوتا ہے، جبکہ سورج مغربی اُفق سے اٹھارہ درجہ نیچے چلا جاتا ہے، اور جب سورج مشرقی اُفق سے اٹھارہ درجہ نیچے رہ جاتا ہے، تو فجر کا وقت شروع ہوتا ہے، کیونکہ اس وقت طلوع فجر ہوتا ہے (تفصیل کے لئے ہماری کتاب ”صبح صادق و کاذب اور وقت عشاء کی تحقیق“ ملاحظہ فرمائیں)

۱ تأخیر صلاة العشاء:

ذهب جمهور الفقهاء - الحنفية، والحنابلة، وهو قول عند الشافعية - إلى أن تأخير العشاء مستحب إلى ثلث الليل، قال الزيلعي: قد ورد في تأخير العشاء أخبار كثيرة صحاح. وهو مذهب أكثر أهل العلم من الصحابة والتابعين، ومن الأحاديث التي يستدلون بها على استحباب تأخير العشاء قوله صلى الله عليه وسلم: لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم أن يؤخروا العشاء إلى ثلث الليل أو نصفه. وقيد بعض الحنفية استحباب تأخير العشاء بالشاء، أما الصيغ فيندب تعجيلها عندهم.

وذهب المالكية إلى أن الأفضل للفلذ والجماعة التي لا تنتظر غيرهما تقديم الصلوات، ولو عشاء في أول وقتها المختار بعد تحقق دخوله، ولا ينبغي تأخير العشاء إلى ثلث الليل إلا لمن يريد تأخيرها لشغل مهم، كعمله في حرفته، أو لأجل عذر، كمرض ونحوه. لكن يستحب أن يؤخرها أهل المساجد قليلاً لاجتماع الناس، وأفضلية تقديم الصلوات لأول وقتها ولو عشاء هو - أيضاً - قول آخر للشافعية. قال النووي: والأصح من القولين عند أصحابنا أن تقديمها أفضل، ثم قال: وتفضيل التأخير أقوى دليلاً (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۳۱۶، و ص ۳۱۷، مادة ”الصلاة الوسطى“)

## مغرب کے بعد مشی یا چہل قدمی (Walking) کرنا

مغرب کی نماز کے بعد صحابہ کرام سے مشی اور تیر اندازی کرنا ثابت ہے، جس سے مغرب کے بعد چہل قدمی کا مستحب ہونا معلوم ہوتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ نَرْمِي فَيْرِي  
أَحَدَنَا مَوْضِعَ نَبْلِهِ (سنن ابی داؤد) ۱

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے، پھر ہم تیر اندازی کرتے تھے، پھر ہم میں سے کوئی شخص اپنے تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ لیا کرتا تھا (ابوداؤد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ  
يَنْطَلِقُونَ يَتَرَامُونَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِمْ مَوَاقِعُ سَهَامِهِمْ، حَتَّى يَأْتُونَ  
دِيَارَهُمْ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۴۱۶) ۲

ترجمہ: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے، پھر نماز کے بعد جا کر تیر اندازی کرتے تھے، اور ان پر ان کے تیروں کے گرنے کی جگہ مخفی نہیں ہوتی تھی (بلکہ نظر آ رہی ہوتی تھی) یہاں تک کہ وہ مدینہ کے آخری حصہ

۱ رقم الحديث ۴۱۶، باب وقت المغرب، مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۳۳۰۸.

قال الالبانی: قلت: هذا إسناد صحيح، رجاله كلهم ثقات رجال البخاری؛ غير حماد بن سلمة؛ فمن رجال مسلم وحده (صحيح ابی داؤد، تحت رقم الحديث ۴۴۳، باب وقت المغرب) وفي حاشية مسند ابی یعلیٰ: إسناده صحيح

۲ قال الهيثمي: رواه أحمد وإسناده حسن (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۱۰، تحت رقم الحديث ۱۷۲۸، باب وقت المغرب)

وفي حاشية مسند احمد: حديث صحيح لغيره.

میں اپنے گھروں کو آجاتے تھے (مسند احمد)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَرْجِعُونَ إِلَى أَهَالِيهِمْ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَرْمُونَ وَيُبْصِرُونَ مَوَاقِعَ سِهَامِهِمْ (سنن نسائی، رقم الحدیث ۵۲۰)

ترجمہ: وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے، پھر وہ مدینہ کے آخری کنارے پر اپنے گھروں کو لوٹتے تھے، تیر اندازی کرتے تھے، اور اپنے تیروں کے گرنے والی جگہوں کو دیکھ لیتے تھے (نسائی)

مغرب کے بعد تیر اندازی کرنے کی حدیث حضرت جابر اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہما کی سندوں سے بھی مروی ہیں۔ ۱

اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ نَنْصَرِفُ إِلَى السُّوقِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۰۵۳، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۵۲۵۹) ۲

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے، پھر ہم بازار کی

۱ عن ابن كعب بن مالك، عن أبيه قال: كنا نصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم المغرب، ثم يرمى أحدنا سهمه فيرى موقعه (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۵۵۷۰)

عن جابر قال: كنا نصلي المغرب مع النبي صلى الله عليه وسلم ثم نخرج نتناضل، حتى ندخل بيوت بني سلمة نظراً إلى مواقع النبل من الإسفار (معرفة السنن والآثار، للبيهقي، رقم الحدیث ۲۳۵۲)

۲ فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، وهذا اسناد حسن.

وقال الهيثمي: رواه أحمد والطبرانی في الكبير، وفيه صالح مولى التوأمة، وقد اختلط في آخر عمره، قال ابن معين: سمع منه ابن أبي ذئب قبل الاختلاط. وهذا من رواية ابن أبي ذئب عنه (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۲۸، باب وقت المغرب)

طرف چلے جاتے تھے (مسند احمد، طبرانی)

بعض اور روایات میں بھی مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد، تیروں کی جگہوں کے دیکھنے کا ذکر

ہے۔ ۱

جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سورج غروب ہونے کے بعد فوراً مغرب کی نماز پڑھ لیا کرتے تھے، اور مغرب کی نماز پڑھ کر تیر اندازی

کرنے کے نتیجے میں، تیروں کے گرنے کی جگہوں کو دیکھ لیا کرتے تھے۔ ۲

۱ رافع بن خدیج، قال: سمعت رافع بن خدیج، يقول: كنا نصلي المغرب مع النبي صلي الله عليه وسلم، فينصرف أحدنا وإنه ليبصر مواقع نبه (بخاری، رقم الحديث ۵۵۹، مسلم رقم الحديث ۶۳۷"۲۱۷")

عن أبي طريف الهذلي قال: حاصرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حصن الطائف فكان يصلي بنا صلاة المغرب وأحدنا يرى مواقع نبه (السنن الكبرى للبيهقي، رقم الحديث ۲۱۰۳، اخبار مكة للفاكهي، رقم الحديث ۱۹۶۶)

قال الهيثمي: وعن أبي طريف قال: كنت مع النبي -صلى الله عليه وسلم- حيث حاصر الطائف، فكان يصلي العصر حيناً لو أن رجلاً رمى لرأى مواقع نبه. رواه الطبراني في الكبير فقال: يصلي العصر.

وصوابه: المغرب. كما رواه أحمد فقال: كان يصلي بنا صلاة المغرب، وسيأتي -إن شاء الله- وفيه الوليد بن عبد الله بن سميرة هكذا قال الطبراني. وعند أحمد: الوليد بن عبد الله بن أبي شميلة، ولم أجد من ترجمه. قلت: الوليد بن عبد الله بن أبي سمير، ويقال: ابن سميرة، ذكره ابن حبان في الثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۱۶، باب وقت صلاة العصر)

وعن أبي طريف قال: كنت مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حين حاصر الطائف، فكان يصلي بنا صلاة النصر، حتى لو أن رجلاً رمى لرأى مواقع نبه.

رواه أحمد، وفيه الوليد بن عبد الله بن شميلة، ولم أجد من ذكره، ورجال المسند في هذا الموضع ليس هو عندی الآن، ورواه الطبراني في الكبير، فجعل مكان النصر العصر وهو وهم -والله أعلم- قلت: الوليد هذا هو الوليد بن عبد الله بن سميرة كما رواه الطبراني، وكذا ذكره ابن حبان في الثقات، وذكر روايته عن أبي طريف وأنه اختلف في اسم جده. والله أعلم (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۲، باب وقت المغرب)

۲ قوله كنا نصلي المغرب مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فينصرف أحدنا وإنه ليبصر مواقع نبه معناه أنه يبكر بها في أول وقتها بمجرد غروب الشمس حتى تنصرف ويرمي أحدنا النبل عن قوسه ويبصر موقعه لبقاء الضوء (شرح النووي على مسلم، ج ۵، ص ۱۳۶، باب بيان أن أول وقت المغرب عند غروب الشمس)

﴿بیتہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تیر اندازی کو احادیث میں عمدہ خصلت قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ فَهُوَ لَعْوٌ وَلَهُوَ إِلَّا أَرْبَعَةٌ خِصَالٍ: مَشَى بَيْنَ الْغَرَضَيْنِ، وَتَأْدِيَةُ فَرَسِهِ، وَمَلَاعِبَتُهُ أَهْلَهُ، وَتَعْلِيمُ السَّبَّاحَةِ (السنن الكبرى للنسائي) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ہر وہ چیز جس کا تعلق اللہ کے ذکر اور یاد سے نہ ہو تو وہ لعو اور لہو ہے، سوائے چار خصلتوں کے۔ ایک تو تیر اندازی کے درمیان چلنا، دوسرے اپنے گھوڑے کو تربیت دینا، تیسرے اپنے گھر والوں (یعنی زوجہ) کے ساتھ ملاعبت و کھیل کرنا، اور چوتھے تیراکی کی تعلیم (یعنی تیرنا سیکھنا) (سنن کبریٰ نسائی، طبرانی)

جن چیزوں کو لعو و لہو سے خارج کیا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے بعض چیزیں تو جہاد کی تیاری میں داخل ہیں (جیسا کہ تیر اندازی اور گھوڑے کی تربیت) اور بعض چیزیں گناہ سے بچنے کا ذریعہ اور حقوق کی ادائیگی اور عبادت ہیں (جیسا کہ بیوی کے ساتھ ملاعبت و کھیل اور چھیڑ چھاڑ) اور بعض ضرورت و حادثہ کے وقت کارآمد اور صحت کے لئے مفید ہیں (جیسا کہ

#### ﴿ گزشتہ صفحے کا لقیہ حاشیہ ﴾

ومعنى الحديث أنه: يبكر بالمغرب في أول وقتها بمجرد غروب الشمس حتى ينصرف أحدنا ويرمي النبل عن قوسه، ويبصر موقعه لبقاء الضوء (عمدة القاري، ج ۵، ص ۵۵، باب وقت المغرب) والمعنى: أنا ن بكر بها في أول وقتها بمجرد غروب الشمس حتى ينصرف، ويرمي أحدنا النبل عن قوسه ويبصر موقعه لبقاء الضوء (شرح ابى داود للعيني، ج ۲، ص ۲۸۲، باب: في وقت المغرب)

۱ رقم الحديث ۸۸۹۱، كتاب عشرة النساء، باب ملاعبة الرجل زوجته، المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۷۸۵.

رواه الطبراني في الكبير بإسناد جيد. الغرض بفتح الغين المعجمة والراء بعدهما ضاد معجمة هو ما يقصده الرماة بالإصابة (الترغيب والترهيب، ج ۲، ص ۱۸۰، كتاب الجهاد الترغيب في الرباط في سبيل الله عز وجل)

تیرا کی)

اس لئے ان چیزوں کے علاوہ اگر کوئی اور چیز انہی مقاصد کے لئے اختیار کی جائے، اور گناہ پر مشتمل نہ ہو، اس کا بھی یہی حکم ہوگا، مثلاً ورزش، مشی، چہل قدمی اور ہوا خوری وغیرہ، جو عبادت میں خشوع و بشاشت اور تازگی پیدا کرنے کے لئے ہو۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مغرب کی نماز کے بعد، تیر اندازی اور چہل قدمی کرنے سے ضمانت یہ بھی معلوم ہوا کہ مغرب کی نماز کے بعد کا وقت چہل قدمی وغیرہ کے لئے مفید و موزون ہے، بالخصوص جبکہ خالی پیٹ ہو، اور کھانا اس کے بعد کھایا جائے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول بھی صبح اور شام کھانا کھانے کا تھا، اور رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں شام کا کھانا مغرب کے بعد کھانے اور عشاء کی نماز کے بعد جلدی سونے کا معمول تھا، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

مغرب کی نماز کے بعد کے وقت کو صبح سورج نکلنے سے پہلے کے وقت کے ساتھ مشابہت حاصل ہے، کیونکہ مغرب کے بعد بھی شفق یعنی سورج کی روشنی ہوتی ہے، اور سورج طلوع ہونے سے پہلے بھی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صبح فجر کی نماز کے بعد بھی مشی و چہل قدمی ثابت ہے، جیسا کہ آگے سوکراٹھنے کے احکام و آداب کے بیان میں آتا ہے۔

اس لئے ہمارے خیال میں شام یا رات کو چہل قدمی وغیرہ کرنے کا عمدہ وقت مغرب کی نماز کے بعد اور رات کا کھانا کھانے سے پہلے ہے، پھر اگر رات کا کھانا عشاء کی نماز سے پہلے کھالیا جائے، اور پھر عشاء کی نماز پڑھ لی جائے، تو عشاء کے بعد دوبارہ چہل قدمی وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

لیکن جیسا کہ آج کل بہت سے لوگوں کی دیر سے کھانا کھانے اور کھانا کھاتے ہی فوراً سوجانے کی عادت بن گئی ہے، اس حالت میں پھر اطباء کھانے کے بعد ہی چہل قدمی وغیرہ تجویز کرتے ہیں، لیکن جلد کھانا کھا کر عشاء کی نماز ادا کر لینے کے بعد چہل قدمی کی ضرورت

نہیں رہتی، کیونکہ اس صورت میں کھانا کھانے کے بعد نماز وغیرہ کی شکل میں جسم کو حرکت حاصل ہو جاتی ہے۔

## عشائے یارات کا کھانا (Dinner)

احادیث میں عشائے یعنی رات کے کھانے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اکثر و بیشتر صبح اور رات کو دو وقت ہی کھانے کا معمول تھا، عربی میں صبح کے کھانے کو عشاء اور رات کے کھانے کو عشاء کہا جاتا تھا۔ اور احادیث میں رات کا کھانا عموماً مغرب کے قریب یا عشاء سے پہلے کھانے کا ذکر ملتا ہے۔ البتہ ضرورت و مجبوری کے حالات اس سے مستثنیٰ ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمن سے ایک حدیث میں سے روایت ہے کہ:

وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَىٰ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لَبِثَ حَتَّىٰ صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ (مسلم) ۱

ترجمہ: اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کا کھانا کھایا، پھر ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی گئی (مسلم)

اس سے رات کا کھانا عشاء کی نماز سے پہلے کھانا معلوم ہوا۔ ۲ اور اگر کبھی ایسا ہو کہ مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے بھوک لگی ہوئی ہو، اور کھانا تیار و موجود ہو

۱ رقم الحدیث ۱۷۶۱، ۲۰۵۷، باب إكرام الضيف وفضل إيفاره.

۲ فی باب السمر فی العلم فی خبر أضياف أبي بكر وأن أبا بكر تعشى عند النبي (صلى الله عليه وسلم) ثم لبث حتى وقع فی باب السمر مع الأهل والضيغان فی كتاب الصلاة حيث صليت العشاء ثم رجع فلبث حتى تعشى النبي (صلى الله عليه وسلم) فجاء كذا ذكره البخاري هنا وذكر مسلم حتى نعت النبي (صلى الله عليه وسلم) وهو الصواب وقد ذكر تعشيه قبل رجوعه یعنی إلى منزل النبي (صلى الله عليه وسلم) كما جاء فی الحدیث الآخر وأنه قد ذكر تعشيه معه قبل هذا وقبل صلاة العشاء (مشارك الانوار علی صحاح الآثار، ج ۲، ص ۱۹، فصل الاختلاف والوهم)



(جیسا کہ عموماً روزہ کی حالت میں بھی ہوتا ہے) تو پھر کھانا پہلے کھانے اور مغرب کی نماز بعد میں پڑھنے کا حکم ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَدِمَ الْعِشَاءُ فَأَبْدءُ وَابِهِ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعَجَلُوا عَنْ عَشَائِكُمْ (بخاری) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کا کھانا سامنے آجائے، تو تم اس سے ابتداء کرو، مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے، اور تم کھانے سے پہلے نماز نہ پڑھو (بخاری)

اس سے بھوک لگنے پر رات کے کھانے کا مغرب کی نماز سے پہلے، اور غروب ہونے کے بعد کھانا معلوم ہوا، اور بھی اسی طرح کی روایات ہیں۔ ۲

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

فَخَرَجْتُ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، ثُمَّ قُمْتُ بِبَابِ بَيْتِهِ، فَمَرَّ بِي فَقَالَ: أَدْخُلْ، فَدَخَلْتُ فَأُتِيَ بِعِشَائِهِ (ابوداؤد، رقم الحدیث ۱۳۷۹، باب فی لیلة القدر)

ترجمہ: میں نکل کر گیا، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز میں شامل ہو گیا، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر کھڑا ہو گیا، تو آپ میرے قریب سے گزرے، پھر آپ نے فرمایا کہ تشریف لے آئیے، تو میں

۱ رقم الحدیث ۶۷۲، ابن حبان، رقم الحدیث ۲۰۶۶، ذَكَرَ الْعَدْرُ الثَّانِي وَهُوَ حُضُورُ الطَّعَامِ عِنْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ.

فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

۲ عن ابن لأبي الملیح، عن أبيه، قال: كنا مع أبي بكر وقد خرج لصلاة المغرب وأذن المؤذن فتلقي بقصعة فيها ثريد ولحم، فقال: اجلسوا فكلوا فإنما صنع الطعام ليؤكل، فأكل، ثم دعا بماء فغسل أطراف أصابعه ومضمض وصلى (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحدیث ۸۰۰۳)

آپ کے پاس حاضر ہو گیا، پھر آپ کا رات کا کھانا لایا گیا (ابوداؤد)  
اس حدیث سے بھی رات کے کھانے کا مغرب کے بعد کھانا معلوم ہوا۔  
حضرت عمر بن علی سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - كَانَ إِذَا سَافَرَ سَارَ بَعْدَ مَا تَغْرُبُ الشَّمْسُ  
حَتَّى تَكَادَ أَنْ تُظْلِمَ ثُمَّ يَنْزِلُ فَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْعُو بِعَشَائِهِ  
فَيَتَعَشَّى ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْتَحِلُ وَيَقُولُ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
- صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَصْنَعُ (ابوداؤد) ۱

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سفر میں ہوتے، تو سورج غروب ہونے کے  
بعد سفر جاری رکھتے، یہاں تک کہ اندھیرا ہونے کے قریب ہو جاتا، پھر سواری  
سے اترتے، اور مغرب کی نماز پڑھتے، پھر اپنا شام کا کھانا طلب فرماتے، اور کھانا  
تناول فرماتے، پھر اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھتے، اور پھر سفر پر روانہ ہو جاتے،  
اور فرماتے تھے کہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کیا کرتے تھے (ابوداؤد،  
ابویعلیٰ)

اس روایت سے خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں  
رات کے کھانے کا مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان کھانا معلوم ہوا۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّهَا كَانَتْ تَنْبِذُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدُوَّةً، فَإِذَا كَانَ مِنَ  
الْعِشَاءِ فَتَعَشَّى شَرِبَ عَلَى عَشَائِهِ (ابوداؤد) ۲

۱ رقم الحدیث ۱۲۳۶، کتاب صلاة السفر، باب باب متى يتم المسافر، مسند ابی یعلیٰ، رقم  
الحدیث ۳۶۴.

فی حاشیة مسند ابی یعلیٰ: إسناده حسن.

۲ رقم الحدیث ۳۷۱۲، باب فی صفة النبید.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صبح کو نبیذ بنا دیتی تھیں، اور جب رات ہوتی تھی، پھر آپ رات کا کھانا کھاتے تھے، تو رات کے کھانے کے ساتھ اس کو نوش فرماتے تھے (ابوداؤد)

نبیذ سے مراد ایسا مشروب ہے، جو پانی میں کشمش، منقہ، کھجور، چھوڑا یا دوسرا کوئی میوہ اور پھل وغیرہ ڈال کر تیار کیا جاتا ہے، جس کی مزید تفصیل آگے ناشتہ کے بیان میں آتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رات کے کھانے کے ساتھ مفید و مقوی مشروب کا استعمال بھی سنت سے ثابت ہے۔

مذکورہ احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ رات کا کھانا مغرب و عشاء کے لگ بھگ کھانا چاہئے، اور اس میں زیادہ تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

احادیث میں رات کے کھانے کے لئے عشاء کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جس سے مراد مغرب و عشاء کے وقت کا کھانا ہے۔ ۱۔  
البتہ عذر و مجبوری کے احکام الگ ہوا کرتے ہیں۔

لیکن اسی کے ساتھ یہ بات بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کھانے پینے میں تکلفات نہیں تھے، اسی وجہ سے بعض اوقات رات کے وقت کھانا تناول نہیں فرماتے تھے، اور بعض اوقات فاقہ کشی کی بھی نوبت آتی تھی۔

۱ ع ش ۱: (العشی) و (العشیة) من صلاة المغرب إلى العتمة. و (العشاء) مکسور ممدود مثل العشی. و (العشاء ان) المغرب و العتمة. و زعم قوم أن العشاء من زوال الشمس إلى طلوع الفجر. قلت: قال الأزهری: (العشی) ما بین زوال الشمس و غروبها. و صلاتا العشی هما الظهر و العصر فإذا غابت الشمس فهو (العشاء). و (العشاء) مفتوح ممدود الطعام بعینه و هو ضد الغداء (مختار الصحاح، مادة ع ش ۱، ج ۱، ص ۲۱۰)

(س) و منه الحديث ( إذا حضر العشاء و العشاء فابدأ بالعشاء ) العشاء بالفتح : الطعام الذي يؤكل عند العشاء . و أراد بالعشاء صلاة المغرب . و إنما قدم العشاء لثلاثا يشتغل به قلبه في الصلاة .

وإنما قيل : إنها المغرب لأنها وقت الإفطار و لضيق وقتها

- وفي حديث الجمع بعرفة ( صلى الصلاتين كل صلاة وحدها و العشاء بينهما ) أي أنه تعشى بين الصلاتين (النهاية في غريب الحديث و الأثر، ج ۳، ص ۲۴۲)

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبِيتُ اللَّيَالِيَ الْمَتَّابِعَةَ طَوِيًّا،  
وَأَهْلُهُ لَا يَجِدُونَ عَشَاءً، قَالَ: وَكَانَ عَامَةً خُبِرَ هُمْ خُبْرَ الشَّعِيرِ

(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۰۳) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کئی راتیں لگاتار بھوک کی حالت میں گزارتے تھے،  
اور آپ کے گھر والوں کے پاس رات کا کھانا نہیں ہوتا تھا، اور آپ کا عام کھانا جو  
کی روٹی تھا (مسند احمد)

طبی لحاظ سے رات کا کھانا سونے سے کم از کم دو گھنٹے پہلے کھالینا مناسب ہے، اگر رات کو  
دودھ پینے کی عادت ہو تو سونے سے آدھ گھنٹہ پہلے پیا جائے اور رات کا کھانا کھاتے وقت  
دودھ پینے کی گنجائش کا خیال رکھا جائے۔

آج کل شہری زندگی میں بہت سے لوگ رات کو تاخیر سے کھانا کھانے اور کھاتے ہی فوراً لیٹ  
جانے یا سو جانے کے عادی ہو گئے ہیں، جو صحت کے لئے نقصان دہ ہے (بہشتی زیور حصہ نہم صفحہ ۷،  
دیہاتی معالج حصہ اول ص ۴۲، کتاب الصحت صفحہ ۱۲۶ بتعیر)

طبی اعتبار سے رات کے کھانے کے بعد فوراً سونے کے بجائے کچھ چہل قدمی کر لینا صحت  
کے لئے مفید قرار دیا گیا ہے، اور کھانے کے بعد نماز پڑھ لینے سے بھی یہ مقصد عمدہ طریقہ پر  
پورا ہو جاتا ہے (کتاب الصحت للقرشی صفحہ ۱۲۶، باضافہ) ۲

علاوہ ازیں طبی لحاظ سے بہترین نیند وہ ہے جو گہری ہو اور اس وقت کی جائے جبکہ غذا پیٹ

۱ فی حاشیہ مسند احمد: إسناده صحيح.

۲ وذكر أبو نعيم عنه أنه كان يتهي عن النوم على الأكل ويذكر أنه يقسى القلب  
ولهذا في وصايا الأطباء لمن أراد حفظ الصحة أن يمشي بعد العشاء خطوات ولو مائة  
خطوة ولا ينام عقبه فإنه مضر جدا وقال مسلموهم أو يصلى عقبه ليستقر الغذاء بقعر  
المعدة فيسهل هضمه ويجود بذلك (زاد المعاد، ج ۲، ص ۲۰۲، عدم النوم على  
الأكل)

کے اوپر والے حصہ سے نیچے اتر چکی ہو، اور یہ کھانے کے لگ بھگ دو تین گھنٹے بعد ہوتا ہے اس سے پہلے نہیں، اور عام حالات میں عشاء کی نماز کے بعد جلد سونے کو پسند کیا گیا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے، اور یہ مقصد مغرب کے بعد کھانا کھا کر فارغ ہو جانے سے عمدہ طریقہ پر حاصل ہو جاتا ہے۔

## عشاء پڑھ کر جلد سونا اور اٹھ کر فجر کی نماز پڑھنا

سونے کے اسلامی آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ رات کو عشاء کی نماز سے پہلے نہ سویا جائے، اور عشاء کی نماز پڑھ کر جلد سویا جائے، اور کم از کم فجر کی نماز کے وقت بیدار ہو کر فجر کی نماز پڑھی جائے۔

اور مرد حضرات کو چاہئے کہ وہ عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کریں۔

حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ

وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا (بخاری، رقم الحدیث ۵۳۵، ترمذی، رقم الحدیث ۱۶۸) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو اور عشاء کی نماز

کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے تھے (بخاری، ترمذی)

عشاء کی نماز سے پہلے سونے سے اس لئے منع کیا گیا کہ عشاء کی نماز فرض ہے، اور پہلے سو جانے کی صورت میں اسی حال میں سوتے رہ جانے کی وجہ سے قضا یا جماعت فوت ہو جانے کا ڈر ہے، اور عشاء کے بعد گفتگو کرنے سے اس لئے منع کیا گیا کہ یہ سونے کا وقت ہے، اور اس وقت میں گفتگو میں مشغول رہنے سے رات کو سونے میں تاخیر کا امکان ہے، اور

۱ قال الترمذی: وفي الباب عن عائشة، وعبد الله بن مسعود، وأنس، حديث أبي بركة حديث حسن صحيح وقد كره أكثر أهل العلم النوم قبل صلاة العشاء، وخص في ذلك بعضهم، وقال عبد الله بن المبارك: أكثر الأحاديث على الكراهية، وخص بعضهم في النوم قبل صلاة العشاء في رمضان (حواله بالا)

پھر اس کے نتیجے میں فجر کی نماز قضاء ہو جانے کا ڈر ہے، جبکہ فجر کی نماز کی بڑی فضیلت و اہمیت ہے بہر حال رات کو عشاء کی نماز پڑھے بغیر سونے سے پرہیز کرنا چاہئے، کہ کہیں سو جانے کے بعد جماعت فوت یا نماز قضاء نہ ہو جائے۔

البتہ اگر کسی ضرورت میں عشاء کی نماز سے پہلے سوتے، اور عشاء کی نماز کے قضاء و جماعت کے فوت ہونے کا بھی اندیشہ نہ ہو، مثلاً وقت پر جگانے کا انتظام کر لیا جائے، تو پھر حرج نہیں۔ ۱

۱۔ عن عبد الله بن عبد الله الرازى ، عن جدته وكانت سرية لعلی ، أن علیا ربما غفا قبل العشاء (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۷۲۶۸، من رخص فی النوم قبلها) عن أبی حصین ، أن خبابا نام ، عن العشاء (ایضاً، رقم الحدیث ۷۲۶۸) عن أبی حصین ، أن أبیا وائل وأصحاب عبد الله كانوا ینامون قبل العشاء (ایضاً، رقم الحدیث ۷۲۷۰) عن إبراهیم، قال : كان الأسود لا یفطر فی رمضان حتی یصلی ، فكان ینام ما بین المغرب والعشاء (ایضاً، رقم الحدیث ۷۲۷۱) عن أبوب ، عن نافع ، قال : قلت له : أکان ابن عمر ینام عنها ، یعنی العشاء ، قال : قد کان ینام ویوکل من یوقظه (ایضاً، رقم الحدیث ۷۲۷۲) عن هشام ، عن أبیه ، أنه کان ینام قبلها (ایضاً، رقم الحدیث ۷۲۷۳) عن مجاهد ، عن علی الأزدی ، قال : کان یختم القرآن فی رمضان کل لیلة وكان ینام ما بین المغرب والعشاء (ایضاً، رقم الحدیث ۷۲۷۴) عن شعبة ، عن الحكم ، قال : كانوا ینامون نومة قبل الصلاة (ایضاً، رقم الحدیث ۷۲۷۵) عن سفیان ، عن وقاء ، أن سعید بن جبیر کان ینام قبل أن یصلی العشاء ، ثم یقوم فی رمضان (ایضاً، رقم الحدیث ۷۲۷۶)

عن هشام ، عن محمد ، أنه کان ینام قبل العشاء (ایضاً، رقم الحدیث ۷۲۷۷) کراهة النوم قبل صلاة العشاء والحديث بعدها: ذهب الفقهاء إلى أنه یکره النوم قبل صلاة العشاء والحديث بعدها لما رواه أبو برزة -رضی الله عنه- قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم یکره النوم قبلها، والحديث بعدها قال النفراوی: الحديث بعدها أشد کراهة من النوم قبلها. والدلیل علی کراهة النوم قبلها: هو خشية فوت وقتها، أو فوت الجماعة فیها. لكن الحنفية قالوا: إذا وكل لنفسه من یوقظه فی وقتها فباح له النوم، كما نقله الزیلعی عن الطحاوی.

وکره المالکية النوم قبل صلاة العشاء ولو وكل من یوقظه؛ لاحتمال نوم الوکیل أو نسیانه فیفوت

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عبدالرحمن بن ابوعمرہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْمَسْجِدَ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، فَقَعَدَ وَحَدَهُ،  
فَقَعَدْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ، يَا ابْنَ أَخِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ،  
وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ (مسلم، رقم  
الحديث ۲۶۰”۲۵۶“)

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں داخل  
ہوئے، اور تنہا بیٹھ گئے، پس میں اُن کے ساتھ بیٹھ گیا، تو آپ نے فرمایا کہ اے  
میرے بھائی کے بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا  
ہے کہ جس نے جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، تو گویا کہ اس نے آدھی  
رات عبادت کر لی، اور جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی، تو گویا کہ  
اس نے پوری رات نماز پڑھی (اور عبادت کی) (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ عشاء اور فجر کی نماز بروقت اور مرد حضرات کو باجماعت پڑھنے پر رات  
بھر عبادت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

عشاء کی نماز کے بعد رات کو گناہ سے بچ کر آرام کرنا اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنا حکمی

﴿گزشتہ صفحہ کا لقیہ حاشیہ﴾

وقت الاختیار . أما كراهة الحديث بعد صلاة العشاء :

فلأنه ربما يؤدي إلى سهر يفوت به الصبح، أو لتلايقع في كلامه لغو، فلا ينبغي ختم اليقظة به، أو  
لأنه يفوت به قيام الليل لمن له به عادة؛ ولتقع الصلاة التي هي أفضل الأعمال خاتمة عمله والنوم  
أخو الموت، وربما مات في نومه.

وهذا إذا كان الحديث لغير حاجة، أما إذا كان لحاجة مهمة فلا بأس . وكذا قراءة القرآن، وحديث  
الرسول صلى الله عليه وسلم ومذاكرة الفقه وحكايات الصالحين، والحديث مع الضيف، أو القادم  
من السفر ونحوها فلا كراهة في شيء من ذلك؛ لأنه خير ناجز فلا يترك لمفسدة متوهمة، كما  
قال النووي وعن عمر -رضي الله عنه- قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يسمر مع أبي بكر في  
أمر من أمور المسلمين وأنا معهم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۳۱۸)

عبادت ہے اور جاگ کر عبادت کرنا حقیقی عبادت ہے۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ الْمُؤَذِّنَ، فَيُتَّقِمَ، ثُمَّ أَمُرَ رَجُلًا يَوْمَ النَّاسِ، ثُمَّ أَخَذَ شُعْلًا مِنْ نَارٍ، فَأَحْرَقَ عَلَيَّ مَنْ لَا يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ بَعْدُ (بخاری) ۱۔  
ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نماز منافقین پر فجر اور عشاء سے زیادہ بھاری (اور گراں) نہیں ہے، اور اگر لوگ ان دونوں نمازوں میں پائے جانے والے (اجر و ثواب) کو جان لیں، تو ان دونوں نمازوں کے لئے ضرور حاضر ہوں، اگرچہ گھٹنوں کے بل ہی آنا پڑے، میں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ مؤذن کو اقامت کا حکم کروں، پھر ایک آدمی کو لوگوں کی امامت کا حکم کروں، پھر میں آگ کے شعلے لے کر ان لوگوں کو جلا دوں، جو ابھی تک (یعنی نماز کھڑی ہونے کے باوجود) نماز کے لئے نہیں نکلے (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے فجر اور عصر کی نماز کی اہمیت اور ان میں کوتاہی کرنے والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ناراضگی معلوم ہوئی۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا صَلَاةَ الصُّبْحِ فَقَالَ أَشْهَدُ فُلَانٌ الصَّلَاةَ قَالُوا لَا قَالَ فُلَانٌ قَالُوا لَا قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ أَثْقَلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا (نسائی، رقم الحدیث ۸۴۳)

۱۔ رقم الحدیث ۶۵۷، واللفظ لله، مسلم رقم الحدیث ۶۵۱۔



ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فجر کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا کہ کیا فلاں شخص نماز میں حاضر تھا؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں، پھر فرمایا کہ کیا فلاں شخص حاضر تھا؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو نمازیں (یعنی فجر اور عصر) منافقین پر تمام نمازوں سے زیادہ بھاری (اور گراں) ہیں، اور اگر لوگ ان دونوں کے اندر موجود اجر و ثواب کو جان لیں، تو ان نمازوں کے لئے ضرور آئیں، اگرچہ گھٹنوں کے بل آنا پڑے (نسائی)

اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز میں کوتاہی اور اس میں گرانی منافقوں کا طرزِ عمل ہے، جس سے بچنا چاہیے، اور اگر غیر معمولی سردی، بارش، آندھی طوفان وغیرہ ہو تو مرد حضرات کو مسجد کی باجماعت نماز چھوڑ کر گھروں میں نماز پڑھنے میں بھی حرج نہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي مُنَادِيَهُ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ، أَوِ اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ ذَاتِ الرِّيحِ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۹۳۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کرنے والا بارش کی رات میں یا سردی کی رات میں، جبکہ آندھی ہو، یہ اعلان کیا کرتا تھا کہ تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو (ابن ماجہ)

اس طرح کی اور بھی روایات ہیں۔ ۱

۱۔ عن ابن عمر أنه وجد ذات ليلة بردا شديدا فأذن من معه فصلوا في رحالهم وقال إني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كان مثل هذا أمر الناس أن يصلوا في رحالهم (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۲۰۷۶)

فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحيح على شرطهما.

عن ابن عمر أنه أذن بضعجان في ليلة باردة وقال لأصحابه صلوا في رحالكم فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يأمر المؤذن يؤذن في الليلة المطيرة أو الباردة ويأمر أصحابه أن يصلوا في رحالكم (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۲۰۸۰)

فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقُدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلَانَ (بخاری) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی سوتا ہے، تو شیطان اس کی گدی (یعنی گردن) پر تین گرہ لگا دیتا ہے، اور ہر گرہ پر یہ کہہ دیتا ہے کہ آپ پر رات لمبی ہے، پس آپ سوتے رہئے۔

پھر اگر وہ شخص (نماز کے وقت) بیدار ہوتا ہے، اور اللہ کا ذکر کرتا ہے، تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ (اٹھ کر) وضو کرتا ہے، تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ نماز پڑھ لیتا ہے، تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، پھر وہ تروتازہ اور پاکیزہ طبیعت کے ساتھ صبح کرتا ہے، ورنہ خبیث النفس اور کاہل ہو کر صبح کرتا ہے (بخاری، مسلم)

سو کراٹھنے پر اللہ کا ذکر کرنے میں سو کراٹھنے کی مسنون دعائیں و اذکار بھی داخل ہیں۔ اور سو کراٹھنے کے بعد وضو کرنے اور نماز پڑھنے کی یہ فضیلت ہے کہ اس عمل سے تروتازگی اور نفس میں پاکیزگی و بالیدگی پیدا ہوتی ہے، اور اگر کوئی شخص سو کراٹھنے کے بعد یہ عمل نہیں کرتا، تو اس کے نفس میں خباثت اور کسل و سستی پیدا ہوتی ہے۔ ۲

۱۔ رقم الحدیث ۱۱۲۲، واللہ اعلم، مسلم رقم الحدیث ۷۷۶۔

۲۔ فیہ فوائد منها الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ عند الاستيقاظ وجاءت فیہ أذکار مخصوصة مشهورة فی الصحيح وقد جمعها وما يتعلق بها فی باب من کتاب الأذکار ولا یعین لهذه الفضيلة ذکر لکن الأذکار الماثورة فیہ أفضل ومنها التحریض علی الوضوء حیثند علی الصلاة وإن قلت (شرح النووی، کتاب صلاة المسافرين، باب الحث علی صلاة الوقت وان قلت)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِيلَ مَا زَالَ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحَ مَا قَامَ إِلَيَّ الصَّلَاةَ فَقَالَ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ (بخاری، رقم الحدیث ۱۰۷۶)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ وہ صبح تک سوتا رہتا ہے، نماز کے لئے نہیں اٹھتا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا ہے (بخاری)

لہذا رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر جلد از جلد سونے کی کوشش کرنی چاہیے، اور صبح اٹھ کر فجر کی نماز اپنے وقت پر پڑھنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے دن کام کے لئے اور رات آرام کے لئے بنائی ہے، اسی لئے رات کے وقت سونا فطرت کے عین مطابق ہے، بلکہ رات کا عشاء کے بعد والے حصہ میں سونا بعض اطباء کی تحقیق کے مطابق رات کے آخری حصہ میں سونے سے بھی زیادہ مفید ہے۔

آج کل شہروں میں عام طور پر رات کو دیر تک جاگتے رہنے کی وجہ سے دن میں پڑے رہنے کی عادت ہو گئی ہے، جو لوگ رات کو رنگ رلیوں میں گزارتے اور دن کو بستر پر پڑے سوتے خراٹے لیتے رہتے ہیں ان کی تن درستی خراب ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ ویسے بھی دن کو سونے کی عادت ڈالنا اچھا نہیں ہے۔

البتہ اگر دماغی یا جسمانی محنت کرنے والے افراد گرمیوں میں دوپہر کے وقت کچھ دیر سوئیں تو یہ ان کے لئے بہتر ہے، ان کو دوپہر کو سونے سے تھکن دور ہو جاتی ہے، اور نئے سرے سے کام کرنے کی طاقت لوٹ آتی ہے، اور اگر عام لوگ بھی دوپہر کو کچھ تھوڑا بہت لیٹ کر آرام کر لیں اگر چہ سوئیں نہیں اور تھوڑی دیر ہی کیوں نہ ہو، تو یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور بابرکت عمل ہے۔

لیکن بلا ضرورت صبح کو دیر تک سوتے رہنے کی عادت نقصان سے خالی نہیں۔ ۱

## عشاء کے بعد فضولیات سے بچنا

حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ

وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا (بخاری، رقم الحدیث ۵۳۵، ترمذی، رقم الحدیث ۱۶۸) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو اور عشاء کی نماز

کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے تھے (بخاری، ترمذی)

عشاء سے پہلے سونے کے ناپسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے مکروہ یا قضاء ہونے، یا مستحب وقت چلے جانے یا پھر جماعت سے نماز چھوٹ جانے کا اندیشہ ہے، اور رات کو کسی وقت اٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں نیند کے متاثر ہونے کا بھی خدشہ ہے۔

اور عشاء کے بعد دنیاوی گفتگو یا دنیاوی کاموں میں مشغولی سے ایک نقصان تو یہ ہے کہ صبح کے مبارک وقت بلکہ فجر کی بروقت نماز سے محرومی ہو جاتی ہے، اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ دن بھر کے بیداری کے اعمال کا اختتام دنیاوی کاموں پر ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ یہ اختتام عبادت و نماز پر ہو۔

اور یہ خرابی تو اس صورت میں ہے جبکہ فضولیات میں مشغولی اختیار کی جائے، اور اگر منکرات

۱ ونوم النهار ردىء يورث الامراض الرطوبية والنوازل، ويفسد اللون، ويورث الطحال، ويرسخى العصب، ويكسل ويعف الشهوة، الافى الصيف وقت الهاجرة واردؤه: نوم اول النهار، وارد آمنه: النوم آخره بعد العصر، وراى عبد الله بن عباس ابنه نائما نومة الصبحة، فقال له: "قم اتمام، فى الساعة التى تقسم فيها الارزاق؟" (الطب النبوى لابن القيم ص ۲۳)

۲ قال الترمذى: وفى الباب عن عائشة، وعبد الله بن مسعود، وأنس، حديث أبى بركة حديث حسن صحيح وقد كره أكثر أهل العلم النوم قبل صلاة العشاء، ورخص فى ذلك بعضهم، وقال عبد الله بن المبارك: أكثر الأحاديث على الكراهية، ورخص بعضهم فى النوم قبل صلاة العشاء فى رمضان (حواله بالا)

اور گناہوں میں مشغولی اختیار کی جائے (جیسا کہ آج کل ذرائع ابلاغ کے غیر شرعی پروگراموں میں مشغول ہو کر رات کا قیمتی وقت ضائع کیا جاتا ہے) تو اس کا ناجائز، گناہ اور سخت نقصان دہ ہونا واضح ہے۔ ۱

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِيَّاكَ وَالسَّمَرَ بَعْدَ هَذِهِ

اللَّيْلِ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ مَا يَأْتِي اللَّهُ مِنْ خَلْقِهِ (مستدرک حاکم) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے آپ کو رات کو سکون کے

۱۔ والمستحب تأخيرها إلى ثلث الليل أو نصفه على ما ورد في بعض الأحاديث وكان أي النبي يكره النوم قبلها لخوف الفوت والحديث بعدها أي التحدث بكلام الدنيا ليكون ختم عمله على عبادة وآخره ذكر الله فإن النوم أخو الموت وفي شرح السنة أكثرهم على كراهة النوم قبل العشاء ورخص بعضهم وكان ابن عمر يرقدها قبلها وبعضهم رخص في رمضان قال النووي إذا غلبه النوم لم يكره له إذا لم يخف فوات الوقت وأما الحديث فقد كرهه جماعة منهم سعيد بن المسيب قال لأن أنام عن العشاء أحب إلى من اللغو بعدها ورخص بعضهم التحدث في العلم وفيما لا بد منه من الحوائج ومع الأهل والضييف (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب تعجيل الصلوات)

قوله والحديث بعدها أي المحادثه وسيأتي بعد أبواب أن هذه الكراهة مخصوصة بما إذا لم يكن في أمر مطلوب وقيل الحكمة فيه لئلا يكون سببا في ترك قيام الليل أو للاستغراق في الحديث ثم يستغرق في النوم فيخرج وقت الصبح (فتح الباريلابن حجر، قوله باب ما يكره من النوم قبل العشاء) قوله وكان يكره النوم قبلها والحديث بعدها لأن النوم قبلها قد يؤدي إلى اخراجها عن وقتها مطلقا أو عن الوقت المختار والسممر بعدها قد يؤدي إلى النوم عن الصبح أو عن وقتها المختار أو عن قيام الليل وكان عمر بن الخطاب يضرب الناس على ذلك ويقول أسمرا أول الليل ونوما آخره وإذا تقرر أن علة النهي ذلك فقد يفرق فارق بين الليالي الطوال والقصار ويمكن أن تحمل الكراهة عليا لاطلاق حسما للمادة لأن الشيء إذا شرع لكونه مظنة قد يستمر فيصير مثنة والله أعلم (فتح الباريلابن حجر، قوله باب ما يكره من السممر بعد العشاء)

وقوله " : وكان يكره النوم قبلها ، والحديث بعدها . " أما كراهة النوم قبلها ؛ فلما يخاف من غلبة النوم ، فيفوت وقتها ، أو فضل وقتها المستحسن ، وقال بهذا جماعة ؛ منهم : ابن عمر (المفهم لما اشكل فيه كتاب مسلم)

۲۔ رقم الحديث ۷۷۶۳۔

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه.

وقال الذهبي: على شرط مسلم.

وقت گفتگو کرنے سے بچاؤ، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ رات کے وقت اللہ کی کون سی مخلوق آتی ہے (حاکم)

مطلب یہ ہے کہ رات کا وقت انسانوں کے لئے نیندا اور آرام کا وقت ہے، اور اس وقت میں دوسری مخلوقات (شیاطین وغیرہ کی شکل میں) باہر نکل آتی ہیں، اور اس وقت میں بلا ضرورت انسانوں کے جاگتے رہنے کی صورت میں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ ۱

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَدَبَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمْرَ بَعْدَ الْعِشَاءِ يَعْنِي زَجْرَنَا (سنن ابن ماجہ) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عشاء کے بعد گفتگو کرنے پر تنبیہ فرمائی (ابن ماجہ)

زمانہ جاہلیت میں (جبکہ موجودہ مصنوعی روشنیوں کا سلسلہ نہیں تھا) لوگ رات کے وقت چاند کی روشنی میں فضول گفتگو اور قصے کہانیوں میں مشغول ہوا کرتے تھے، اور اس کو ”سمر“ کہا جاتا تھا، بعد میں یہ لفظ رات کی عام گفتگو کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔

اور اسی حیثیت سے احادیث میں عشاء کے بعد فضول گفتگو سے منع کیا گیا، جس کی وجوہات

۱ (ایاک والسمر) بفتح السين والميم (بعد هداة) بفتح الهاء وسكون الدال (الرجل) بكسر الراء وسكون الجيم وفي رواية بعد هداة الليل ومراده النهي عن التحدث بعد سكون الناس وأخذهم مضاجعهم ثم علل ذلك بقوله (فإنكم لا تدرن ما يأتي الله تعالى في خلقه) أي ما يفعله فيهم (ك) في الأدب (عن جابر) (وقال علي شرط مسلم وأقروه) (التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوي، ج ۱، ص ۲۰۲)

۲ رقم الحديث ۲۹۵، كتاب الصلاة، باب النهي عن النوم قبل صلاة العشاء وعن الحديث بعدها.

قال الالباني: أخرجه ابن ماجة وابن حبان والبيهقي والطيالسي وأحمد. قلت: ورجالہ ثقات رجال البخاری إلا أن عطاء بن السائب كان قد اختلط. وللحديث شاهد يرويه معاوية بن صالح عن أبي عبد الله الأنصاري عن عائشة مرفوعاً بلفظ " لا سمر إلا لثلاثة ، مصل أو مسافر أو عروس (السلسلة الصحيحة ، تحت رقم الحديث ۲۴۳۵)

پہلے ذکر کی جا چکی ہیں۔ ۱

مذکورہ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عشاء کے بعد فضول گفتگو پر تنبیہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت کی نظر میں یہ عمل گناہ یا کم از کم ناپسندیدہ ہے۔ ۲

اور حضرت سلمان بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ لِي عُمَرُ: يَا سَلْمَانَ، إِنِّي أَذُمُّ لَكَ الْحَدِيثَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَتَمَةِ

(مصنف ابن ابی شیبہ) ۳

ترجمہ: مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے سلمان میں آپ کے لئے عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کرنے کو برا سمجھتا ہوں (ابن ابی شیبہ)

اور حضرت خرشہ بن حرفزاری فرماتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَضْرِبُ النَّاسَ عَلَى الْحَدِيثِ بَعْدَ الْعِشَاءِ،

وَيَقُولُ: أَسْمَرٌ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَنَوْمٌ آخِرَهُ؟ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۴

ترجمہ: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ لوگوں کو عشاء

۱ ومنه حديث (السمر بعد العشاء) الرواية بفتح الميم من المُسامرة وهو الحديث بالليل ورواه بعضهم بسكون الميم. وجعله المصدر. وأصل السمر لَوْنُ القمر لأنهم كانوا يتحدثون فيه. وقد تكرر في الحديث (النهاية في غريب الاثر، باب السين مع الميم، مادة سمر) (لا سمر) بفتح الميم من المُسامرة الحديث بالليل، وقيل بسكونها مصدر وأصل السمر ضوء القمر لأنهم كانوا يتحدثون فيه (إلا لمصل أو مسافر) (فيض القدير للمناوي، تحت حديث رقم ۹۸۸۹)

۲ وفي حديث عمر رضي الله عنه ( أنه جذب السمر بعد العشاء ) أى ذمّه وعابه. وكل عائب جادب (النهاية في غريب الاثر، باب الجيم مع الدال، مادة جذب) ومعنى (جذب) عابه وذمه :-قاله أبو عبيد وغيره (فتح الباری لابن رجب، كتاب الصلاة) (الجذب: المحلل) نقیض الخصب (:والعیب) فهو مشترك أو معجاز كما أوما إليه الراغب، قاله شيخنا، وجذب الشيء (يجدبه) كينصره (ويجدبه) كيضربه: عابه وذمه، الوجهان عن الفراء، واقتصر ابن سيده على الثاني، وفي الحديث (جذب لنا عمر السمر بعد عتمة) أى عابه وذمه، وكل عائب فهو جادب (تاج العروس، مادة ج د ب)

۳ رقم الحديث ۶۷۴۲، كتاب الصلاة، باب مَنْ كَرِهَ السَّمْرَ بَعْدَ الْعَتَمَةِ.

۴ رقم الحديث ۶۷۴۳، كتاب الصلاة، باب مَنْ كَرِهَ السَّمْرَ بَعْدَ الْعَتَمَةِ.

کے بعد گفتگو کرنے پر مارتے تھے، اور فرماتے تھے کہ کیا رات کے اول حصے میں گفتگو اور آخری حصے میں نیند؟ (ابن ابی شیبہ)

مطلب یہ ہے کہ جب رات کے اول حصہ میں گفتگو اور فضولیات میں مشغولی ہوگی، تو اس کا لازمی نتیجہ رات کا آخری مبارک حصہ نیند کی مشغولی اور عبادت سے محرومی بلکہ بعض اوقات فجر کی نماز کے ضائع ہونے کی شکل میں نکلے گا۔

اور حضرت ابووائل اور حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى حَدِيثَةِ، فَذَقَ الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِ حَدِيثَةُ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ؟ فَقَالَ: جِئْتُ لِلْحَدِيثِ، فَسَفَقَ حَدِيثَةُ الْبَابَ دُونَهُ، ثُمَّ قَالَ:

إِنَّ عُمَرَ جَدَبَ لَنَا السَّمَرَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۱

ترجمہ: ایک آدمی (عشاء کے بعد) حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور دروازہ کھٹکھٹایا، حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، اور فرمایا کہ آپ کس لئے آئے ہیں، تو اس نے کہا کہ میں گفتگو کرنے کے لئے آیا ہوں، تو حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو باہر چھوڑ کر دروازہ بند کر دیا، پھر فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کرنے پر تنبیہ فرما رکھی ہے (ابن ابی شیبہ)

حضرت قاسم بن ایوب کہتے ہیں کہ:

كُنْتُ أَكُونُ مَعَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَأَصَلَى بَعْدَ الْعِشَاءِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، فَأُكَلِّمُهُ فَلَا يُكَلِّمُنِي حَتَّى يَنَامَ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۲

ترجمہ: میں (جلیل القدر تابعی) حضرت سعید بن جبیر کے ساتھ ہوتا تھا، پس میں عشاء کے بعد چار رکعت پڑھتا تھا، پھر ان سے کلام کرتا تھا، تو وہ مجھ سے کلام نہیں

۱ رقم الحدیث ۶۷۴۹، کتاب الصلاة، باب مَنْ كَرِهَ السَّمَرَ بَعْدَ الْعَتَمَةِ.

۲ رقم الحدیث ۶۷۴۷، کتاب الصلاة، باب مَنْ كَرِهَ السَّمَرَ بَعْدَ الْعَتَمَةِ.



کرتے تھے، یہاں تک کہ سو جاتے تھے (ابن ابی شیبہ)  
اور حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ:

عَنْ ابِرَاهِيمَ؛ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ الْكَلَامَ بَعْدَ الْعِشَاءِ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۱  
ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی (جلیل القدر تابعی) عشاء کے بعد گفتگو کرنے کو مکروہ  
سمجھا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ)

ان احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز کے بعد بلا ضرورت گفتگو اور فضولیات  
میں مشغولی شریعت کی نظر میں پسندیدہ نہیں، اور خیر القرون کے دور میں عشاء کے بعد گفتگو  
اور فضولیات میں مشغولی کا رواج نہیں تھا، بلکہ جلد سونے کا معمول تھا۔

## منکرات میں رات گزارنے سے بچنا

شرعی اعتبار سے رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر جلد سونے اور فضولیات سے بچ کر صبح سویرے جلد  
اُٹھ کر اپنے وقت پر فجر کی نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی، اور تاکید کی گئی ہے۔  
اور جب فضولیات سے بھی بچنے کی ترغیب و تاکید بیان کی گئی ہے، تو رات میں منکرات اور  
گناہوں میں مشغول ہونے کی کیونکر اجازت ہو سکتی ہے؟  
جیسا کہ آج کل بعض لوگوں میں رات کو ایسے پروگراموں میں شرکت اور میڈیا پر ایسے  
پروگرام دیکھنے کا رواج چل نکلا ہے۔

اور ویسے تو دن کے وقت میں بھی منکرات اور گناہوں کو اختیار کرنا جائز نہیں، لیکن رات کے  
وقت بعض وجوہات سے گناہ اور منکرات کی شدت زیادہ ہے، نیز رات کا وقت گنہگاروں کے  
لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہونے کا بھی وقت ہے، جس سے ڈرنا چاہئے۔

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

۱ رقم الحدیث ۶۷۷۸، کتاب الصلاة، باب مَنْ كَرِهَ السَّمْرَ بَعْدَ الْعَمَةِ.

وَكَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَ هَا بِأَسْنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ فَمَا كَانَ  
دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاءَهُمْ بِأَسْنَا إِلَّا أَنْ قَالُوا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ (سورة الاعراف،  
رقم الآيات ۵،۴)

ترجمہ: اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں کہ پہنچان پر ہمارا عذاب راتوں رات  
یاد دہرہ کو سوتے ہوئے، اور جب ہمارا عذاب ان پر آ گیا تو ان کی زبان پر اس  
کے سوا کوئی صدا نہ تھی کہ واقعی ہم ظالم تھے (سورہ اعراف)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ  
وَالْأَرْضِ وَلَكِن كَذَبُوا فَآخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ. أَفَأَمِنَ أَهْلُ  
الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ. أَوْ آمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَنْ  
يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًىٰ وَهُمْ يُلْعَبُونَ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ  
إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ (سورة الاعراف، رقم الآيات ۹۶ الی ۹۹)

ترجمہ: اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے، اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور  
ان پر دروازے کھول دیتے طرح طرح کی برکتوں کے آسمان و زمین سے، اور  
لیکن انہوں نے تو تکذیب کی، تو ہم نے ان کو پکڑ لیا، ان کے کرتوتوں کی وجہ سے،  
تو کیا بستیوں والے اس بات سے بے خوف ہو گئے کہ آئے ان کے پاس ہماری  
پکڑ رات کو جب کہ یہ سوئے پڑے ہوں، یا کیا بستیوں والے اس بات سے بے  
خوف ہو گئے کہ آئے کہ ان کے پاس ہماری پکڑ دن چڑھے، اس حال میں کہ وہ  
لہو و لعل میں لگے ہوں، کیا پس اللہ کے داؤ سے بے خوف ہو گئے، پس اللہ کے داؤ  
سے بے خوف صرف نقصان اٹھانے والے لوگ ہی ہوا کرتے ہیں (سورہ اعراف)  
حضرت عبدالرحمن بن غنم اشعری سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابو عامر یا ابو مالک

اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے اور اللہ کی قسم انہوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں بولا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ الْحَرَّ وَالْحَرِيرَ، وَالْخَمْرَ  
وَالْمَعَارِيفَ، وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عِلْمٍ، يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ  
لَهُمْ، يَأْتِيهِمْ -يَعْنِي الْفَقِيرَ- لِحَاجَةٍ فَيَقُولُونَ: اِرْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا،  
فَيَبِيئُهُمُ اللَّهُ، وَيَضَعُ الْعِلْمَ، وَيَمْسَخُ آخِرِينَ قَرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ  
الْقِيَامَةِ (بخاری) ۱

ترجمہ: ”یقیناً میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو زنا، ریشم اور شراب اور  
آلات موسیقی کو (خوشنما تعبیروں سے) حلال کر لیں گے اور کچھ لوگ ایک پہاڑ  
کے قریب اقامت کریں گے، وہاں ان کے مویشی چر کر آیا کریں گے، ان کے  
پاس کوئی حاجت منداپنی ضرورت لے کر آئے گا، وہ (ازراہ حقارت) کہیں گے  
کہ کل آنا، پس اللہ ان پر راتوں رات عذاب نازل کرے گا اور پہاڑ کو ان پر رگرا  
دے گا اور دوسرے لوگوں کو (جو حرام چیزوں میں خوشنما تاویلین کریں گے)  
قیامت تک کے لیے بندر اور خنزیر بنا دے گا“ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:  
وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَيَبِيئَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى أَشْرٍ وَبَطْرٍ  
وَلَعِبٍ وَهَوٍ، فَيُضْبِحُوا قَرَدَةً وَخَنَازِيرَ بِاسْتِحْلَالِهِمُ الْمَحَارِمَ،  
وَاتِّخَاذِهِمُ الْقَيْنَاتِ، وَشُرْبِهِمُ الْخَمْرَ، وَأَكْلِهِمُ الرِّبَا، وَنُبْسِهِمُ

۱ رقم الحدیث ۵۵۹۰، کتاب الأشربة، باب ماجاء فیمن يستحل الخمر ویسمیہ بغیر اسمہ.  
یستحلون الحر مخفف الرائ فرج المرأة (مقدمة فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر)  
وهو الفرج، والمعنی يستحلون الزنا (فتح الباری لابن حجر، باب ماجاء فیمن يستحل الخمر  
ویسمیہ بغیر اسمہ)

وفی معرفة الصحابة لابی نعیم ”یستحلون الخمر باسم یسمونها بغیر اسمہ“ (رقم الحدیث ۶۹۸۵)

الْحَرِيرُ (مسند احمد) ۱

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، میری امت میں سے کچھ لوگ تکبر اور اتر اہٹ اور لہو و لعب کے ساتھ رات گزاریں گے، پس صبح ہونے تک وہ بندر و خنزیر بنا دیئے جائیں گے، حرام چیزوں کو حلال سمجھنے کی وجہ سے، اور گانے والی (عورتوں اور چیزوں) کو اختیار کرنے کی وجہ سے، اور شراب کے پینے کی وجہ سے، اور سود کے کھانے کی وجہ سے، اور ریشم کے پہننے کی وجہ سے (ان پر یہ عذاب نازل ہوگا) (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: يُمَسِّخُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قِرْدَةً وَخَنَازِيرَ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَيَشْهَدُونَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، وَيَصُومُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: فَمَا بَالُهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: يَتَّخِذُونَ الْمَعَازِفَ وَالْقَيْنَاتِ وَالذُّفُوفَ، وَيَشْرَبُونَ الْأَشْرِبَةَ، فَبَاتُوا عَلَى شُرْبِهِمْ وَلَهُوِهِمْ، فَأَصْبَحُوا قَدْ مَسَّخُوا قِرْدَةً وَخَنَازِيرَ (حلیۃ الأولیاء) ۲

ترجمہ: آخری زمانے میں میری امت کے کچھ لوگوں کو بندر اور خنزیر کی شکل سے مسخ کر دیا جائے گا، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ لوگ اللہ کی توحید اور آپ کے رسول ہونے کی گواہی دیں گے، اور روزے رکھیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں۔

۱ رقم الحدیث ۲۲۷۹۰، مؤسسة الرسالة، بیروت.

قال الالبانی: للحدیث شواہد یقوی بها إن شاء اللہ تعالیٰ، وقد مضی ذکر بعضها برقم ۹۰ و ۹۱، فهو بها حسن (سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۱۶۰۴)

۲ لأبی نعیم الأصبهانی، ج ۳ ص ۱۱۹، ۱۲۰، دارالکتاب العربی، بیروت، واللفظ له؛ دم الملاهی، رقم الحدیث ۸.

قال ابو نعیم: کذا رواه حسان عن ابي هريرة مرسلًا. ورواه غيره عن الحسن، عن ابي هريرة متصلًا

عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اُن کے کیا اعمال ہوں گے؟  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گانے بجانے کے آلات اختیار کریں  
گے، اور گانے والی (عورتیں اور چیزیں) رکھیں گے، اور ڈھول، اور دف رکھیں  
گے، اور شرابیں پیئیں گے، تو وہ شراب پی کر اور لہو و لعب کی حالت میں رات  
گزاریں گے، پھر اس حال میں صبح کریں گے کہ ان کو بندر اور خنزیر کی شکلوں میں  
مسخ کر دیا گیا ہوگا (ابو نعیم اسہانی)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

يَبِيْتُ قَوْمٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى طَعَامٍ وَشَرَابٍ وَلَهْوٍ، فَيُصْبِحُونَ قَدْ  
مُسَخُوا خَنَازِيرَ، وَلَيُخَسَفَنَّ بِقَبَائِلَ فِيهَا وَفِي دُورٍ فِيهَا، حَتَّى  
يُصْبِحُوا فَيَقُولُوا خَسَفَ اللَّيْلَةَ بِنَبِيِّ فُلَانٍ خَسَفَ اللَّيْلَةَ بِدَارِ بَنِي  
فُلَانٍ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمْ حِصْبَاءُ حِجَارَةً كَمَا أُرْسِلَتْ عَلَى قَوْمِ  
لُوطٍ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الرِّيحُ الْعَقِيمُ فَتَنْسِفُهُمْ كَمَا نُسِفَتْ مَنْ كَانَ  
قَبْلَهُمْ بِشُرْبِهِمُ الْخَمْرَ، وَأَكْلِهِمُ الرِّبَا، وَلُبْسِهِمُ الْحَرِيرَ، وَاتِّخَاذِهِمُ  
الْقَيْنَاتِ، وَقَطِيعَتِهِمُ الرَّحِمِ قَالَ وَذَكَرَ خِصْلَةَ أُخْرَى  
فَنَسِيْتُهَا (مسند رک حاکم) ۱

ترجمہ: میری امت میں سے کچھ لوگ کھانے پینے اور لہو (گانے بجانے کے  
مشغلہ) پر رات گزاریں گے، پھر صبح ہونے پر مسخ کر کے خنزیر بنا دیے جائیں  
گے، اور کچھ قبیلوں اور گھرانوں کو ان کے گھروں سمیت زمین میں دھنسا دیا جائے

۱ رقم الحدیث ۸۵۷۲ کتاب الفتن والملاحم، دار الکتب العلمیة - بیروت؛ مسند ابو داؤد  
الطیالسی، رقم الحدیث ۱۲۲۰.  
قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم لجعفر، فاما فرقہ فانهما لم یخرجاه.  
وقال الذہبی فی التلخیص: صحیح.

گا، جب لوگ صبح کریں گے، تو کہیں گے کہ رات کو فلاں قبیلہ کو، فلاں گھرانے کو، زمین میں دھنسا دیا گیا، اور ان پر کنکریاں اور پتھر پھینکے جائیں گے، جیسا کہ قوم لوط پر پھینکے گئے، اور ان پر تیز و تند طوفان بھیجا جائے گا، جو ان کو تہس نہس کر دے گا، جس طرح پہلے لوگوں کو تہس نہس کیا گیا تھا، ان کے شراب پینے کی وجہ سے اور سو دکھانے کی وجہ سے اور ریشم پہننے کی وجہ سے، اور گانے والی (عورتیں اور چیزیں) اختیار کرنے کی وجہ سے، اور ان کے قطع رحمی کرنے کی وجہ سے، اور اس کے علاوہ بھی ایک خصلت ذکر کی، جو مجھے یاد نہیں رہی (حاکم)

مذکورہ قرآنی آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت بطور خاص گناہوں میں مشغول ہونے سے بچنا چاہئے، ورنہ سخت وبال کا اندیشہ ہے۔

بہر حال شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ رات کو عشاء کے بعد کا وقت فضولیات کی نذر نہ کیا جائے، اور خاص طور پر گناہوں اور منکرات سے پرہیز کیا جائے، اور عشاء کے بعد جلدی سو کر رات کے آخری حصے کو عبادت کے لئے فارغ کیا جائے، یا کم از کم صبح فجر کے وقت بیدار ہو کر نماز و عبادت میں مشغول ہو جائے۔

افسوس کہ آج کل شریعت کی اس تعلیم پر عموماً اہتمام نہیں رہا، خاص کر شہری زندگی میں بجلی کی مصنوعی روشنیوں میں گھوم پھر کر اور فضول کلام و کام بلکہ کئی منکرات میں مبتلا و مشغول ہو کر رات کا قیمتی وقت برباد کر دیا جاتا ہے، جو کہ زمانہ جاہلیت کا طریقہ ہے، اور اس سے شریعت نے منع کیا اور ڈرایا ہے۔

## عشاء کے بعد ضروریات میں مشغول ہونا

البتہ یہاں یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ کسی ضرورت اور مجبوری کے تحت، بقدر ضرورت عشاء کے بعد گفتگو اور کام کاج اور بطور خاص دینی کام میں مشغولی اختیار کرنے کی اجازت اور

احادیث و روایات سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا سَمَرَ بَعْدَ الصَّلَاةِ - يَعْنِي الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ - إِلَّا لِأَحَدٍ رَجُلَيْنِ: مُصَلٍّ، أَوْ مُسَافِرٍ (مسند احمد) ۱  
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشاء کی نماز کے بعد گفتگو (کرنے کی اجازت) نہیں ہے، مگر دو آدمیوں کے لئے، ایک نماز پڑھنے والے کے لئے، اور دوسرے مسافر کے لئے (مسند احمد، طبرانی)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ایک تیسرے شخص کا بھی ذکر ہے، اس روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ:

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: أَلَسَمَرُ لِثَلَاثَةٍ: لِعَرُوسٍ أَوْ مُسَافِرٍ أَوْ مُتَهَجِّدٍ بِاللَّيْلِ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی) ۲  
ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رات کو گفتگو تین قسم کے لوگوں کو جائز ہے، ایک باہم نئے دولہا و دولہن کو، دوسرے مسافر کو، تیسرے رات کو نماز پڑھنے والے کو (ابویعلیٰ)  
دولہا اور دولہن کو باہمی گفتگو کرنے کی ضرورت تو واضح ہے۔

۱ رقم الحدیث ۳۶۰۳، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۱۰۳۶۸، المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۵۷۲۱.

قال الهیثمی: رواه أحمد وأبو یعلیٰ والطبرانی فی الكبير والوسط فأما أحمد وأبو یعلیٰ فقالا عن خیمة عن رجل عن ابن مسعود وقال الطبرانی عن خیمة عن زیاد بن حدیر، ورجال الجمیع ثقات، وعند أحمد فی رواية عن خیمة عن عبد الله باسقاط الرجل (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۱۴، تحت رقم الحدیث ۱۷۶۲، باب فی النوم قبلها والحدیث بعدها)  
وفی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن.

۲ رقم الحدیث ۳۸۷۹.

قال الهیثمی: رواه أبو یعلیٰ ورجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۱۴، تحت رقم الحدیث ۱۷۶۱، باب فی النوم قبلها والحدیث بعدها)

اور مسافر کو سفر کی حالت میں اپنا سفر جاری رکھنے اور اپنے سامان وغیرہ کی حفاظت کے لئے جاگنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

اور جو نماز پڑھنے والا ہو، اس کو گفتگو کرنے کے بعد نماز پڑھنے سے اس کے بیداری کے اعمال کا اختتام نماز و عبادت پر ہو جاتا ہے۔

اس لئے ان لوگوں کو رات میں گفتگو کی اجازت دی گئی۔

اور جو اسی قسم کی دوسری ضروریات ہیں، وہ بھی مذکورہ حکم میں داخل ہیں، بالخصوص جبکہ کوئی اہم مشورہ ہو، یا دینی گفتگو ہو۔ ۱

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَهَّزَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا لَيْلَةً، حَتَّى ذَهَبَ

نِصْفُ اللَّيْلِ، أَوْ بَلَغَ ذَلِكَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۹۴۹) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات لشکر کو تیار کیا، یہاں تک کہ آدھی

رات چلی گئی، یا آدھی رات کا وقت ہو گیا (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ رات کو اگر لشکر تیار کرنے یا اسی طرح کی کسی دوسری ضرورت میں مشغولی اختیار کی جائے، تو حرج نہیں۔

۱ وقد روى، عن عائشة رضی اللہ عنہا أيضا من طریق ليس مثله يثبت، أنها قالت: لا سمر إلا لمصل، أو مسافر، فذلك عندنا، إن ثبت عنها غير مخالف لما روينا، وذلك أن المسافر يحتاج إلى ما يدفع النوم عنه ليسير، فأبىح بذلك السمر، وإن كان ليس بقربة، ما لم تكن معصية، لاحتياجه إلى ذلك. فهذا معنى قولها لا سمر إلا لمسافر. وأما قولها أو مصل فمعناه، عندنا، على المصلى بعدما يسمر، فيكون نومه إذا نام بعد ذلك على الصلاة، لا على السمر (شرح معاني الآثار، كتاب الكراهة، باب الحديث بعد العشاء الآخرة)

وقد اختلف أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، والتابعين، ومن بعدهم في السمر بعد صلاة العشاء الآخرة، فكروه قوم منهم السمر بعد صلاة العشاء، ورضخ بعضهم إذا كان في معنى العلم، وما لا بد منه من الحوائج، وأكثر الحديث على الرخصة قد روى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا سمر إلا لمصل أو مسافر (ترمذی، تحت رقم الحديث ۱۶۹)

۲ فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، وهذا إسناد قوى على شرط مسلم.



حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أَسِيدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَرَجُلًا آخَرَ مِنَ الْأَنْصَارِ تَحَدَّثَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِي لَيْلَةِ شَدِيدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَصَاهُ فَأَضَاءَتْ عَصَاهُمَا لِهَمَّا حَتَّى مَشِيََا فِي ضَوْئِهَا حَتَّى إِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيقُ أَضَاءَتْ بِالْآخِرِ عَصَاهُ فَمَشَى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي ضَوْئِهَا حَتَّى بَلَغَ أَهْلَهُ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۲۰۳۰) ۱

ترجمہ: حضرت اسید بن حذیر اور ایک انصاری صحابی نے ایک شدید اندھیری رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (کسی ضرورت میں) گفتگو کی، یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گھر واپس لوٹنے کے لئے نکلے، اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی، پھر ان میں سے ایک کی لاٹھی (بطور کرامت کے) روشن ہو گئی، جس کی روشنی میں یہ دونوں چلتے رہے، یہاں تک کہ جب ان کا راستہ الگ الگ ہوا، تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی، پس ان میں سے ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چل کر اپنے گھر پہنچ گیا (ابن حبان)

لاٹھی کا روشن ہونا کرامت کے طور پر تھا، اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت عشاء کے بعد دیر تک گفتگو کرنے میں حرج نہیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُنَا عَامَّةً لَيْلَهُ عَنِ بَنِي

۱ فی حاشیة ابن حبان: إسنادہ صحیح علی شرطہما.

إِسْرَائِيلَ لَا يَقُومُ إِلَّا لِعُظْمِ صَلَاةٍ يَعْنِي الْمَكْتُوبَةَ الْفَرِيضَةَ  
(مسند احمد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں رات کے وقت اکثر بنی اسرائیل کے  
(سبق آموز) واقعات سناتے رہتے تھے، اور بعض اوقات درمیان میں صرف  
فرض نماز کے لئے اٹھتے تھے (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ رات میں عبرت آمیز قصے اور واقعات سُننا سنانا جائز ہے، بشرطیکہ اس  
کی وجہ سے نماز وغیرہ قضا نہ ہو۔

اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنات کی تبلیغ کے لئے بھی رات کے وقت تشریف لے گئے  
تھے، جس سے رات کو دینی تعلیم و تعلم اور تبلیغ میں مشغول ہونے کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔  
چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأُودِيَةِ  
وَالشَّعَابِ . فَقُلْنَا : أَسْطُيْرٌ أَوْ اغْتِيْل . قَالَ : فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا  
قَوْمٌ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا هُوَ جَاءَ مِنْ قِبَلِ حِرَاءِ . قَالَ : فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ  
فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ .  
فَقَالَ : أَتَانِي دَاعِيُ الْجِنِّ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ قَالَ :  
فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَأَثَارَ نِيرَانِهِمْ وَسَأَلُوهُ الزَّادَ فَقَالَ : لَكُمْ كُلُّ  
عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْ فَرَمَا يَكُونُ لَحْمًا وَكُلُّ  
بَعْرَةٍ عَلَفَ لِدَوَابِّكُمْ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَلَا  
تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامٌ إِخْوَانِكُمْ (مسلم، رقم الحديث ۴۵۰ "۱۵۰")

۱ رقم الحديث ۱۹۹۹۰ .

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح لکن من حدیث عبد اللہ بن عمرو کما سلف بیانہ عند  
الحدیث ۱۹۹۲۱، وھذا إسناد ضعیف .

ترجمہ: ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو ہم نے آپ کو پہاڑی وادیوں اور کھائیوں میں تلاش کیا ہم نے کہا کہ آپ کو (شاید) جن لے گئے یا کسی نے دھوکہ سے شہید کر دیا، بہر حال ہم نے وہ رات بے چینی والی قوم کی طرح گزاری، جب ہم نے صبح کی تو آپ (غار) حرا کی طرف سے تشریف لائے، ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو گم پایا اور آپ کو تلاش کیا اور آپ کو نہ ڈھونڈ سکے ہم نے رات اس طرح گزاری جیسے کوئی قوم سخت بے چینی میں رات گزارتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جنات کی طرف سے بلانے والا آیا، تو میں اس کے ساتھ چلا گیا اور میں نے ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کی، فرمایا کہ پھر وہ ہمیں اپنے ساتھ لے گئے اور ہمیں اپنے جنات کے نشانات اور آگ کے نشانات دکھائے، جنات نے آپ سے اپنے کھانے کی چیزوں کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ان سے فرمایا کہ ہر وہ ہڈی جس کو اللہ کے نام کے ساتھ ذبح کیا گیا ہو، وہ تمہارے ہاتھوں میں آتے ہی گوشت سے بھر جائے گی اور ہر میٹھی تمہارے جانوروں کی خوراک ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم سے) فرمایا کہ تم ہڈی اور میٹھی سے استیخانہ کرو کیونکہ یہ دونوں تمہارے بھائیوں (یعنی جنوں اور ان کے جانوروں) کا کھانا ہیں (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَصْحَابِهِ، فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُورَةَ الرَّحْمَنِ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا فَسَكَتُوا، فَقَالَ: لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوا أَحْسَنَ مَرْدُودًا مِنكُمْ، كُنْتُ كُلَّمَا أَتَيْتُ عَلَى قَوْلِهِ (فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ) قَالُوا: لَا بَشَىءٌ مِنِّ

نِعْمَكَ رَبَّنَا نَكْذِبُ فَلَكَ الْحَمْدُ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۲۹۱) ۱  
 ترجمہ: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے پاس آئے اور  
 سورہ رحمن شروع سے آخر تک تلاوت فرمائی، صحابہ کرام خاموش رہے، تو رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے یہ سورت لیلۃ الجن (یعنی جن کی رات  
 میں جب میں ان کے پاس گیا تھا) جنوں کے سامنے پڑھی تھی تو ان لوگوں نے تم  
 سے بہتر جواب دیا تھا، چنانچہ جب میں فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پڑھتا تو  
 وہ کہتے کہ اے ہمارے رب! ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو نہیں جھٹلاتے اور  
 تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ رات کو تبلیغ اور تعلیم میں مصروفیت اور علمی مشغولی جائز ہے۔  
 حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمُرُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ فِي الْأَمْرِ  
 مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ وَأَنَا مَعَهُمَا (ترمذی، رقم الحدیث ۱۶۹) ۲  
 ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں  
 کے اجتماعی معاملات میں عشاء کے بعد گفتگو فرمالیا کرتے تھے، اور میں ان دونوں  
 حضرات کے ساتھ موجود ہوا کرتا تھا (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کی ضرورت کے لئے رات کو مشورہ میں  
 مشغولی جائز ہے۔

۱ قال الترمذی: هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من حديث الوليد بن مسلم عن زهير بن محمد.  
 وقال الالبانی: لكن الحديث بمجموع الطريقين لا ينزل عن رتبة الحسن. والله أعلم (سلسلة  
 الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحدیث ۲۱۵۰)

۲ قال الترمذی: وفي الباب عن عبد الله بن عمرو، وأوس بن حذيفة، وعمران بن حصين،  
 حديث عمر حديث حسن وقد روى هذا الحديث الحسن بن عبيد الله، عن إبراهيم، عن علقمة،  
 عن رجل من جعفي يقال له: قيس أو ابن قيس، عن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم هذا  
 الحديث في قصة طويلة (ترمذی، حوالہ بالا)

اور حضرت ابو بکر بن ابی موسیٰ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ أَبَا مُوسَى أَمَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ عُمَرُ  
بُنُّ الْخَطَّابِ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: جِئْتُ أَتَحَدَّثُ إِلَيْكَ، قَالَ: هَذِهِ  
السَّاعَةُ؟ قَالَ: إِنَّهُ فِقْهُ، فَجَلَسَ عُمَرُ، فَتَحَدَّثَنَا لَيْلًا طَوِيلًا (مصنف ابن  
ابی شیبہ، رقم الحدیث ۶۷۵۶، کتاب الصلاة، باب مَنْ رَخَّصَ فِي ذَلِكَ)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس عشاء کے  
بعد حاضر ہوئے، ان کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کس وجہ  
سے تشریف لائے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں آپ سے گفتگو کرنے آیا ہوں، حضرت عمر  
بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت گفتگو کا کیا کام؟ حضرت ابو موسیٰ نے  
عرض کیا کہ وہ فقہ (یعنی دین) کی بات ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ  
گئے، اور دونوں نے رات کو طویل وقت تک گفتگو کی (ابن ابی شیبہ)

اس سے معلوم ہوا کہ بوقتِ ضرورت عشاء کے بعد فقہ و دین کے بارے میں گفتگو جائز ہے۔  
اور جلیل القدر تابعی حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

لَا بَأْسَ بِالسَّمْرِ فِي الْفِقْهِ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۱  
ترجمہ: عشاء کے بعد فقہ (یعنی دین) کے سلسلہ میں گفتگو کرنے میں کوئی حرج  
نہیں (ابن ابی شیبہ)

اس سے بھی عشاء کے بعد فقہ و دین کے متعلق بات چیت کا جائز ہونا معلوم ہوا۔  
خلاصہ یہ کہ عشاء کے بعد فضولیات اور بطورِ خاص منکرات اور گناہوں میں مشغولی تو منع ہے،  
لیکن ضرورت کے وقت جائز کاموں اور بطورِ خاص دین کے کاموں میں مشغولی جائز ہے،  
جبکہ فجر کی نماز کا وقت پر پڑھنے کا اہتمام بھی کیا جائے، اور صحت کا بھی خیال کیا جائے۔

۱ رقم الحدیث ۶۷۶۲، کتاب الصلاة، باب مَنْ رَخَّصَ فِي ذَلِكَ.

## رات میں سفر کرنا

احادیث میں رات میں سفر کرنے کی بھی نہ صرف یہ کہ اجازت دی گئی ہے، بلکہ اس کی ترغیب دی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِاللُّدْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطَوَّى بِاللَّيْلِ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۲۵۷۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سفر رات میں کرنے کا اہتمام کرو، کیونکہ زمین رات میں لپیٹ دی جاتی ہے (ابوداؤد)

دن کے مقابلہ میں رات کے وقت میں اور بالخصوص رات کے آخری حصہ میں سفر جلدی طے ہوتا ہے، آج کل کے دور میں بھی اس کا مشاہدہ ہے۔

اس لئے رات میں سفر کرنے کی ترغیب دی گئی، جبکہ سفر تنہائی میں نہ ہو، کیونکہ رات میں تنہا سفر کرنا بھی ناپسندیدہ ہے، جس کا ذکر آگے تنہا مکان میں رات گزارنے کے ضمن میں آتا ہے۔ ل

## دوپہر اور سورج طلوع ہونے کے وقت اور عصر کے بعد سونا

دوپہر کو کچھ دیر آرام کرنا جسے قیلولہ کہا جاتا ہے، نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ سنت سے ثابت ہے، اور صبح کو فجر یا سورج طلوع ہونے کے بعد اور اسی طرح عصر کے بعد سونا شریعت کی نظر

۱ (علیکم باللدجۃ) بالضم والفتح سیر اللیل وهو اسم من الإدلاج بتخفيف اللدال وهي السیر اول اللیل وقیل الإدلاج اللیل کلہ ولعلہ المراد هنا لتعقیبہ بقولہ (فإن الأرض تطوی باللیل) اسی ینزوی بعضہا لبعض یتداخل فیقطع المسافر من المسافۃ فیہ ما لا یقطعہ نہارا سیمما آخر اللیل الذی ما فعل فیہ شیء إلا کانت البرکۃ فیہ اکثر لأنه الوقت الذی ینزل اللہ فیہ االی سماء الدنیا وعند الصباح یحمد القوم السری (فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۵۵۲۳)

میں پسندیدہ نہیں، جس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَعِينُوا بِطَعَامِ السَّحْرِ عَلَى صِيَامِ النَّهَارِ، وَبَقِيلُولَةِ النَّهَارِ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ (مستدرک حاکم) ۱  
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دن کے روزے پر سحری کے کھانے سے مدد حاصل کرو، اور رات کے قیام (یعنی عبادت) پر دن کے قیولہ (یعنی دوپہر کے آرام) سے مدد حاصل کرو (حاکم، ابن ماجہ)

اس حدیث کی سند پر اگرچہ محدثین کو کچھ کلام ہے، لیکن اس کی تائید ایک اور روایت سے بھی ہوتی ہے۔ ۲

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد، حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے مرسل مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَعِينُوا بِرُقَادِ النَّهَارِ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ، وَبِأَكْمَلَةِ السَّحْرِ عَلَى صِيَامِ النَّهَارِ (مصنف عبد الرزاق) ۳  
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دن کو آرام کر کے رات کے قیام (وعبادت) پر اور سحری کھا کر دن کے روزہ پر مدد حاصل کرو (عبدالرزاق، بیہقی)

۱ رقم الحدیث ۱۵۵۱، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۱۶۹۳، الآداب للبیہقی، رقم الحدیث ۶۷۶.

۲ قال الحاکم: زمعة بن صالح، وسلمة بن وهرام ليسا بالمتروكين اللذين لا يحتج بهما، لكن الشيخين لم يخرجا عنهما وهذا من غرر الحديث في هذا الباب.

وقال البيهقي: هكذا روى مرسلًا، ورواه زمعة بن صالح، عن سلمة بن وهرام، عن عكرمة، عن ابن عباس رفعه، غير أنه قال: بقيلولة النهار. وروى في القيلولة عن عمر بن الخطاب، وأبي الدرداء.

قَالَ ابْنُ عَدَى وَلسلمة، عن عكرمة، عن ابن عباس أحاديث التي يرويها زمعة عنه قد بقي منه القليل وقد ذكرت عامته وأرجو أنه لا بأس بروايته هذه الأحاديث التي يرويها عنه زمعة (الكامل في ضعفاء الرجال، ج ۳، ص ۳۶۸، تحت ترجمة سلمة بن سليمان الموصلي الأزدي)

۳ رقم الحدیث ۷۶۰۳، واللفظ له، شعب الايمان للبیہقی، رقم الحدیث ۴۷۴۱.

اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے بھی قیلولہ کرنا ثابت ہے۔  
چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطْعًا، فَيَقِيلُ  
عِنْدَهَا عَلَى ذَلِكَ النِّطْعِ (بخاری) ۱  
ترجمہ: حضرت ام سلیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چڑے کا بستر بچھا دیتی تھیں،  
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس چڑے کے بستر پر دوپہر کو قیلولہ (و آرام) فرمایا کرتے  
تھے (بخاری، مسلم)

قیلولہ دوپہر کے وقت کے آرام کو کہا جاتا ہے، خواہ نیند کے ساتھ ہو یا بغیر نیند کے، اور حضرت  
ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی (یعنی دودھ کے رشتہ میں) خالہ تھیں۔ ۲

۱ رقم الحدیث ۲۲۸۱، مسلم، رقم الحدیث ۲۳۳۲۔

۲ (فیقول): بفتح الباء من القيلولة، وهي الاستراحة عند الهجيرة، وقد تكون مع النوم  
(عندها) أى: لأنها كانت مع خادمه وهو أنس، ولا دلالة فيه على الكشف أو الخلو قال النووي: أم  
حرام وأم سليم كانتا خالتي لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- محرمين إماما من الرضاع وإماما من  
النسب، فيحل له الخلو بهما، فكان يدخل عليهما خاصة، ولا يدخل على غيرهما من النساء،  
وقيل: إنما كان يقيل عندها لأنها كانت من محارمه من جهة الرضاع، وإلا لم يدخل النبي -صلى  
الله عليه وسلم- قبل نزول الحجاب عليها وعلى أختها أم حرام، وقد دخل بعده عليهما دون  
غيرهما من نساء الأنصار والنبي -صلى الله عليه وسلم- لم يكن رضيعا في المدينة فتعين أن يكون  
ذلك من قبل أبيه عبد الله، فإنه ولد بالمدينة. قال التوربشتي: قد وجدت في بعض كتب الحديث  
أنها كانت من ذوات محارم النبي صلى الله عليه وسلم؛ لأنه صلى الله عليه وسلم لم يكن ليقيل في  
بيت أجنبية، وإذا لم يكن بينه وبينها سبب محرم من رحم وصلة فلا بد أن يكون ذلك من جهة  
الرضاع وإذا قد علمنا أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يحمل إلى المدينة رضيعا تعين ذلك أن  
يكون من قبل أبيه عبد الله، فإنه ولد بالمدينة، وكان عبد المطلب قد فارق أباه هاشما، وتزوج  
بالمدينة في بني النجار، وأم حرام وأم سليم بنتا ملحان كانتا من بني النجار، فعرفنا من جميع ذلك  
أن الحرمة بينهما كانت حرمة رضاع ولقد وجدنا الجهم الغفير من علماء النقل أوردوا أحاديث أم  
حرام وأم سليم، ولم يبين أحد منهم العلة إما من الغفلة عنها وإما لعدم العلم بها، فأحببت أن أبين  
وجه ذلك كيلا يظن جاهل أنه كان في سعة من ذلك لمكان العصمة، ولا يتدارع به مستبيح إلى  
الترخص بما لا رخصة فيه، وأراني والله أعلم أول من وفقت لذلك، فواها لها من درة كنت  
مستخرجها والله أحمد على هذه الموهبة السنوية (مراقبة، ج ۹ ص ۳۷۰۳، كتاب الادب، باب اسماء  
النبي صلى الله عليه وسلم وصفاته)



حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نُبْكِرُ بِالْجُمُعَةِ وَنَقِيلُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ (بخاری، رقم الحدیث ۹۰۵)  
ترجمہ: ہم جمعہ کے لئے صبح سویرے چلے جاتے تھے، اور جمعہ کی نماز کے بعد قیلولہ  
(و آرام) کیا کرتے تھے (بخاری)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَعَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۸۴۷، بخاری، رقم الحدیث ۶۲۷۹) ۱

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیلولہ (یعنی دوپہر کا آرام) اور صبح  
کا کھانا (وناشتہ) جمعہ کی نماز کے بعد کھایا کرتے تھے (مسند احمد، بخاری)

قیلولہ کا اصل وقت کیونکہ زوال کے وقت ہے، اور جمعہ کی نماز زوال کے بعد جلدی پڑھی جاتی  
تھی، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح ہونے کے بعد اور زوال سے کافی پہلے سویرے سویرے،  
جمعہ کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے تشریف لے جاتے تھے، اس لئے جمعہ کے دن ناشتہ  
کا اور زوال کے وقت دوسرے دنوں کی طرح قیلولے کا وقت نہیں ملتا تھا، اس لئے وہ ناشتہ  
اور قیلولہ جمعہ کی نماز کے بعد کیا کرتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر زوال کے وقت قیلولہ کا  
موقع نہ مل سکے، تو زوال کے بعد کرنا بہتر ہے۔ ۲

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرطهما.

۲ قال الطبري الإبكار مصدر تقول أبكر فلان في حاجته يبكر إبكارا إذا خرج من بين طلوع  
الفجر إلى وقت الضحى (فتح الباری لابن حجر، ج ۶ ص ۳۲۶، قوله باب ما جاء في صفة الجنة  
وأنها مخلوقة)

(وعن سهل بن سعد قال: ما كنا نقيل) بفتح النون أي: ما كنا نفعل القيلولة، وهي الاستراحة بنوم  
وغيره. قال الأزهرى: القيلولة والمقيل عند العرب: الاستراحة نصف النهار، وإن لم يكن مع  
ذلك نوم بدليل قوله تعالى: (وأحسن مقيلا) (الفرقان 24): والجنة لا نوم فيها. (ولا نتعدى)  
بالدال المهملة في النهاية: هو الطعام الذي يؤكل أول النهار. (إلا بعد الجمعة) أي: بعد فراغ  
صلاتها قال الطيبى: هما كنايةان عن التكبير أي: لا يتغدون، ولا يستريحون، ولا يشتغلون بهمهم،  
ولا يهتمون بأمر سواه (مراقبة المفاتيح، ج ۳ ص ۱۰۴، كتاب الصلاة، باب الخطبة والصلاة)

بدری صحابی حضرت خوات بن جبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

نَوْمٌ أَوَّلِ النَّهَارِ خُرْقٌ ، وَأَوْسَطُهُ خُلُقٌ ، وَآخِرُهُ حُمُقٌ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۱

ترجمہ: دن کے اول حصہ (یعنی سورج طلوع ہونے کے وقت) کی نیند بے وقوفی ہے، اور دن کے درمیان (یعنی دوپہر کو زوال کے وقت) کی نیند عادت و فطرت کے مطابق ہے، اور دن کے آخری حصہ (یعنی عصر کے بعد) کی نیند حماقت والی ہے (ابن ابی شیبہ، طحاوی، بیہقی)

اس روایت میں دن کے اول حصے کی نیند کو بے وقوفی قرار دیا گیا ہے، اور آگے آنے والی روایت میں وقتِ ضحیٰ کی نیند کو بے وقوفی قرار دیا گیا ہے، اور ضحیٰ کے وقت سے مراد طلوع کے بعد کا وہ وقت ہے، جب سورج کچھ اونچا ہو جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس موقع پر دن کے اول حصہ سے مراد نہارِ عربی کا ابتدائی وقت یعنی سورج طلوع ہونے کے بعد کا وقت ہے۔ ۲

۱ رقم الحدیث ۲۷۲۱۲، کتاب الادب، باب ما ذکر فی القائلۃ نصف النهار، شرح مشکل الآثار للطحاوی، رقم الحدیث ۱۰۷۳، شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ۴۴۰۷، ۴۴۰۸، فتح الباری لابن حجر بحوالہ جامع سفیان بن عیینة، ۱ ص ۷۰، قولہ باب القائلۃ بعد الجمعة. وقال ابن حجر: وسنده صحیح (حوالہ بالا)

۲ قال الطیبی: المراد وقت الضحی، وهو صدر النهار حين ترتفع الشمس وتلقى شعاعها (مرقاة، ج ۳ ص ۹۷، کتاب الصلاة، باب صلاة الضحی) وأما وقت الضحی بالضم والقصر. فقال الجوهری: ضحوة النهار بعد طلوع الشمس، ثم بعده الضحی وهو حين تشرق الشمس (عمدة القاری للعینی، ج ۱ ص ۸۵، کتاب الحج، باب رمی الجمار)

ووقت الضحی من حين تحل الصلاة إلى أن تزول (تبيين الحقائق على الكنز، ج ۳ ص ۱۳۳، کتاب الایمان، باب اليمين في الأكل والشرب واللبس والكلام) وقت "الضحی" وابتدأه من ارتفاع الشمس إلى قبل زوالها (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۱۴۹، کتاب الصلاة، باب فی النوافل، فصل فی تحية المسجد وصلاة الضحی وإحياء الليالي)

اور پھر اس کے مقابلہ میں دن کے درمیان کے وقت سے مراد بھی نصف النہار عرفی یعنی زوال کا وقت ہے۔

اور دن کے آخری حصہ سے مراد عصر کے بعد اور غروب سے پہلے کا وقت ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

النَّوْمُ ثَلَاثَةٌ: فَنَوْمٌ خُرْقٌ وَنَوْمٌ خُلُقٌ وَنَوْمٌ حُمُقٌ فَأَمَّا نَوْمَةُ الْخُرْقِ  
فَنَوْمَةُ الصُّلْحَى، يَقْضِي النَّاسُ حَوَائِجَهُمْ وَهُوَ نَائِمٌ وَأَمَّا نَوْمَةُ خُلُقِ  
فَنَوْمَةُ الْقَائِلَةِ نِصْفِ النَّهَارِ وَأَمَّا نَوْمَةُ حُمُقٍ فَنَوْمَةٌ حِينَ تَحْضُرُ  
الصَّلَوَاتِ (شرح مشکل الآثار للطحاوی) ۱

ترجمہ: (دن کی) نیند تین طرح کی ہے، پس ایک نیند بے وقوفی والی ہے، اور ایک نیند فطرت و عادت والی ہے، اور ایک نیند حماقت والی ہے، پس بے وقوفی والی نیند وقتِ صبحی (یعنی سورج طلوع ہونے کے بعد) کی ہے، کہ لوگ اپنے کام کاج پورے کرتے ہیں، اور یہ سویا رہتا ہے، اور فطرت و عادت والی نیند نصف النہار (یعنی زوال یا ٹھیک دوپہر کے وقت) کی نیند ہے، اور حماقت والی نیند نمازوں کے اوقات کی نیند ہے (طحاوی، بیہقی)

اور حضرت عبدالرحمن بن یزید بن جابر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

عَنْ مَكْحُولٍ، أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَقَالَ: يَخَافُ عَلَيَّ  
صَاحِبِهِ مِنْهُ الْوَسْوَاسَ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۲

ترجمہ: حضرت مکحول (جلیل القدر تابعی) عصر کے بعد سونے کو ناپسند قرار دیتے تھے، اور فرماتے تھے کہ عصر کے بعد سونے والے پر وسوسوں کے (غلبے کا) خوف ہے (ابن ابی شیبہ)

۱ رقم الحدیث ۱۰۷۳، شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ۳۳۰۹

۲ رقم الحدیث ۲۷۲۱۳، کتاب الادب، باب ما ذکر فی القائلۃ نصف النہار.

اور وسوسوں کا غلبہ ترقی کر کے جنون کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، وَهَمَزِهِ، وَنَفْخِهِ، وَنَفْثِهِ  
قَالَ: هَمَزُهُ: اَلْمَوْتَةُ، وَنَفْثُهُ: اَلشَّعْرُ، وَنَفْخُهُ: اَلْكَبْرُ (سنن ابن ماجہ) ۱

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کے ذریعے سے شیطانِ رجیم سے پناہ چاہتا ہوں، اس کے وسوسہ سے اور اس کی پھونک (یعنی ہوا) سے اور اس کی جھاڑ پھونک سے، (پھر) فرمایا کہ شیطان کا وسوسہ جنون ہے اور شیطان کی جھاڑ پھونک، شعر و شاعری ہے اور شیطان کی پھونک (یعنی ہوا) کبر ہے (ابن ماجہ)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۲

۱ رقم الحدیث ۸۰۸، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنة فیہا، باب الاستعاذۃ فی الصلاۃ.  
۲ عن عبد اللہ بن مسعود، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه "كان يتعوذ من الشيطان من همزه، ونفثه، ونفخه" قال: "وهمزه: الموتة، ونفثه: الشعر، ونفخه: الكبرياء" (مسند احمد، رقم الحدیث ۳۸۲۸)

فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیرہ، وهذا إسناد محتمل للتحسين.

عن عطاء بن السائب، عن أبي عبد الرحمن، عن عبد الله، عن النبي صلى الله عليه وسلم "أنه كان يتعوذ من الشيطان الرجيم: من همزه ونفثه ونفخه"، قال: همزه: الموتة، ونفثه: السحر، ونفخه: الكبر (مسند أبي يعلى، رقم الحدیث ۵۳۸۰)  
قال حسين سليم أسد: رجاله ثقات.

عن عائشة: وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "تعوذوا بالله من الشيطان الرجيم، من همزه ونفخه ونفثه" قالوا: يا رسول الله، وما همزه ونفخه ونفثه؟ قال: "أما همزه، فهذه الموتة التي تأخذ بنى آدم، وأما نفخه فالكبر، وأما نفثه فالشعر" (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۵۲۲۷)

فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیرہ.

عن نافع بن جبیر بن مطعم، عن أبيه، قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول في التطوع: "اللهم أكبر كبيراً - ثلاث مرار - والحمد لله كثيراً - ثلاث مرار - وسبحان الله بكرة وأصيلاً - ثلاث مرار - اللهم إني أعوذ بك من الشيطان الرجيم، من همزه ونفثه ونفخه" قلت: يا رسول الله، ما همزه ونفثه ونفخه؟ قال: "أما همزه فالموتة

﴿بقية حاشيا اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

معلوم ہوا کہ کبر و تکبر شیطان کی ہوا بھرنے سے پیدا ہوتا ہے، شیطان جس شخص کے اندر غبارہ کی طرح ہوا بھر دیتا ہے، وہ ہوا کبر و تکبر کی شکل میں ظاہر ہو جاتی ہے، اور شیطان کے وسوسہ کو جنون اس لئے فرمایا گیا کہ وسوسہ ترقی کرتے کرتے جنون اور مالجیو لیا کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور شعر و شاعری کو شیطان کی جھاڑ پھونک اس لئے فرمایا گیا کہ شاعروں پر شیطان اپنی جھاڑ پھونک کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے عام طور پر شاعر اپنی ایک تخیلاتی دنیا بسا لیتے ہیں، اور اس عالم تخیل میں زمین، آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں، مجاز اور استعارات کی آڑ لے کر حقائق نفس الامری کی مٹی پلید کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں اسی وجہ سے عصر کے بعد کی نیند کو مجنون کی نیند قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ ابن اعرابی سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

مَرَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَبَّاسِ بِالْفُضْلِ ابْنِهِ وَهُوَ نَائِمٌ نَوْمَةَ الصُّحَى، فَرَكَلَهُ  
بِرِجْلِهِ وَقَالَ لَهُ: قُمْ؛ إِنَّكَ لَنَائِمٌ السَّاعَةِ الَّتِي يُقَسِّمُ اللَّهُ فِيهَا الرِّزْقَ

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

السی تاخذ ابن آدم، وأما نفخه الكبر، ونفثه الشعر" (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۶۷۳۹)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن لغیرہ.

عن أبی سعید الخدری، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قام إلى الصلاة بالليل كبر، ثم يقول: سبحانك اللهم وبحمدك، وتبارك اسمك، وتعالى جدك، ولا إله غيرك، ثم يقول: الله أكبر كبيراً، ثم يقول: أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم، من همزه ونفخه ونفثه، وفي الباب عن علي، وعائشة، وعبد الله بن مسعود، وجابر، وجبير بن مطعم، وابن عمر، وحدث أبی سعید أشهر حدیث فی هذا الباب، وقد أخذ قوم من أهل العلم بهذا الحدیث وأما أكثر أهل العلم، فقالوا: إنما يروى عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان يقول: سبحانك اللهم وبحمدك، وتبارك اسمك، وتعالى جدك، ولا إله غيرك وهكذا روى عن عمر بن الخطاب، وعبد الله بن مسعود والعمل على هذا عند أكثر أهل العلم من التابعين، وغيرهم وقد تكلم فی إسناده حدیث أبی سعید، كان یحیی بن سعید یتكلم فی علی بن علی الرفاعی، وقال أحمد: لا یصح هذا الحدیث (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۴۲)

لِعِبَادِهِ، أَمَا سَمِعْتَ مَا قَالَتِ الْعَرَبُ فِيهَا؟ قَالَ : وَمَا قَالَتِ الْعَرَبُ فِيهَا يَا أَبَتِ؟ قَالَ زَعَمَتْ أَنَّهَا مُكْسِلَةٌ مُهْرِمَةٌ مُنْسِئَةٌ لِلْحَاجَةِ، ثُمَّ قَالَ : يَا بُنَيَّ ! نَوْمُ النَّهَارِ عَلَى ثَلَاثَةٍ؛ نَوْمٌ حُمُقٍ؛ وَهِيَ نَوْمَةُ الضُّحَى، وَنَوْمَةُ الْخُلُقِ؛ وَهِيَ الَّتِي رُويَ: قِيلُوا فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَا تَقِيلُ، وَنَوْمَةُ الْخُرْقِ؛ وَهِيَ نَوْمَةٌ بَعْدَ الْعَصْرِ لَا يَنَامُهَا إِلَّا سَكْرَانٌ أَوْ مَجْنُونٌ

(المجالسة وجواهر العلم) ۱

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے فضل کے پاس سے گزرے، اور وہ سورج طلوع ہونے کے بعد سوئے ہوئے تھے، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے پاؤں سے ہلایا، اور فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ! آپ ایسے وقت میں سو رہے ہو، جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے رزق تقسیم فرماتے ہیں، کیا آپ نے اس سلسلہ میں اہل عرب کا قول نہیں سنا؟ ان کے بیٹے نے عرض کیا کہ اے میرے والد! عرب کا اس بارے میں کیا قول ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کا گمان یہ ہے کہ اس وقت کی نیند سستی پیدا کرنے والی، بوڑھا کرنے والی، کام میں دیر کرنے (رکاوٹ ڈالنے) والی ہے، پھر فرمایا کہ اے میرے بیٹے! دن کی نیند تین طرح کی ہے، ایک حماقت والی نیند، اور وہ سورج طلوع ہونے کے بعد کی نیند ہے، اور ایک فطرت و عادت والی نیند، اور وہ نیند وہ ہے کہ جس کے بارے میں مروی ہے کہ قیلولہ (یعنی دوپہر کو آرام) کرو، کیونکہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا، اور ایک بے وقوفی والی نیند، اور وہ عصر کے بعد کی نیند ہے، اور اس وقت نشے والا یا مجنون ہی سوتا ہے (المجالسة وجواهر)

اور حلیٰ القدر تابعی حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

۱۔ لأبي بكر أحمد بن مروان الدينوري المالكي "المتوفى" ۳۳۳ھ، رقم الحديث ۲۰۴۷.

بَلَّغَ عُمَرَ، أَنَّ عَامِلًا لَهُ لَا يَقِيلُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ: قُلْ، فَإِنِّي حَدِّثُ  
أَنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَقِيلُ، قَالَ مُجَاهِدٌ: إِنَّ الشَّيَاطِينَ لَا يَقِيلُونَ (مصنف ابن

ابی شیبہ) ۱

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ ان کے ایک عامل (یعنی گورنر)  
قیلولہ (یعنی دوپہر کو آرام) نہیں کرتے، تو ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر  
کر کے بھیجا کہ آپ قیلولہ کیا کریں، کیونکہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ شیطان قیلولہ  
نہیں کرتا، حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ شیاطین قیلولہ نہیں کرتے (ابن ابی شیبہ)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ دن کے اول اور آخری حصہ میں یعنی سورج طلوع ہونے کے  
بعد اور سورج غروب ہونے سے پہلے سونا طبعی و طبعی اور دنیاوی اعتبار سے نقصان دہ ہے،  
اگرچہ گناہ نہ ہو، بشرطیکہ اس کی وجہ سے نماز وغیرہ میں کوتاہی نہ ہو۔

اور دن کے درمیانی حصہ میں یعنی زوال کے وقت سونا یا آرام کرنا طبعی و شرعی اعتبار سے مفید  
ہے۔

خلاصہ یہ کہ قیلولہ یعنی دوپہر کو زوال کے وقت کچھ دیر کے لئے آرام کرنا ویسے بھی سنت  
و مستحب ہے، اور اس کے ذریعہ سے تہجد اور قیام اللیل پر عمل بلکہ دوپہر کے بعد کام کاج کرنا  
بھی آسان ہوتا ہے۔

اور تجربہ بھی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ دن کو کچھ دیر آرام کر لینے سے رات کو تہجد اور فجر کی  
نماز کے لئے اٹھنے میں سہولت حاصل رہتی ہے، اور پھر قیلولہ کے بعد دوبارہ تازہ دم ہو کر کام  
کرنے میں بھی سہولت حاصل ہوتی ہے۔ ۲

۱ رقم الحدیث ۲۷۲۱۱، کتاب الادب، باب ما ذکر فی القائلۃ نصف النہار۔

۲ من قسم المباح ما قد یصیر بالقصد مندوبا کالنوم فی القائلۃ للتقوی علی قیام اللیل و أكلة  
السحر للتقوی علی صیام النہار (فتح الباری لابن حجر ج ۱ ص ۵۸۸، کتاب الایمان والندور،  
قولہ باب النذر فیما لا یملک و فی معصیہ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر افسوس ہے کہ اس دور میں بہت سے لوگوں کی صبح دوپہر کے وقت ہوتی ہے، اور وہ رات گئے تک فضولیات بلکہ منکرات میں مصروف رہتے ہیں، اور صبح کے مبارک وقت میں پڑے سوتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے نہ تہجد اور قیام اللیل اور فجر کی نماز کی توفیق حاصل ہوتی، اور نہ ہی قیلولہ کے مبارک عمل کی۔

رات کا وقت نیند کے لئے سب سے بہترین اور موزوں ہے، اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ رات کو جلدی سونے کی عادت بنائیں تاکہ رات رات کے حصہ ہی میں نیند کی مناسب مقدار پوری ہو جائے۔

دن کو سونے کی عادت بنا لینے سے نزلہ کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، بدن کارنگ بگڑ جاتا ہے، اعصاب ڈھیلے ہو جاتے ہیں، بدن میں کاہلی اور سستی پیدا ہو جاتی ہے، بھوک کمزور ہو جاتی ہے۔

عموماً دن کے وقت کی نیند ٹوٹ ٹوٹ کر آتی ہے، اور اس کے مقابلہ میں رات کی نیند کامل، مسلسل اور گہری ہوتی ہے، جو لوگ دن کو سونے کے عادی ہوں انہیں ایک دم اس عادت کو ختم نہیں کرنا چاہئے، ورنہ ہضم میں بگاڑ وغیرہ کا خطرہ ہوتا ہے، بلکہ آہستہ آہستہ روزانہ تھوڑا تھوڑا کم کر کے یا ناغہ کر کے اس عادت کو ختم کرنا چاہئے۔

صبح کو فجر کی نماز کے بعد کا وقت اور اسی طرح شام کو عصر کی نماز کے بعد کا وقت ذکر کا وقت ہے، اور سونا ذکر کی ضد ہے، اس لئے فجر اور عصر کی نماز کے بعد سونا اگرچہ گناہ نہ ہو، لیکن

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

والقائلة هي القيلولة وهي النوم بعد الظهيرة، وقال ابن الأثير: المقيل والقيلولة الاستراحة نصف النهار وإن لم يكن معها نوم، يقال: قال يقيل قيلولاً، فهو قائل (عمدة القاری للنعیمی، ج ۲۲ ص ۲۶۳، کتاب الادب، باب القائلة بعد الجمعة)

لا يترك القيلولة بالنهار فإنها سنة للاستعانة على قيام الليل (احياء علوم الدين للغزالي، كتاب ترتيب الاوراد وتفضيل احياء الليل، الباب الثاني، فضيلة قيام الليل)

وَيُسْتَحَبُّ الْقَيْلُولَةُ وَهِيَ نَوْمٌ يَنْصَفُ النَّهَارَ (بريقة محمودية، الصنف التاسع من التسعة في آفات البدن، قيام القاری لغیر ابیہ وعالم)



شریعت کی نظر میں پسندیدہ نہیں، جس کے بارے میں اور روایات بھی ہیں۔ ۱۔  
البتہ ضرورت و مجبوری کی صورت میں مذکورہ اوقات میں سونے میں حرج بھی نہیں۔ ۲۔

۱۔ عن عمرو بن نافع، عن عبد الله بن عمرو؛ أنه مر على رجلٍ بعد صلاة الصُّبح وهو نائم، فحركه برجله حتى استيقظ، فقال له: أما علمت أن الله يطُلع هذه الساعة إلى خلقه فيُدخلُ ثلثه منهنم الجنةَ برَحْمَتِهِ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۴۱۶۹)

عن ثابت بن عبيد، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، قال: مر بي عمرو بن بليل وأنا متصيح في النخل فحركني برجله فقال: أترقد في الساعة التي ينتشر فيها عباد الله (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۲۵۹۵۰، كتاب الادب، باب ما قالوا في التصحيح نومة الضحى وما جاء فيها)

عن هشام بن عروة، عن أبيه، قال: كان الزبير ينهى بنيه عن التصحيح، قال: وقال عروة: إني لأسمع بالرجل يتصيح فأزهد فيه (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۱)

عن عبد الله بن فروخ، عن طلحة بن عبيد الله، أنه مر بآبن له قد تصبح، فذكر أنه قفده، ونهاه عن ذلك (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۲)

عن الأعمش، عن أبي سفيان، قال: التقى ابن الزبير وعبيد بن عمير فتذاكرا شيئا فقال له الآخر: أما علمت أن الأرض تعج إلى ربها من نومة علمائها (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۳)

عن هشام بن عروة، عن أبيه، قال: قال الزبير: إني لأزهد في الرجل يتصيح (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۴)

حدثنا معن بن عيسى، عن خالد بن أبي بكر، عن عبيد الله، قال: كان سالم لا يتصيح، وكان يقيل (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۵)

عن خالد بن أبي بكر، عن عبيد الله بن عبد الله مثله (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۶)

عن الأوزاعي، عن مكحول مثله (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۷)

۲۔ عن يحيى بن سعيد، عن القاسم، عن عائشة، أنها كانت تصبح (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۲۵۹۵۸، كتاب الادب، باب من رخص في التصحيح)

عن عبيد الله بن عمر، عن عبد الله بن الشماس، قال: أتيت أم سلمة فوجدتها نائمة -يعنى بعد الصبح (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۹)

عن منصور، عن مجاهد، أن عائشة كانت إذا طلعت الشمس نامت نومة الضحى (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۶۰)

عن إسرائيل، عن عبد الأعلى، قال: أتيت سعيد بن جبير فوجدته نائماً نومة الضحى (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۶۱)

حدثنا أيوب، عن ابن سيرين، أنه كان يتصيح (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۶۲)

عن أيوب، عن أبي يزيد المديني، قال: غدا عمر على صهيب فوجده متصبِحاً، فقعد حتى استيقظ، فقال صهيب: أمير المؤمنين قاعد على مقعدته وصهيب ناعم متصحيح، فقال له عمر: ما كنت

أحب أن تدع نومة ترفق بك (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۶۳)

وہ الگ بات ہے کہ طبی اعتبار سے فجر اور عصر کے بعد کی نیند عام حالات میں مفید نہیں، بلکہ نقصان دہ ہے، جیسا کہ گزرا۔

## بھوکا پڑوسی ہونے پر، رات گزارنے سے بچنا

اسلام کی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ اگر کسی کے پڑوس میں کوئی شخص بھوکا ہو، اور اس کے بھوکا ہونے کا علم بھی ہو، اور اپنے پاس کھانے کا انتظام ہو تو پڑوسی پر بھوک کی حالت میں رات نہ گزرنے دی جائے، بلکہ اس کی بھوک دُور کرنے کا انتظام کیا جائے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا آمَنَ بِي مِنْ بَاتٍ شَبَعَانًا

وَجَارَةٌ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يَعْلَمُ بِهِ (المعجم الكبير للطبرانی) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر وہ شخص (کامل) ایمان نہیں لایا، جو پیٹ بھر کر رات گزارے، اور اُس کے برابر میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو، جس کا اُسے علم بھی ہو (طبرانی)

اس طرح کی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۲  
مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے مؤمن کی یہ شان نہیں کہ وہ اس حال میں رات گزارے کہ اُس کے برابر میں اُس کا پڑوسی بھوکا ہو، جس کا اسے علم بھی ہو۔ ۳

۱ رقم الحدیث ۷۵۱۔

قال الهیثمی: رواه الطبرانی والبزار، وإسناد البزار حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۳۵۵۲، باب فیمن یشبع وجارہ جائع)

۲ عن عائشة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ليس بالمؤمن الذي يبيت شعبانا وجارہ جائع إلى جنبه (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۲۱۶۶)

۳ لا يحل لرجل يؤمن بالله واليوم الآخر أن يبيت شعبانا وجارہ طاويا أي: خالی البطن جائعا أي: لا يلبق ذلك له ديانة ومروءة وإن كان جائزا قضاء وحكما (مراقبة، كتاب البيوع، باب المطايا)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس طرح کے کئی واقعات ہیں، جن میں انہوں نے اس چیز کا بڑا اہتمام کیا کہ ان کے پڑوسی بھوکے نہ رہیں، اور دوسرے کی بھوک دور کرنے کے لئے بعض اوقات خود فاقہ کشی کر کے ایثار سے بھی کام لیا، جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تعریف فرمائی، جبکہ آج کل بہت سے لوگوں کو پڑوسیوں سے واقفیت بھی نہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَصَابَنِي الْجَهْدُ، فَأَرْسَلْ إِلَيَّ نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُهُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ، يَرْحَمُهُ اللَّهُ؟ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ، فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: ضَيِّفِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَّخِرِيهِ شَيْئًا، قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قَوْتُ الصَّبِيَّةِ، قَالَ: فَإِذَا أَرَادَ الصَّبِيَّةُ الْعِشَاءَ فَنَوِّمِيهِمْ، وَتَعَالَى فَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَنَطْوِي بُطُونَنَا اللَّيْلَةَ، فَفَعَلْتُ، ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَقَدْ عَجِبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ - أَوْ ضَحِكَ - مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) (بخاری، رقم الحديث ۳۸۸۹)

ترجمہ: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے سخت بھوک لگی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے پاس بھیجا وہاں کوئی چیز نہیں ملی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ہے جو آج کی رات اس کی مہمانی کرے، اللہ اس پر رحم کرے گا، انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ میں (مہمانی کروں) گا اے اللہ

کے رسول! چنانچہ وہ اس کو اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہے، اس سے کوئی چیز چھپانا نہیں، بیوی نے کہا کہ اللہ کی قسم! سوائے بچہ کے کھانے کے اور کچھ نہیں ہے، اس نے کہا کہ جب بچہ رات کا کھانا مانگے تو اس کو سٹلا دینا اور تم آ کر چراغ بجھا دینا اور ہم لوگ اس رات کو بھوکے رہیں گے، چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا پھر وہ (رات کو مہمان نوازی کرنے والا) شخص صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے پسند کیا یا فرمایا کہ فلاں مرد اور فلاں عورت پر ہنسا، پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ وہ اپنے اوپر (دوسرے کو) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود فاقہ میں ہوں (بخاری)

## راستہ اور گزرگاہ میں سونے سے پرہیز کرنا

سونے کے اہم آداب اور احکام میں سے ایک اہم ادب اور حکم یہ ہے کہ گزرگاہ اور راستہ میں نہ سوائے، جس سے دوسروں کو ایذا پہنچے، یا اپنے آپ کو ایذا پہنچے۔

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ آذَى الْمُسْلِمِينَ فِي طُرُقِهِمْ

وَجَبَتْ عَلَيْهِ لَعْنَتُهُمْ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۳۰۵۰) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مسلمانوں کو ان کے راستے میں

تکلیف پہنچائی تو اس پر مسلمانوں کی لعنت واجب ہوتی ہے (طبرانی)

مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی راستہ میں (خواہ سفر میں، ریل وغیرہ

۱ قال الہیثمی: رواہ الطبرانی فی الکبیر، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، باب ما نہی عن التخلی فیہ)

وقال الالبانی: قلت: وبالجملة، فالحدیث بهذا الشاهد لا ینزل عن مرتبة الحسن. واللہ اعلم (سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۲۲۹۴)

میں، یا حضر میں) ایسی جگہ لیٹ یا سو جائے جہاں سے گزرنے والوں کو تکلیف و ایذا پہنچتی ہو، اور ان کے معمولات میں خلل واقع ہوتا ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْهُوَامِ  
بِاللَّيْلِ (مسلم) ۱

ترجمہ: اور جب تم رات کے وقت کسی جگہ آرام کے لئے ٹھہرا کرو، تو راستے سے بچ کر پڑاؤ کیا کرو، کیونکہ وہ (مسافروں کے یا عام) جانوروں (اور سوریوں) کا راستہ ہے، اور رات میں حشرات الارض کا ٹھکانہ ہے (مسلم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَلَا تَصَلُّوا عَلَى جَوَادِ الطَّرِيقِ، وَلَا تَنْزِلُوا عَلَيْهَا فَإِنَّهَا مَأْوَى الْحَيَّاتِ  
وَالسَّبَّاحِ، وَلَا تَقْضُوا عَلَيْهَا الْحَوَائِجَ فَإِنَّهَا الْمَلَاعِينُ (مسند ابی یعلیٰ) ۲

ترجمہ: اور تم راستوں کے درمیان میں نماز نہ پڑھا کرو، اور نہ وہاں ٹھہرا (اور پڑاؤ ڈالا) کرو، کیونکہ وہ سانپ اور درندوں کا ٹھکانہ ہے، اور تم راستوں میں قضائے حاجت نہ کیا کرو کیونکہ یہ ملعون عمل ہے (ابو یعلیٰ)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِذَا عَرَّسْتُمْ فَلَا تَعْرَسُوا عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ فَإِنَّهَا مَأْوَى كُلِّ دَابَّةٍ  
(مسند البزار، رقم الحدیث ۶۵۲۱) ۳

۱ رقم الحدیث ۵۰۶۹، کتاب الامارۃ، باب مراعاة مصلحة الدواب فی السیر والنهی عن التعریس فی الطریق.

۲ رقم الحدیث ۲۲۱۹.

فی حاشیة مسند ابی یعلیٰ: رجالہ رجال الصحیح.

۳ قال الہیثمی: رواه البزار ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۹۳۱۵، باب آداب السفر)

ترجمہ: اور جب تم رات کو آرام کیا کرو، تو راستے کے درمیان میں آرام نہ کیا کرو، کیونکہ وہ ہر قسم کے (سواری وغیر سواری والے) جانوروں (اور انسانوں کے رہنے اور گزرنے) کی جگہ ہے (بزار)

راستہ میں پڑاؤ ڈالنے اور سونے کے ممنوع ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ دوسرے گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو، خواہ وہ مسافر ہوں یا جانور یا سواریاں، اور اپنے آپ کو بھی تکلیف نہ پہنچے، کیونکہ بعض اوقات گزرنے والا بے خیالی میں گزرتے ہوئے اوپر چڑھ جاتا ہے یا گر جاتا ہے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ راستوں پر گزرنے والے ایسی چیزیں پھینک اور ڈال دیتے ہیں، جو حشرات الارض (بلی، چوہے، کیڑے مکوڑے وغیرہ) کے کھانے پینے کی ہوتی ہیں، اور وہ رات کی یکسوئی میں ان چیزوں کو کھانے کے لئے راستوں پر آجاتے ہیں، یا راستوں کے ساتھ ہی مستقل اپنا ٹھکانہ بنائے رکھتے ہیں، اور بعض اوقات ان کی طرف سے وہاں لیٹنے اور سونے والے کو بھی ایذا و تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ ۱

پھر ایسی جگہوں میں سونے اور لیٹنے کا بہر حال منع ہونا تو ظاہر ہے کہ جو جگہیں مستقل طور پر راستہ اور گزرگاہ ہیں، جیسے شاہراہ عام اور گلیاں وغیرہ۔

۱۔ إذا سافرت في الخصب بكسر المعجمة أي زمان كثرة العلف والنبات فأعطوا الإبل حقها أي حظها من الأرض أي من نباتها يعني دعوها ساعة فساعة ترعى إذ حقها من الأرض رعيها فيه، وإذا سافرت في السنة أي القحط أو زمان الجذب فأسرعوا عليها أي راكبين عليها السير مفعول أسرعوا والمعنى لا توقفوها في الطريق لتبلغكم المنزل قبل أن تضعف وإذا عرستم بتشديد الراء أي نزلتم بالليل فيه تجريد إذ التعريس هو النزول في آخر الليل على ما في المصباح وقال صاحب القاموس أعرس القوم نزلوا في آخر الليل للاستراحة كعرسوا وهذا أكثر والظاهر أن المراد هنا النزول في الليل مطلقا كما يدل عليه تعليقه عليه الصلاة والسلام بقوله فاجتنبوا أي في نزولكم الطريق فإنها طرق الدواب أي دواب المسافرين أو دواب الأرض من السباع وغيرها وماوى الهوام بالليل وهي بتشديد الميم جمع هامة كل ذات سم وقال النووي التعريس النزول في آخر الليل وللراحة فيه وقيل هو النزول في أي وقت كان من ليل أو نهار والمراد في الحديث الأول أرشد إليه صلوات الله وسلامه عليه لأن الحشرات ودواب الأرض وذوات السموم والسباع وغيرها تطرق في الليل على الطرق لتلقط ما سقط من المارة من مأكول ونحوه (مراقبة، كتاب الجهاد، باب آداب السفر)

اور ٹرینوں وغیرہ میں جو حصے گزرنے اور اُترنے چڑھنے والوں کے لئے یا بیٹ الخلاء (لیٹرین و باتھ روم) میں آنے جانے والوں کے لئے مختص کئے جاتے ہیں، وہاں لیٹ کر یا سو کر مسافروں کی تکلیف کا باعث بنا بھی گناہ ہے۔

اس کے علاوہ مسافر خانوں، مسجدوں یا اسی طرح ایسی جگہوں میں کہ جہاں مختلف لوگوں کی آمد و رفت ہو، وہاں دروازے اور گزرنے کی جگہ لیٹنا اور سونا بھی منع اور گناہ ہے۔

اسی طرح رات کو درختوں کے نیچے سونے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ درختوں پر مختلف چرند پرند رہتے ہیں، جو رات کو نیچے سونے والے کے اوپر گر سکتے ہیں، اور بعض اوقات غلاظت بھی کر سکتے ہیں، نیز طبی اعتبار سے رات کے وقت درخت اپنے اندر سے زہریلی ہوا خارج کرتے ہیں، جو انسان کی تندرستی کے لئے نقصان دہ ہے۔

## ایسی چھت پر سونے سے پرہیز کرنا جس پر آڑ نہ ہو

سونے کے آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ ایسی چھت پر نہ سویا جائے کہ جس کی چہار دیواری یا کوئی آڑ وغیرہ نہ ہو۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَطْحٍ

لَيْسَ بِمَحْجُورٍ عَلَيْهِ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۸۵۴) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا

کہ جس پر آڑ (چہار دیواری وغیرہ) نہ ہو (ترمذی)

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَاتَ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ

۱ قال الترمذی: هذا حديث غريب لا نعرفه من حديث محمد بن المنكدر، عن جابر إلا من هذا الوجه، وعبد الجبار بن عمر يضعف.

لَهُ حِجَارًا، فَقَدْ بَرَأَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ (سنن ابی داود، رقم الحدیث ۵۰۴۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایسی چھت پر رات

گزاری کہ اس پر پتھر (یعنی دیوار آڑ) نہ ہو، تو اس سے ذمہ بری ہے (ابوداؤد)

یعنی وہ اپنے قصور کا خود ذمہ دار ہے۔

اس مضمون کی اور سندوں سے بھی احادیث مروی ہیں، جن میں سے بعض سندوں پر کلام ہے،

لیکن مجموعی طور پر یہ مضمون معتبر ہے۔ ا

ا أن نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال " : من بات فوق إجار، أى فوق بیت لیس

حولہ شیء یرد رجلہ، فقد برئت منه الذمۃ، ومن ركب البحر بعد ما یرتج، فقد برئت

منه الذمۃ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۰۷۴۹)

إسناده ضعيف لجهالة زهير بن عبد الله، فإنه لم يَرَوْ عنه غير أبي عمران الجَوْنِي، وانفرد ابن حبان  
فذكره في "ثقافته"، وفي الإسناد اضطراب كما سيأتي (حاشية مسند احمد)

عن أبي عمران الجونى، قال : كنت مع زهير السنورى، فأتينا على رجل نائم على ظهر جدار لیس له  
ما يدفع رجلیه، فضربه برجلیه، ثم قال : قم. ثم قال زهير : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :  
من بات على ظهر جدار، و لیس له ما يدفع رجلیه فوقع فمات، فقد برئت منه الذمۃ، ومن ركب  
البحر فى ارتجائه فقد برئت منه الذمۃ . " هکذا رواه حماد بن سلمة، ورواه حماد بن زید (شعب  
الایمان للبيهقى، رقم الحدیث ۲۳۹۷)

عن أبي عمران الجونى، عن محمد بن زهير بن أبي جبل، عن النبي صلی الله علیه وسلم، أنه قال " :  
من بات على ظهر بیت لیس علیه ما یستره فمات فلا ذمۃ له، ومن ركب البحر حين یرتج فلا ذمۃ له  
" أبو عمران الجونى لقی غیر واحد من الصحابة، وهو ممن یعد فى الخضامة، روى عن جندب،

وأنس بن مالک (معرفة الصحابة لابی نعیم، رقم الحدیث ۶۳۹)

حدثنى الْحَكَمُ عَنْ مُجَاهِدٍ، عن ابن عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : من بات وفى يده غمر  
اللحم فأصابه خيل فلا يلو من إلا نفسه وعن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : من بات على ظهر بيت  
ليس عليه حجره فوقع فمات فقد برئت منه الذمۃ (الكامل لابن عدى، ج ۳ ص ۱۰۲)

عن عبد الرحمن بن على عن أبيه عن النبي صلی الله علیه وسلم قال : (من بات على ظهر بيت ليس  
عليه حجاب فقد برئت منه الذمۃ) قال أبو عبد الله فى إسناده نظر (التاريخ الكبير للبخارى،  
ج ۱ ص ۶۷۴، رقم الحدیث ۱۱۹۲، باب من بات على سطح ليس له سترة)

عن عبد الله بن جعفر، أن النبي صلی الله علیه وسلم، قال : من رمى بالليل فليس منا، ومن رقد على  
سطح لا جدار له فمات، فدمه هدر (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحدیث ۲۱۷)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى، وفيه يزيد بن عياض وهو متروك (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث  
۱۲۲۷۸، باب فيمن رمانا بالليل)



رات کو جب انسان سو جاتا ہے، تو وہ اس بات سے بے خبر ہو جاتا ہے کہ وہ کہاں ہے، اور کہاں نہیں، اور بعض اوقات انسان نیند سے بیدار ہو کر بے خیالی یا کسی اور تصور میں اسی طرح چل پڑتا ہے، اور دھڑام سے چھت سے نیچے گر پڑتا ہے، اور اس طرح کے کئی واقعات سامنے آتے رہتے ہیں، اس لئے بغیر آڑ یا بغیر دیوار والی چھت پر سونے سے منع کرنا بڑی حکمت پر مبنی ہے۔

اور چھت کے بجائے کسی ایسی اونچی چیز پر سونا کہ سوتے ہوئے اس سے نیچے گر جانے پر غیر معمولی چوٹ لگنے کا خطرہ ہو، یہ بھی منع ہے، البتہ اگر کوئی آڑ وغیرہ لگا کر گرنے اور چوٹ لگنے سے حفاظت کا انتظام کر لیا جائے، تو پھر حرج نہیں۔

## سوتے وقت آگ بجھانا، برتن ڈھانکنا، دروازے بند کر دینا

سونے کے اسلامی آداب میں سے یہ بھی ہے کہ سونے سے پہلے آگ بجھادی جائے، برتن ڈھانک دیئے جائیں، اور باہر سے آنے کے دروازے بند کر دیئے جائیں، اور ان سب کاموں کے کرتے وقت اللہ کا نام لے لیا جائے، مثلاً بِسْمِ اللّٰهِ کہہ لیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ

حِينَ تَنَامُونَ (بخاری، رقم الحدیث ۶۲۹۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سونے لگو تو اپنے گھروں میں

آگ (جلتی) نہ رہنے دو (بخاری)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِحْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَىٰ اَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَحَدَّثَ بِشَانِهِمُ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : اِنَّ هَذِهِ النَّارَ اِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَاِذَا

نِمْتُمْ فَأَطْفِتُوَهَا عَنْكُمْ (بخاری، رقم الحدیث ۶۲۹۴)

ترجمہ: مدینہ کا ایک گھر رات کے وقت لوگوں سمیت جل گیا، ان لوگوں کا واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آگ تمہاری دشمن (یعنی ہلاکت کا سبب) ہے، اس لئے جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا دیا کرو (بخاری)

سونے سے پہلے آگ بجھانے میں یہ بھی داخل ہے کہ آگ والی چیزوں کو بند کر دیا جائے، مثلاً چولہا، ہیٹر، استری وغیرہ، کیونکہ ان چیزوں سے بھی جلنے اور ہلاک ہونے کے واقعات وجود میں آتے ہیں، اور یہ چیزیں بھی جدید دور کی آگ میں داخل ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: غَطُّوا الْبِئَاءَ، وَأَوْكُوا السَّقَاءَ، فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيهَا وَبَاءٌ، لَا يَمُرُّ بِبِئَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ، أَوْ سِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وَكَاءٌ، إِلَّا نَزَلَ فِيهِ مِنْ ذَلِكَ الْوَبَاءِ (مسلم، رقم الحدیث ۲۰۱۴ "۹۹")

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم برتنوں کو ڈھانک دیا کرو، اور پانی کے مشکیزوں (اور برتنوں) کے سوراخوں کو بند کر دیا کرو، کیونکہ سال میں کوئی ایک رات ایسی ہوتی ہے، جس میں وباء (طاعون وغیرہ کی شکل میں) نازل ہوتی ہے، جو کسی بھی بغیر ڈھکے برتن یا بغیر سوراخ بند کئے ہوئے مشکیزے کے قریب سے گزرتی ہے، تو وہ وباء اس میں داخل ہو جاتی ہے (مسلم)

وباء میں آج کل مختلف قسم کے جراثیم اور وائرس بھی داخل ہیں، جو کہ کھلی ہوئی چیزوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ  
أَمْسِيَتُمْ فَكُفُّوا صَبِيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ  
سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَحَلُّوهُمْ فَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فَإِنَّ  
الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَأَوْكُوا قِرْبَكُمْ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ  
وَخَمِّرُوا آيَتِكُمْ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوا عَلَيْهَا شَيْئًا  
وَأَطْفِقُوا مَصَابِيحَكُمْ (بخاری) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات داخل ہو جائے، یا شام  
ہو جائے (یعنی سورج غروب ہو جائے) تو تم اپنے بچوں کو (باہر جانے سے)  
روکو، کیونکہ اس وقت شیاطین نکل کر منتشر ہو جاتے ہیں، پس جب رات کا کچھ  
حصہ گزر جائے (یعنی سورج غروب ہو کر کچھ وقت گزر جائے، اور عشاء کا وقت  
قریب آجائے) تب پھر ان بچوں کو باہر جانے دو، اور تم (رات ہونے پر)  
دروازوں کو اللہ کا نام لے کر بند کر لیا کرو، کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھول  
سکتا، اور اپنے مشکیزوں (اور پانی وغیرہ کے برتنوں) کے منہ کو اللہ کا نام لے کر بند  
کر دیا کرو، اور تم اپنے برتنوں کو اللہ کا نام لے کر ڈھک دیا کرو (اور اگر ڈھکنے کی  
کوئی چیز نہ ہو تو) اگرچہ کوئی چیز ان برتنوں پر چوڑائی کی طرف ہی رکھ دیا کرو، اور  
اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو (بخاری)

بعض دوسری روایات میں یہ بھی ہے کہ شیطان بند دروازہ، اور ڈھکے ہوئے برتن کو کھول نہیں  
پاتا، جبکہ ان کو بند کرتے اور ڈھکتے وقت اللہ کا نام لے لیا جائے۔ ۲

۱ رقم الحدیث ۵۶۲۳، کتاب الاشریة، باب تغطية الإناء، دار طوق النجاة، بیروت.

۲ عن جابر قال أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بأربع ونهانا عن خمس إذا

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ احادیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ جب سورج غروب ہو جائے تو چھوٹے بچوں کو باہر جانے سے روکنا چاہئے، کیونکہ اس وقت شیاطین راستوں اور گزرگاہوں پر نکل پڑتے ہیں، جن سے بچے متاثر ہوتے ہیں، البتہ ضرورت و مجبوری کی صورت میں سورج غروب ہونے کے کچھ وقت گزرنے کے بعد اور عشاء کا وقت قریب ہونے پر بچوں کو باہر نکالنے میں حرج نہیں، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ سونے سے پہلے دروازوں کو اللہ کا نام لے کر اچھی طرح بند کر دینا چاہئے، کیونکہ اللہ کے نام پر بند کئے ہوئے دروازوں کو شیطان بلکہ چور چکار بھی کھولنے پر قادر نہیں ہوتا۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ سونے سے پہلے برتنوں کو اللہ کا نام لے کر ڈھک دینا چاہئے، اور ان کے راستوں کو بند کر دینا چاہئے، تاکہ ان میں کوئی مضر چیز داخل نہ ہو سکے، اور اگر کوئی ایسی چیز میسر نہ آسکے، جو پوری طرح برتن کو ڈھک دے، اور اس کے راستہ کو بند کر دے، تو اللہ کا نام لے کر کوئی بھی چیز چوڑائی میں برتن پر رکھ دینی چاہئے، اس سے بھی وہ برتن

#### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

رقدت فأغلق بابك وأوك سقاءك وخمر إناك وأطفئ مصباحك فإن الشيطان لا يفتح بابا ولا يحل وكاء ولا يكشف غطاء وإن الفأرة الفويسقة تحرق على أهل البيت بيثهم (ابن حبان، رقم الحديث ۱۲۷۳، ذكر البيان بأن هذا الأمر بهذه الأشياء إنما أمر باستعمالها ليلا لا نهارا)

فی حاشیة ابن حبان: رجاله ثقات رجال الصحيح.

عن جابر بن عبد الله، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم - قال يزيد في حديثه: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول " -: إذا سمعتم نباح الكلاب، ونهاق الحمير من الليل، فتعودوا بالله، فإنها ترى ما لا ترون، وأقلوا الخروج إذا هدأت الرجل، فإن الله يبث في ليله من خلقه ما شاء، وأجيفوا الأبواب، واذكروا اسم الله عليها، فإن الشيطان لا يفتح بابا أجيف، وذكر اسم الله عليه، وأوكوا الأسقية، وغطوا الجرار، واكفثوا الآنية "، قال يزيد: وأوكوا القرب (مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۲۸۳)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده حسن.

ان شاء اللہ تعالیٰ مضر اشیاء کی دسترس سے محفوظ رہے گا۔

رات کے وقت کھانے پینے کی چیزوں میں شیاطین کے علاوہ جانور بھی آتے ہیں، بلکہ آج کل کی تحقیق کے مطابق اگر کھلا ہو صاف پانی ہو، تو اس پر زہریلے مچھر آتے ہیں، اور وہ انسان کو کاٹ لیں، تو اس کی جان کی ہلاکت کا بھی سبب بن جاتے ہیں۔

اور چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ سونے سے پہلے چراغ اور آگ کو بجھا دینا چاہئے، کیونکہ اس کی وجہ سے بعض اوقات آگ لگ جاتی ہے، یا سانس کے ساتھ گیس چڑھنے سے نقصان یا ہلاکت کا حادثہ ہو جاتا ہے، اور اس میں آج کل بجلی و گیس کی اشیاء بھی داخل ہیں۔

احادیث میں اس قسم کی چیزوں سے حفاظت کا طریقہ بتلادیا گیا۔ ۱۔

۱ (عن جابر - رضی اللہ تعالیٰ عنہ - قال: قال رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم: إذا كان جنح الليل) : بكسر الجيم على المشهور، وقيل: بضمها وفتح الليل بفتح النون أقبل حتى تغيب الشمس، كذا في سلاح المؤمن، وفي القاموس: الجنح بالكسر من الليل الطائفة ويضم، وقال بعض شراح المصابيح، وتبعه الطيبي: جنح الليل بالفتح والكسر طائفة منه، وأراد به هنا الطائفة الأولى، وقيل: ظلمته وظلامه، وقيل: أوله وهو المراد هنا، بقوله: (أو أمسيتم): شك من الراوى (فكفوا صبيانكم): بضم الكاف وتشديد الفاء أى انعموهم عن التردد والخروج من البيوت فى ذلك الوقت (فإن الشيطان): أى الجن (ينتشر): والمراد به الجنس، وفى رواية الحصن: "فإن الشياطين تنتشر" أى تفترق وتنبث وتختطف (حينئذ، فإذا ذهب ساعة): قال ميرك: وقع عند أكثر رواة البخارى "ذهبت"، وعند الكشميهنى "ذهب"، وكأنه ذكره باعتبار الوقت، أو لأن تأنيث الساعة غير حقيقى (من الليل): وفى رواية: "من العشاء" (فخلوهم): أى اتركوا صبيانكم (وأغلقوا الأبواب): بفتح الهمزة من الإغلاق. فى القاموس: غلق الباب يغلقه لثغة أو لغة رديئة فى أغلقه.

(واذكروا اسم الله): أى حين الإغلاق (فإن الشيطان): أى جنسه (لا يفتح بابا مغلقا): أى بابا أغلق مع ذكر الله عليه، يوضحه الحديث الأول من الفصل الثانى فى قوله: "فإن الشيطان لا يفتح بابا إذا أجيف و ذكر اسم الله عليه"، كذا ذكره الطيبي، والمعنى أنه لا يقدر على فتحه لأنه غير مأذون فيه، بخلاف ما إذا كان مفتوحا أو مغلقا، لكن لم يذكر اسم الله عليه.

قال ابن الملك: عن بعض الفضلاء أن المراد بالشيطان شيطان الإنس؛ لأن غلق الأبواب لا يمنع شياطين الجن، وفيه نظر لأن المراد بالغلق الغلق المذكور فيه اسم الله تعالى، فيجوز أن يكون دخولهم من جميع الجهات ممنوعا ببركة التسمية، وإنما خص الباب بالذكر لسهولة الدخول منه، فإذا منع منه كان المنع من الأصعب بالأولى، ثم رأيت فى الجامع الصغير برواية أحمد عن أبى أمامة

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ملاحظہ رہے کہ سوتے وقت منہ کا اندرونی حصہ کا کھلا رکھنا بھی مناسب نہیں، اور اس کو بھی برتن کے ساتھ مشابہت حاصل ہے، سوتے ہوئے منہ کھلا رہ جانے کی وجہ سے بعض اوقات کوئی موذی چیز، جانور وغیرہ منہ کے اندر داخل ہو کر ایذا کا باعث بن جاتا ہے۔

البتہ طبی اعتبار سے کپڑے سے منہ پوری طرح ڈھک کر سونے کی عادت بھی نہیں ڈالنی چاہئے۔

کیونکہ اس طرح سانس سے نکلی ہوئی خراب زہریلی ہوا بند رہ کر دوبارہ سانس کے ذریعہ اندر پہنچ کر بیماری کا باعث بن سکتی ہے۔

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

مرفوعاً " : أجيئوا أبوابكم وأكفوا آنتيكم وأوكوا أسقيتكم وأطفنوا سرجكم : فإنهم لم يؤذن لهم بالتسور عليكم " (وَأُكْوَا) : بفتح الهمزة وضم الكاف أي شدوا وربطوا (قربكم) : جمع قرية أي رء وسها وأفواها بالوكاء ، وهو الحبل؟ لتلايدخله حيوان أو يسقط فيه شيء ، وأما ما ضبطه ابن حجر من كسر الكاف بعدها همزة فمخالف للأصول المعتمدة، بل ولكتب اللغة أيضا فهو منافع للرواية والدراية (واذكروا اسم الله) : أي وفق الإيكاء وربط السقاء بالوكاء (وخمروا) : بفتح معجمة وتشديد ميم أي غطوا (آنتيكم واذكروا اسم الله، ولو أن ترضوا) : بضم الراء أفصح من كسرها (عليه) : أي على الإناء المفهوم من الآنية (شيئا) : والمعنى : ولو أن تضعوا على رأس الإناء شيئا بالعرض من خشب ونحوه، و "أن" مع مدخولها في تأويل المصدر منصوب المحل، والتقدير ولو كان تخميركم عرضا، ولعل السر في الاكتفاء بوضع العود عرضا أن تعاطى التغطية، إذ الغرض أن تفترن التغطية بالتسمية فيكون المرض علامة على التسمية فيمتنع الشيطان من الدنو منه .

قال الطيبي رحمه الله : والمذكور بعد "لو" فاعل فعل مقدر، أي ولو ثبت أن تعرضوا عليه شيئا وجواب "لو" محذوف، أي ولو خمرتموها عرضا بشيء نحو العود وغيره، وذكرتم اسم الله عليه لكان كافيا، والمقصود هو ذكر اسم الله تعالى مع كل فعل صيانة عن الشيطان والوباء والحشرات أو الهوام على ما ورد باسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء (وأطفنوا) : بهمزة قطع وكسرة فاء فهمزة مضمومة (مصايحككم) : جمع مصباح وهو السراج وفي معناه الشمع المسروج (متفق عليه) . ورواه أحمد والأربعة، وأغرب الجزري في الحصن، وأتى بصيغة الجمع إلى قوله : (فخلوهم) ، ثم أفرد الخطاب بقوله : (وأغلق بابك . إلخ) ، والله أعلم (مرقاة المفاتيح، ج ۷ ص ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، باب تغطية الأواني)

## تہا مکان میں سونے اور سفر سے پرہیز کرنا

سونے کے اسلامی آداب میں سے یہ بھی ہے کہ حتی الامکان تہا مکان میں سونے اور تہا سفر کرنے سے پرہیز کیا جائے، جب تک کوئی دوسرا ساتھ نہ ہو۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُوا، مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ (بخاری، رقم الحدیث ۲۹۹۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ وہ چیز جان لیں، جو تہائی میں ہوتی ہے، جس کو میں جانتا ہوں، تو کوئی رات میں تہا سواری نہ کرے (بخاری) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْوَحْدَةِ، أَنْ يَيْتَ الرَّجُلُ وَحْدَهُ أَوْ يُسَافِرَ وَحْدَهُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۵۶۵۰) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تہائی سے منع فرمایا، اس بات سے کہ آدمی تہا رات گزارے، یا اس بات سے کہ تہا سفر کرے (مسند احمد) اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ أَبَدًا، وَلَا نَامَ رَجُلٌ

۱ قال الهيثمي: رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۳۲۰۸، باب ما جاء في الوحدة)

وقال الالباني: قلت: وهذا إسناد صحيح، وهو على شرط البخاري، ورجاله كلهم من رجال الشيخين، غير أبي عبيدة الحداد واسمه عبد الواحد بن واصل فمن رجال البخاري وحده وهو ثقة. وعاصم بن محمد هو ابن زيد بن عبد الله بن عمر بن الخطاب العمري وقد روى عن العبادلة الأربعة ومنهم جده عبد الله بن عمر (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۶۰)

فِي بَيْتٍ وَحَدَّةٍ (المعجم الأوسط للطبرانی) ۱  
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ وہ چیز جان لیں، جو تنہائی  
میں ہوتی ہے، تو کوئی سواریات میں کبھی بھی تنہا نہ چلے، اور نہ کوئی آدمی کسی گھر  
میں تنہا سوئے (طبرانی)

اس طرح کی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ ۲  
بعض روایات میں ایک یا دو سفر کرنے والوں کو پسند نہیں کیا گیا، اور کم از کم تین افراد کو مل کر سفر  
کرنے کو پسند کیا گیا ہے۔ ۳  
کیونکہ تنہا ایک شخص پر دشمن، چور، ڈاکو اور درندے وغیرہ کا حملہ کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے،  
اور دو افراد میں بعض اوقات اختلاف ہونے سے فیصلہ نہیں ہو پاتا، اور تیسرے کی موجودگی  
میں یہ خرابیاں نہیں ہوتیں، مگر یہ حکم اس وقت ہے، جبکہ کوئی عذر نہ ہو۔ ۴

۱ رقم الحدیث ۲۰۵۸.

قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، وفيه محمد بن القاسم الأسدی، وثقه ابن معین وضعفه  
أحمد وغيره، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۳۲۰۹، باب ما جاء فی  
الوحدة)

۲ عن ابن جریج، عن عطاء، قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يسافر  
الرجل وحده، وأن يبيت في بيت وحده (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحدیث ۳۴۳۲۸،  
من كره للرجل أن يسافر وحده)

۳ عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، قال: قال رسول الله صلى الله عليه  
وسلم: الراكب شيطان، والراكبان شيطانان، والثلاثة ركب (سنن أبي داود، رقم  
الحدیث ۲۶۰۷)

۴ (الراكب شيطان) بمعنى أن الشيطان يطمع في الواحد كما يطمع فيه اللص والسبع فإذا  
خرج وحده فقد تعرض للشيطان والسبع واللص فكأنه شيطان ثم قال: (والراكبان شيطانان) لأن  
كلا منهما متعرض لذلك ذكره ابن قتيبة قال: سميا بذلك لأن واحدا من المقبلين يسلك  
طريق الشيطان في اختياره الوحدة في السفر وقال المنذرى: قوله شيطان أى عاص كقوله شياطين  
الإنس والجن فإن معناه عصاتهم وقال القاضى: سمى الواحد والاثنتين شيطاناً لمخالفة النهى عن  
التوحد في السفر والتعرض للأفات التي لا تندفع إلا بالكثره ولأن المتوحد بالسفر تفوت عنه  
الجماعة ويعسر عليه التعيش ولعل الموت يدركه فلا يجد من يوصى إليه بإيفاء ديون الناس

﴿بقية حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



کسی گھر میں تہارات گزارنے، اور اس طرح سفر کرنے کی صورت میں، جس میں کوئی ساتھ نہ ہو، بالخصوص جبکہ رات کے وقت میں ہو، بعض اوقات کوئی حادثہ یا بیماری وغیرہ کا عارضہ یا دشمن یا موذی چیز کی طرف سے کوئی ضرر و نقصان پیش آجاتا ہے، اور اگر کوئی دوسرا ساتھ میں ہو، تو اس ضرر و نقصان سے بچنا آسان ہوتا ہے، اس لئے کسی مکان میں تہارات گزارنے، اور تہا سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے، اور یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ کوئی پورے مکان میں یا سواری پر بالکل تنہا ہو، اور اگر مکان یا سواری (مثلاً ریل، بس وغیرہ گاڑی) میں کوئی دوسرا بھی ساتھ ہو، اگرچہ وہ دوسرے کمرے، یا دوسری سیٹ پر یا ریل کے دوسرے ڈبے میں ہو، تو حرج نہیں۔ ۱

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وأماناتهم وسائر ما يجب أو بين على المحتضر أن يوصى به ولم يكن ثم من يقوم بتجهيزه ودفنه وقال الطبري: هذا زجر أدب وإرشاد لما يخاف على الواحد من الوحشة وليس بحرام فالسائر وحده بفلاة والبائت في بيت وحده لا يأمن من الاستيحاش سيما إن كان ذا فكرة رديئة أو قلب ضعيف والحق أن الناس يتفاوتون في ذلك فوقع الزجر لحسم المادة فيكره الانفراد سدا للباب والكرهه في الاثنين أخف منها في الواحد (والثلاثة ركب) لزوال الوحشة وحصول الأناس وانقطاع الأطماع عنهم وخروج النبي صلى الله عليه وسلم مع أبي بكر رضي الله عنه مهاجرين لضرورة الخوف على نفسيهما من المشركين أو أن من خصائصه عدم كراهة الانفراد في السفر وحده لا منه من الشيطان بخلاف غيره كما ذكره الحافظ العراقي وإيراد النبي البريد وحده إنما هو لضرورة طلب السرعة في إبلاغ ما أرسل به على أنه كان يأمره أن ينضم في الطريق بالرفقاء فسقط ما لبعض الضالين هنا من زعم التناقض.

(حم د ت ك) في الجهاد (عن ابن عمرو) بن العاص قال الحاكم: صحيح وأقره الذهبي وفي الرياض بعد عزوه لأبي داود والترمذي: أسانيد صحیحہ وقال ابن حجر: حديث حسن الإسناد وصححه ابن خزيمة (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۴۴۹۱)

۱ (لو يعلم الناس من الوحدة) بكسر الواو وتفتح وأنكر السفاقي الكسر (ما أعلم) من الضرر الديني كفقده الجماعة والديوي كفقده المعين وهي جملة في محل نصب مفعول يعلم (ما سار ركب) وكذا ماش فالركب غالب (بليل وحده) كان القياس ما سار أحد وحده لكن قيد بالركب لأن مظنة الضرر فيه أقوى كنفور المركوب واستيحاشه من أدنى شيء وبالليل لأنه أكثر خطرا وإذا أظلم كثر فيه الغدر فالسائر ركباً بليل متعرض للشر من وجوه وفيه أنه يكره أن يسافر وحده لا سيما بالليل نعم من أنس بالله حيث صار بانس بالوحدة كأنس غيره بالرفقة عدم الكراهة كما لو

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

## سونے سے پہلے ہاتھ دھولینا اور مسواک کر لینا

سونے کا ایک اسلامی ادب یہ ہے کہ اگر ہاتھوں میں کوئی میٹھی چیز یا چکنائی وغیرہ لگی ہوئی ہو، تو ہاتھوں کو سونے سے پہلے دھولیا جائے۔

اسی طرح رات کو سونے سے پہلے دانت اور منہ صاف کر کے سویا جائے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ رِيحٌ غَمْرٍ

فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ (ترمذی) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس حال میں سو گیا، کہ اس کے

ہاتھ میں (کھانے وغیرہ کی) چکنائی کی بو ہے (اور دھوئے بغیر سو گیا تو) اگر اس کو

کچھ تکلیف پہنچ جائے (مثلاً کوئی موذی جانور کاٹ لے) تو اپنے آپ کو ہی برا

کہے (ترمذی)

اس قسم کی اور بھی احادیث ہیں۔ ۲

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

دعت للانفراد ضرورة أو مصلحة لا تنظم إلا به كإرسال جاسوس وطبيعة والكرهه لما عداه وقيل حالة الجواز مقيدة بالحاجة عند الأمن والكرهه بالخوف حيث لا ضرورة (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۷۵۰۱)

(نہی عن الوحده) وهى (أن يبيت الرجل) ومثله المرأة (وحده) أى فى دار ليس فيها أحد (حم عن ابن عمر) ابن الخطاب رمز المصنف لحسنه وهو تقصير بل حقه الرمز لصحته فقد قال الهيثمى: رجاله رجال الصحيح (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۹۴۴۴)

۱ رقم الحديث ۱۸۶۰، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَيْتُوتَةِ وَفِي يَدِهِ رِيحٌ غَمْرٍ.

قال الترمذى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ إِلَّا مِنْ هَذَا الرَّجُلِ.

۲ عن الحسين بن علي، عن أمه فاطمة ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا يلو من امرؤ، إلا نفسه، يبيت وفي يده ريح

غمر (ابن ماجه، رقم الحديث ۳۲۹۶، بَابُ مَنْ بَاتَ، وَفِي يَدِهِ رِيحٌ غَمْرٍ)

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لَقَدْ كُنْتُ أَسْتَنْ قَبْلَ أَنْ أُنَامَ وَبَعْدَ مَا أَسْتَيْقِظُ وَقَبْلَ مَا أَكُلُ وَبَعْدَ مَا

أَكُلُ حِينَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا قَالَ (مسند احمد) ۱

ترجمہ: میں سونے سے پہلے اور سوکر اٹھنے کے بعد؛ اور کھانے سے پہلے؛ اور

کھانے سے فارغ ہو کر مسواک کرتا ہوں، جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے اس بارے میں آپ کا ارشاد سنا (مسند احمد)

کھانا کھاتے وقت کچھ کھانے کا حصہ ہاتھوں پر لگا رہ جاتا ہے، جس کے بعد ان ہاتھوں کے

مختلف چیزوں پر لگنے سے دوسری چیزیں گندی ہو سکتی ہیں، اور ان ہاتھوں پر مکھی، مچھر وغیرہ

کے آنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے، نیز اسی حال میں سو جانے سے کسی مضر چیز کے کھانے کے

اثرات پر آن کر نقصان پہنچانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

اسی طرح منہ اور دانتوں میں دن بھر کھاتے پیتے رہنے کی وجہ سے مختلف چیزوں کے ذرات

اور اثرات موجود ہوتے ہیں، جن کے باقی رہنے کی وجہ سے منہ اور دانتوں کو نقصان

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

عن عائشة، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بات وفي يده ريح غمر،

فأصابه شيء، فلا يلو من إلا نفسه لم يرو هذا الحديث عن الزهري إلا سفيان بن حسين

(المعجم الاوسط، رقم الحديث ۵۴۴۱)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من بات وفي

يده ريح غمر، فأصابه وضح، فلا يلو من إلا نفسه (المعجم الكبير للطبراني، رقم

الحديث ۵۴۳۵)

رواه الطبراني وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۹۵۵، باب غسل اليد من

الطعام)

۱ رقم الحديث ۹۱۹۴، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ له، شعب الايمان للبيهقي، رقم

الحديث ۲۵۱۶.

في حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد قوى.

وقال الهيثمي: رواه أحمد، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۲۱، تحت رقم الحديث

۱۱۱۹، باب في السواك)

پہنچتا ہے، اور سانس کے ساتھ گندی چیزوں کے اثرات بھی اندر منتقل ہو کر بیماری وغیرہ کا باعث بنتے ہیں، اور سونے سے پہلے مسواک کرنے سے منہ اور دانت اس قسم کی چیزوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ ۱

## با وضو اور پاک جسم و کپڑوں کے ساتھ سونا

اگرچہ بے وضو بلکہ جنابت و نجاست کی حالت میں بھی سونا گناہ نہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے، لیکن با وضو اور پاک جسم، لباس و بستر کے ساتھ سونا بہتر اور فضیلت کا باعث ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ، فَتَوَضَّأْ  
وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ (بخاری، رقم الحدیث ۲۴۷)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو نماز والا وضو کر لیا کرو (بخاری)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيْتُ عَلَى ذِكْرِ  
طَاهِرٍ، فَيَتَعَارُ مِنْ اللَّيْلِ فَيَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا  
أَعْطَاهُ إِيَّاهُ (ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۰۴۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ وہ اللہ کے ذکر کے ساتھ با وضو رات گزارے اور رات کو بیدار ہو جائے، پھر وہ اللہ سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگے مگر یہ کہ اللہ اسے عطا فرمائے گا (ابوداؤد)

۱ ثالثا: السواک قبل النوم وبعده: يستحب الاستياک بعد النوم وقبله اقتداء بالنبي صلی اللہ علیہ وسلم لحديث أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم: كان إذا قام من الليل يشوص فاه بالسواک، وحديث عائشة -رضی اللہ عنہا-: أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم كان لا يرقد من ليل أو نهار إلا تسوك قبل أن يتوضأ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۱۹، و ص ۲۰، مادة "نوم")

طہارت کی حالت میں سونے کا مطلب یہ ہے کہ جنابت و نجاست سے پاک ہو کر اور با وضو (اور وضو پر قدرت نہ ہو تو تیمم کر کے) سوئے، اور ذکر سے مراد یہ ہے کہ وہ سونے سے پہلے مسنون دعاؤں اور قرائت و اذکار وغیرہ کر کے سوئے۔ ۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: طَهَّرُوا هَذِهِ الْأَجْسَادَ طَهَّرَكُمُ اللَّهُ، فَإِنَّهُ لَيَسَّ مِنْ عَبْدٍ يَبِيْتُ طَاهِرًا إِلَّا بَاتَ مَعَهُ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ، لَا يَنْقَلِبُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فَإِنَّهُ

بَاتَ طَاهِرًا (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۵۰۸۷) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان جسموں کو پاک کرو، اللہ تمہیں پاک فرمائے گا، اس لئے کہ جو مسلمان بھی پاکی حالت میں رات گزارتا ہے، تو اس کے ساتھ کپڑوں میں ایک فرشتہ رات گزارتا ہے، اور جب بھی وہ بندہ رات

۱ (ما من مسلم يبيت على ذكر) لله تعالى من نحو قراءة وتكبير وتسبيح وتهليل وتحميد (طاهرا) عن الحديثين والخبث طهارة كاملة ولو بالتيمم بشرطه (فيتعار) بعين مهملة وراء مشددة يقال تعار إذا انتبه من نومه مع صوت أو بمعنى تمطى قال جمع: والأول أنسب لأن الاستعمال فيه أخذ من عوار الظليم وهو صوته والمعنى فيهب من نومه (من الليل) أى وقت كان والثلث الأخير أرجى لذلك فمن خصه بالنصف الثانى فقد حجر واسعا (فيسأل الله خيرا من أمر الدنيا والآخرة إلا أعطاه إياه) قال الطيبى: عبر بقوله يتعار دون يهب أو يستيقظ ونحوهما لزيادة معنى أراد أن يخبر من هب من نومه ذاكرة لله مع الهبوب فيسأل الله خيرا أنه يعطيه فأوجز فقال: فيتعار ليجمع بين المعنيين وإنما يوجد ذلك عند من تعود الذكر فاستأنس به وغلب عليه حتى صار الذكر حديث نفسه فى نومه ويقظته وصرح عليه الصلاة والسلام باللفظ وعرض بالمعنى وذلك من جوامع الكلم التى أوتيتها وظاهر قوله يبيت أى أن ذا خاص بنوم الليل واشترط فى ذلك المبيت على طهر لأن النوم عليه يقتضى عروج الروح وسجودها تحت العرش الذى هو مصدر المواهب فمن لم يبيت على طهر لا يصل لذلك المقام الذى منه الفيض والإنعام وفى خير البيهقى إن الأرواح يعرج بها فى منامها فتؤمر بالسجود عند العرش فمن بات طاهرا سجد عند العرش ومن كان ليس بطاهر سجد بعيدا عنه وفيه نذب الوضوء للنوم (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۸۱۰۰)

۲ قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الأوسط، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۰۷۲، باب فىمن يبيت على طهارة)

کے کسی حصہ میں (کروٹ اور رُخ) بدلتا ہے، تو وہ فرشتہ اُس کے لئے یہ دعاء کرتا ہے کہ اے اللہ! اپنے اس بندہ کی مغفرت فرما دیجئے، کیونکہ اس نے پاکی کی حالت میں رات گزاری (طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنْ بَاتَ طَاهِرًا بَاتَ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ، لَا يَسْتَيْقِظُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فُلَانٍ، فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا (الزهد والرفائق لابن المبارك) ۱

ترجمہ: جو مسلمان بھی پاکی حالت میں رات گزارتا ہے، تو اس کے لباس میں ایک فرشتہ رات گزارتا ہے، اور جب بھی وہ بندہ رات کے کسی حصہ میں بیدار ہوتا ہے، تو وہ فرشتہ اُس کے لئے یہ دعاء کرتا ہے کہ اے اللہ! اپنے فلاں بندہ کی مغفرت فرما دیجئے، کیونکہ اس نے پاکی کی حالت میں رات گزاری (الزہد لابن مبارک، بہیقی)

اس طرح کی احادیث اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔ ۲

ان احادیث سے با وضو اور پاک جسم، اور پاک کپڑوں کے ساتھ سونے اور رات گزارنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔

۱ رقم الحدیث ۱۲۳۴، شعب الایمان، رقم الحدیث ۲۵۲۶، الدعوات الکبیر للبیہقی، رقم الحدیث ۳۲۶.

۲ عن عطاء عن ابن عمر قال: قال رسول الله، صلى الله عليه وسلم: "من بات طاهراً، بات في شعاره ملك، فلم يستيقظ إلا قال الملك اللهم اغفر لعبدك فلان، فإنه بات طاهراً (ابن حبان، رقم الحدیث ۱۰۵۱)

رجاله رجال الصحيح (حاشیة ابن حبان)

عن شهر بن حوشب: أن أبا أمامة، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من توضأ فأحسن الوضوء ذهب الإثم من سمعه، وبصره، ويديه، ورجليه قال أبو ظبية الحمصي: وأنا سمعت عمرو بن عتبة يحدث بهذا، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: وسمعتة يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من بات طاهراً على ذكر الله لم يتعار ساعة من الليل يسأل الله فيها شيئاً من أمر الدنيا والآخرة إلا آتاه إياه (السنن الكبرى للنسائي، رقم الحدیث ۱۰۵۷۵)

## جنابت یعنی وجوبِ غسل کی حالت میں سونا

باوضو اور پاک جسم و لباس میں سونے کی فضیلت کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، اب اگر کسی کو جنابت یعنی غسل واجب ہونے کی حالت لاحق ہو، تو اُس کو اگرچہ جنابت کی حالت میں سونا جائز ہے، مگر فضیلت کو پانے کے لئے افضل و مستحب یہ ہے کہ اگر وہ غسل نہ کر سکے، تو کم از کم شرم گاہ کو دھو کر وضو کر لے، اور پھر سونے، اس سے اُمید ہے کہ وہ مذکورہ فضیلت سے محروم نہیں ہوگا، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح عمل کرنا ثابت ہے۔

چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ، وَهُوَ جُنُبٌ، غَسَلَ فَرْجَهُ، وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ (بخاری، رقم الحدیث ۲۸۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت (یعنی غسل واجب ہونے) کی حالت میں سونے کا ارادہ فرماتے تھے، تو اپنی شرمگاہ کو دھو لیتے تھے، اور نماز والا وضو فرما لیتے تھے (بخاری)

حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ (بخاری) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں فجر ہو جاتی تھی کہ آپ اپنی زوجہ مطہرہ کی وجہ سے (رات کو) جنبی ہو جاتے تھے، پھر (طلوع فجر کے بعد) آپ

۱ رقم الحدیث ۱۹۲۶، کتاب الصوم، باب الصائم یصبح جنباً، واللفظ له، سنن الترمذی، رقم الحدیث ۷۷۹۔

قال الترمذی: حدیث عائشة وأم سلمة حدیث حسن صحیح، والعمل علی هذا عند أكثر أهل العلم من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وغیرہم، وهو قول سفیان، والشافعی، وأحمد، وإسحاق، "وقد قال قوم من التابعین: إذا أصبح جنباً یقضی ذلك اليوم، والقول الأول أصح (سنن الترمذی)

غسل کرتے تھے (بخاری، ترمذی)

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَابَةِ؟ أَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ؟ أَمْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ، وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ، قُلْتُ: أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً

(مسلم، رقم الحدیث ۲۶”۳۰۷“، نسائی، رقم الحدیث ۴۰۴)

ترجمہ: میں نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت (یعنی غسل واجب ہونے) کی حالت میں کیا طرز عمل اختیار کرتے تھے؟ کیا وہ سونے سے پہلے غسل کرتے تھے، یا غسل کرنے سے پہلے سو جاتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک پر عمل کر لیا کرتے تھے، بعض اوقات غسل کر کے سوتے تھے، بعض اوقات وضو کر کے سوتے تھے، میں نے کہا کہ ہر تعریف اُس اللہ کے لئے ہے، جس نے اس معاملہ میں وسعت اور سہولت عطا فرمادی ہے (مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هَلْ يَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، لِيَتَوَضَّأَ ثُمَّ لِيَنَامَ، حَتَّى يَغْتَسِلَ إِذَا شَاءَ (مسلم،

رقم الحدیث ”۲۴“۳۰۶)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا، اور عرض کیا کہ کیا ہم میں سے کوئی جنابت (یعنی غسل واجب ہونے) کی حالت میں سو سکتا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک، لیکن وضو کر کے سونا چاہئے، پھر (بعد میں) جب چاہے غسل کر لے (مسلم)



اور ایک روایت میں وضو کرنے کے ساتھ ساتھ شرم گاہ کو بھی دھونے کا ذکر ہے۔ ۱  
البتہ ایک روایت میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس کمرے میں جنبی ہو، اُس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ ۲

مگر اس روایت کی سند کو بعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۳  
اور بعض حضرات نے اگرچہ اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، لیکن انہوں نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس وقت ہے، جبکہ کوئی جنابت کی حالت میں سونے کی مستقل عادت بنا لے، اور اسی حالت میں نماز بھی فوت ہو جائے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنابت کی حالت میں سونا اور فجر کی نماز سے پہلے غسل جنابت کرنا ثابت ہے، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتوں کی حاضری رہتی تھی۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ اُس وقت ہے جبکہ جنابت لاحق ہونے کے بعد کوئی وضو نہ کرے، اور اگر وضو کر لے، اور اس کے ساتھ ہی اپنی شرم گاہ کو بھی دھو لے، تو پھر فرشتوں کے داخلے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔

جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا، اور دلیل کے لحاظ سے یہی بات راجح معلوم

۱۔ عن عبد الله بن عمر، أنه قال: ذكر عمر بن الخطاب لرسول الله صلى الله عليه وسلم أنه تصيبه الجنابة من الليل، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم توضع اغسل ذكرك، ثم نم (بخاری، رقم الحدیث ۲۹۰)

۲۔ حدثنا يحيى، عن شعبة، حدثني علي بن مدرک، عن أبي زرعة، عن ابن نجى، عن أبيه، عن علي، عن النبي صلى الله عليه وسلم: " لا تدخل الملائكة بيتا فيه جنب، ولا صورة، ولا كلب (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۲)

۳۔ حسن لغيره دون ذكر الجنب.

وهذا إسناده ضعيف، نجى - وهو الحضرمي الكوفي - لم يرو عنه غير ابنه عبد الله، وذكره ابن حبان في "الشفقات"، وقال: لا يعجبني الاحتجاج بخبره إذا انفرد (حاشية مسند احمد، تحت رقم الحدیث ۲۳۲)

وقال المنذرى: رواه أبو داود والنسائي وابن حبان في صحيحه كلهم من رواية عبد الله بن يحيى قال البخاری فيه نظر (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحدیث ۲۶۳۳)

ہوتی ہے۔ ۱

## سونے سے پہلے بستر جھاڑ لینا

سونے کے اسلامی آداب میں سے یہ بھی ہے کہ سونے سے پہلے بستر کو جھاڑ لیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ، فَلْيَأْخُذْ ذَاخِلَةَ إِزَارِهِ، فَلْيَنْفُضْ بِهَا فِرَاشَهُ، وَلْيَسِّمِ اللَّهَ، فَإِنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا خَلَفَهُ بَعْدَهُ عَلَى فِرَاشِهِ (مسلم) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے، تو اُسے چاہئے کہ اپنی چادر کے اندرونی حصے سے اپنے بستر کو جھاڑے اور

۱۔ فان قيل: قد مضى في الرواية " أنه - عليه السلام - كان يغتسل تارة آخر الليل "، وخص للجنب أيضاً أن ينام قبل الاغتسال، فما التوفيق بينهما؟ قلت: المراد بالجنب الذي لا يدخل الملائكة بيتاً هو فيه، هو الذي يجنب فلا يغتسل، ويتهاون به، ويتخذ عادة، وأما الجنب الذي لا يتخذ هذا عادة، ولا يترك الاغتسال إلى أن تفوته الصلاة لا يضر دخول الملائكة البيت، فإنه - عليه السلام - كان ينام وهو جنب من غير أن يمس ماء، كما جاءت في رواية عائشة - رضي الله عنها - وأخرج البخاري ومسلم هذا الحديث وليس فيه " ولا جنب "، وكذلك رواية ابن ماجه. ورواية النسائي مثل رواية أبي داود (شرح ابى داؤد للعيني، تحت رقم الحديث ۲۱۲) قيل أشار المصنف بهذه الترجمة إلى تضعيف ما ورد عن علي مرفوعاً إن الملائكة لا تدخل بيتاً فيه كلب ولا صورة ولا جنب رواه أبو داود وغيره وفيه نجى بضم النون وفتح الجيم الحضرمي ما روى عنه غير ابنه عبد الله فهو مجهول لكن وثقه العجلي وصح حديثه ابن حبان والحاكم فيحتمل كما قال الخطابي أن المراد بالجنب من يتهاون بالاغتسال ويتخذ تركه عادة لا من يؤخره ليفعله قال ويقويه أن المراد بالكلب غير ما أذن في اتخاذه وبالصورة ما فيه روح وما لا يمتحن قال النووي وفي الكلب نظر انتهى ويحتمل أن يكون المراد بالجنب في حديث علي من لم يرتفع حدثه كله ولا بعضه وعلى هذا فلا يكون بينه وبين حديث الباب منافاة لأنه إذا توضحاً ارتفع بعض حدثه على الصحيح كما سيأتي تصويره (فتح الباري لابن حجر، ج ۱، ص ۳۹۲، باب كينونة الجنب في البيت)

۲۔ رقم الحديث ۶۳ "۲۷۱۳"، بخاری، رقم الحديث ۶۳۲۰.

اللہ کا نام لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی غیر موجودگی میں کوئی چیز اس کے بستر پر آگئی ہو (مسلم، بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے سے پہلے بستر کو اللہ کا نام لے کر جھاڑ لینا چاہئے، کیونکہ بستر پر کوئی مضر چیز خواہ جانور ہو یا کوئی دوسری چیز ہو، موجود ہو سکتی ہے، اور اگر انسان اسی طرح بستر کو جھاڑے بغیر لیٹ جائے، تو اس چیز سے اپنے آپ کو ضرر و نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اور اگر کوئی غیر مضر جانور ہو، تو اس کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

اور چادر سے جھاڑنے کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ عرب میں چادر اور تہبند استعمال کرنے کا رواج تھا، اور ہر کسی کو جھاڑنے کے لئے کوئی دوسرا کپڑا میسر آنا مشکل تھا، ورنہ اگر کسی اور کپڑے سے جھاڑ لے، تو بھی حرج نہیں، اور چادر یا تہبند کے اندر کے حصہ سے جھاڑنے کی قید اس لئے لگائی گئی، تاکہ اوپر والے حصہ پر کوئی گندگی، میل پچیل اور داغ دھبہ نہ لگ جائے، اور پھر اس کو پہننے اور استعمال کرنے میں خلل واقع ہو۔ ا

۱ (وعن أبي هريرة قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - إذا أوى) بالقصر ويمد أى: نزل (أحدكم إلى فراشه) أى: مرقده، وتفسير ابن حجر أوى بجاء لا يلامه إلى (فلينفض) بضم الفاء أى: فليحرك (فراشه بدخلة إزاره) وهى حاشيته التى تلى الجسد وتماسه، وقيل: هى طرفه مطلقا، وقيل: مما يلي طوقه، وفى القاموس: طرفه الذى على الجسد الأيمن، قيد النفض بإزاره لأن الغالب فى العرب أنه لم يكن لهم ثوب غير ما هو عليهم من إزار ورداء، وقيد بدخلة الإزار ليقى الخارج نظيفا، ولأن هذا أيسر، ولكشف العورة أقل وأستر، وإنما قال هذا لأن رسم العرب ترك الفراش فى موضعه ليلا ونهارا، ولذا علله وقال: (فإنه) أى: الشان أو المرید للنوم (لا يدري ما خلفه) بالفتحات والتخفيف أى: من الهوام والحشرات المؤذيات، أو من الأوساخ والعظام والنجاسات، وقال الطيبى: أى قام مقامه بعده من تراب أو قذاة أو هامة، ثم يَحتمل أن تكون استفهامية معلقة بیدرى، أو موصولة (عليه) أى: على الفراش، وقيل: أمره بدخلة الإزار دون خارجته لأن ذلك أبلغ وأجدى وأجدر، وإنما ذلك على جهة الخبر عن فعل الفاعل لأن المؤثر إذا انتزرت يأخذ أحد طرفى إزاره بيمينه والآخر بشماله فيرد ما أمسكه بشماله على جسده وذلك داخلة الإزار، فإذا صار إلى فراشه فحل بيمينه خارجه الإزار وتبقى الداخلة معلقة وبها يقع النفض، فإن قيل: فلم لا يقدر الأمر فيه على العكس؟ قلنا: لأن تلك الهيئة هى صنيع ذوى الآداب فى عقد الإزار، وروى بصنفة إزاره بكسر النون وهى: جانبها الذى لا هدب له، وهذا موافق لما ذكر لأن ذلك الجانب يجعل داخلة الإزار (ثم يقول) أى: بعد النفض ووضع الجنب كما يدل عليه الرواية الآتية ثم ليضطجع ثم ليقبل (باسمك ربى) أى: باسمك القوى والقادر، وفى رواية باسم الله (مراقبة المفاتيح، ج ۳ ص ۶۵۳، باب ما يقول عند الصباح والمساء)

## سونے سے پہلے سرمہ لگانا

سونے کے اسلامی آداب میں سے یہ بھی ہے کہ سونے سے پہلے آنکھوں میں سرمہ لگالیا جائے، بطور خاص ”اشمز“ سرمہ۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكْحَلَةٌ، يَكْتَحِلُ بِهَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلَاثًا فِي كُلِّ عَيْنٍ (مسند احمد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرمہ دانی تھی، جس سے آپ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگایا کرتے تھے (مسند احمد)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

خَيْرُ أَكْحَالِكُمْ أَلْيَأْمِدُ عِنْدَ النَّوْمِ، يُنْبِتُ الشَّعْرَ، وَيَجْلُو الْبَصَرَ (صحیح ابن حبان) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سرموں میں سے بہترین سرمہ نیند کے وقت ”اشمز“ ہے، جو (پلکوں کے) بال اگاتا ہے، اور نظر کو جلا (یعنی روشنی) بخشتا ہے (ابن حبان)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

۱ رقم الحدیث ۳۳۱۸، مؤسسة الرسالة، بیروت، واللفظ له، مُصنّف ابن أبی شیبہ رقم الحدیث ۲۶۱۵۰، مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۲۶۹۴.

فی حاشیة مسند احمد: حسن.

وقال حسین سلیم أسد فی تخریج مسند ابی یعلیٰ: إسناده حسن والحدیث صحیح.

۲ رقم الحدیث ۶۰۷۲، کتاب الطب، مؤسسة الرسالة، بیروت.

قال شعيب الانوارط: إسناده قوى على شرط مسلم (حاشیة ابن حبان)

عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِ عِنْدَ النَّوْمِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ (سنن ابن

ماجہ، رقم الحدیث ۳۴۹۶، کتاب الطب، باب الکحل بالاثمد)

ترجمہ: تم سوتے وقت ”اثمد“ سرمہ لگایا کرو، کیونکہ وہ نظر کو چلائے (یعنی روشنی) بخشتا ہے، اور (پلکوں کے) بال اُگاتا ہے (ابن ماجہ)

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِ، فَإِنَّهُ مَبْتَةٌ

لِلشَّعْرِ، مَذْهَبَةٌ لِلْقُدَى، مَصْفَاةٌ لِلْبَصَرِ (المعجم الأوسط للطبرانی) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اثمد سرمہ کا اہتمام کرو، کیونکہ وہ (پلکوں کے) بال اُگاتا ہے، گندگی (یعنی آنکھوں کا میل کچیل) دور کرتا ہے، نظر کو صاف کرتا ہے (طبرانی)

پلکوں کے بال درحقیقت آنکھوں کی، گردوغبار وغیرہ سے حفاظت کا ذریعہ ہیں۔

اور انسان دن بھر جاگنے کی حالت میں اپنی آنکھوں کو استعمال کرتا رہتا ہے، جن میں گردوغبار بھی داخل ہوتا رہتا ہے، اور اس سے بینائی اور آنکھیں متاثر ہوتی رہتی ہیں، سونے سے پہلے سرمہ اور بطور خاص اثمد سرمہ لگانے سے ان مضر اثرات سے حفاظت ہو جاتی ہے، اور پلکوں کے بال بھی اُگتے ہیں، اور پلکوں کے بال جتنے اچھے اور گھنے ہوتے ہیں، اتنا ہی زیادہ وہ

۱ رقم الحدیث ۱۰۶۴، دارالحرمین، القاہرہ، واللفظ لہ، معرفة الصحابة لابی نعیم، رقم الحدیث ۳۹۴۸، تہذیب الآثار للطبری، رقم الحدیث ۷۹۔

قال المنذرى: رواه الطبرانی بإسناد حسن (الترغيب والترهيب، ج ۳ ص ۸۹، الترغيب في الكحل بالاثمد للرجال والنساء)

وقال الهيثمي: رواه الطبرانی في الكبير والأوسط، وفيه عون بن محمد بن الحنفية، ذكره ابن أبي حاتم، وروى عنه جماعة، ولم يجرحه أحد، وبقية رجاله ثقات (معجم الزوائد ومنبع الفوائد، ج ۵ ص ۹۶، باب ما جاء في الإثمد والاكتحال)

وقال الطبرانی: لا يروى هذا الحديث عن علي إلا بهذا الإسناد، تفرد به: النفيلي.

وقال الالباني: قلت: وهو ثقة من رجال البخاري، واسمه عبد الله بن محمد بن علي بن نفيل الحراي (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحدیث ۶۶۵)

آنکھوں میں گرد و غبار وغیرہ پہنچنے میں رُکاوٹ اور آنکھوں کی عمدہ طریقہ سے حفاظت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ۱۔

## بستر پر اور سر کے نیچے تکیہ رکھ کر سونا

سونے کے اسلامی آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ مناسب بستر پر اور سر کے نیچے تکیہ رکھ کر سویا جائے، جو کہ صحت و تن درستی کے لئے بھی مفید ہے، لیکن اس میں زیادہ غلوا اور تکلف سے کام نہ لیا جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَدَمٍ، وَحَشْوُهُ مِنْ

لَيْفٍ (بخاری، رقم الحدیث ۶۳۵۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا، اور اس کا اندرونی حصہ کھجور کی چھال کا تھا (بخاری)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَ وَسَادَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي يَتَكَبَّرُ عَلَيْهَا مِنْ

أَدَمٍ حَشْوُهَا لَيْفٌ (مسلم، رقم الحدیث ۳۷۳۰۸۲، باب التواضع فی اللباس)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ جس پر آپ ٹیک لگاتے تھے، چمڑے کا تھا، اور اس کا اندرونی حصہ کھجور کی چھال کا تھا (مسلم)

۱۔ (يجلو البصر): من الجلاء أى يحسن النظر، ويزيد نور العين، وينظف الباصرة لدفع المواد الرديئة النازلة إليها من الرأس. (وينبت): من الإنبات (الشعر): بفتح حين، ويجوز إسكان العين، لكن قال ميرك: الرواية بفتحها. قلت: ولعل وجهة مراعاة لفظ البصر، وهو من المحسنات اللفظية البديعية والمناسبات السجعية، ونظيره ورود المشاكلة فى لا ملجأ ولا منجاء، ورواية: أذهب الباس رب الناس بابدال همزة الباس ونحوها، والمراد بالشعر هنا الهدب وهو بالفارسية مشره، وهو الذى ينبت على أشعار العين (مراقبة، ج ۷ ص ۲۸۳۹، كتاب اللباس، باب الترتل)

اس سے معلوم ہوا کہ لیٹنے اور سونے کے لئے بے جا تکلفات و تصنعات سے بچتے ہوئے بستر اور تکیہ کا معتدل انداز میں استعمال سنت سے ثابت ہے۔ ۱  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ مُصْطَجِعٌ عَلَى رِمَالِ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ  
فِرَاشٌ، قَدْ أَثَرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَكِبٌ عَلَى وَسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشَوْهَا  
لَيْفٌ (بخاری، رقم الحدیث ۲۳۶۸)

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر گیا، تو آپ بُنی ہوئی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، آپ کے جسم اور چٹائی کے درمیان کوئی بستر نہ تھا اور بوریے کے نشان آپ کے پہلو پر پڑ گئے تھے اور چڑے کے ایک تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ اور ہر حال میں بستر اور قیمتی بستر کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ کبھی سادہ چٹائی وغیرہ پر بھی بیٹھنا اور لیٹنا چاہئے، اس سے انسان بہت سے برے اخلاق سے محفوظ ہو جاتا ہے، اور تکبر کا خاتمہ ہوتا ہے، نیز جفاکشی کی بھی عادت رہتی ہے، جو بہت سے برے اوقات میں فائدہ مند ہوتی ہے۔

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

شَكُونَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ

(بخاری، رقم الحدیث ۳۶۱۲)

۱ (وعنها) : أى عن عائشة -رضى الله تعالى عنها- (قالت: كان وساد رسول الله -صلى الله تعالى عليه وسلم-) : بكسر الواو (الذى يتكء عليه) : أى عند الاستناد، أو يتوسد عليه عند الرقاد، ففى القاموس : الوساد المتكأ المتخلد كالوسادة وبنث (من آدم، حشوه ليف .رواه مسلم) : رواه أبو داود، وأحمد، والترمذى، وابن ماجه بلفظ : كان وسادته التى ينام عليها من آدم حشوها ليف .قال النووى :فيه جواز اتخاذ الفراش والوسادة، والنوم عليها والارتفاق بها . قلت :الأظهر أنه يقال فيه بالاستحباب لمداومته -عليه السلام- ولأنه أكمل للاستراحة التى قصدت بالنوم للقيام على النشاط فى العبادة (مراقبة، كتاب اللباس)

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (کسی معاملہ کی) شکایت کی، اس وقت آپ اپنی چادر کو تکیہ بنا کر ٹیک لگائے ہوئے تھے (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت مستقل تکیہ کے بجائے کسی کپڑے، چادر وغیرہ سے بھی تکیہ کا کام لیا جاسکتا ہے، ہر حال میں تکیے اور قیمتوں تکلیوں کا متلاشی رہنا مناسب نہیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَكِنًا عَلَيَّ وَسَادَّةٍ (ترمذی) ۱

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ لیٹنے یا بیٹھنے کی حالت میں تکیہ پر سہارا لینا یا گاؤ، تکیہ وغیرہ کے سہارے کمریادائیں یا بائیں پہلو کی ٹیک لگانا جائز اور سنت سے ثابت ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ

خَدِّهِ عِنْدَ مَنَامِهِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۶۹۶) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے وقت اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے (مسند احمد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَسَّدُ يَمِينَهُ عِنْدَ الْمَنَامِ (سنن

الترمذی، رقم الحدیث ۳۳۹۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے وقت اپنے دائیں ہاتھ کو تکیہ

بنالیا کرتے تھے (ترمذی)

۱ رقم الحدیث ۲۷۷۱، باب ما جاء في الاتكاء.

قال الترمذی: هذا حديث صحيح.

۲ فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح.



اور سنن کبریٰ نسائی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَسَّدُ يَمِينَهُ عِنْدَ الْمَنَامِ

وَيَضَعُهَا تَحْتَ خَدِّهِ (السنن الكبرى للنسائي، رقم الحديث ۱۰۵۲۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے وقت اپنے دائیں ہاتھ کو تکیہ بنا لیا کرتے تھے، اور اُسے اپنے رُخسار کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے (نسائی)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ،

فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ، وَلْيَتَوَسَّدْ يَمِينَهُ (مسند احمد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو اُسے چاہئے کہ اپنی چادر کے اندرونی حصہ سے اپنے بستر کو جھاڑے اور

اپنے دائیں ہاتھ کا تکیہ بنا لے (مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سونے کے وقت مستقل تکیہ کے بجائے ہاتھ کا تکیہ بنا لینا بھی سنت سے ثابت ہے، اور اگر کوئی مناسب تکیہ کے ساتھ اُس کے اوپر ہاتھ کو تکیہ بنا کر سونے، تب بھی حرج نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

تَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّهُ لَعَلَى حَصِيرٍ مَا بَيْنَهُ

وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، وَتَحْتَ رَأْسِهِ وَسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لَيْفٌ، وَإِنَّ عِنْدَ

رِجْلَيْهِ قَرْظًا مَضْبُوبًا، وَعِنْدَ رَأْسِهِ أَهْبٌ مُعَلَّقَةٌ، فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْحَصِيرِ

فِي جَنْبِهِ فَبَكَيْتُ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكَ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ

كِسْرِي وَقَيْصَرَ فِيمَا هُمَا فِيهِ، وَأَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ: أَمَا تَرْضَى

۱ رقم الحديث ۹۵۸۹.

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الآخِرَةُ (بخاری، رقم الحدیث ۴۹۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اس وقت آپ ایک بورئیے پر لیٹے ہوئے تھے آپ کے جسم اور بورئیے کے درمیان کچھ نہ تھا اور آپ کے سر کے نیچے چڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی اور پاؤں کے پاس مسلم (یعنی نیکر کے مشابہ درخت، جس سے چڑے کو دباغت دی جاتی ہے) کے پتوں کا ڈھیر تھا اور سر کے پاس کچے چڑے لٹکے تھے، میں نے آپ کے پہلو میں بورئیے کا نشان دیکھا تو میں رو پڑا، تو (مجھے روتا ہوا دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! قیصر و کسریٰ تو اس طرح آرام میں رہتے ہیں اور آپ، اللہ کے رسول ہو کر اس حالت میں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ ان (قیصر و کسریٰ) کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت ہو (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ بِشَرِيطٍ، وَتَحْتَ رَأْسِهِ وَسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ، حَشْوُهَا لَيْفٌ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَدَخَلَ عُمَرُ فَأَنْحَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْحَرَفَةً فَلَمْ يَرَ عُمَرُ بَيْنَ جَنْبِهِ وَبَيْنَ الشَّرِيطِ ثَوْبًا، وَقَدْ أَثَرَ الشَّرِيطُ بِجَنْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَكَى عُمَرُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يُبْكِيكَ يَا عُمَرُ؟ قَالَ: وَاللَّهِ مَا أَبْكِي إِلَّا أَنْ أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّكَ أَكْرَمُ عَلَى اللَّهِ مِنْ كِسْرَى، وَقَيْصَرَ وَهُمَا يَعِيشَانِ فِي الدُّنْيَا فِيمَا يَعِيشَانِ فِيهِ، وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِالْمَكَانِ الَّذِي أَرَى. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

وَسَلَّمَ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ؟ قَالَ عُمَرُ: بَلَى،  
قَالَ: فَإِنَّهُ كَذَّاكَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۳۱۷) ۱

ترجمہ: ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے، جو کھجور کی بیٹی ہوئی رسی کی تھی، اور آپ کے سر کے نیچے چڑے کا تکیہ تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، اسی دوران چند صحابہ کرام بھی حاضر ہو گئے، اور حضرت عمر بھی تشریف لے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پلٹ کر اٹھے، تو حضرت عمر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو اور رسی کے درمیان کوئی کپڑا نظر نہ آیا، اور رسی کے نشانات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر پڑ گئے تھے (یہ دیکھ کر) حضرت عمر رونے لگے، تو ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر! آپ کیوں روتے ہیں؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم! میں صرف اس وجہ سے رورہا ہوں کہ میں یہ جانتا ہوں کہ اللہ کے نزدیک آپ قیصر و کسریٰ سے کہیں زیادہ مکرم ہیں، اور وہ دنیا میں عیش کی زندگی بسر کر رہے ہیں، اور اللہ کے رسول آپ اس جگہ ہیں، جو میں دیکھ رہا ہوں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ ان (قیصر و کسریٰ) کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت؟ حضرت عمر نے عرض کیا کہ بے شک! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اسی طرح ہوگا (یعنی ان کے لئے صرف دنیا میں عیش ہے، اور ہمارے لئے آخرت میں عالیشان عیش و آرام) (مسند احمد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ، وَهُوَ عَلِيٌّ  
حَصِيرٌ قَدْ أَثْرَفِي جَنْبِهِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، لَوْ اتَّخَذْتَ فِرَاشًا أَوْ ثَوْرًا

۱ فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیرہ.

مِنْ هَذَا؟ فَقَالَ: مَا لِي وَلِلدُّنْيَا؟ مَا مَخْلِي وَمَثَلُ الدُّنْيَا، إِلَّا كَرَائِبٍ سَارَ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ فَاسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا (مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۴۲) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ حضرت عمر حاضر ہوئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر (اُس وقت) چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے تھے، تو انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! اگر آپ اس سے کچھ نرم بستر بنا لیتے تو کتنا اچھا ہوتا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا دنیا سے کیا تعلق؟ میری اور دنیا کی مثال تو اس سوار کی طرح ہے جو گرمی کے موسم میں سارا دن چلتا رہے اور کچھ دیر کے لئے ایک درخت کے نیچے سایہ حاصل کرے، پھر اسے چھوڑ کر چل دے (مسند احمد)

اس قسم کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۲  
اور بھی اس طرح کی کئی احادیث ہیں، جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بستر میں تکلف کو پسند نہیں فرمایا، جس سے غفلت پیدا ہو، اور نماز وغیرہ کے لئے بھی آنکھ نہ کھلے۔ ۳

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح.

۲ عن عبد الله، قال: اضطلع رسول الله صلى الله عليه وسلم على حصير، فأثر في جنبه، فلما استيقظ، جعلت أمسح جنبه، فقلت: يا رسول الله، ألا آذنتنا حتى نسط لك على الحصير شيئاً؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لي وللدنيا؟ ما أنا والدنيا؟ إنما مثلي ومثل الدنيا كراكب ظل تحت شجرة، ثم راح وتركها (مسند احمد، رقم الحديث ۳۷۰۹)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح.

۳ عن الربيع بن زياد الحارثي، قال: قدمت على عمر بن الخطاب رضي الله عنه في العراق، فأمر لكل رجل منا بعباء، عباء، فأرسلت إليه حفصة، فقالت: يا أمير المؤمنين أتاك ألباب العراق، ووجوه الناس، فأحسن كرامتهم، فقال: ما أزيدهم على العباءة يا حفصة، أخبريني بالين فراش فرشت لرسول الله صلى الله عليه وسلم؟ وأطيب طعام أكله عندك؟ فقالت: كان لنا كساء من هذه الملبدة، أصبناه يوم خيبر

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض روایات میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمتی بستر دیکھ کر فرمایا کہ اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونا اور چاندی جاری فرمادیتے۔ ۱

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بستر کے معاملہ میں زیادہ تکلفات و تصنعات سے

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

فكنت أفرشه لرسول الله صلى الله عليه وسلم كل ليلة ، وبنام عليه ، وإنى ربعته ذات ليلة ، فلما أصبح قال : يا حفصة ما كان فراشي البارحة ؟ قلت : فراشك كل ليلة ، إلا أنى ربعته الليلة ، قال : يا حفصة أعيديه لمرته الأولى ، فإنه منعتنى وطأته البارحة من الصلاة . قالت : وكان لنا صاع من سلت ، وإنى نخلته ذات يوم ، وطحنته لرسول الله صلى الله عليه وسلم ، وكان لنا قعب من سمن فصببت عليه ، فبينما رسول الله صلى الله عليه وسلم يأكل ، إذ دخل أبو الدرداء ، فقال : إنى أرى سمنك قليلا ، وعندنا قعب من سمن ، فأرسل أبو الدرداء ، فصب عليه فأكلا ، فقالت حفصة : فهذا ألين فراش فرشته لرسول الله صلى الله عليه وسلم ، وهذا أطيب طعام أكله . فأرسل عمر رضى الله عنه عينيه بالكاء ، فقال : والله لا أزيدهم على العباء شيئا ، وهذا طعام رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وهذا فراشه (أخلاق النبي للأصبهاني، رقم الحديث ۴۵۲)

۱۔ قال : وقالت عائشة : دخلت على امرأة من الأنصار ، فرأت فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم عباءة ، فقالت : ما له فراش غير هذا ؟ قلت : لا والله ، ما له فراش غيره ، فعمدت إلى سبيبة من السائب ، فحشتها صوفاء ، ثم أتتني بها ، فقالت : ليكن هذا فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فلما جاء قال : يا عائشة ، ما هذه ؟ فأخبرته ، فقال : رديه ، قالت : فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من عندى ، ولم أرده ، وأعجبني أن يكون في بيتي ، فجاء ، فقال : يا عائشة ، ألم آمرك أن ترديه ؟ قلت : يا رسول الله ، لم أرده ، وأحببت أن يكون في بيتي ، فقال : يا عائشة ، رديه ، فإني لو شئت لأجرى الله معي الذهب والفضة (المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث ۲۹۰۶ ، أخلاق النبي لأبى الشيخ الأصبهاني، رقم الحديث ۴۵۲)

عن عمرو بن دينار ، سمع صفوان بن عبد الله بن صفوان ، يقول : استأذن سعد على ابن عامر وتحتته مرافق من حرير ، فأمر بها فرفعت فدخل عليه وعليه مطرف خز فقال له : استأذنت على وتحتى مرافق من حرير ، فأمرت بها فرفعت فقال له " نعم الرجل أنت يا ابن عامر إن لم تكن ممن قال الله عز وجل : (أذهبتم طيباتكم فى حياتكم الدنيا) والله لأن أضطجع على جمر الفضا أحب إلى من أن أضطجع عليها (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۳۶۹۷)

قال الحاکم : هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه وشاهده حديث عمر بن الخطاب من رواية القاسم بن عبد الله العمر .  
وقال الذهبي فى التلخيص : على شرط البخارى ومسلم .

کام لینا مناسب نہیں، کیونکہ اس کی وجہ سے آخرت سے غفلت پیدا ہوتی ہے، اور دنیا میں بھی انسان کے عیش و آرام طلب ہونے کی وجہ سے طرح طرح کے مسائل جنم لیتے ہیں، تاہم مناسب و معتدل بستر اور تکیہ کے استعمال میں کوئی حرج نہیں، جس سے جسم کو راحت حاصل ہو، کیونکہ سخت چیز (مثلاً نرم بستر کے بغیر) فرش یا تخت وغیرہ پر سونا عام حالات میں طبی اعتبار سے صحت کے لئے نقصان دہ ہے، اس سے فالج وغیرہ کی بیماری پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، کیونکہ زمین، یا فرش و تخت وغیرہ کی سختی سے جسم کے اعصاب رگڑکھاتے ہیں، اور زمین کی ٹھنڈک اعصاب تک پہنچتی ہے، زمین کی نمی جسم کو پہنچنے سے گھٹیا، بخار، اور بدہضمی وغیرہ پیدا ہو سکتی ہے، اس لئے مناسب و معتدل بستر طبی اعتبار سے بھی صحت کے لئے مفید ہے، اور سنت سے بھی ثابت ہے۔

## چارپائی (Bed) وغیرہ پر سونا

احادیث سے زمین کے علاوہ چارپائی وغیرہ پر سونا بھی ثابت ہے۔  
چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى

سَرِيرٍ مُرْمَلٍ بِشَرِيظٍ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۴۱۷) ۱

ترجمہ: ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اُس وقت) اپنی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے، جو کھجور کی بیٹی ہوئی رسی کی تھی (مسند احمد)

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چارپائی پر لیٹنے کا ذکر ہے، جس سے معلوم ہوا کہ چارپائی، تخت، بیڈ وغیرہ پر لیٹنا بھی سنت سے ثابت ہے۔

۱ فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغيره.

حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْحٌ مِنْ عَيْدَانٍ تَحْتِ سَرِيرِهِ،

يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ (ابوداؤد) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا، جو آپ کی چارپائی کے نیچے ہوتا تھا، جس میں آپ رات کے وقت (بوقتِ ضرورت) پیشاب کر لیا کرتے

تھے (ابوداؤد)

اس حدیث سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چارپائی کا استعمال کرنا ثابت ہوا، اور برتن، پوٹ وغیرہ میں پیشاب کرنے کا حکم آگے آتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

وَاعَدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي

سَاعَةٍ يَأْتِيهِ فِيهَا، فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَأْتِهِ، وَفِي يَدِهِ عَصَا،

فَأَلْقَاهَا مِنْ يَدِهِ، وَقَالَ: مَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَا رُسُلُهُ، ثُمَّ التَّفَّتْ،

فِي إِذَا جَرُّوْ كَلْبٍ تَحْتِ سَرِيرِهِ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، مَتَى دَخَلَ هَذَا

الْكَلْبُ هَاهُنَا؟ فَقَالَتْ: وَاللَّهِ، مَا دَرَيْتُ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، فَجَاءَ

جَبْرِيْلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاعَدْتَنِي فَجَلَسْتُ

لَكَ فَلَمْ تَأْتِ، فَقَالَ: مَنْعَنِ الْكَلْبُ الَّذِي كَانَ فِي بَيْتِكَ، إِنَّا لَا

نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ (مسلم، رقم الحديث ۲۱۰۴ "۸۱")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل علیہ السلام نے ایک وقت آنے کا

۱ رقم الحديث ۲۴، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۵۹۳.

قال الحاکم: هذا حديث صحيح الإسناد وسنة غريبة وأميمة بنت رقيقة صحابية مشهورة منخرج حديثها في الوجدان للأئمة، ولم يخرجها.

وقال الذهبي: صحيح.

وعدہ کیا، جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے، پس وہ وقت آ گیا، لیکن جبریل علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لاٹھی تھی، تو آپ نے اس لاٹھی کو اپنے سامنے ٹیک دیا، اور فرمایا کہ نہ تو اللہ اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے، اور نہ اس کا رسول، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف دیکھا، تو آپ کی چار پائی کے نیچے کتے کا ایک پلا تھا، تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ! یہ کتا یہاں کب داخل ہوا؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتے کو وہاں سے نکالنے کا حکم دیا، پھر حضرت جبریل تشریف لائے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے مجھ سے آنے کا وعدہ کیا تھا، میں آپ کے انتظار میں بیٹھا رہا، اور آپ نہیں آئے، تو حضرت جبریل نے فرمایا کہ میں اس کتے کی وجہ سے رُکار رہا، جو آپ کے گھر میں تھا، بے شک ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کتا ہو، اور نہ اس گھر میں جس میں (جاندار کی) تصویر ہو (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار پائی استعمال فرمایا کرتے تھے۔  
بعض اور احادیث و روایات میں بھی چار پائی یا تخت کا ذکر آیا ہے۔ ۱

۱ عن عائشة رضی اللہ عنہا، قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى وسط السرير، وأنا مضطجعة بينه وبين القبلة، تكون لي الحاجة، فأكره أن أقوم فأستقبله، فأنسل انسلالا (بخاری، رقم الحديث ۶۲۷۶)  
عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا اعتكف طرح له فراشه، أو يوضع له سريره وراء أسطوانة التوبة (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۱۷۷۳، كتاب الصيام، باب في المعتكف يلزم مكانا من المسجد؛ المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۳۳۲۳؛ المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ۸۰۷۱؛ حديث أبي محمد الفاكهي، رقم الحديث ۱۰۱؛ السنن الكبرى للبيهقي، باب في أسطوانة التوبة، رقم الحديث ۱۰۲۸۳)

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



جن سے معلوم ہوتا ہے کہ چار پائی، تخت یا بیڈ وغیرہ پر سونا سنت کے خلاف نہیں ہے، البتہ اس میں غلو کرنا بھی درست نہیں، جیسا کہ بستر کے بیان میں گزرا۔ ۱

پھر سوکر اٹھنے کے بعد راستے میں سے اپنے بستر اور چار پائی وغیرہ کو اٹھا دینا چاہئے، تاکہ دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے اور گزرنے والوں کے گزرنے کی وجہ سے بستر وغیرہ خراب نہ ہو۔

## ضرورت سے زائد بستر نہ رکھنا

اسلام کی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ ضرورت سے زائد بستر جمع کر کے نہ رکھے جائیں۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَه: فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ،  
وَفِرَاشٌ لِأَمْرَأَتِهِ، وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ، وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ (مسلم) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ایک بستر آدمی کے لئے،

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قال البوصیری: هذا إسناد صحيح رجاله ثقات رواه البيهقي في الكبرى من طريق عبد العزيز عن محمد عن عيسى عن عمر به (مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه، تحت رقم الحديث ۶۳۱، باب في المعتكف يلزم مكانا من المسجد)

وقال الالبانی: رواه ابن ماجه والبيهقي وإسناده قريب من الحسن (قيام رمضان، ج ۱، ص ۲۹)  
عن عائشة قالت كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم سرير مشبك بالبردى عليه كساء أسود قد حشونه بالبردى فدخل أبو بكر وعمر عليه فإذا النبي صلى الله عليه وسلم نائم عليه فلما رأهما استوى جالسا فنظرا فإذا أثر السرير في جنب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أبو بكر وعمر وبكيا يا رسول الله ما يؤذيك خشونة ما نرى من سريرك وفراشك وهذا كسرى وقيصر على فرش الحرير والديباغ فقال " لا تقولا هذا فإن فراش كسرى وقيصر في النار وإن فراشى وسريرى هذا عاقبتى إلى الجنة" (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۷۰۲)

۱ (تحت سريره) أى موضوع تحته، وفيه أن النوم على السرير لا ينافي الزهد، لكنه كان يكتفى عليه بأدنى فرش، ولقد ثنى له فرش ليلة فأمر ببسطه وقال: منعنى أو كان يمنعنى لينه من القيام لوردى (مرقاة المفاتيح، ج ۳۸۸، باب آداب الخلاء)  
۲ رقم الحديث ۲۰۸۳ "۳۱".

اور ایک بستر اس کی عورت (یعنی بیوی) کے لئے، اور ایک بستر مہمان کے لئے

ہونا چاہئے، اور چوتھا بستر شیطان کے لئے ہوتا ہے (مسلم)

مذکورہ حکم اس وقت ہے جبکہ گھر میں دیگر اہل و عیال نہ ہوں، ورنہ ضرورت کے بقدر زائد بستر رکھنے میں بھی حرج نہیں، اور جس کے یہاں مہمانوں کی آمد و رفت زیادہ ہوتی ہو، تو اس کو مہمانوں کی مناسبت سے بستروں کا رکھنا جائز ہے، البتہ غیر ضروری اور فالتو بستر جمع کر کے رکھنا پسندیدہ نہیں ہے۔

اور مذکورہ حدیث میں ایک بستر مرد کے لئے اور ایک بستر عورت کے لئے ہونے کا ذکر ہے، جس کے پیش نظر بعض حضرات نے فرمایا کہ عام حالات میں عورت اور مرد کو اگرچہ ایک بستر پر سونا بھی جائز ہے، لیکن اگر بستر الگ الگ مگر ساتھ ساتھ ہوں، تو زیادہ بہتر ہے، جبکہ بعض حضرات نے اس کے برعکس عام حالات میں ایک بستر پر زوجین کے سونے کو افضل قرار دیا ہے، اور الگ الگ بستروں پر سونے کو جائز قرار دیا ہے۔ ا

۱ (وعن جابر -رضی اللہ تعالیٰ عنہ - أن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال له :أی لجابر فهو المقول له فی المقول (فراش) : قال الطیبی : مبتدأ مخصصه محذوف بدل علیہ قوله الثالث للضیق أی فراش واحد كاف (للرجل وفراش) : أی آخر (لامراته، والثالث للضعیف، والرابع للشیطان) : أی لأنه یرتضیہ ویأمر له، فکأنه له، أو لأنه إذا لم یحتج إلیه کان مبیته ومقیله علیہ وهو الأولى، فبأنه مع إمكان الحقیقة لا وجه للعدول إلی المجاز، وكان الإمام النووی غفل عن هذا المعنی واختار الأول هنا ؛ فقال :أی أن ما زاد علی الحاجة واتخاذ للمباهاة والاختیال والإلهاء بزینة الدنیا، وما کان بهذه الصفة فهو مذموم، وكل مذموم یضاف إلی الشیطان لأنه یرتضیہ، وأما تعدید الفراش للزوج فلا بأس به لأنه قد یحتاج كل واحد منهما إلی فراش عند المرض ونحوه . واستدل بعضهم بهذا أنه یلزمه النوم مع امراته، وأن له الانفراذ عنها بفراش وهو ضعیف ؛ لأن النوم من الزوجة وإن کان لیس بواجب، لكنه معلوم بدلیل آخر أن النوم معها بغير عذر أفضل : هو ظاهر فعل رسول الله -صلى الله عليه وسلم - . قال الطیبی : ولأن قیامه من فراشها مع میل النفس إلیها متوجها إلی التهجذ أصعب وأشق ؛ ومن ثم ورد " :عجب ربنا من رجلین، رجل ثار عن وطائه ولحافه من بین حبه وأهله إلی صلاته، فیقول الله لملاکتہ : انظروا إلی عبدی ثار عن فراشه ووطائه من بین حبه وأهله إلی صلاته رغبة فیما عندی وشفقا فیما عندی " . الحدیث . قلت : لا کلام فی هذا، وإنما الکلام فی الاستدلال بالحدیث علی بیان الجواز وعدم الوجوب، وهو لا ینافی الأفضلیة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## لیٹنے و سونے کی کیفیات

احادیث میں لیٹنے کی مختلف کیفیات اور طریقوں یا پوزیشنوں (Positions) کا ذکر پایا جاتا ہے، جن میں سے بعض کیفیات اور طریقوں کو پسند کیا گیا ہے، اور بعض کو ناپسند کیا گیا ہے، اور بعض کو جائز و مباح قرار دیا گیا ہے، جن کی آگے تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

### دائیں کروٹ پر سونا (Sleeping on the right side)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی قولی و فعلی احادیث میں دائیں کروٹ پر لیٹ کر سونا ثابت ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ عِنْدَ مَنْامِهِ، وَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

(مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۶۹۶) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے وقت اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے اور یہ دعاء پڑھتے تھے کہ:

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

المستفادۃ من سائر أقواله وأفعاله - صلی اللہ علیہ وسلم - فقوله ضعيف غير صحيح (مراقبة المفاتيح، ج ۷ ص ۲۷۵، ۲۷۶، کتاب اللباس)

قال أبو داود: حدثنا يزيد بن خالد الهمداني حدثنا ابن وهب، عن أبي هانئ، عن أبي عبد الرحمن الحبلي عن جابر بن عبد الله قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم الفرس فقال فراش للرجل وفراش للمرأة وفراش للضيف والرابع للشيطان.

قال الشيخ: فيه دليل على أن المستحب في أدب السنة أن يبيت الرجل وحده على فراش وزوجته على فراش آخر ولو كان المستحب لهما أن يبيتا معاً على فراش واحد لكان لا يخصص له في اتخاذه فراشين لنفسه ولزوجته وهو إنما يحسن له مذهب الاقتصاد والاقتصار على أقل ما تدعو إليه الحاجة والله أعلم (معالم السنن، ج ۳ ص ۴۰۵، کتاب اللباس، باب في الفرش)

۱ في حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ.

یعنی اے اللہ مجھے اپنے عذاب سے بچا لیجیے جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے (مسند احمد)

یہ حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۱۔  
دائیں ہاتھ کو رخسار کے نیچے اسی وقت رکھا جاسکتا ہے، جبکہ دائیں کروٹ پر لیٹا جائے، جس سے دائیں کروٹ پر لیٹنے کا بھی ثبوت ہوتا ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ، فَتَوَضَّأْ  
وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ (بخاری، رقم

الحدیث ۲۴۷)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو نماز والا وضو کر لیا کرو، پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹا کرو (بخاری)

اس حدیث سے عام حالات میں دائیں کروٹ پر لیٹنے کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱۔ عن أبي بردة، عن البراء بن عازب، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوسد يمينه عند المنام، ثم يقول: رب قنني عذابك يوم تبعث عبادك: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه، وروى الثوري، هذا الحديث، عن أبي إسحاق، عن البراء، لم يذكر بينهما أحداً. وروى شعبة، عن أبي إسحاق، عن أبي عبيدة، ورجل آخر، عن البراء، وروى إسرائيل، عن أبي إسحاق، عن عبد الله بن يزيد، عن البراء، وعن أبي إسحاق، عن أبي عبيدة، عن عبد الله، عن النبي صلى الله عليه وسلم مفلة (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۳۹۹)

عن البراء، سمعه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوسد يمينه عند المنام ويضعها تحت خده ويقول: اللهم قنني عذابك يوم تبعث عبادك قال أبو عبد الرحمن: يشبه أن يكون فيه: عن أبيه، عن أبي إسحاق (السنن الكبرى للنسائي، رقم الحدیث ۱۰۵۲۶)

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَرَسَ وَعَلَيْهِ لَيْلٌ تَوَسَّدَ  
يَمِينَهُ، وَإِذَا عَرَسَ الصُّبْحَ وَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ الْيَمْنِيِّ، وَأَقَامَ

سَاعِدَةً (مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۵۳۶) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں رات کے وقت سوتے تھے، تو اپنے دائیں ہاتھ کو تکیہ بنا لیتے تھے، اور جب صبح کے وقت (یعنی صبح کا وقت قریب ہونے پر) سوتے تھے، تو اپنا سر اپنی دائیں ہتھیلی پر رکھ لیتے تھے، اور اپنی کہنی کو کھڑا کر لیتے تھے (تا کہ غفلت کی اور لمبی نیند نہ آئے، اور فجر کی نماز قضاء نہ ہو جائے)

(مسند احمد)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سوتے وقت دائیں کروٹ پر سونا سنت ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا أَرَادَ أَنْ يَضْطَجِعَ، فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ (مسلم) ۲

ترجمہ: جب کوئی لیٹنے کا ارادہ کرے، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹے (مسلم)

اس حدیث سے بھی دائیں کروٹ پر لیٹنے کا سنت ہونا معلوم ہوا۔

محدثین نے دائیں کروٹ پر سونے کے سنت ہونے کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ انسان کا دل بائیں طرف ہوتا ہے، اور دائیں کروٹ پر سونے سے اس پر دباؤ نہیں پڑتا، جو کہ صحت کے لیے مفید ہے، نیز اس طرح سونے میں زیادہ غفلت نہیں پائی جاتی، اور وقت پر بیدار ہونا اور جاگنا آسان ہوتا ہے۔

نیز نیند، موت کے مشابہ ہے، اور فوت ہونے کے بعد بھی قبر میں دائیں کروٹ پر ہی میت کو لٹانا سنت و مستحب ہے۔

۱ فی حاشیة مسند احمد : إسناده صحيح على شرط مسلم.

۲ رقم الحديث ۲۷۱۳ "۶۳".

لہذا موت اور اس کی مشابہ یعنی نیند کی حالت کا حکم اس سلسلہ میں یکساں ہے۔ ۱۔  
 پھر دائیں کروٹ پر سونے کا سنت ہونا، سونے کی ابتداء کرنے کے وقت ہے، پورے وقت  
 اس کروٹ پر سوتے رہنا ضروری نہیں، کیونکہ جب آدمی سو جاتا ہے، تو اس کے بعد اس کو  
 شعور اور ہوش نہیں رہتا، اور وہ اس سنت کی پابندی کا مکلف نہیں رہتا، لہذا بعد میں اگر سوتے  
 ہوئے بائیں کروٹ پر ہو جائے تو سنت کی برکت سے محرومی نہیں ہوتی، اسی طرح اگر دائیں  
 کروٹ پر لیٹنے کے بعد نیند آنے سے پہلے بائیں کروٹ پر لیٹنے کا تقاضا اور اس کروٹ پر  
 زیادہ راحت محسوس ہو تو بائیں کروٹ پر سونے میں بھی حرج نہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ فی الاضطجاع علی الشق الایمن سراً، وهو أن القلب معلق فی الجانب الأيسر، فإذا نام  
 الرجل علی الجانب الأيسر استثقل نوماً، لأنه یكون فی دعة واستراحة فیثقل نومہ، فإذا نام علی  
 الشق الایمن فإنه یقلق ولا یستغرق فی النوم لقلق القلب، وطلبه مستقره ومیلہ الیہ۔  
 قالوا: وكثرة النوم علی الجانب الأيسر - وإن كان أهناً - مضر بالقلب بسبب میل الأعضاء الیہ،  
 فتتصبب المواد فیہ. وأما قول القاضي عیاض فی الشفاء: وكان نومہ علی جانبہ الایمن استظهاراً  
 علی قلة النوم.. الخ، ففيه شيء، لأنه - صلی اللہ علیہ وسلم - لا ینام قلبہ، فسواء كان نومہ علی  
 الجانب الایمن أو الایسر فهذا الحکم ثابت له، وما علله به إنما تستقیم فی حق من ینام قلبہ، وحينئذ  
 فالأحسن تعلیله بحب التیامن، أو بقصدہ التعلیم، كما مر (المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة،  
 ج ۲، ص ۲۲۷، و ص ۲۲۸، النوع الرابع فی نومہ صلی اللہ علیہ وسلم)

وفیہ دلیل لاستحباب التیمن حالة النوم لأنه أسرع إلى الانتباه لعدم استقرار القلب حينئذ لأنه معلق  
 بالجانب الأيسر؛ فیعلق ولا یستغرق فی النوم بخلاف النوم علی الأيسر؛ فإن القلب یستغرق؛  
 فیكون لاستراحته حينئذ أبطأ للانتباه قالوا: والنوم علی الأيسر وإن كان أهناً لكنه مضر بالقلب  
 بسبب میل الأعضاء الیہ؛ فتتصبب المواد فیہ، ثم اعلم أن هذا التعلیل إنما هو بالنسبة إلینا دونہ -  
 صلی اللہ علیہ وسلم؛ - فإنه لا ینام قلبہ فلا فرق فی حقه بین النوم علی الایمن والأيسر، وإنما كان  
 یختار الایمن؛ لأنه كان یحب التیامن فی شأنہ كله، ولتعلیم أمته؛ ولأن النوم أخو الموت، وهذا  
 هو الهيئة عند النزوع وكذا فی القبر حال الوضع وكذا فی الصلاة وقت العجز والاستلقاء وإن قبل  
 أحب عند النزوع وحالة الصلاة، واختاره بعض مشایخنا لأن یكون بجمیع بدنه مستقبلاً، ولخروج  
 الروح سهلاً لكن النوم علی الظهر أوردأ النوم، وأردأ منه النوم منبطحاً علی الوجه، وقد روی ابن  
 ماجه أنه - صلی اللہ علیہ وسلم - لما مر بمن هو كذلك فی المسجد ضربہ برجله، وقال: قم  
 واقعد؛ فإنها نومة جهنمیة، ولعل السبب فیہ أنه موافق لرقاد اللوطیة المحركة للناظر داعیة  
 الشهوة النفسیة الشومیة (جمع الوسائل فی شرح الشمائل، باب فی صفة نوم رسول اللہ - صلی اللہ  
 علیہ وسلم)

سے بائیں کروٹ پر لیٹنے کا بھی ثبوت ملتا ہے، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ ۱۔

## چت لیٹ کر سونا (Sleeping on the back)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہو چکا کہ عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونا سنت ہے، لیکن بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدھا یعنی چت لیٹنا اور چت لیٹ کر سونا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ،  
وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَعَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ  
الْمُسَيَّبِ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ، وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذَلِكَ (بخاری، رقم  
الحدیث ۴۷۵)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹا ہوا دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے اوپر تھا، اور ابن شہاب زہری، حضرت سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بھی اس طرح لیٹتے تھے (بخاری)

اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض خلفائے راشدین کا چت لیٹنا ثابت ہوا۔

۱۔ وسنة ذلك للنائم في ابتداء النوم لا في دوامه لأنه ينقلب وهو لا يشعر (فتح الباری، ج ۱، ص ۵۸۸، باب التَّطَوُّعُ خَلْفَ الْمَرْأَةِ)

وَأَمَّا بِالنَّسْبَةِ لِلنَّوْمِ عَلَى الْجَنْبِ الْأَيْسَرِ فَقَدْ جَاءَ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْإِنْسَانَ يَنَامُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ كَمَا سَيَأْتِي فِي الْأَحَادِيثِ، وَجَاءَ مَا يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ التَّحَوُّلِ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْسَرِ، كَمَا سَبَقَ أَنْ مَرَّ بِنَا بِالنَّسْبَةِ لِلرُّؤْيَا الَّتِي تَحْزَنُ الْإِنْسَانَ، فَإِنَّ مِنْ جَمَلَةِ الْأَدَابِ فِيهَا أَنَّهُ يَتَحَوَّلُ إِلَى جَنْبِهِ الْآخَرَ، بِحَيْثُ لَوْ كَانَ عَلَى الْيَمِينِ يَتَحَوَّلُ عَلَى الشَّمَالِ، وَإِذَا كَانَ عَلَى الشَّمَالِ فَيَتَحَوَّلُ عَلَى الْيَمِينِ.

إِذَا: الْإِنْسَانَ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، لَكِنْ إِذَا احتَاجَ إِلَى أَنْ يَتَحَوَّلَ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْسَرِ لِمَصْلَحَةٍ أَوْ لِفَائِئِلَةٍ لَا بِأَسْ بَدَلِكِ، مِثْلَ مَا جَاءَ فِي حَدِيثِ الرَّؤْيَا (شرح سنن ابی داود، حکم النوم علی الجهة اليسرى أو علی الظهر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنَامُ مُسْتَلْقِيًا. حَتَّى يَنْفُخَ

(مسند احمد، رقم الحديث ۴۰۵۱) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چت لیٹ کر سو جاتے تھے، یہاں تک کہ آپ

کے خراٹوں کی آواز محسوس ہونے لگتی تھی (مسند احمد)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۲

جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چت لیٹنے کا ثبوت ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونا سنت ہے، اور چت لیٹ کر سونا بھی جائز ہے، اس میں بھی کوئی گناہ نہیں۔

البتہ بعض اطباء نے عام حالات میں چت لیٹنے کے مستقل معمول اور عادت بنا لینے کو مختلف بیماریاں پیدا ہونے کا سبب قرار دیا ہے، مثلاً سکتہ، فالج وغیرہ، ان حضرات کا کہنا ہے کہ اکثر چت لیٹے رہنے سے فضلات دماغ سے پیچھے کی طرف چلے جاتے ہیں، اور اپنے فطری راستوں کی طرف چلنے اور بہنے سے رک جاتے ہیں۔

لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ اس قسم کا خدشہ اسی وقت پیش آ سکتا ہے، جبکہ کوئی چت لیٹنے کی عادت اور مستقل معمول بنالے، ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف اوقات میں چت لیٹنا بھی ثابت ہے، اور کئی طب کے ماہرین یا میڈیکل سائنسدانوں کی تحقیق کے مطابق ہمیشہ کسی ایک حالت کے بجائے اول بدل کر اور مختلف حالتوں یا پوزیشنوں پر لیٹنا اور سونا زیادہ مناسب ہوتا ہے۔

احادیث میں بھی برائے خواب نظر آنے کے بعد آنکھ کھلنے پر کروٹ بدلنے کا ذکر ہے، جس سے

۱ فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح.

۲ عن أبي قريظة أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم مستلقيا على قفاه، واضعا إحدى رجليه على الأخرى (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۲۵۱۵)



دائیں، بائیں مختلف کروٹوں پر لیٹنے کی تائید ہوتی ہے۔

## بائیں کروٹ پر سونا (Sleeping on the left side)

بائیں کروٹ پر سونا اگرچہ سنت نہ ہو، لیکن ناجائز و گناہ نہیں ہے، کیونکہ شرعاً اس کی ممانعت ثابت نہیں، بلکہ بعض احادیث سے اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ (مسلم،

رقم الحدیث ۲۲۶۲)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی مکروہ و ناپسندیدہ خواب دیکھے، تو اسے چاہئے کہ اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھو تھو کر دے، اور اللہ کے ذریعہ سے شیطان سے تین مرتبہ پناہ چاہے (یعنی تین مرتبہ ”أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھے) اور جس کروٹ پر پہلے تھا، اس کو بدل دے (مسلم)

اس قسم کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۱  
اس حدیث میں کیونکہ دائیں یا بائیں کروٹ کی قید نہیں، اگر بائیں کروٹ پر لیٹنا یا سونا منع ہوتا تو اس کی قید لگائی جاتی، بہر حال بائیں کروٹ پر سونا اگرچہ سنت نہ ہو، لیکن بائیں کروٹ پر لیٹنے و سونے کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ ۲

۱ عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رأى أحدكم رؤيا يكرهها، فليتحول وليتفل عن يساره ثلاثا، وليسأل الله من خيرها، وليتعوذ بالله من شرها (ابن ماجه، رقم الحدیث ۳۹۱۰)

۲ ملحوظ رہے کہ بعض اہل علم حضرات نے عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونے کو سنت اور بائیں کروٹ پر طبی اعتبار سے مفید اور صحت کے لئے نفع قرار دیا ہے۔

قوله: (لم اضطجع على شقك الأيمن) وهو نوم الأنبياء عليهم السلام، لأن النيام من ذآب الشرع في جميع المواضع، لأن القلب لا يزال معلقاً فيه، ﴿بقية حاشيا لگل صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہذا بائیں کروٹ پر سونا بھی ناجائز نہیں ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فلا یفرق فی النوم ولا یطراً علیہ الغفلة، وعند أبی داود أن نومهم بالاضطجاع علی الظهر، فینبغی أن یفعل أولاً کما عند أبی داود، ثم یضطجع کما فی البخاری. والنوم علی البطن من ضجعة أهل النار. وقالت الأطباء: إن النوم علی الشق الأیسر أیسر وأسهل، وأعون فی الهضم، وأنفع للصحة فیض الباری، ج ۲ ص ۸، باب دفع السواک إلی الأکبر) مگر بعض جدید ماہرین کی تحقیق سے اس کے خلاف ثابت ہوا، کیونکہ ان کی تحقیق کے مطابق عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونا صحت کے لئے زیادہ مفید اور ڈاکٹری لحاظ سے نفع بخش ہے۔

البتہ بعض مخصوص حالات میں (مثلاً حاملہ عورت کو مخصوص حالت میں) بائیں کروٹ پر سونا مفید ہو سکتا ہے، مگر یہاں بحث عام اور نارمل (Normal) حالت سے ہے، جس کے بارے میں پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونا سنت اور جدید طب و ڈاکٹری کے اصولوں، دونوں کے زیادہ لائق و موافق ہے۔ اس سلسلہ میں بطور نمونہ جدید ماہرین کا ایک حوالہ نقل کیا جاتا ہے۔

#### Side

**Pros: Side sleepers, unite! Whether they're curling up in the cozy fetal position or lying straight on one side, the vast majority of people report sleeping on their sides (although everyone is unconscious during sleep, this information can never be entirely accurate)**

Doctors encourage sleeping on the left side during pregnancy because it improves circulation to the heart, which benefits both mom and baby. Side sleeping is also a pregnancy winner because sleeping on the back puts pressure on the lower back (which can lead to fainting) and stomach-sleeping is impossible for obvious reasons. For those not expecting, sleeping on the left side can also ease heartburn and acid reflux, making it easier for people with these conditions to fall asleep.

**Cons: Here's the bad news — sleeping on the left side can put pressure on the liver, stomach, and lungs (alternating sides often can help prevent organ strain). And as almost all side-sleepers know well, this position can result in the dreaded squished-arm-numbness. Snuggling into bed with the arm behind the head is a common sleep position, but it may adversely affect muscles and nerves. Resting the head (or the whole body) on a single arm can restrict blood flow and press down on the nerves, which results in "rubber arm" or painful pins and needles. In this position, the shoulder supports a lot of the body's weight, which can constrict the neck and shoulder muscles.**

(<http://greatist.com/happiness/best-sleep-positions>)

## پیٹ کے بل یا موندھا سونا (Sleeping on the stomach)

پیٹ کے بل یا موندھا سونا اسلام میں پسندیدہ نہیں ہے، اور اس کو احادیث میں اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہونے کی حالت قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلَى بَطْنِهِ، فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ لَضُجْعَةٌ مَا يُحِبُّهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (مسند احمد، رقم الحديث ۷۸۶۲) ۱  
ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے قریب سے گزرے، جو اپنے پیٹ کے بل (یعنی موندھا) لیٹا ہوا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ عزوجل پسند نہیں فرماتا (مسند احمد)

حضرت طہفہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَصَابَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ عَلَى بَطْنِي، فَرَكَضَنِي بِرِجْلِهِ وَقَالَ: مَا لَكَ وَلِهَذَا النُّومَ هَذِهِ نَوْمَةٌ يَكْرَهُهَا اللَّهُ- أَوْ يُبْغِضُهَا اللَّهُ (سنن ابن ماجہ، رقم الحديث ۷۲۳۳)

ترجمہ: میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اس حال میں کہ میں مسجد میں اپنے پیٹ کے بل (یعنی موندھا) سویا ہوا تھا، تو آپ نے اپنا پیر مجھے لگایا، اور فرمایا کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے، جو اس طرح سوتے ہو؟ اس طرح سونے کو اللہ ناپسند فرماتا ہے یا اللہ مبغوض فرماتا ہے (ابن ماجہ)

حضرت عمرو بن شریک سے مرسل روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَجَدَ الرَّجُلَ رَاقِدًا عَلَى

۱ فی حاشیة مسند احمد : حدیث قوی.

وَجْهَهُ لَيْسَ عَلَى عَجْزِهِ شَيْءٌ، رَكَضَهُ بِرِجْلِهِ، وَقَالَ: هِيَ أَبْغَضُ

الرَّقْدَةِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۴۵۸) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی آدمی کو اپنے چہرے کے بل (یعنی موندھا) لیٹا ہوا دیکھتے تھے، جس کے سرین پر کوئی چیز (یعنی اضافی کپڑا وغیرہ) نہیں ہوتی تھی، تو اس کو اپنے پیر سے ایڑھ لگاتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اللہ عزَّ ووجلَّ کے

نزدیک یہ سب سے مبغوض (ونا پسندیدہ) لیٹنا ہے (مسند احمد)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرے یا پیٹ کے بل لیٹنا وسونا، جس کو الٹایا موندھا ہو کر لیٹنا وسونا کہا جاتا ہے، یہ شرعاً ناپسندیدہ ہے، البتہ اگر کسی ضرورت سے اس طرح لیٹنا پڑ جائے، تو بھی اپنے سرین پر کپڑا ڈھانک لینا چاہئے۔ ۲

بعض احادیث میں پیٹ کے بل یا موندھا لیٹنے یا سونے کو جہنمیوں کے مشابہ قرار دیا گیا ہے، مگر ان احادیث کی سندوں پر محدثین نے کلام کیا ہے۔ ۳

۱ فی حاشیة مسند احمد: مرفوعہ حسن لغیرہ، وھذا إسناد مرسل.

۲ (كان إذا وجد الرجل راقدًا على وجهه) أي نائمًا عليه يقال رقد رقادًا أو نائمًا أو نهارًا وخصه بعضهم بالليل والأول أصح والظاهر أن الرجل وصف طردى وأن المراد الإنسان ولو أنثى إذ هي أحق بالستر (ليس على عجزه شيء) يستتره من نحو ثوب (ركضه) بالتحريك ضربه (برجله) ليقوم (وقال هي أبغض الرقدة إلى الله) ومن ثم قيل إنها نوم الشياطين والعجز بفتح العين وضمها ومع كل فتح الجيم وسكونها والأفصح كرجل وهو من كل شيء مؤخره

(حم عن الشريد) بن سويد رمز المصنف لحسنه وهو تقصير أو قصور فقد قال الحافظ الهيثمي: رجاله رجال الصحيح اه فكان حقه أن يرمز لصحته (فيض القدير، رقم الحديث ۶۸۱۷)

۳ عن ابن طخفة الغفاري، قال: أخبرني أبي أنه ضاف رسول الله صلى الله عليه وسلم مع نفر قال: فبتنا عنده فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من الليل يطلع فرآه منبسطًا على وجهه فركضه برجله فأيقظه وقال: "هذه ضجعة أهل النار" (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۶۱۲)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده ضعيف.

عن أبي أمامة قال: مر النبي صلى الله عليه وسلم على رجل نائم في المسجد منبسط على وجهه، فضربه برجله وقال: قم واقعد، فإنها نومة جهنمية (ابن ماجه، رقم الحديث ۳۷۲۵)

﴿بقية حاشيا گئے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

الثایا موندا لیٹنے میں ایک تو جسم کا نظام اُلٹا ہو جاتا ہے، جو عام حالات میں صحت کے لئے نفع بخش نہیں، بعض حالات میں طبی لحاظ سے آنکھوں کے لئے مضر قرار دیا گیا ہے، دوسرے پشت اور سرین اوپر آسمان کی طرف کر کے سونا آداب و حیاء کے خلاف ہے، تیسرے اس طرح لیٹنے میں بے جا شہوت میں اُبھار پیدا ہوتا ہے، جو کئی مفسد اور فتنوں کا باعث ہے۔ اس لئے بلا ضرورت الثایا موندا لیٹنے اور سونے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

### ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹنا (Lying with crossed legs)

احادیث میں ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹنے کا بھی ذکر ملتا ہے، جس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔ حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ،  
وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.  
وَعَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ، وَعُثْمَانُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی مصباح الزجاجة: هذا إسناد فيه مقال محمد بن نعيم لم أر من جرحه ولا من وثقه ويعقوب بن حميد مختلف فيه وباقي رجال الإسناد ثقات قال المزي كذا وقع عند ابن ماجه وفي نسخة أخرى عن ابن طخفة عن أبي ذر قال والمحفوظ حديث طخفة عن النبي صلى الله عليه وسلم. قلت وحديث طخفة عن النبي صلى الله عليه وسلم رواه أبو داود والنسائي وابن ماجه وله شاهد من حديث أبي هريرة رواه الترمذی فی الجامع قال وفي الباب عن طخفة وابن عمر. حدثنا يعقوب بن حميد بن كاسب ثنا سلمة بن رجاء عن الوليد بن جميل الدمشقي أنه سمع القاسم بن عبد الرحمن يحدث عن أبي أمامة قال مر النبي صلى الله عليه وسلم على رجل نام في المسجد منبطح على وجهه فضربه برجله وقال قم واقعد فإنها نومة جهنمية. هذا إسناد فيه مقال الوليد بن جميل لينه أبو زرعة وقال أبو حاتم شيخ يروى عن القاسم أحاديث منكورة وقال أبو داود ليس به بأس وذكره ابن حبان في الثقات وسلمة بن رجاء ويعقوب بن حميد مختلف فيهما وله شاهد من حديث أبي هريرة رواه ابن حبان في صحيحه (مصباح الزجاجة، باب النهي عن الاضطجاع على الوجه)

يَفْعَلَانِ ذَلِكَ (بخاری، رقم الحدیث ۴۷۵)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا، اور حضرت ابن شہاب حضرت سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بھی اس طرح کیا کرتے تھے (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چت ہو کر اس طرح لیٹنا جائز ہے کہ ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ لی جائے، بشرطیکہ ستر و پردہ کی خلاف ورزی لازم نہ آئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اسْتَلَقَى أَحَدُكُمْ عَلَى

ظَهْرِهِ فَلَا يَضَعُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى (سنن الترمذی) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی پیٹھ

پر (یعنی چت) لیٹے، تو وہ اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر نہ رکھے (ترمذی، مسلم)

عرب میں عام طور پر لنگی پہننے کا رواج تھا، جس کو پہن کر ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھ کر لیٹنے میں بالخصوص جبکہ دونوں پاؤں سیدھے نہ ہوں، بلکہ ایک پاؤں کھڑا ہوا ہو، ستر کھلنے اور بے پردگی لازم آنے کا امکان زیادہ تھا، اس لئے مذکورہ حدیث میں اس طرح لیٹنے سے منع کیا گیا، ورنہ اگر یہ خرابی نہ پائی جائے مثلاً پا جامہ، شلوار وغیرہ پہنی ہوئی ہو، جس کی وجہ سے بے پردگی لازم نہ آتی ہو، یا دونوں پاؤں پھیلا کر ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھ کر لیٹا جائے، یا کسی اور طرح سے پردہ کا اہتمام کر کے پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹا جائے، تو فی نفسہ اس میں کوئی گناہ و خرابی نہیں۔

جیسا کہ اس سے پہلی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اس

۱ رقم الحدیث ۲۷۶۶، واللفظ لله، مسلم، رقم الحدیث ۲۰۹۹ "۷۲"۔

طرح لیٹنا ثابت ہے۔ ۱۔

مذکورہ پوری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ شرعی اعتبار سے عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونا سنت ہے، اور چپت لیٹنا اور اسی طرح بائیں کروٹ پر لیٹنا وسونا جائز ہے، اور الٹا یا موندھا لیٹنا ناپسندیدہ اور مکروہ و ممنوع ہے، الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔

اور اس طرح لیٹنا کہ ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ لی جائے، جائز ہے، بشرطیکہ ستر نہ کھلے، اور بے پردگی لازم نہ آئے، ورنہ مکروہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کعبہ کی طرف رُخ یا پاؤں کر کے لیٹنا وسونا

قولی احادیث میں کعبہ کی طرف رُخ کر کے سونے یا لیٹتے سوتے وقت کعبہ کی طرف پاؤں نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں پایا جاتا، البتہ بعض فعلی احادیث سے قبلہ کی طرف رُخ کر کے سونے کا اشارہ ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ أَنَا مَبِينَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَيَّ، فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي، فَقَبَضْتُ رِجْلِي، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا، قَالَتْ: وَالْبَيُّوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ (بخاری، رقم الحدیث ۳۸۲)

ترجمہ: میں (رات کے وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوتی ہوئی

۱ (وعن جابر -رضی اللہ عنہ - قال: نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن يرفع الرجل إحدى رجله على الأخرى وهو مستلق على ظهره) : فيه تجريد أو تأكيد كما لا يخفى. قال المظهر: وجه الجمع بين حديث عباد بن تميم وجابر: إن وضع إحدى الرجلين على الأخرى قد يكون على نوعين أن تكون رجلاه ممدودتين إحداها فوق الأخرى، ولا بأس بهذا، فإنه لا يتكشف من العورة بهذه الهيئة، وأن يكون ناصبا ساق إحدى الرجلين ويضع الرجل الأخرى على الركبة المنصوبة، وعلى هذا فإن لم يكن انكشاف العورة بأن يكون عليه سراويل، أو يكون إزاره أو ذيله طويلين جاز وإلا فلا. وقال بعض علمائنا: وإنما أطلق النهي؛ لأن الغالب فيهم الاتزار (مرقاة المفاتيح، ج ۷ ص ۲۹۷، باب الجلوس والنوم والمشى)

ہوتی تھی، اور میرے پیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ والی طرف ہوتے تھے، پس جب آپ سجدہ کرتے تھے تو مجھے اشارہ کرتے تھے، تو میں اپنے پیروں کو سیٹھ لیتی تھی، اور جب آپ کھڑے ہوتے تھے، تو میں اپنے پیروں کو پھیلا لیتی تھی، اور گھروں میں اس وقت چراغ جلے ہوئے نہیں ہوتے تھے (بخاری)

اور ابوداؤد اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي صَلَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ رَاقِدَةٌ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِي يَرْقُدُ عَلَيْهِ (ابوداؤد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز (یعنی تہجد) پڑھ رہے ہوتے تھے، اور حضرت عائشہ ان کے اور قبلہ کے درمیان اس بستر پر لیٹی ہوئی ہوتی تھیں، جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے (ابوداؤد، نسائی)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کو سونے والے بستر کی کیفیت بھی وہی ہوتی تھی، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بستر کی تھی۔

اور مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ، وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، كَأَعْتَرِاضِ الْجِنَازَةِ (مسند احمد) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز پڑھ رہے ہوتے تھے، اور میں ان کے اور قبلہ کے درمیان اس طرح لیٹی ہوئی ہوتی تھی، جس طرح (میت کی نماز جنازہ پڑھنے والے کے سامنے) جنازہ ہوتا ہے (مسند احمد)

۱ رقم الحدیث ۷۱۱، باب من قال المرأة لا تقطع الصلاة، نسائی، رقم الحدیث ۷۵۹۔

۲ رقم الحدیث ۲۴۰۸۸۔

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.



اور مسند ابی یعلیٰ کی روایت میں ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ

الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ تَحْتَ قَطِيفَتِي (مسند ابی یعلیٰ) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رات کی) نماز پڑھ رہے ہوتے تھے، اور میں

اُن کے اور قبلہ کے درمیان اپنی چادر کے نیچے اس طرح لیٹی ہوئی ہوتی تھی، جس

طرح (میت کی نماز جنازہ پڑھنے والے کے سامنے) جنازہ ہوتا ہے (مسند ابی یعلیٰ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مسجد نبوی کی مشرقی جانب تھا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کی نماز پڑھتے ہوئے اُن کے سامنے اس طرح لیٹی ہوئی

ہوتی تھیں، جس طرح نماز جنازہ پڑھنے والے کے سامنے جنازہ لیٹا ہوا ہوتا ہے، یعنی قبلہ کی

طرف رُخ کر کے کھڑے ہوئے نماز جنازہ پڑھنے والے شخص کی دائیں جانب میت کا سر

ہوتا ہے، اور بائیں جانب پیر ہوتے ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر بھی حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا کے بستر کے ساتھ ہوتا تھا، اور دیگر کئی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے سونے کا عام معمول دائیں کروٹ پر تھا، جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں

کروٹ پر سونے کے ساتھ ساتھ قبلہ کی طرف رُخ کر کے سونے والیٹنے کا اشارہ ملتا ہے۔ ۲

۱ رقم الحدیث ۴۴۹۰. فی حاشیة مسند ابی یعلیٰ: إسناده صحيح.

۲ قوله اعتراض الجنازة منصوب بأنه مفعول مطلق بعامل مقدر أي معترضة اعتراضا كاعتراض

الجنازة والمراد أنها تكون نائمة بين يديه من جهة يمينه إلى جهة شماله كما تكون الجنازة بين يدي

المصلي عليها (فتح الباری لابن حجر، ج ۱ ص ۴۹۲، باب الصلاة على الخمره)

قوله: (اعتراض الجنازة)، كلام إضافی منصوب بنزع الخافض، أي: كاعتراض الجنازة، وهو في

الحقیقة صفة لمصدر محذوف تقديره، وهي معترضة بينه وبين القبلة اعتراضا كاعتراض الجنازة.

والمراد: أنها تكون نائمة بين يديه من جهة يمينه إلى جهة شماله، كما تكون الجنازة بين يدي

المصلي. والجنازة، بكسر الجيم وهو اختيار ثعلب في (فصیحه)، وحكى في (نوادره) عن أبي

زيد: الجنازة، مكسورة الجيم ولا تفتح، وكذا ذكره أبو علي أحمد بن جعفر الدينوري في كتابه

(إصلاح المنطق)، وحكى المطرزي عن الأصمعي: الجنازة والجنازة لغتان بمعنى واحد، وكذا

قاله كراع في (المنتخب) وقال ابن الأعرابي: الجنازة النعش، والجنازة الميت (عمدة القاري

اور حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی بعض اولاد سے مروی ہے کہ:

كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِمَّا يُوضَعُ الْإِنْسَانُ فِي قَبْرِهِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَأْسِهِ (ابوداؤد) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر اس طرح سے تھا، جس طرح سے انسان کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے، اور مسجد آپ کے سر کے قریب ہوتی تھی (ابوداؤد)۔  
اس حدیث کو اگرچہ بعض حضرات نے ضعیف کہا ہے، لیکن بعض حضرات نے حسن قرار دیا ہے، علاوہ ازیں بعض شرائط کے ساتھ ضعیف حدیث سے استحباب بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ ۲  
نیز اس کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گزشتہ احادیث کے مذکورہ مضمون سے بھی ہوتی ہے، جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بستر کا اسی رُخ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اور نیند کو موت کے ساتھ مشابہت بھی حاصل ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔ ۳

۱ رقم الحدیث ۵۰۴۴، ابواب النوم، باب کیف یتوجہ.

۲ قال الحافظ العسقلانی: مُرْسَلٌ حَسَنٌ (المطالب العالیة، تحت رقم الحدیث ۲۵۹۱، کتاب الادب، باب ادب النوم)

وروی أبو داود بسند حسن عن بعض آل أم سلمة: كان فراشه نحوًا مما يوضع للإنسان في قبره، وكان المسجد عند رأسه (مروقة، كتاب اللباس)  
اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گزشتہ احادیث کے مفہوم کے مطابق ہونے کی وجہ سے ہمارے نزدیک بھی اس حدیث کا حسن ہونا راجح ہے، اگرچہ حسن لغیرہ ہی کیوں نہ ہو۔

۳ وقد جاء فيه أن فراش النبي صلى الله عليه وسلم عندما ينام يكون رأسه إلى جهة المسجد على شقه الأيمن، ومعنى ذلك أن رجليه تكونان إلى جهة الجدار الخارجى الذى من جهة الشرق، ورأسه إلى جهة المسجد الذى هو من جهة غرب الحجرة؛ لأن الحجرة فى شرقى المسجد ولها باب إلى المسجد وباب إلى الخارج، فهو عندما ينام فى حجرته يكون رأسه إلى جهة المسجد ورجلاه إلى جهة الجدار الذى فى المشرق وهو متجه إلى القبلة، وهذه هى الهيئة التى يكون الإنسان عليها عندما يوضع فى قبره، حيث يوضع على جنبه الأيمن موجهاً إلى القبلة.  
والحدیث يدل على استحباب النوم إلى القبلة، لكن الحدیث غیر ثابت (شرح سنن ابی داؤد للعباد، کیفیة التوجه فى النوم)

بہر حال مذکورہ تفصیل سے عام حالات میں دائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف رُخ کر کے سونے کا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ۱

لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بائیں کروٹ پر اور سیدھا لیٹنا و سونا اور کروٹ کا بدل لینا بھی ثابت ہے، اس لئے اگر سونے یا لیٹنے والے کا رُخ یا منہ قبلہ کی طرف نہ ہو، بلکہ اس کی طرف پشت یا دایاں یا بائیں پہلو ہو، تو بھی کوئی حرج و گناہ کی بات نہیں۔

جہاں تک لیٹتے یا سوتے وقت کعبہ کی طرف پاؤں کا رُخ کرنے کا تعلق ہے، تو اس کو کئی فقہائے کرام نے مکروہ قرار دیا ہے، اور راجح یہ ہے ان حضرات کے مکروہ قرار دینے سے مراد مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہونا ہے، جس کی خلاف ورزی میں گناہ لازم نہیں آیا کرتا، اور یہ بھی اس وقت ہے، جبکہ بلا عذر اور قصداً و عمداً ایسا کیا جائے۔

لہذا دائیں کروٹ پر سونے کے ساتھ ساتھ قبلہ کی طرف رُخ کر کے سونے پر بعض حضرات کا اصرار کرنا اور اس کے ساتھ فرض، واجب یا مؤکدہ سنت جیسا برتاؤ کرنا، اور اسی طرح کعبہ و قبلہ کی طرف پاؤں کرنے کو حرام یا مکروہ تحریمی قرار دینا، یہ دونوں باتیں حد سے تجاوز میں داخل ہیں۔ ۲

۱۔ ويستحب أن ينام الرجل طاهرا ويضطجع على شقه الأيمن مستقبل القبلة ساعة ثم ينام على يساره كذا في السراجية (الفتاوى الهندية، ج ۵، ص ۳۷۶، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات)

فإذا أردت النوم، فابسط فراشك مستقبل القبلة، ونم على يمينك كما يضطجع الميت في الحده (بداية الهداية لابی حامد الغزالی، ج ۱، ص ۹، آداب النوم)

۲۔ اور جو حکم قبلہ کی طرف پاؤں کرنے کا ہے، وہی حکم مشائخ حنفیہ کے نزدیک قرآن مجید اور کتب مقدسہ کی طرف پاؤں کرنے کا بھی ہے، اور یہ سب اس وقت ہے، جبکہ استخفاف کے طور پر نہ ہو۔

ذكر غير واحد من الحنفية رحمهم الله أنه يكره مد الرجلين إلى القبلة في النوم وغيره، وهذا إن أرادوا به عند الكعبة زادها الله شرفا فمسلم، وإن أرادوا مطلقا كما هو ظاهر، فالكراهة تستدعي دليلا شرعيا، وقد ثبت في الجملة استحبابه أو جوازه كما هو في حق الميت.

قال في المفيد من كتبهم: ولا يمد رجله يعني في المسجد، لأن في ذلك إهانة به،

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ جو بعض حضرات بیٹھ المقدس یا کسی خاص ستارہ کی طرف پیر کرنے یا پیر کر کے سونے کو مکروہ قرار دیتے ہیں، اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

اسی طرح جو بعض لوگ جو توں کو بھی قبلہ رخ کر کے رکھنے کو سنت یا واجب سمجھتے ہیں، اس کا بھی شرعاً کوئی ثبوت اور کوئی حقیقت نہیں۔

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

ولم أجد أصحابنا ذكروا هذا ، ولعل تركه أولى ، ولعل ما ذكره الحنفية رحمهم الله من حكم هاتين المسألتين قياس كراهة الإمام أحمد رحمه الله الاستناد إلى القبلة كما سبق فإن هاتين المسألتين في معنى ذلك (الآداب الشرعية لمحمد بن مفلح المقدسي الحنبلي، ج ۲، ص ۹۲، فصل كراهة مد الرجلين إلى القبلة أو في المسجد)

(وكره إسناد ظهره - للقبلة) نصا وفي معناه مد الرجل إلى القبلة في النوم وغيره، ومد رجله في المسجد، ذكره في "الآداب (مطالب أولى النهي، ج ۱، ۷۹۲، و ۷۹۳، باب صلاة الجمعة، فصل من دخل والإمام يخطب بمسجد)

وفي معنى ذلك مد الرجل إلى القبلة في النوم وغيره ومد رجله في المسجد ذكره في الآداب قال: ولعل تركه أولى (كشاف القناع عن متن الإقناع للبهوتي الحنبلي، ج ۲، ص ۳۷، باب صلاة الجمعة، فصل يسن أن يخطب على منبر)

ولم يذكر أصحابنا مد الرجلين إلى جهة ذلك، وتركه أولى ويكره، وكره الحنفية (الفروع لابن المفلح، ج ۱، ص ۱۸۴، كتاب الطهارة، باب نواقض الطهارة الصغرى) (وإن تعذر القعود) ولو حكما (أو ما مستلقيا) على ظهره (ورجلاه نحو القبلة) غير أنه ينصب ركبته لكراهة مد الرجل إلى القبلة (الدر المختار مع رد المحتار، ج ۲، ص ۹۹، باب صلاة المريض)

(قوله لكراهة الخ) هي كراهة تنزيهية (رد المحتار، ج ۲، ص ۹۹، باب صلاة المريض) فاستقبالها واستدبارها حالة الاستنجاء ترك أدب ومكروه كراهة تنزيه كما في مد الرجل إليها وإما حالة البول أو التغوط فمكروه كراهة تحريم (حلبى كبير في شرح منية المصلى، ص ۲۸، آداب الوضوء)

ويكره مد الرجلين إلى الكعبة في النوم وغيره عمدا من غير عذر (النافع الكبير في شرح الجامع الصغير، ج ۱، ص ۸۲، ۸۳، كتاب الصلاة، باب في صلاة المرأة وربع ساقها مكشوف)

في كراهية واقعات الناطقى: ويكره مد الرجلين إلى القبلة في النوم وغيره عمداً، وكذلك يكره مد الرجلين إلى المصحف، وإلى كتب الفقه لما فيه من ترك تعظيم جهة القبلة، وكلام الله تعالى، ومعانى كلام الله تعالى (المحيط البرهاني، ج ۵، ص ۳۲۱، كتاب الاستحسان، الفصل الخامس)

## مسجد میں لیٹنا، سونا

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ

(بخاری، رقم الحدیث ۴۷۵)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹا ہوا دیکھا (بخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَنَامُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ

(ترمذی) ۱

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں سو جایا کرتے تھے

(ترمذی)

۱ احادیث میں اصحاب صفہ کے بھی مسجد میں سونے کا ذکر ملتا ہے۔ ۲

اور کئی تابعین سے بھی مسجد میں سونے کا جائز ہونا مروی ہے۔ ۳

۱ رقم الحدیث ۳۲۱، کتاب الصلاة، باب ما جاء في النوم في المسجد.

قال الترمذی: حدیث ابن عمر حدیث حسن صحیح، وقد رخص قوم من أهل العلم في النوم في المسجد، قال ابن عباس: لا يتخذہ مبيتا ومقिला، وقوم من أهل العلم ذهبوا إلى قول ابن عباس.

۲ عن الحارث بن عبد الرحمن، قال: سألت سليمان بن يسار عن النوم في المسجد؟ فقال: كيف تسألون عن هذا، وقد كان أهل الصفة ينامون فيه ويصلون فيه (مصنف ابن أبي شيبة، الحدیث ۴۹۴۷، في النوم في المسجد)

عن المغيرة بن حكيم، عن سعيد بن المسيب؛ أنه سئل عن النوم في المسجد؟ فقال: أين كان أهل الصفة؟ يعني ينامون فيه (ايضاً، رقم الحدیث ۴۹۵۸)

۳ حدثنا الثقفی، عن يونس، قال: رأيت ابن سيرين ينام في المسجد (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحدیث ۴۹۴۸، في النوم في المسجد)

عن هشام، عن الحسن، قال: كان له مسجد يصلي فيه، وينام فيه (ايضاً، رقم الحدیث ۴۹۴۹)  
عن ابن جريج، قال: قلت لعطاء: أتكره النوم في المسجد؟ قال: بل أحبه (ايضاً، رقم الحدیث ۴۹۵۳)

اور جلیل القدر تابعی حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي نِمْتُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَاحْتَلَمْتُ،  
فَقَالَ: أَمَا أَنْ تَتَّخِذَهُ مَبِيتًا ، أَوْ مَقِيلًا فَلَا ، وَأَمَا أَنْ تَنَامَ تَسْتَرِيحًا ، أَوْ  
تَنْتَظِرَ حَاجَةً فَلَا بَأْسَ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۱

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں مسجد حرام میں سویا، تو مجھے احتلام ہو گیا، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ (اعتکاف میں نہ ہوں اور) مسجد حرام کو رات گزارنے کی جگہ یا سونے کی جگہ بنا لیں، تو ایسا کرنا جائز نہیں، اور اگر آپ (مسجد میں) آرام کرنے کے لئے یا کسی (دینی یا دنیاوی) ضرورت کے لئے سوئیں، تو کوئی حرج نہیں (ابن ابی شیبہ)

اس قسم کی احادیث و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں غیر معتکف کو بھی سونا جائز ہے، لیکن مسجد کو خاص سونے کی جگہ بنا لینا مناسب نہیں ہے۔

اور بعض حضرات سے مسجد میں جو سونے سے ممانعت یا اس کی کراہت مروی ہے، وہ بھی اسی صورت میں ہے، جبکہ بلا ضرورت مسجد میں سویا جائے، یا مسجد کو خاص سونے کا ٹھکانہ بنا لیا جائے۔ ۲

اور معتکف کا مسجد میں ٹھکانہ اللہ کے لئے اور سونا ضرورت میں ہوتا ہے، اس لئے معتکف کے لئے مسجد میں سونے کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

۱ رقم الحدیث ۴۹۵۱، کتاب الصلاة، فی النوم فی المسجد.

۲ عن لیث، عن عطاء، و طاووس، و مجاهد؛ أنهم كرهوا النوم فی المسجد (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۴۹۵۲، فی النوم فی المسجد)

حدیثنا و کعب، قال: حدثنا سفیان، عن أبی الہیثم، قال: نهانی مجاهد عن النوم فی المساجد (ایضاً، رقم الحدیث ۴۹۵۴)

## سوتے وقت مسنون اذکار کا اہتمام کرنا

احادیث میں سونے سے پہلے یا سوتے وقت اللہ کا ذکر کرنے کے عظیم فضائل آئے ہیں، اور قرآن مجید کی قرائت بھی عظیم ذکر میں داخل ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوتے وقت قرآن مجید کی مختلف سورتیں پڑھنا ثابت ہے، اور قرآن مجید کی سورتوں کے علاوہ مختلف دعائیں بھی ثابت ہیں، جن کو پڑھنا انتہائی باعثِ برکت ہے۔

مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ رات کے وقت ان سب سورتوں اور دعاؤں کا پڑھنا ثابت نہیں، بلکہ کسی وقت کسی سورت و دعاء کا اور کسی وقت کسی سورت و دعاء کا پڑھنا ثابت ہے۔ اس لئے جس کو ان مسنون اذکار میں سے جتنے اذکار کی توفیق ہو جائے، اتنی ہی فضیلت کی بات ہے، اور زیادہ توفیق نہ ہو سکے، تو ان میں سے کوئی سا ایک ذکر بھی کر لینا فضیلت و برکت سے خالی نہیں۔

آگے احادیث و روایات کی روشنی میں اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

## لیٹنے کے وقت ذکر اللہ نہ کرنے پر حسرت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ تَعَالَى فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۵۰۵۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی جگہ لیٹا، جس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا، تو وہ لیٹنا اس پر قیامت کے دن حسرت کا باعث ہوگا، اور جو کسی جگہ بیٹھا، جس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا، تو وہ بیٹھنا اس پر قیامت

کے دن حسرت کا باعث ہوگا (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لیٹتے اور سوتے وقت کوئی نہ کوئی اللہ کا ذکر کر لینا چاہئے، ورنہ یہ لیٹنا انسان کے لئے قیامت کے دن حسرت کا باعث بنے گا، اللہ محفوظ رکھے۔

## سونے سے پہلے ذکر اللہ کی عظیم فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ ابْتَدَرَهُ مَلَكٌ وَشَيْطَانٌ، يَقُولُ الشَّيْطَانُ: افْتَحْ بَشِيرٌ، وَيَقُولُ الْمَلَكُ: افْتَحْ بِخَيْرٍ، فَإِنْ ذَكَرَ اللَّهُ ذَهَبَ الشَّيْطَانُ وَيَأْتِي الْمَلَكُ وَيَكْلُؤُهُ، وَإِذَا اسْتَيْقَظَ ابْتَدَرَهُ مَلَكٌ وَشَيْطَانٌ، يَقُولُ الشَّيْطَانُ افْتَحْ بِشِيرٌ، وَيَقُولُ الْمَلَكُ: افْتَحْ بِخَيْرٍ، فَإِنْ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَدَّ إِلَيَّ نَفْسِي بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ يُمَتِّعْهَا فِي مَنَامِهَا، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُمَسِّكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرءُوفٌ رَحِيمٌ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُحْيِي الْمَوْتَى وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فَإِنْ خَرَّ مِنْ دَابَّةٍ مَاتَ شَهِيدًا، وَإِنْ قَامَ فَصَلَّى صَلَّى فِي الْفَضَائِلِ (مستدرک حاکم) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر کی طرف (سونے کے لئے) آتا ہے، تو اس کی طرف فرشتہ اور شیطان دونوں لپکتے ہیں، شیطان کہتا ہے کہ تم شر کے ساتھ (نیند کا) آغاز کرو، اور فرشتہ کہتا ہے کہ تم

۱ رقم الحدیث ۲۰۱۱، الدعوات الكبير للبيهقي، رقم الحدیث ۴۱۸، الترغیب والترہیب لابن شاہین، رقم الحدیث ۱۲۹۴، التوحید لابن مندہ، رقم الحدیث ۱۳۷.  
قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم، ولم یخرجاه.



خیر کے ساتھ (نیند کا) آغاز کرو، پھر اگر وہ (سونے والا) اللہ کا ذکر کر لیتا ہے، تو شیطان چلا جاتا ہے، اور فرشتہ آ جاتا ہے، اور (وہ فرشتہ) اس (ذکر کر کے سونے والے) کی (سوتے وقت ہر قسم کے شر سے) حفاظت (وگمرانی) کرتا ہے، اور جب وہ (نیند سے) بیدار ہوتا ہے تو اس کی طرف فرشتہ اور شیطان دونوں لپکتے ہیں، شیطان کہتا ہے کہ تم شر کے ساتھ (بیداری کا) آغاز کرو، اور فرشتہ کہتا ہے کہ تم خیر کے ساتھ (بیداری کا) آغاز کرو، پھر اگر وہ (بیدار ہونے والا) یہ دعاء پڑھ لیتا ہے کہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَدَّ إِلَيَّ نَفْسِي بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ يُمَتِّعْهُ فِي مَنَامِهَا،  
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُمَسِّكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، إِنَّ  
اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرءُؤٌ وَفٍ رَحِيمٌ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُحْيِي الْمَوْتَى وَهُوَ  
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

(یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے میری جان کو اس کے مرنے کے بعد میری طرف لوٹا دیا، اور اس کو سوتے وقت موت نہیں دیدی، تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے آسمان کو روک (وتھام) رکھا ہے، اس سے کہ وہ زمین پر گرے، سوائے اس کی اجازت کے، بے شک اللہ لوگوں پر بہت شفقت کرنے والا ہے، رحم کرنے والا ہے، تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جو (قیامت کے دن) مرنے والوں کو زندہ کرے گا، اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

پھر اگر یہ دعاء پڑھنے والا (مسافر ہونے کی صورت میں) سواری سے (یا مقیم ہونے کی صورت میں بستر سے) گر کر مرنے جائے، تو وہ شہید ہو کر فوت ہوگا، اور اگر وہ (نیند سے بیدار ہونے پر) کھڑا ہو کر نماز پڑھ لیتا ہے، تو وہ انتہائی فضیلتوں

کے ساتھ نماز پڑھتا ہے (حاکم، طبرانی، ابن شاہین، ابن مندہ)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جو شخص اپنے بستر پر آ کر قرآن مجید کی کوئی بھی سورت پڑھ لیتا ہے، تو اللہ عزوجل اس کی ہر موذی و تکلیف دہ چیز سے حفاظت کے لئے ایک فرشتہ کو بھیج دیتا ہے۔ ۱

اس حدیث کو بعض حضرات نے صحیح اور بعض نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲

مگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس سے پہلے ذکر شدہ حدیث میں اللہ کا ذکر کرنے پر سونے والے کی حفاظت کے لئے فرشتہ کے مامور ہونے کا ذکر آیا ہے، اور قرآن مجید کی سورت بھی ذکر اللہ میں داخل ہے، بلکہ ذکر اللہ کی عظیم شکل ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی صحیح احادیث میں سوتے وقت قرآن مجید کی مختلف سورتوں کے پڑھنے کا ذکر ملتا ہے، اس لئے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کو تائیداً قبول کیے جانے میں کوئی رکاوٹ معلوم نہیں ہوتی۔

## رات میں دس یا سو آیات پڑھنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ فِي لَيْلَةٍ

۱ عن شداد بن أوس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من رجل يأوى إلى فراشه، فيقرأ سورة من كتاب الله عز وجل إلا بعث الله عز وجل إليه ملكاً يحفظه من كل شيء يؤذيه حتى يهب متى هب (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۷۳۲)

۲ قال المنذرى: رواه أحمد رواة الصحيح (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۸۹۱، الترغيب في كلمات يقولهن حين يأوى إلى فراشه وما جاء فيمن نام ولم يذكر الله تعالى) وقال الهيثمي: رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۰۲، باب ما يقول إذا أوى إلى فراشه وإذا انتبه)

وفى حاشية مسند أحمد: إسناده ضعيف لإبهام الراوى عن شداد بن أوس، وأبو مسعود الجريرى- واسمه سعيد بن إياس - قد اختلط، ورواية يزيد بن هارون عنه بعد اختلاطه، وباقي رجال الإسناد ثقات رجال الشيخين.

لَمْ يُكْتَبَ مِنَ الْغَافِلِينَ (مستدرک حاکم) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رات میں دس آیات کی قرائت کر لی، وہ غافلین میں سے نہیں لکھا جائے گا (حاکم، ابن سنی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح کی روایت مروی ہے۔ ۲

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات میں دس آیات پڑھنے والا غافلین میں شمار نہیں ہوتا۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ فِي لَيْلَةٍ،

كُتِبَ لَهُ قُنُوتٌ لَيْلَةٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۰۵۸) ۳

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے ایک رات میں سو

آیتیں پڑھیں، اس کے لئے رات کو عبادت کرنے کا ثواب لکھا جائے گا (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات میں سو آیات تلاوت کرنے والا رات کو عبادت کرنے والا شمار

ہوتا ہے۔

۱ رقم الحديث ۲۰۴۱، عمل اليوم والليلة لابن السني، رقم الحديث ۷۰۲۔

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه.

وقال ابن حجر: (وفي رواية عشرين)

قلت: أخرجه ابن السني من وجه ثالث عن الرقاشي فقال: عشرين بدل خمسين، والله أعلم.

(وفي رواية عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم): (من قرأ عشر

آيات لم يكتب من الغافلين) (وجاء في الباب أحاديث كثيرة بنحو هذا)..... قوله: (وفي رواية عن

أبي هريرة): (من قرأ عشر آيات)

قلت: لم يذكر الشيخ من أخرجه، وهي عند ابن السني بسند حسن.

وأخرجه أبو داود من حديث عبد الله بن عمرو.....

والحديث حسن في الجملة لشواهد (نتائج الأفكار، ج ۳ ص ۲۵۱، وص ۲۵۲ ملخصاً، فصل: اعلم

أن قراءة القرآن أكد الأذكار كما قدمنا، فينبغي المداومة عليها الخ)

۲ عن ابن عمر، قال: من قرأ بعشر آيات، لم يكتب من الغافلين (سنن الدارمي، رقم

الحديث ۳۲۸۷)

قال حسين سليم اسد الداراني: إسناده حسن (حاشية سنن الدارمي)

۳ في حاشية مسند احمد: حديث حسن بشواهد.

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:  
مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ فِي لَيْلَةٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ.

وَمَنْ قَرَأَ مِائَةَ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث  
۲۰۳۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی رات میں دس آیات کی قرائت کر لی، تو اسے غافلین میں سے نہیں لکھا جائے گا، اور جس نے سو آیات کی قرائت کر لی، تو وہ (رات بھر) عبادت گزاروں میں سے لکھا جائے گا (حاکم) اس حدیث کا مضمون گزشتہ دونوں حدیثوں کے مطابق ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ قول مروی ہے کہ:

مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ عَشْرَ آيَاتٍ، لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ  
بِمِائَةِ آيَةٍ، كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ، وَمَنْ قَرَأَ بِمِائَتِي آيَةٍ، كُتِبَ مِنَ  
الْقَانِتِينَ (سنن الدارمی، رقم الحدیث ۳۵۰۰)

ترجمہ: جس نے رات میں دس آیات کی قرائت کر لی، تو وہ غافلین میں سے نہیں لکھا جائے گا، اور جس نے رات میں سو آیتوں کی قرائت کر لی، تو وہ (رات بھر) عبادت گزاروں میں سے لکھا جائے گا، اور جس نے دو سو آیتوں کی قرائت کی تو اسے کامیابی پانے والے لوگوں میں سے لکھا جائے گا (دارمی)

اس حدیث کا مضمون بھی گزشتہ احادیث کے مطابق ہے، اتنے اضافہ کے ساتھ کہ دو سو آیات کی قرائت کرنا کامیابی پانے والوں میں شمار ہونے کا ذریعہ ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی حدیثوں میں رات یا دن کی قید کے بغیر دس آیات پڑھنے والے کو غافلین میں سے نہ لکھا جانے، اور سو

آیات پڑھنے والے کو عبادت گزاروں میں سے لکھے جانے کا ذکر آیا ہے۔ ۱  
یہ احادیث بھی گزشتہ احادیث کی تائید کرتی ہیں، اس وجہ سے مذکورہ بعض روایات کی سندوں  
میں کچھ ضعف ہونا ان شاء اللہ تعالیٰ نقصان دہ نہیں ہوگا۔

حضرت فضالہ بن عبید اور تمیم داری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ فِي لَيْلَةٍ، كَتَبَ  
لَهُ قِنْطَارًا، وَالْقِنْطَارُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا (المعجم الكبير للطبرانی) ۲  
ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رات میں دس آیات کی قرات  
کر لی، تو اس کے لئے قنطار (کے برابر ڈھیروں ثواب) لکھا جائے گا، اور وہ قنطار  
دنیا و ما فیہا سے بہتر ہوگا (طبرانی)

قنطار عربی میں سات ہزار یا ستر ہزار دینار کو کہا جاتا ہے، جبکہ بعض حضرات نے اس سے کم

۱ عن عبد الله بن عمرو بن العاص، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من  
قام بعشر آيات لم يكتب من الغافلين، ومن قام بمائة آية كتب من القانتين، ومن قام  
بألف آية كتب من المقنطرين (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۱۳۹۸)  
عن عطية، عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ  
بعشر آيات لم يكتب من الغافلين، ومن قام بمائة آية كتب من القانتين، ومن قام بمائتي  
آية كتب من العابدين (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۷۶۷۸)  
قال ابن حجر: وبالسند الماضي قريباً إلى الدارمي، ثنا أبو النعمان - هو محمد بن الفضل - ثنا حماد  
بن زيد، عن سعيد بن أبي عروبة، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ عنہ، قال: من قرأ  
في ليلة بعشر آيات كتب من الذاكرين، وقرأ في ليلة بمئة آية كتب من القانتين، ومن قرأ بخمسمئة  
إلى الألف أصبح وله قنطار من الأجر.  
هذا موقوف صحيح، وقد أخرجه الطبراني في الأوسط من وجه آخر عن أبي سعيد مرفوعاً، لكنه من  
رواية عطية بن سعد العوفي، وهو ضعيف.  
قوله: (وجاء في السباب أحاديث كثيرة بنحو هذا) (نتائج الأفكار، ج ۳ ص ۲۵۳، و ص ۲۵۴ فصل:  
اعلم أن قراءة القرآن أكد الأذكار كما قدمنا، فينبغي المداومة عليها الخ)  
۲ رقم الحديث ۱۲۵۳.

قال المنذرى: رواه الطبراني في الكبير والأوسط بإسناد حسن وفيه إسماعيل بن عياش عن  
الشمسين وروايته عنهم مقبولة عند الأكثرين (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۹۳۴،  
ج ۱ ص ۲۴۸)

دیش مقدار بتلائی ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس کے معنی بہت زیادہ یا ڈھیروں چیز کے آتے ہیں، بہر حال غرض یہ ہے کہ رات میں صرف دس آیات کی قرائت کرنے والے کو بہت بڑا اجر و ثواب دیا جاتا ہے، جس کی قدر و قیمت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتی ہے۔ ۱۔  
 خلاصہ یہ کہ رات کے وقت میں صرف دس آیات پڑھ لینے کی عظیم فضیلت ہے، اور اگر کسی رات میں سو آیات پڑھنے کی توفیق ہو جائے، تو یہ اور بھی زیادہ عظیم فضیلت کی بات ہے۔  
 اور یہ فضیلت قرآن مجید کی جوئی بھی آیات اور سورتیں پڑھی جائیں، ان کو پڑھنے سے حاصل ہو جاتی ہے، اور اگر وہ مسنون سورتیں پڑھی جائیں، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، تو ان کی فضیلت اور بھی زیادہ ہے، اور ان میں مذکورہ فضیلت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کو اور سونے کے وقت مختلف آیات اور سورتوں کا پڑھنا اور ان کی فضیلتیں بھی ثابت ہیں، جن میں سے آگے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔

## سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وَكَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ  
 فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْتُو مِنْ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى  
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَذَكَرَ الْحَدِيثَ - فَقَالَ: إِذَا أُوْتِ  
 إِلَى فِرَاشِكَ فَأَقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ، لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ،  
 وَلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۔ والقناطر جمع قنطار واختلف في تقديره فقيل سبعون ألف دينار وقيل سبعة آلاف دينار وقيل مائة وعشرون رطلاً وقيل مائة رطل وقيل ألف مشقال وقيل ألف ومائتا أوقية وقيل معناه الشيء الكثير مأخوذ من عقد الشيء واحكامه وقال بن عطية القول الأخير قيل هذا أصح الأقوال لكن يختلف القنطار في البلاد باختلافها في قدر الوقية (فتح الباری لابن حجر، ج ۱ ص ۲۵۸، ۲۵۹، قوله باب قول النبي صلى الله عليه وسلم إن هذا المال خضرة حلوة)

صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ (بخاری، رقم الحدیث ۳۲۷۵)

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی زکاۃ (کے مال) کی حفاظت کی ذمہ داری مقرر کی، تو (ایک مرتبہ) ایک آنے والا آیا جو کہ (زکاۃ کے) کھانے (یعنی غلہ) میں سے (چوری کے طور پر) مٹھیاں بھرنے لگا، تو میں نے اس کو پکڑ لیا، پھر میں نے کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر جاؤں گا، پھر لمبی حدیث ذکر کی (جس میں یہ مضمون ہے کہ اس چور نے کہا کہ میں آپ کو ایسے کلمات بتلا دوں گا، جن سے آپ کو بے حد فائدہ ہوگا، لہذا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ لے جائیں) پھر اس (کھانا اٹھانے یا چوری کرنے والے) نے کہا کہ جب آپ اپنے بستر پر آئیں، تو آئیۃ الکرسی پڑھ لیں، اللہ کی طرف سے برابر آپ پر حفاظت کرنے والا مقرر رہے گا، اور صبح ہونے تک آپ کے پاس شیطان نہیں آسکے گا، پھر (جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ سنایا گیا، تو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا، حالانکہ وہ جھوٹا ہے (کیونکہ وہ شیطان تھا) (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کو سوتے وقت آئیۃ الکرسی پڑھنے سے انسان شیطان کی دسترس سے محفوظ ہو جاتا ہے، اور اللہ کی طرف سے فرشتہ کے ذریعہ سے اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔

اور یہ مضمون سابقہ ان احادیث کے مطابق ہے، جن میں سوتے وقت اللہ کا ذکر کرنے کی مذکورہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔

اور بے شک اللہ کا ذکر کسی دوسری شکل میں کرنے سے بھی یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے، لیکن آئیۃ الکرسی میں اس کی تاثیر زیادہ ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ.

## سوتے وقت مَعُوذَتَيْنِ اور سورہ اخلاص پڑھنا

مختلف احادیث میں سوتے وقت معوذتین (یعنی سورہ فلق، اور سورہ ناس) اور سورہ اخلاص پڑھنے کا بھی ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُوِيَ إِلَى فِرَاشِهِ، نَفَثَ فِي كَفِيهِ بِقُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيعًا، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ، وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا اشْتَكَى كَانَ يَأْمُرُنِي أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ بِهِ (بخاری، رقم الحدیث ۵۷۴۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر (نیند کے لئے) تشریف لے جاتے (یعنی سونے کا ارادہ فرماتے) تو اپنے ہاتھوں پر قُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (یعنی سورہ اخلاص) اور معوذتین (یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھ کر دم کرتے (یعنی اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے) پھر ان دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر اور جسم کے جس حصہ تک ہاتھ پہنچ سکتا، پھیر لیتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو مجھے اسی طرح کرنے (یعنی اپنے جسم پر دم کر کے پھیرنے) کا حکم فرماتے تھے (بخاری)

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ سورتیں پڑھنے اور اپنے جسم پر دم کرنے کا عمل تین مرتبہ کرتے تھے، اور ہاتھ پھیرنے کی ابتداء اپنے سر اور چہرہ اور جسم کے آگے والے حصہ سے فرماتے تھے۔ ۱

۱ عن عائشة رضی اللہ عنہا " أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان إذا أوی إلى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



اس لئے اگر یہ عمل تین مرتبہ کیا جائے، تو زیادہ بہتر ہے، اگرچہ ایک مرتبہ بھی جائز اور فائدہ سے خالی نہیں۔

بعض روایات میں سوتے وقت سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ یعنی سورہ اخلاص پڑھنے کا یہ فائدہ ذکر کیا گیا ہے، کہ اس کی وجہ سے موت کے علاوہ ہر چیز سے امن حاصل ہو جاتا ہے۔ ۲  
مگر بعض محدثین حضرات نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۳  
بعض اور احادیث میں بھی رات کے وقت سورہ اخلاص کو خصوصیت کے ساتھ پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا ضَحَابِهِ: أَيُعِجْزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ  
تِلْكَ الْقُرْآنَ فِي لَيْلَةٍ؟ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا: أَيُّنَا يُطِيقُ ذَلِكَ

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

فراشه كل ليلة جمع كفيه ثم نفث فيهما، وقرأ فيهما قل هو الله أحد، وقل أعوذ برب  
الفلق، وقل أعوذ برب الناس ثم يمسح بهما ما استطاع من جسده: يبدأ بهما على رأسه  
ووجهه وما أقبل من جسده، يفعل ذلك ثلاث مرات (ابوداؤد، رقم الحديث ۵۰۵۶؛  
ترمذی، رقم الحديث ۳۴۰۲، ابن حبان، ذکر العدد الذي يستحب استعمال هذا  
الفعل به، رقم الحديث ۵۵۴۴)

فی حاشیة ابن حبان: اسنادہ صحیح.

۲ عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا وضعت جنبك على  
الفراش وقرأت فاتحة الكتاب و (قل هو الله أحد) فقد أمنت من كل شيء إلا الموت  
(مسند البزار، رقم الحديث ۷۳۹۳)

قال البزار: وهذا الحديث لا نعلمه يروى بهذا اللفظ إلا عن أنس من هذا الوجه، ولم نسمعه إلا من  
إبراهيم بن سعيد.

۳ قال المنذرى: رواه البزار ورجاله رجال الصحيح إلا غسان بن عبيد (الترغيب والترهيب،  
تحت رقم الحديث ۸۹۳)

وقال الهيثمي: رواه البزار، وفيه غسان بن عبيد، وهو ضعيف، ووثقه ابن حبان، وبقية رجاله رجال  
الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۳۰، باب ما يقول إذا آوى إلى فراشه وإذا  
انتبه)

يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: اللَّهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ (بخاری) ۱  
ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی  
اس بات سے عاجز ہے کہ وہ رات کے وقت میں تہائی قرآن پڑھے؟ تو یہ بات  
صحابہ کرام پر شاق (یعنی مشکل) گزری، اور انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے  
رسول! ہم میں سے اس (یعنی رات میں تہائی قرآن پڑھنے) کی کس کو طاقت  
ہوگی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ الواحد، الصمد (یعنی سورہ اخلاص کا  
پڑھنا) تہائی قرآن ہے (بخاری)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۲

## سوتے وقت سورہ کافرون پڑھنا

بعض روایات میں سوتے وقت سورہ کافرون پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔  
چنانچہ حضرت نوفل اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ:

اقْرَأْ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، ثُمَّ نَمْ عَلَى خَاتِمَتِهَا، فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِّنْ

۱ رقم الحدیث ۵۰۱۵، باب فضل قل هو الله أحد.

۲ عن أبي الدرداء، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: أيعجز أحدكم أن يقرأ في  
ليلة ثلاث القرآن؟ قالوا: وكيف يقرأ ثلاث القرآن؟ قال: قل هو الله أحد تعدل ثلث  
القرآن (مسلم، رقم الحدیث ۸۱۱ "۲۵۹"، باب فضل قراءة قل هو الله أحد)  
عن أبي أيوب، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " أيعجز أحدكم أن يقرأ في  
ليلة ثلاث القرآن؟ من قرأ: الله الواحد الصمد فقد قرأ ثلث القرآن (ترمذی، رقم  
الحدیث ۲۸۹۶، باب ما جاء في سورة الإخلاص)

قال الترمذی: وفي الباب عن أبي الدرداء، وأبي سعيد، وقتادة بن النعمان، وأبي هريرة، وأنس،  
وابن عمر، وأبي مسعود: هذا حديث حسن ولا نعرف أحداً روى هذا الحديث أحسن من رواية  
زائدة، وتابعه على روايته إسرائيل، والفضيل بن عياض، وقد روى شعبة، وغير واحد من الثقات هذا  
الحديث عن منصور، واضطر بوا فيه.

الشُّرُكِ (ابن حبان، رقم الحدیث ۵۵۲۶) ۱  
ترجمہ: آپ قل یا ایہا الکافرون (یعنی سورہ کافرون) کی قرأت کر لیں، پھر اس کو ختم کر کے آپ سو جائیں، تو یہ شرک سے برائت کا ذریعہ ہو جائے گا (ابن حبان)  
اس حدیث سے رات کو سونے سے پہلے سورہ کافرون پڑھنے کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی۔

## سوتے وقت سورہ ملک اور سورہ سجدہ پڑھنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ آيَةَ التَّنْزِيلِ  
السَّجْدَةِ، وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ (مسند احمد) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں سوتے تھے، جب تک کہ آیت تنزیل السجدہ (یعنی سورہ سجدہ) اور تبارک الذی بیدہ الملک (یعنی سورہ ملک) نہیں پڑھ لیا کرتے تھے (مسند احمد)

اس حدیث سے رات کو سونے سے پہلے سورہ ملک اور سورہ سجدہ پڑھنے کا سنت ہونا معلوم ہوا۔

## سوتے وقت سورہ زمر اور سورہ سجدہ پڑھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ كُلَّ لَيْلَةٍ تَنْزِيلَ السَّجْدَةِ،

۱ فی حاشیة ابن حبان:

إسناد صحیح، رجالہ ثقات رجال الصحیح.

۲ رقم الحدیث ۱۲۶۵۹.

فی حاشیة مسند احمد:

حدیث صحیح.

وَالزُّمَرِ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۳۶۴۳) ۱  
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات میں تنزیل السجدة (یعنی سورہ سجدہ) اور  
سورہ زمر پڑھا کرتے تھے (ابو یعلیٰ)

اس حدیث سے رات کو سورہ سجدہ اور سورہ زمر پڑھنے کا سنت ہونا معلوم ہوا۔

## سوتے وقت سورہ زمر اور بنی اسرائیل پڑھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الزُّمَرَ، وَبَنِي  
إِسْرَائِيلَ (سنن الترمذی) ۲

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں سوتے تھے، جب تک سورہ زمر اور  
سورہ بنی اسرائیل (یعنی سورہ اسراء) نہیں پڑھ لیا کرتے تھے (ترمذی)

اس حدیث سے رات کو سونے سے پہلے سورہ زمر اور سورہ اسراء پڑھنے کا سنت ہونا معلوم  
ہوا۔

۱ قال ابن حجر: وفي رواية الحسن بن عمر: كان يقرأ كل ليلة تنزيل السجدة والزمر. هذا  
حدیث حسن، أخرجه أحمد عن عفان (نتائج الافكار، ج ۳ ص ۶۵، باب: ما يقول إذا أراد النوم  
واضطجع على فراشه، المجلس ۲۳۳)

وقال حسين سليم أسد: إسناده صحيح (حاشية ابی یعلیٰ)

۲ رقم الحدیث ۳۴۰۵، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۴۹۰۸.

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح دون قوله: "كان يقرأ" فحسن.

وقال الهيثمي: قلت: هو في الصحيح خلا قوله: وكان يقرأ بنی اسرائیل والزمر. رواه أحمد،  
ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۳۶۴۲، باب صلاة سيدنا رسول الله صلی الله  
عليه وسلم)

وقال أيمن صالح شعبان: إسناده حسن (جامع الاصول فی احاديث الرسول، تحت رقم الحدیث  
۲۲۵۴)

## سوتے وقت بعض مزید سورتیں پڑھنے کا ذکر

بعض احادیث و روایات میں سوتے وقت یا رات کے وقت مزید دوسری سورتوں کے پڑھنے کا بھی ذکر آیا ہے، جن کی اسناد پر محدثین نے کلام کیا ہے، ان کا کچھ تذکرہ کیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سونے سے پہلے مسجات پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ اس حدیث کو بعض حضرات نے حسن اور بعض نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور مسجات بعض اہل علم حضرات نے ان سورتوں کو قرار دیا ہے، جن کے شروع میں تسبیح کا لفظ آتا ہے، مثلاً سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ، سَبِّحْ لِلَّهِ، يُسَبِّحُ لِلَّهِ، سُبْحَانَ الَّذِي۔ ۱

۱ عن عبد الله بن أبي بلال، عن العرياض بن سارية، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان لا ينام حتى يقرأ المسبحات، ويقول: فيها آية خيبر من ألف آية (ترمذی، رقم الحدیث ۳۴۰۶، ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۰۵۷، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۱۶۰)

۲ قال الترمذی: هذا حدیث حسن غریب.

فی حاشیة مسند احمد: إسناده ضعیف، لجهالة ابن أبي بلال - وهو عبد الله - فلم يرو عنه غير خالد بن معدان، ولم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان، ولعننة بقیة بن الولید، فهو يدلّس ویسوی، ومثله یحتاج إلى التصریح بالتحديث فی جميع طبقات الإسناد. وباقی رجال الإسناد ثقات، والصحیح إرساله كما سیرد.

وأخرجه أبو داود ۵۰۵۷، والترمذی ۲۹۲۱ و ۳۴۰۶، والنسائی فی "الكبرى" ۱۰۵۴۹ و ۱۰۵۵۰ - وهو فی "عمل اليوم والليلة" ۱۳ و ۱۴ - ويعقوب بن سفيان فی "المعرفة والتاریخ" ۳۲۷/۲ وابن أبي عاصم فی "الآحاد والمثاني" ۱۳۳۵، والطبرانی فی "الكبير" ۱۸/۶۲۵، وابن السني فی "عمل اليوم والليلة" ۶۸۲، والبيهقي فی "الشعب" ۲۵۰۳ و ۲۵۰۴ من طرق عن بقیة بن الولید، بهذا الإسناد.

وأخرجه الدارمی ۳۴۲۴، والنسائی فی "الكبرى" ۱۰۵۵۱ - وهو فی "عمل اليوم والليلة" ۱۵ - من طریق معاوية بن صالح، عن بحير بن سعد، عن خالد بن معدان، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مرسلًا. وهذا إسناد صحیح.

وجاء عند النسائی عقب الحدیث: قال معاوية: إن بعض أهل العلم كانوا يجعلون المُسَبِّحات ستاً: سورة الحديد والحشر والحوارین (یعنی الصف) وسورة الجمعة والتغابن وسبح اسم ربك الأعلى.

﴿بقیة حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس نے ہر رات میں سورہ واقعہ پڑھی، تو اس کو کبھی فاقہ نہیں پہنچے گا۔ ۱

مگر اس حدیث کی سند پر محدثین نے کلام کیا ہے، بعض نے اس حدیث کو ضعیف اور بعض نے منکر قرار دیا ہے۔ ۲

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

قال السندی قوله: يقرأ المُسَبِّحات، أى: السور المُصَدَّرَة بالتسبيح، مثل: سَبَّحَ اللهُ، أو يُسَبِّحُ اللهُ، أو سَبَّحَ اسم ربك، أو سبحان الذى أسرى بعبدہ. آية: لعلها: (هو الله الذى لا إله إلا هو....) (الحشر ۲۳. ۲۲ إلى آخر السورة، والمراد بالآية القطعة، وكان يُبهمها ترغيباً لهم فى قراءة الكل) حاشية مسند احمد، تحت رقم الحديث (۱۷۱۶۰)

(عن العرياض) بكسر العين (ابن سارية أن النبي - صلى الله عليه وسلم - كان يقرأ المسبحات) بكسر الباء نسبة مجازية وهى السور التى فى أوائلها سبحان أو سبح بالماضى أو يسبح أو سبح بالأمر وهى سبعة: (سبحان الذى أسرى) (الإسراء 1): (الحديد والحشر والصف والجمعة والتغابن والأعلى (قبل أن يرقد)، أى ينام (يقول) استئناف لبيان الحامل له على قراءة تلك السور كل ليلة قبل أن ينام (إن فيهن)، أى فى المسبحات (آية)، أى عظمة (خير)، أى هى خير (من ألف آية) قيل: هى: "لو أنزلنا هذا القرآن" وهذا مثل اسم الله أكبر من بين سائر الأسماء فى الفضيلة فعلى هذا فيهن، أى فى مجموعهن، وعن الحافظ ابن كثير أنها " (هو الأول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شىء عليم) (الحديد 3): "اهم والأظهر أنها هى الآية التى صدرت بالتسبيح، وفيهن بمعنى جميعهن، والخيرية لمعنى الصفة التنزيهية الملتزمة للنعوت الإثباتية، وقال الطيبي: أخفى الآية فيها كإخفاء ليلة القدر فى الليالى وإخفاء ساعة الإجابة فى يوم الجمعة محافظة على قراءة الكل لثلاث تشذ تلك الآية (رواه الترمذى وأبو داود)، أى عن العرياض (مرقاة المفاتيح، ج ۳ ص ۱۳۸۰، كتاب فضائل القرآن)

۱ أخبرنا أبو طاهر الفقيه، أخبرنا أبو حامد بن بلال، حدثنا أبو الأحوص إسماعيل بن إبراهيم الإسفرايينى، حدثنا العباس بن الفضل البصرى، حدثنا السرى بن يحيى، حدثنا شجاع، عن أبي ظبية، عن ابن مسعود، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من قرأ سورة الواقعة فى كل ليلة لم تصبه فاقة أبداً، وكان ابن مسعود يأمر بناته يقرآن بها كل ليلة" وكذا رواه يونس بن بكير، عن السرى (شعب الإيمان للبيهقى، رقم الحديث ۲۲۶۹)

۲ قال ابن حجر: هذا حديث غريب، أخرجه عبد الله بن وهب فى جامعه عن السرى بن يحيى، عن أبي شجاع. وأخرجه أبو بكر بن أبى داود وعلى بن سعيد العسكرى، كلاهما فى كتاب ثواب

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور بعض روایات میں یہ مضمون تھوڑے بہت اضافہ کے ساتھ آیا ہے، مگر ان روایات کو بعض

### ﴿گزشتہ صفحے کا تیسرا حاشیہ﴾

القرآن. من طریق ابن وهب. وأخرجه الحارث بن أبي أسامة وأبو يعلى الموصلي في مسنديهما، وابن السنن في عمل اليوم والليلة، والبيهقي في الشعب، وابن عبد البر في التمهيد، وابن مردويه، والثعلبي في التفسير، كلهم بأسانيد تدور على السري بن يحيى.

واختلفوا على شيخه كما اختلف على عمرو بن الربيع بن طارق، فقال بعضهم: عن شجاع، وبعضهم: عن أبي شجاع، والثاني هو المعتمد. وجوز أبو الحسن بن القطان في بيان ما في الأحكام أنه سعيد بن يزيد الإسكندراني، وهو الذي رجح عندي بعد البحث الشديد. واختلفوا في ضبط شيخه، فعند الأكثر بفتح الطاء المهملة وسكون الياء التحنانية بعدها موحدة مفتوحة، وضبطه البيهقي بالمعجمة وتقدير الموحدة، والأول المعتمد، وهو عيسى بن سليمان الجرجاني كما جزم به ابن أبي حاتم.

ونقل ابن الجوزي عن الإمام أحمد أنه سئل عن أبي شجاع، وأبي طيبة في هذا الحديث فقال: لا أعرفهما. ووها ابن الجوزي هذا الحديث كذلك. وأما البيهقي فقال: أبو طيبة شيخ مجهول، فالحديث عنده ضعيف لذلك. والذي يترجح أن ضعفه بسبب الانقطاع، فإن أبا طيبة الجرجاني لم يدرك ابن مسعود، وأقل ما بينهما راويان، فيكون السند معضلاً. ولم أجد لهذا المتن شاهداً إلا شيئاً أخرجه أبو عبيد. وبهذا السند إلى أبي عبيد ثنا حسان بن عبد الله عن سليمان التيمي قال: قالت عائشة رضی اللہ عنہا للنساء: لا يعجز إحداكن أن تقرأ سورة الواقعة. وهذا مع كونه موقوفاً منقطع السند، والله أعلم (نتائج الافكار، ج ۳ ص ۲۶۳، ۲۶۴، فصل: اعلم أن قراءة القرآن أكد الأذكار كما قدمنا، فينبغي المداومة عليها الخ، المجلس ۲۸۲)

وقال الالباني: من قرأ سورة الواقعة في كل ليلة لم تصبه فاقة أبداً.

ضعيف. أخرجه الحارث بن أبي أسامة في "مسنده ۱۷۸ - من زوانده وابن السنن في "عمل اليوم والليلة" (رقم ۶۷۴ وابن لال في "حديثه ۱/۱۱۶ وابن بشران في "الأمالي ۱/۳۸/۲۰ والبيهقي في "الشعب" وغيرهم من طريق أبي شجاع عن أبي طيبة عن ابن مسعود مرفوعاً، وهذا سند ضعيف.

قال الذهبي: أبو شجاع نكرة لا يعرف، عن أبي طيبة، ومن أبو طيبة؟ عن ابن مسعود بهذا الحديث مرفوعاً.

وقد أشار بهذا الكلام إلى أن أبا طيبة نكرة لا يعرف، وصرح في ترجمته بأنه مجهول. ثم إن في سند الحديث اضطراباً من وجوه ثلاثة بينها الحافظ ابن حجر في "اللسان" في ترجمة أبي شجاع هذا فليراجع من شاء. وفي "فيض القدير" للمناوي: وقال الزبلي تبعاً لجمع: هو معلول من وجوه: أحدها: الانقطاع كما بينه الدارقطني وغيره. الثاني: نكارة متنه كما ذكره أحمد. الثالث: ضعف رواته كما قاله ابن الجوزي. الرابع: اضطرابه، وقد أجمع على ضعفه أحمد وأبو حاتم وابنه والدارقطني والبيهقي وغيرهم. وقال المنأوي في التيسير والحديث منكر (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۲۸۹)

حضرات نے شدید ضعیف اور بعض نے موضوع و بے اصل قرار دیا ہے۔ ۱  
ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس نے رات میں سورہ دخان پڑھی، تو وہ اس حال میں  
صبح کرے گا کہ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہوں گے۔ ۲  
مگر اس حدیث کو محدثین نے منکر اور شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ ۳

۱۔ قال الفتی: ابن عباس رفعه "من قرأ سورة الواقعة كل ليلة لم يصبه فاقة أبداً ومن قرأ في كل  
ليلة لا أقسم بيوم القيامة لقي الله يوم القيامة وجهه في صورة القمر ليلة البدر" فيه أحمد اليمامي  
كذاب.

أنس رفعه "من قرأ سورة الواقعة وتعلمها لم يكتب من الغافلين ولم يفتقر هو وأهل بيته، ومن قرأ  
والفجر وليال العشر غفر له" في ليال العشر فيه عبد القدوس ابن حبيب متروك (تذكرة  
الموضوعات للفتى، ج ۱ ص ۷۸، باب فضل القرآن والنظر فيه والسور وتعلم الصبي التسمية ورفع  
ورقتها الخ)

وقال الالباني: "من قرأ سورة الواقعة كل ليلة لم تصبه فاقة أبداً، ومن قرأ كل ليلة (لا أقسم بيوم  
القيامة) لقي الله يوم القيامة ووجهه في صورة القمر ليلة البدر."

موضوع. رواه الديلمي من طريق أحمد بن عمر اليمامي بسنده إلى ابن عباس رفعه. ذكره السيوطي  
في "ذيل الأحاديث الموضوعة ۷۷۱ وقال: أحمد اليمامي كذاب."

من قرأ سورة الواقعة وتعلمها لم يكتب من الغافلين، ولم يفتقر هو وأهل بيته. "موضوع. أورد  
السيوطي في "ذيل الأحاديث الموضوعة ۷۷۷ من رواية أبي الشيخ بسنده عن عبد القدوس بن  
حبيب عن الحسن عن أنس رفعه. وقال السيوطي: عبد القدوس بن حبيب متروك. قلت: وقال عبد  
الرزاق: ما رأيت ابن المبارك يفصح بقوله: كذاب إلا لعبد القدوس وقد صرح ابن حبان بأنه كان  
يضع الحديث (سلسلة الأحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۲۹۰، و ۲۹۱)

۲۔ حدثنا سفيان بن وكيع قال: حدثنا زيد بن حباب، عن عمر بن أبي خثعم، عن  
يحيى بن أبي كثير، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه  
وسلم: من قرأ حم الدخان في ليلة أصبح يستغفر له سبعون ألف ملك (سنن الترمذي،  
رقم الحديث ۲۸۸۸)

۳۔ قال الترمذي: هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه. وعمر بن أبي خثعم يضعف قال  
محمد: وهو منكر الحديث.

وقال الفتى: فيه عمرو بن راشد يضعف قلت أخرجه الترمذي وابن ماجه وليس هو ابن راشد بل عمرو  
بن أبي خثعم ولم يجرح بكذب فلا يدفع حديثه (تذكرة الموضوعات للفتى، ج ۱ ص ۷۹، باب  
فضل القرآن والنظر فيه والسور وتعلم الصبي التسمية الخ)

وقال الزيلعي: ورواه البيهقي في شعب الإيمان في الباب التاسع عشر وقال عمر بن أبي خثعم منكر

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



## سوتے وقت کی ایک مسنون دعاء

حضرت حذیفہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو سونے کے وقت اپنے بستر پر آتے، تو یہ دعاء پڑھتے کہ:

اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا

ترجمہ: اے اللہ آپ کے نام سے ہی میں فوت ہوتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں

(بخاری) ۱

## سوتے وقت کی دوسری مسنون دعاء

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے وقت

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

الحديث انتهى وكذلك رواه ابن عدی فی الكامل وأعله بعمر بن عبد الله بن أبي خثعم وقال إنه منكر الحديث

وبهذا السند رواه الثعلبي ومن طريقه رواه البغوي

وقال ابن حبان في كتاب الضعفاء عمر بن أبي راشد اليمامي وهو الذي يقال له عمر بن عبد الله بن أبي خثعم كان يروي الموضوعات عن الثقات لا يحل كتب حديثه إلا على سبيل القدح وأسند عن ابن معين انه قال فيه ليس بشيء (تخریج الأحادیث والآثار الواقعة فی تفسیر الکشاف للزمخشري، تحت رقم الحديث ۱۱۸۰)

۱ عن حذيفة رضي الله عنه، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أخذ مضجعه

من الليل، وضع يده تحت خده، ثم يقول: اللهم باسمك أموت وأحيا وإذا استيقظ

قال: الحمد لله الذي أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور (بخاری، رقم الحديث ۶۳۱۳،

باب وضع اليد اليمنى تحت الخد الأيمن)

عن حذيفة، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أراد أن ينام قال: باسمك اللهم

أموت وأحيا وإذا استيقظ من منامه قال: الحمد لله الذي أحيانا بعد ما أماتنا وإليه

النشور (بخاری، رقم الحديث ۶۳۲۳)

عن أبي ذر رضي الله عنه، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أخذ مضجعه من

الليل قال: اللهم باسمك أموت وأحيا فإذا استيقظ قال: الحمد لله الذي أحيانا بعد ما

أماتنا وإليه النشور (بخاری، رقم الحديث ۶۳۲۵، باب ما يقول إذا أصبح)

اپنے دائیں ہاتھ کو تکیہ بناتے (یعنی اپنے سر کے نیچے رکھتے) پھر یہ دعاء پڑھتے کہ:

رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ، عِبَادَكَ.

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اپنے عذاب سے بچالیں، اُس (قیامت کے) دن کہ جس دن آپ اپنے بندوں کو (زندہ کر کے) اٹھائیں گے (ترمذی) ۱۔  
اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۲۔

## سوتے وقت کی تیسری مسنون دعاء

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آتے تھے، تو یہ دعاء پڑھتے تھے کہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكَفَانَا وَأَوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِي.

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا، اور ہماری کفایت (و حفاظت) فرمائی، اور ہمیں (ضرورت پوری کرنے اور شر سے بچنے کا) ٹھکانہ عطا فرمایا، پس کتنے لوگ ایسے ہیں، جن کے لئے نہ (ضرورت پوری کرنے

۱۔ عن البراء بن عازب، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوسد يمينه عند المنام، ثم يقول: رب قني عذابك يوم تبعث عبادك - هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه (ترمذی، رقم الحديث ۳۳۹۹)

۲۔ عن حذيفة بن اليمان: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا أراد أن ينام وضع يده تحت رأسه، ثم قال: اللهم قني عذابك يوم تجمع - أو تبعث - عبادك: هذا حديث حسن صحيح (ترمذی، رقم الحديث ۳۳۹۸)

عن عبد الله، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا أوى إلى فراشه وضع يده - يعني اليمنى - تحت خده، ثم قال: قني عذابك يوم تبعث - أو تجمع عبادك (ابن ماجه، رقم الحديث ۳۸۷۷)

عن حفصة، زوج النبي صلى الله عليه وسلم، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أراد أن يرقد وضع يده اليمنى تحت خده ثم يقول: اللهم قني عذابك يوم تبعث، عبادك ثلاث مرار (ابوداؤد، رقم الحديث ۵۰۴۵)

اور شُر سے بچنے کے لئے) کفایت کا سامان ہے، اور نہ (آرام پانے کے لئے)  
ٹھکانہ کی جگہ ہے (مسلم) ۱

## سوتے وقت کی چوتھی مسنون دعاء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص لیٹنا چاہے، تو وہ دائیں کروٹ پر لیٹے، اور یہ دعاء پڑھے کہ:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّيَ بَكَ وَضَعْتُ جَنبِي، وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنَّ  
أَمْسَكْتَ نَفْسِي، فَأَغْفِرْ لَهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَأَحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ  
عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ.

ترجمہ: آپ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، اے اللہ! میرے رب، آپ کے حکم سے میں نے اپنی پیشانی کو (لیٹنے اور سونے کے لئے) رکھ دیا ہے، اور آپ کے حکم سے ہی میں اس کو اٹھاؤں گا، اگر آپ نے میری جان کو روکے رکھا (یعنی مجھے اسی حال میں موت دے دی) تو آپ میرے نفس کی مغفرت فرما دیجئے، اور اگر آپ نے اسے چھوڑ دیا، تو آپ اس کی اس طرح حفاظت فرمائیے، جس طرح آپ اپنے نیک صالح بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں (مسلم، بخاری) ۲

۱ عن أنس، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان إذا أوى إلى فراشه، قال:  
الحمد لله الذي أطعنا وسقانا، وكفانا وآوانا، فكم ممن لا كافي له ولا مؤوى (مسلم،  
رقم الحديث ۲۷۱۵ "۶۳")

۲ عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: " إذا أوى أحدكم إلى  
فراشه، فليأخذ داخله إزاره، فلينفذ بها فراشه، وليسم الله، فإنه لا يعلم ما خلفه بعده  
على فراشه، فإذا أراد أن يضطجع، فليضطجع على شقه الأيمن، وليقل: سبحانك  
اللهم ربى بك وضعت جنبى، وبك أرفعه، إن أمسكت نفسى، فأغفر لهما، وإن  
أرسلتها فأحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين (مسلم، رقم الحديث ۶۳ "۲۷۱۳"،  
باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع، بخارى، رقم الحديث ۲۳۴۰)

## سوتے وقت کی پانچویں مسنون دعاء

حضرت ابواز ہر انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعاء کرتے کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِيْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبِيْ وَاخْسِءْ شَيْطَانِيْ وَفُكِّ رِهَانِيْ وَثَقِّلْ مِيْزَانِيْ وَاَجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْاَعْلٰى.

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا، اے اللہ! میرے گناہ بخش دیجیے اور میرے شیطان کو ڈور کر دیجیے اور میرے رہن (یعنی قرض یا بندوں کے حقوق) کو چھڑا دیجیے اور میرے میزانِ عمل کو وزنی فرما دیجیے، اور مجھے (آخرت کے) بلند مقام پر پہنچا دیجیے (طحاوی؛ ابوداؤد، طبرانی) ۱

## سوتے وقت کی چھٹی مسنون دعاء

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۱ عن ابي الأزهر الأنماری، أن رسول الله عليه السلام كان إذا أخذ مضجعه من الليل قال " :بسم الله وضعت جنبي اللهم اغفر ذنبي وأخسء شيطاني وفك رهاني وثقل ميزاني واجعلني في الندي الأعلى " قيل له :هذا عندنا والله أعلم كان رسول الله عليه السلام قبل إسلام شيطانه فلما أسلم استحال أن يكون صلى الله عليه وسلم يدعو الله فيه بذلك مع إسلامه الذي هو عليه (شرح مشكل الآثار، رقم الحديث ۱۱۲، واللفظ له؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۵۰۵۴؛ المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۷۵۹؛ الدعاء للطبراني، رقم الحديث ۲۶۴؛ مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ۴۳۵؛ مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۹۸۲، وغيره)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخبرنا به.

وقال الحافظ العسقلاني: وروينا بالإسناد الحسن في سنن أبي داود، عن أبي الأزهری، ويقال: أبو زهير الأنماری رضی اللہ عنہ؛ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أخذ مضجعه من الليل قال: (باسم الله وضعت جنبي، اللهم اغفر ذنبي. وأخسء شيطاني، وفك رهاني، واجعلني في الندي الأعلى) (نتائج الافكار، ج ۳، ص ۵۹، باب: ما يقول إذا أراد النوم واضطجع على فراشه)

کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو یہ دعا پڑھ لیا کرو، پھر اگر تم اس رات میں فوت ہو گئے تو فطرت (یعنی اسلام) پر فوت ہوؤ گے، اور اگر صبح تک حیات رہے، تو (عظیم) اجر پاؤ گے، وہ دعاء یہ ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ اَسَلْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ، وَفَوَضْتُ  
اَمْرِيْ اِلَيْكَ، وَاللِّجَاتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ، لَا  
مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ، اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ،  
وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ.

ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنے کو آپ کے سپرد کر دیا، اور میں نے اپنی توجہ کو آپ کی طرف کر دیا، اور اپنے معاملے کو آپ کے سپرد کر دیا، اور اپنی پیٹھ کو آپ کے حوالے کر دیا، آپ کی طرف رغبت اور خوف کے ساتھ، نہ تو کوئی پناہ گاہ ہے اور نہ کوئی نجات پانے کی جگہ ہے، سوائے آپ کے، میں آپ کی اس کتاب پر ایمان لایا، جو آپ نے نازل کی ہے (یعنی قرآن مجید) اور آپ کے اس نبی پر بھی ایمان لایا، جو آپ نے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں) بھیجا ہے (بخاری، مسلم)

بعض روایات میں تھوڑے بہت الفاظ کا فرق پایا جاتا ہے۔ ۱

## سوتے وقت کی ساتویں مسنون دعاء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم فرماتے تھے کہ

۱ عن سعد بن عبيدة، حدثني البراء بن عازب، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: " إذا أخذت مضجعك، فتوضأ وضوءك للصلاة، ثم اضطجع على شقك الأيمن، ثم قل: اللهم إني أسلمت وجهي إليك، وفوضت أمري إليك، والنجاة ظهري إليك رغبة ورهبة إليك، لا ملجأ ولا منجأ منك إلا إليك، آمنت بكتابك الذي أنزلت، وبنبيك الذي أرسلت، واجعلهن من آخر كلامك، فإن مت من ليلتك، مت وأنت على الفطرة قال: فرددتهن لأستدكرهن فقلت: آمنت برسولك الذي أرسلت، قال: " قل: آمنت بنبيك الذي أرسلت (مسلم، باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع، بخاری، رقم الحديث ۲۳۷، باب فضل من بات على الوضوء)

جب ہم میں سے کوئی سونے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے کہ:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ  
وَالنَّوَى، مُنْزِلَ التَّوْرَةِ وَالْاِنْجِيْلِ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ  
اَخَذْتَ بِنَاصِيَتِهَا، اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ  
بَعْدَكَ شَيْءٌ، اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ.

ترجمہ: اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے رب! اور ہر چیز کے رب! دانے اور  
گٹھلی کو پھاڑنے والے، تورات اور انجیل (اور قرآن) کو نازل کرنے والے،  
میں آپ کے ذریعہ سے ہر زمین پر چلنے والی چیز کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں،  
جس کی پیشانی آپ کے قبضہ میں ہے، آپ ہی اول ہیں، پس آپ سے پہلے کوئی  
چیز نہیں، اور آپ ہی آخر ہیں، پس آپ کے بعد کوئی چیز نہیں، مجھ سے دین  
(قرض) کو ادا کر دیجئے (اور اتار دیجئے) اور مجھ سے فقر و فاقہ کو دور کر دیجئے  
(طبرانی، مسلم) ۱

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے  
کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ، وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ  
شَيْءٍ، مُنْزِلَ التَّوْرَةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى، لَا اِلٰهَ  
اِلَّا اَنْتَ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ اَخَذْتَ بِنَاصِيَتِهَا، اَنْتَ

۱ عن سہیل بن ابی صالح، عن ابيہ، عن ابي ہریرۃ، رضی اللہ عنہ عن النبی صلی  
اللہ علیہ وسلم أنه كان يقول إذا أوى إلى فراشه: اللهم رب السماوات ورب الأرض  
ورب كل شيء، فالق الحب والنوى، منزل التوراة والإنجيل، أعوذ بك من شر كل  
دابة أنت أخذت بناصيتها، أنت الأول فليس قبلك شيء، وأنت الآخر فليس بعدك  
شيء، اقض عني الدين وأغنني من الفقر (الدعاء للطبراني، رقم الحديث ۲۶۱، واللفظ  
لہ، مسلم، رقم الحديث ۲۷۱۳ "۶۱")

الْأَوَّلُ لَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ لَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ  
الظَّاهِرُ لَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ لَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، إِقْضِ  
عَنَا الدَّيْنَ، وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ.

ترجمہ: اے اللہ! سات آسمانوں کے رب! اور عرشِ عظیم کے رب! ہمارے رب  
اور ہر چیز کے رب! تورات اور انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے، دانے اور  
گٹھلی کو پھاڑنے والے، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں آپ کے ذریعہ سے  
ہرزین پر چلنے والی چیز کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں، جس کی پیشانی آپ کے  
قبضہ میں ہے، آپ ہی اول ہیں، آپ سے پہلے کوئی چیز نہیں، اور آپ ہی آخر  
ہیں، آپ کے بعد کوئی چیز نہیں، اور آپ ہی ظاہر (وغالب) ہیں، اور آپ سے  
اوپر کوئی چیز نہیں، اور آپ ہی باطن ہیں، اور آپ کے ورے (اور پیچھے) کوئی چیز  
نہیں، آپ ہم سے دین (قرض) کو ادا کر دیجئے (اور اُتار دیجئے) اور ہم سے  
نقر و فاقہ کو دور کر دیجئے (مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد) ۱

## سوتے وقت تسبیحِ فاطمی پڑھنا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۱ عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان يدعو عند النوم " اللهم  
رب السماوات السبع، ورب العرش العظيم، ربنا ورب كل شيء، منزل التوراة  
والإنجيل والقرآن، فائق الحب والنوى، لا إله إلا أنت، أعوذ بك من شر كل شيء أنت  
أخذ بناصيته، أنت الأول ليس قبلك شيء، وأنت الآخر ليس بعدك شيء، وأنت  
الظاهر ليس فوقك شيء، وأنت الباطن ليس دونك شيء، اقض عنا الدين، وأغننا من  
الفقر (مسند أحمد، رقم الحديث ۹۲۳۷، واللفظ له، ترمذی، رقم الحديث  
۳۳۰۰، ابوداؤد، رقم الحديث ۵۰۵۱)

قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح.

وفی حاشیة مسند احمد: حديث صحيح.

کہ:

وَإِذَا أُولَىٰ أَحَدِكُمْ إِلَىٰ فِرَاشِهِ أَوْ مَضَجَعِهِ سَبَّحَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ،  
وَحَمَدَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَهِيَ مِائَةٌ عَلَى اللِّسَانِ،  
وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ (سنن النسائي، رقم الحديث ۱۳۴۸)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ تینتیس مرتبہ سبحان اللہ پڑھے، اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھے اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھے تو یہ زبان پر ایک سو (کلمات) بن گئے اور اعمال نامہ میں ایک ہزار (کلمات) بن گئے (نسائی)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات کو سوتے وقت تینتیس مرتبہ سبحان اللہ پڑھنے، اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھنے اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھنے کی تلقین فرمائی، اور اس عمل کو دنیا میں خادم (ملازم) کے حاصل ہونے سے بہتر قرار دیا (بخاری) ۱

ملاحظہ رہے کہ کئی احادیث میں مذکورہ تسبیحات کو ہر نماز کے بعد پڑھنے کی بھی فضیلت آئی ہے، خلاصہ اس پوری بحث کا یہ ہے کہ کئی احادیث میں رات کو سوتے وقت ذکر کرنے، مختلف سورتیں اور دعائیں پڑھنے کا ذکر آیا ہے، جن کو یا ان میں سے کسی بھی سورت و دعاء کو پڑھ لینا عظیم فضیلت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

۱۔ حدیثنا علی، أن فاطمة عليهما السلام أتت النبي صلى الله عليه وسلم تشكو إليه ما تلقى في بدها من الرحي، وبلغها أنه جاءه رقيق، فلم تصادفه، فذكرت ذلك لعائشة، فلما جاء أخبرته عائشة، قال: فجاءنا وقد أخذنا مضاجعنا، فذهبنا نقوم، فقال: علي مكانكما فجاء فقعده بيني وبينها، حتى وجدت برد قدميه علي بطني، فقال: ألا أدلكما علي خير مما سألتكما؟ إذا أخذتما مضاجعكما - أو أويتما إلي فراشكما - فسبحا ثلاثا وثلاثين، واحمدا ثلاثا وثلاثين، وكبيرا أربعا وثلاثين، فهو خير لكما من خادم (بخاری، رقم الحديث ۵۳۶۱)



## بے خوابی، بد خوابی اور گھبراہٹ پر مسنون اذکار پڑھنا

بے خوابی یعنی نیند نہ آنا، یا بد خوابی یعنی بُرے اور ڈراؤنے خواب نظر آنا، یا نیند میں گھبرا کر اٹھ جانا، یہ سب ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے نتیجے میں انسان کا چین و سکون متاثر ہوتا ہے، اور انسان سخت بے چینی اور پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے۔

اور آج کے دور میں اس طرح کی شکایات بہت عام ہیں۔ احادیث مبارکہ میں ایسی حالتوں میں مسنون اور پاکیزہ دعائیں اور اذکار ذکر کیے گئے ہیں، جن کو پڑھنے کے نتیجے میں مذکورہ شکایات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ آگے اس طرح کے اذکار اور دعاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

## وحشت، بے خوابی و بد خوابی کی ایک مسنون دعاء

حضرت ولید بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَجْدُ وَحْشَةً، قَالَ: إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَقُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ. وَعِقَابِهِ. وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ، فَإِنَّهُ لَا يُضْرِكُ، وَبِالْحَبْرِيِّ أَنْ لَا يَقْرَبَكَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۵۷۳) ۱

ترجمہ: انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے (نیند کے وقت) وحشت (گھبراہٹ) محسوس ہوتی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ اپنے بستر پر (سونے کے لئے) آئیں، تو آپ یہ کلمات کہہ لیا کریں کہ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ. وَعِقَابِهِ. وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ

۱ فی حاشیة مسند احمد: حدیث محتمل للتحسین بشواہدہ.

هَمْزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونَ.

”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کامل، مکمل کلمات کے ذریعہ سے اس کے غضب سے اور اس کے عقاب و سزا سے، اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں“

تو آپ کو (شیطان، جنات، جادو وغیرہ کی شکل میں) کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی بلکہ تمہارے قریب بھی نہیں آئے گی (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سند سے اس طرح کی دعائے نیند میں گھبراہٹ کے وقت بھی مروی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا فَرَعَ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمْزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونَ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، يُلْقِنُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهِ، وَمَنْ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِي صَكِّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ (سنن الترمذی) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نیند میں گھبرا جائے تو یہ کلمات پڑھ لے کہ:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمْزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونَ.

”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کامل، مکمل کلمات کے ذریعہ سے اس کے غضب سے اور اس کے عقاب و سزا سے، اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے

۱ رقم الحدیث ۳۵۲۸، مسند احمد، رقم الحدیث ۶۶۹۶.

قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب.

وفي حاشية مسند احمد: حديث محتمل للتحسين.

اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں“  
تو اس کو ہرگز کوئی ضرر اور نقصان نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے سمجھ دار بچوں کو یہ دعاء سکھایا کرتے تھے،  
اور جو سمجھدار نہ ہوتے تھے ان کے لیے ایک کاغذ میں لکھ کر گلے میں ڈال دیا  
کرتے تھے (ترمذی)

اس روایت سے قرآنی آیات اور مسنون دعاؤں کے تعویذ بنانے اور گلے میں ڈالنے کا  
ثبوت بھی ہوتا ہے۔

حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَكَاَ إِلَيْهِ أَهْوَائِلَ يَرَاهَا  
فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ: إِذَا أُوتِيَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ  
التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ  
وَأَنْ يَحْضُرُونَ (عمل اليوم والليلة لابن السني) ۱

۱ ج ۱، ص ۶۷۱، باب ما يقول من ابتلى بالأهوال يراها في منامه.

فی حاشیة مسند احمد: وهو عند ابن السني (۷۵۵) من حديث خالد بن الوليد، رواه من طريق  
مسدد، عن سفيان بن عيينة، عن ايوب بن موسى، عن محمد بن يحيى بن حبان، أن خالد بن الوليد،  
وهذا منقطع أيضاً.

وهو في "الموطأ" ۹۵۰/۲ "عن يحيى بن سعيد، أنه قال: بلغني أن خالد بن الوليد قال لرسول الله  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إني أروع في منامي... وآخر عند ابن السني (۷۴۷) عن محمد بن عبد الله  
بن غيلان، عن أبي هشام الرفاعي، عن وكيع بن الجراح، عن سفيان، عن محمد بن المنكدر، قال:  
جاء رجل إلى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فشكا إليه أهوايل يراها في المنام، فقال له النبي صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.. وأبو هشام الرفاعي - واسمه محمد بن يزيد بن محمد بن كثير بن رفاعة مختلف فيه،  
قال ابن معين والعجلي وسلمة بن قاسم: لا بأس به. وقال البرقاني: ثقة، أمرني الدارقطني أن أخرج  
حديثه في الصحيح، واحتج به مسلم، وضعفه البخاري وأبو حاتم والحكم أبو أحمد والنسائي،  
وباقى رجاله ثقات (حاشية مسند احمد، تحت رقم الحديث ۲۶۹۶)  
وقال الالباني: وجملته القول: أن الحديث بهذا الشاهد حسن (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت  
رقم الحديث ۲۶۲)

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نیند میں پریشان کن چیزیں دیکھنے کی شکایت کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ اپنے بستر پر آئیں، تو یہ دعاء پڑھ لیا کریں کہ:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ (عمل الیوم واللیلہ)

حضرت محمد بن محمد بن محمد بن یحییٰ بن حبان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُورَقُّ - أَوْ أَصَابَهُ أَرَقٌ - فَشَكَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَعَوَّذَ عِنْدَ مَنْامِهِ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ، وَمِنْ غَضَبِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ (عمل الیوم واللیلہ لابن السنی) ۱

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نیند نہیں آتی تھی، یا اُن کی نیند اُچٹ گئی تھی، تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو نیند کے وقت ان کلمات کی تعلیم دی کہ:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ، وَمِنْ غَضَبِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ (ابن سنی)

اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ دعاء بے خوابی، نیند کے اُچاٹ ہونے اور بد خوابی کی وجہ سے گھبراہٹ میں بھی مسنون اور مفید ہے۔

۱ ج ۱، ص ۶۷۷، واللفظ لہ؛ المطالب العالیہ للعسقلانی، رقم الحدیث ۳۴۸۷.

قال ابن حجر: هذا حديث مرسل، محمد بن يحيى تابعي (نتائج الافكار، ج ۳ ص ۱۰۹، باب: ما يقول إذا قلق في فراشه فلم ينام)

وقال الالباني: أخرجه ابن السني أيضا (رقم ۷۳۶)، ورجاله ثقات غير شيخه علي بن محمد ابن عامر فلم أعرفه. لكن يشهد له حديث محمد بن إسحاق عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحدیث ۲۶۲)

اور اگر چھوٹے بچے کو ان چیزوں کی شکایت ہو، تو اس دعاء کو لکھ کر بچے کے گلے میں ڈال دینا مفید ہے۔

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے مذکورہ مفہوم کی دعاء کا حکم فرمایا ہے۔  
چنانچہ سورہ مؤمنون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ . وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ  
يُّحْضِرُونِ (سورۃ المؤمنون، رقم الآيات، ۹۷، ۹۸)

ترجمہ: (اور یہ دعاء کیجئے کہ) اے میرے رب! میں شیطانوں کے وسوسوں سے  
آپ کی پناہ چاہتا ہوں، اور اے میرے رب! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں کہ وہ  
میرے پاس آئیں (سورہ مؤمنون)

## خواب یا نیند میں سخت گھبراہٹ سے نجات کی دعاء

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ أَفْرَعُ بِاللَّيْلِ، فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنِّي  
أَفْرَعُ بِاللَّيْلِ فَآخُذْ سِنْفِي، فَلَا أَلْقَى شَيْئًا إِلَّا ضَرَبْتَهُ بِسِنْفِي، فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَعْلِمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِي  
الرُّوحُ الْأَمِينُ؟ فَقُلْتُ: بَلَى. فَقَالَ: قُلْ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ  
الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمَا  
يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقَ  
يَطْرُقُ بِخَيْرٍ، يَا رَحْمَنُ، فَقَالَهَا، فَدَهَبَتْ عَنْهُ (المعجم الاوسط للطبرانی) ۱

۱ رقم الحدیث ۵۴۱۵.

قال الطبرانی: لم يرو هذا الحديث عن هشام بن حسان إلا المغيرة بن مسلم، تفرد به: شبابة.  
وقال الهيثمي: رواه الطبرانی في الأوسط، وفيه زكريا بن يحيى بن أيوب الضرير المدائني، ولم  
﴿بقية حاشية الگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: میں رات کے وقت گھبرا جاتا تھا، تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور میں نے عرض کیا کہ میں رات کے وقت میں گھبرا جاتا ہوں، پھر میں اپنی تلوار کو پکڑتا ہوں، تو میں جس چیز کو بھی پاتا ہوں، اس کو اپنی تلوار سے مارتا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھلا دوں، جو مجھے روح الامین (یعنی جبریل امین) نے سکھائے ہیں، تو میں نے عرض کیا کہ بے شک، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ یہ دعاء پڑھا کیجئے کہ:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ، يَا رَحْمَنُ.

”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کامل، مکمل کلمات کے ذریعہ سے کہ اُن سے نہ تو کوئی متقی آگے بڑھ سکتا، اور نہ کوئی گناہ گار، اُن چیزوں کے شر سے جو آسمان سے نازل ہوتی ہیں، اور جو آسمان پر چڑھتی ہیں، اور رات اور دن کے فتنوں کے شر سے، اور ہر رات کو آنے والی چیز سے، مگر وہ رات کو آنے والی چیز جو خیر کو لے کر آئے، اے رحمن“

### ﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أعرفه، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۰۶۵، باب ما يقول إذا أرق أو فرغ وقال الالباني: وقال "لم يرو هذا الحديث عن هشام بن حسان إلا المغيرة بن مسلم، تفرد به شابة". قلت: وهو ثقة حافظ محتج به في "الصحيحين"، وكذا من فوقه، فإنهم ثقات من رجال التهذيب "إن كان شيخ هشام بن حسان (جبيرا) فإن اسمه غير واضح في النسخة المصورة، ويمكن أن يقرأ (حميد)، ولكل من الاحتمالين ما يرجحه، ف (جبير) - وهو ابن نفيير - له رواية عن خالد بن الوليد عند أبي داود، و (حميد) - وهو ابن هلال - روى عنه هشام بن حسان عند مسلم وأبي داود كما في "تهذيب المزي"، وسواء كان هذا أو ذاك فهو ثقة، لكن يحتمل أن (حطم)، وهو "شيخ" كما في "ثقات ابن حبان ۱۹۳/۳" ولعله أراد الهيشمي بقوله ۱۲۶/۱۰ "رواه الطبراني في "الأوسط"، وفيه زكريا بن يحيى بن أيوب الضرير المدائني، ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات". قلت: قد عرفه الخطيب حين ترجمه برواية جمع من الحفاظ عنه كما تقدم بيانه في الحديث الذي قبله، فالسند حسن على الاحتمال المذكور، لاسيما وله طريق أخرى من رواية المسيب بن واضح (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۷۳۸)

تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات پڑھے، تو آپ کی وہ گھبراہٹ  
و بے چینی دُور ہوگئی (طبرانی)

اس طرح کا واقعہ اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۱

## بے خوابی اور نیند کے اُچاٹ ہونے کی ایک اور دعاء

حضرت ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَصَابَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَرْقٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا  
أَعَلِمَكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ نِمْتَ اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ ، وَمَا  
أَظَلَّتْ ، وَرَبَّ الْأَرْضَيْنِ ، وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ ، وَمَا أَضَلَّتْ ،

۱ عن أبي العالبة، عن خالد بن الوليد، أنه شكى إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: إني أجد فرعا بالليل فقال: "ألا أعلمك كلمات علمنيهن جبريل عليه السلام وزعم أن عفريتاً من الجن يكيدني قال: أعوذ بكلمات الله التامات التي لا يجاوزهن بر، ولا فاجر من شر ما ينزل من السماء وما يعرج فيها، ومن شر ما ذرأ في الأرض وما يخرج منها، ومن شر فتن الليل وفتن النهار، ومن شر طوارق الليل والنهار إلا طارقاً يطرق بخير يا رحمان (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۳۸۳۸)

قال الهيثمي: رواه الطبراني، وفيه المسيب بن واضح وقد وثقه غير واحد، وضعفه جماعة، وكذلك الحسن بن علي المعمرى، وبقيه رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۰۶۶، باب ما يقول إذا أرق أو فرغ)

وقال الالباني: قلت: وهذا إسناده رجاله ثقات غير المسيب هذا، فهو ضعيف، لكن ضعفه من قبل حفظه، فيمكن الاستشهاد به، وبخاصة أنه قد توبع، فرواه البيهقي في "الدلائل (7)"/ (96) من طريق حفصة بنت سيرين عن أبي العالبة به. ورجاله ثقات غير شيخه وشيخ شيخه "أبو حامد أحمد بن أبي العباس الزوزني: حدثنا أبو بكر محمد بن خنبل (!)" فإني لم أعرفهما. ولبعضه شاهد (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۷۳۸)

عن قتادة عن أبي رافع أن خالد بن الوليد جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فشكا إليه وحشة يجدها فقال له ألا أعلمك ما علمني الروح الأمين جبريل قال لي إن عفريتاً من الجن يكيدك فإذا أويت إلى فراشك فقل أعوذ بكلمات الله التامات التي لا يجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها ومن شر ما ذرأ في الأرض ومن شر ما يخرج منها ومن شر طوارق الليل والنهار ومن شر كل طارق يطرق إلا طارقاً يطرق بخير يا رحمان (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۱۹۸۳۱)

كُنْ لِي جَارِي مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيعًا أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ، أَوْ يَبْغِي، عَزَّ جَارُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۳۰۲۳۹)

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نیند اچاٹ ہوگئی، تو اُن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو ایسے کلمات نہ سکھلا دوں کہ جب آپ اُن کو پڑھ لیں گے، تو آپ کو نیند آجائے گی، وہ کلمات یہ ہیں کہ:

اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ، وَمَا أَظَلَّتْ، وَرَبَّ الْأَرْضِينَ، وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ، وَمَا أَضَلَّتْ، كُنْ لِي جَارِي مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيعًا أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ، أَوْ يَبْغِي، عَزَّ جَارُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ.

”اے اللہ! آسمانوں کے رب، اور اُن چیزوں کے رب جن پر آسمانوں نے سایہ کیا ہوا ہے، اور زمینوں کے رب، اور اُن چیزوں کے رب جن کو زمینوں نے اٹھایا ہوا ہے، اور شیاطین کے رب، اور اُن چیزوں کے رب جن کو شیاطین گمراہ کرتے ہیں، آپ میرے معاون اور محافظ بن جائیے، اپنی تمام مخلوق کے شر سے، کہ اُن میں سے کوئی مجھ پر زیادتی کرے، یا ظلم کرے، آپ کا تعاون اور حفاظت عزیز ترین ہے، اور آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں“ (ابن ابی شیبہ)

اس دعاء کو تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ اور محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔ ا

۱۔ عن ابن سابط، عن خالد بن الوليد، قال: كنت أرق من الليل، فقال لي النبي صلى الله عليه وسلم: " ألا أعلمك كلمات إذا قلتهم نمت؟، قل: اللهم رب السماوات وما أظلت ورب الأرضين وما أقلت ورب الشياطين وما أضلت كن لي جارا من شر جميع الجن والإنس، وأن يفرط علي أحد منهم أو أن يؤذيني عز جارك وجل ثناؤك ولا إله غيرك (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحدیث ۳۸۳۹)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



جن میں سے بعض کی اسناد پر محدثین نے کلام کیا ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا تیسرا حاشیہ﴾

عن عبد الرحمن بن سابط، عن خالد بن الوليد، أنه أصابه أرق، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم " ألا أعلمك كلمات إذا قلتها نمت؟ قل: اللهم رب السموات السبع وما أظلت، ورب الأرضين السبع وما أقلت، ورب الشياطين وما أضلت، كن لي جارا من شر خلقك جميعا؛ أن يفرط على أحد منهم أو أن يظفي، عز جارك، ولا إله غيرك "لم يروه عن مسعر إلا شعيب بن إسحاق تفرد به ابن بنت شريحيل (المعجم الصغير للطبراني، رقم الحديث ۹۸۳)

عن عبد الرحمن بن سابط قال: أصاب خالد بن الوليد أرق، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ألا أعلمك كلمات إذا قلتها نمت؟ قال: بلى يا رسول الله. قال: قل: اللهم رب السموات السبع وما أظلت، والأرضين السبع وما أقلت، ورب الشياطين وما أضلت، كن لي جارا من شر خلقك جميعا كلهم، أن يفرط على أحد منهم، أو يظفي، عز جارك، وجل ثناؤك، ولا إله غيرك (الدعاء للضبي، رقم الحديث ۱۲۶)

۱ قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، ورجاله رجال الصحيح إلا أن عبد الرحمن بن سابط لم يسمع من خالد بن الوليد. ورواه في الكبير بسند ضعيف بنحوه، وقال: " كن لي جارا من جميع الجن والإنس أن يفرط على أحد منهم، وأن لا يؤذيني، عز جارك، وجل ثناؤك، ولا إله غيرك (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۳۰۷، باب ما يقول إذا أرق أو فرغ)

وقال ابن حجر: هذا مرسل صحيح الإسناد، وكأنه الذي أشار إليه الترمذی. وابن سابط اسمه عبد الرحمن، وقيل: اسم أبيه عبد الله فنسب إلى جده، وسابط هو ابن أبي حميصة صحابي جمحي مكي، وعبد الرحمن تابعي صغير.

ورواه شعيب بن إسحاق، عن مسعر، وزاد في السند. قرأت علي فاطمة بنت المنجا عن سليمان بن حمزة قال: أنا الحافظ ضياء الدين المقدسي، أنا الإمام أبو الفتوح العجلي قال: أتنا أم إبراهيم الأصبهانية، قالت: أنا محمد بن عبد الله الضبي، أنا الطبراني، أنا أبو عامر محمد بن إبراهيم الصوري النحوي، أنا سليمان بن عبد الرحمن، أنا شعيب بن إسحاق، أنا مسعر، أنا علقمة بن مرثد، عن عبد الرحمن بن سابط، عن خالد بن الوليد رضی الله عنه: أنه أصابه أرق، فذكر الحديث بتامة.

قال الطبراني: لم يروه عن مسعر إلا شعيب بن إسحاق، تفرد به سليمان بن عبد الرحمن. قلت: أما تفرد سليمان عن شعيب فمسلّم، وأما الحصر في شعيب فمردود، فقد رواه محمد بن جابر اليمامي عن مسعر كما قال شعيب.

قرأت علي فاطمة بنت عبد الهادي عن محمد بن عبد الحميد، أنا إسماعيل بن عبد القوي، أنا فاطمة بنت سعد الخير قالت: أتنا فاطمة الجوزذانية، قالت: أنا أبو بكر بن ريدة، أنا الطبراني، أنا الحسين بن إسحاق، أنا محمد بن زبور أنا محمد بن جابر، أنا مسعر، فذكر مثل سياق شعيب في

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## بُرا خواب نظر آنے پر اس کے ضرر سے بچنے کی دعاء

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ (مسلم، رقم الحديث ۲۲۶۲)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی مکروہ و ناپسندیدہ (گھبراہٹ یا خوف پیدا کرنے والا) خواب دیکھے، تو اسے چاہئے کہ اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھو تھو کر دے، اور

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

السند، وفي المتن بمعناه.

ہكذا أورده الطبرانی في المعجم الكبير في مسند خالد بن الوليد، ولم يخرج السند مع ذلك عن الانقطاع، وأن (لأن) عبد الرحمن لم يدرك خالداً والله أعلم (نتائج الافكار، ج ۳ ص ۱۱۵، ۱۱۶، باب: ما يقول إذا قلق في فراشه فلم ينم، المجلس ۲۴۴)

عن سليمان بن بريدة، عن أبيه، قال: شكنا خالد بن الوليد المخزومي إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله ما أنام الليل من الأرق، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "إذا أويت إلى فراشك فقل: اللهم رب السموات السبع وما أظلت، ورب الأرضين وما أقلت، ورب الشياطين وما أضلت، كن لي جارا من شر خلقك كلهم جميعا أن يفرط على أحد منهم أو أن يبغى، عز جارك، وجل ثناؤك، ولا إله غيرك، ولا إله إلا أنت." هذا حديث ليس إسناده بالقوى والحكم بن ظهير قد ترك حديثه بعض أهل الحديث ويروى هذا الحديث في

ش عن النبي صلى الله عليه وسلم مرسلا من غير هذا الوجه (ترمذی، رقم الحديث ۳۵۲۳)

قال ابن حجر: قلت: الحكم المذكور قال البخاری: متروك الحديث.

وكذا قال أبو حاتم وأبو زرعة والنسائي.

وقال ابن معين وابن نمير: ليس بثقة.

وقال ابن حبان: يروى الموضوعات عن الثقات. انتهى (نتائج الافكار، ج ۳ ص ۱۱۲، باب: ما يقول إذا قلق في فراشه فلم ينم، المجلس، المجلس ۲۴۴)

أرق: الأرق: السهر. وقد أرقت، بالكسر، أى سهرت، وكذلك انترقت على الفتح، فانا أرق. التهذيب: الأرق ذهاب النوم بالليل، وفي المحكم: ذهاب النوم لعله (لسان العرب، ج ۱ ص ۴)

اللہ کے ذریعہ سے شیطان سے تین مرتبہ پناہ چاہے اور جس کروٹ پر پہلے تھا، اس کو بدل دے (مسلم)

تین مرتبہ شیطان سے پناہ چاہنے کا مطلب یہ ہے کہ تین مرتبہ:  
 ”أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“

پڑھ لے، جس کے نتیجے میں اس برے اور ڈراؤنے خواب سے اس کو کوئی بھی ضرر نہ ہوگا۔ ۱  
 خلاصہ یہ کہ بے خوابی، بد خوابی اور گھبراہٹ و بے چینی وغیر جیسی شکایات کے موقع پر کئی مسنون اذکار احادیث میں ذکر کئے گئے ہیں، جن سے مذکورہ شکایات کا بفضلہ تعالیٰ ازالہ ہو جاتا ہے، اور مذکورہ شکایات دور ہو جاتی ہیں، جن کے لئے آج کل دنیا میں مہنگے ترین علاج معالجے بھی بعض اوقات مفید ثابت نہیں ہوتے۔

## سوتے ہوئے کروٹ لیتے وقت کی مسنون دعاء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَصَوَّرَ مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۵۵۳۰) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو کروٹ لیتے تھے، تو یہ کہتے تھے کہ:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا  
 الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ.

۱ عن أبي سعيد الخدري، أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: إذا رأى أحدكم الرؤيا يحبها، فإنها من الله، فليحمد الله عليها وليحدث بها، وإذا رأى غير ذلك مما يكره، فإنما هي من الشيطان، فليستعذ من شرها، ولا يذكرها لأحد، فإنها لن تضره (بخاری، رقم الحدیث ۵۰۴۵، باب إذا رأى ما يكره فلا يخبر بها ولا يذكرها)

۲ فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحیح.

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تھا ہے، قہار ہے، آسمانوں اور زمین، اور ان کے درمیان والی چیزوں کا رب ہے، زبردست، طاقت والا، انتہائی مغفرت کرنے والا ہے (ابن حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ رات کو سوتے وقت، کروٹ بدلنے پر مذکورہ دعاء کا پڑھنا سنت ہے۔ ۱

## رات کو اٹھ کر پیشاب یا قضائے حاجت کرنا

رات کو سونے کے لئے بستر پر جانے، یا سو جانے کے بعد اگر قضائے حاجت یعنی پیشاب یا خانہ کا تقاضا ہو، تو اس سے فراغت حاصل کر لینے کا احادیث و سنت سے ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَضَى حَاجَتَهُ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ نَامَ (مسلم، رقم الحديث ۲۰ "۳۰۳")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات میں اٹھے، پھر قضائے حاجت فرمائی، پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا، پھر سو گئے (مسلم)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَدَخَلَ الْخَلَاءَ، فَقَضَى حَاجَتَهُ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَكَفَيْهِ، ثُمَّ نَامَ (ابن ماجہ، رقم الحديث ۵۰۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات میں اٹھے، پھر بیٹ الخلاء تشریف لے گئے، قضائے حاجت فرمائی، پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا، پھر سو گئے (ابن ماجہ)

۱ (كان إذا تضرع من الليل) بالتشديد أى تلوى وتقلب ظهرا لبطن (قال لا إله إلا الله الواحد القهار رب السموات والأرض وما بينهما العزيز الغفار،

(ن) فى عمل اليوم والليله (ك) فى باب الدعاء (وكذا ابن حبان) كلهم عن عائشة وقال الحاكم: على شرطهما وأقره الذهبى وقال الحافظ العراقى فى أماليه: حديث صحيح (فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۶۶۱۵)

اس سے معلوم ہوا کہ رات کو سوتے وقت اگر پیشاب یا قضاے حاجت کی ضرورت پیش آئے، تو اٹھ کر قضاے حاجت کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور بہتر یہ ہے کہ فراغت کے بعد وضو کر لیا جائے، یا کم از کم ہاتھ اور چہرے کو دھو لیا جائے، اگرچہ اس کے بغیر سونے میں بھی گناہ نہیں۔ ۱

## سونے والے کمرہ میں پیشاب کرنا

حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْحٌ مِنْ عِيدَانٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ،  
يُبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ (ابوداؤد) ۲

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا، جو آپ کی چارپائی کے نیچے ہوتا تھا، جس میں آپ رات کے وقت (بوقت ضرورت) پیشاب کر لیا کرتے تھے (ابوداؤد)

حضرت اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ، وَلَقَدْ دَعَا بِطُسْتٍ، فَبَالَ فِيهِ، وَإِنَّهُ لَعَلَى صَدْرِي،

۱ یعنی کہ بال و غسل وجہہ و یدیدہ فنام علی طہارۃ، و معلوم أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ینام علی طہارۃ؛ لأنہ بعد ما قام وبال حصل منہ أن غسل وجہہ و یدیدہ، ومعنی ذلك أن هذا شیء من الطہارۃ أو شیء من النظافۃ، وإن کان الحدیث فیہ اختصار فیکون معناه أنه حصل منہ الحد الأدنى من الطہارۃ الذی هو غسل وجہہ و یدیدہ (شرح سنن ابی داؤد للعباد، ما جاء فی النوم علی طہارۃ، شرح حدیث أن رسول اللہ قام من اللیل فقصی حاجتہ فغسل وجہہ و یدیدہ ثم نام)  
۲ رقم الحدیث ۲۴، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۵۹۳.  
قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد وسنة غریبة وأمیمہ بنت رقیقہ صحابیة مشہورة منخرج حدیثها فی الوحدان للأئمة، ولم یخرجاه .  
وقال الذہبی: صحیح.

فَأَنخَنَتْ، فَمَاتَ، وَمَا أَشْعُرُ بِهِ (ابن حبان) ۱

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (وفات سے پہلے) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگایا تھا، جس میں آپ نے (بیماری و کمزوری کے باعث) پیشاب کیا تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینہ پر تھے، تو آپ ایک طرف کو لڑھک گئے، اور آپ کی موت واقع ہو گئی، اور مجھے اس کا شعور بھی نہیں ہوسکا (ابن حبان)

بعض صحابہ کرام سے بھی بوقتِ ضرورت کسی برتن (پوٹ وغیرہ) میں پیشاب کرنا ثابت ہے۔ ۲

اس سے معلوم ہوا کہ بوقتِ ضرورت (مثلاً کمزوری، بیماری، سردی یا دشمن کے خوف وغیرہ) کی وجہ سے اپنے رہائشی کمرے کے اندر کسی برتن یا پوٹ وغیرہ میں پیشاب کرنا جائز ہے۔ ۳

۱ رقم الحدیث ۶۶۰۳، ذکر الخبر المدحض قول من زعم أن المصطفى صلى الله عليه وسلم أوصى إلى علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ فی علته.

فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

۲ حدثنا غوث بن سليمان بن زياد المصري، قال: حدثنا أبي، قال: دخلنا على عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي في يوم الجمعة، فدعا بطست، وقال للجارية: استرني، فسترته، فقال فيه، ثم قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهى أن يبول أحدكم مستقبل القبلة (ابن حبان، رقم الحدیث ۱۴۱۹)

فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحيح.

سعيد بن أبي بردة، قال: رأيت أبا وائل جالسا في مسجد البيت، ثم دعا بطست فبال فيها (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحدیث ۱۸۵۸، فی الرجل يبول في بيته الذي هو فيه) عن سلمان أبي شداد، قال: كان أبو رافع مولى النبي صلى الله عليه وسلم يأمرني أن أناوله المبولة، وهو علي فراشه فيبول فيها (أيضا، رقم الحدیث ۱۸۵۷)

۳ (وعن أميمة): بضم الهمزة وسكون الياء تحتها نقطتان (بنت رقيقة): أخت خديجة بنت خويلد، كذا في جامع الأصول وفي التقريب بالتصغير فيهما، واسم أبيها عبد الله، صحابية. وذكروا ابن الملك أنها عمه النبي - صلى الله عليه وسلم - من أمها. وقال المصنف: رقيقة بضم الراء

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ صبح ہونے کے بعد بلا ضرورت پیشاب کو اسی طرح وہاں چھوڑے رکھنا مناسب نہیں۔

حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا يُنْقَعُ بَوْلٌ فِي طَسْتِ فِي الْبَيْتِ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ  
بَوْلٌ يُنْقَعُ، وَلَا تَبْوَلَنَّ فِي مُغْتَسَلِكَ (المعجم الاوسط للطبرانی) ۱

ترجمہ: گھر کے اندر برتن میں پیشاب ڈال کر نہ رکھا جائے، کیونکہ فرشتے اس گھر

میں داخل نہیں ہوتے، جس میں پیشاب موجود ہو، اور آپ اپنے غسل خانے میں

پیشاب نہ کریں (طبرانی)

اور روایات میں بھی اس طرح کے مضامین کا ذکر آیا ہے۔ ۲

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وفتح القافین وسكون الياء تحتها نقطتان (قالت: كان للنبي -صلى الله عليه وسلم- قرح من عيدان): في الأزهار أى: من عود من العيدان لا أنه مركب من عيدان، كذا ذكره الأبهري. وقال ميرك: وقع في نسخ المصابيح والمشكاة بكسر العين المهملة، وفسره الشراح بأنه جمع عود وهو الخشب قال الطيبي: وإنما جمعه اعتبارا للأجزاء كبرمة أعشار اه. والصواب الذى عليه المحققون أنها عيدان بفتح العين المهملة. قال الشيخ مجد الدين الفيروزابادى فى كتابه القاموس: العيدان بالفتح طوال النخل واحده عيدانه بالهاء منها كان قرح بيول فيه النبي -صلى الله عليه وسلم- وكذا صححه صاحب تخريج المصابيح بالفتح أيضا والله أعلم اه. (تحت سريره) أى موضوع تحته، وفيه أن النوم على السرير لا ينافى الزهد، لكنه كان يكفى عليه بأذنى فرش، ولقد ثنى له فرش ليلة فأمر ببسطه وقال: منعى أو كان يمتنعى لينه من القيام لوردى (بيول فيه بالليل رفقا بنفسه أن يتعبها فى القيام لذلك وتعلينا لأمته، وذلك لأنهم إذا فعلوه تجنبا به دخول الأخلية فى الليل، فإنها محل الشياطين، وضررهم بالليل أكثر منه بالنهار) (مرقاة المفاتيح، ج ۱ ص ۳۸۸، باب آداب الخلاء)

۱ رقم الحديث ۲۰۷۷.

قال الطبراني: لا يروى عن ابن يزيد إلا بهذا الإسناد، تفرد به: يحيى بن عباد (المعجم الاوسط) وقال الهيثمى: رواه الطبراني فى الأوسط، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۲۰۴، باب ما نهى عن التخلّى فيه)

وقال الالبانى: وبذلك يتبين أن السند صحيح. لما عرفت من أن من فوقه من الرواة ثقات (سلسلة الاحاديث الصحيحة: تحت رقم الحديث ۲۵۱۶)

۲ عن بكر بن معز، عن ابن بريدة، يحسبه عن أبيه، قال: لا تبول فى طست فى

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

جن کے پیش نظر محدثین نے فرمایا کہ اگرچہ بوقتِ ضرورت کمرے کے اندر کسی برتن وغیرہ میں پیشاب کرنا جائز ہے، لیکن اس کو دن نکلنے تک بلا ضرورت اسی طرح چھوڑے رکھنا مناسب نہیں ہے، بلکہ اس کو صبح ہونے پر کسی مناسب جگہ انڈیل دینا چاہیے۔ اور اگر رہائشی کمرے میں کوئی گھر ایوانالی وغیرہ ہو، تو بوقتِ ضرورت وہاں پیشاب کرنے کے بعد اس پر اچھے طریقے سے پانی بہا دینا کافی ہوگا۔

اور اگر کمرے کے متصل کوئی باقاعدہ بیٹ الخلاء بنا ہوا ہو، جس کا راستہ اندر سے ہو (جس کو آج کل اسٹیج باتھ کہا جاتا ہے) تو اس میں قضائے حاجت کرنے میں کوئی حرج نہیں، مگر قضائے حاجت کے بعد اس میں پانی بہا دینا چاہیے، اور مکہ حد تک کمرے کی طرف والے دروازے کو بند رکھنا چاہیے، تاکہ پیشاب کی بو وغیرہ سے حفاظت رہے۔ ۱

#### ﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بیت تصلیٰ فیہ ، ولا تبل فی مفتسلک (ایضاً رقم الحدیث ۱۸۵۵)  
 عن ابن عمر ، قال : لا تدخل الملائکة بیتا فیہ بول (ایضاً ، رقم الحدیث ۱۸۵۶)  
 عن أشعث ، قال : سألت ابن سیرین عن الرجل یبول فی بیتہ الذی یصلیٰ فیہ ؟ فکرمه ،  
 وسألت الحسن ، فقال : نعم ، ولا یترکه (ایضاً ، رقم الحدیث ۱۸۵۴)

۱ (کان له قدح من عیدان) بفتح العین المهملة وسکون التحتیة وذل مهملة جمع عیدانة وهی النخلة السحوق المتجردة والمراد هنا نوع من الخشب وکان یجعل (تحت سریره) أى موضوع تحت سریره قال ابن القیم : وکان یسمى الصادر قال الراغب : والسریر مأخوذ من السرور لأنه فی الغالب لأولی النعمة قال : وسریر المیت تشبیہ به فی الصورة وللتفاؤل بالسرور (یبول فیہ باللیل) تمامه کما عند الطبرانی بسند قال الهیثمی : رجاله رجال الصحیح فقام وطلبه فلم یجده فسأل فقالوا : شربته برة خادم أم سلمة التي قدمت معها من أرض الحبشة فقال : لقد احتظرت من النار بحظراه . قیل وذا الخبر لا یعارضه خبر الطبرانی ایضاً فی الأوسط بإسناد قال الولی العراقی : جید لا ینقع بول فی طست فی البیت فإن الملائکة لا تدخل بیتا فیہ بول لأن المراد بانقاعه طول مکثه وما فی الإناء لا یطول مکثه بل تریفه الخدم عن قرب ثم یعاد تحت السریر لما یحدث والظاهر کما قاله الولی العراقی أن هذا کان قبل اتخاذ الکنف فی البیوت فإنه لا یمکنه التباعد باللیل للمشقة أما بعد اتخاذها فکان یقضى حاجته فیها لیلاً ونهاراً وأخذ من تخصیص البول أنه کان لا یفعل الغائط فیہ لغلظه بالنسبة للبول ولکنافته وکراهة ریحہ واللیل أنه کان لا یبول فیہ نهاراً و فیہ حل اتخاذ السریر وأنه لا ینافی التواضع لمسیس الحاجة إلیه سیمما الحجاز لحرارته وحل القدح من خشب النخل ولا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



## سوتے ہوئے پینے آنا

سوتے ہوئے معمول کے مطابق پینے کا آنا کوئی بُری چیز نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سوتے وقت پینے آیا کرتا تھا۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي بَيْتَ أُمِّ سَلِيمٍ فَيَنَامُ عَلَيَّ  
فِرَاشِهَا، وَلَيْسَتْ أُمُّ سَلِيمٍ فِي بَيْتِهَا، فَتَأْتِي فَتَجِدُهُ نَائِمًا، وَكَانَ صَلَّى

﴿ گزشتہ صفحے کا یقینہ حاشیہ ﴾

ینافیہ ما مر من حدیث اکرموا عمتکم النخلة لأن المراد یا کر امہا سقیہا وتلقیہا کما تقدم فإذا انفصل منها شیء وعمل إناء أو غیره زال عنه اسم النخلة فلم یؤمر یا کر امه وأما الجواب بأن بوله فیہ لیس إهانة بل تشریفاً فغیر قویم لاقتضائه اختصاص الجواز به ولا كذلك وفيه حل البول فی إناء فی البیت الذی هو فیہ لیلا بلا کراهة حیث لم یطل مکثه فیہ کما تقرر أما نهاراً فهو خلاف الأولى حیث لا عذر لأن اللیل محل الأعدار بخلاف النهار وبول الرجل یقرب أهل بینه للحاجة قبل وحل الاستنجاء بغير ماء إذ لو استنجی به فی القدر لعاد رشاشه علیه وقطع النخل للحاجة انتهى . وهما ممنوعان أما الأول فلو ضوح جواز کونه استنجی بالماء خارج القدر فی إناء آخر أو فی أرض ترابية ونحوها وأما الثاني فلا یلزم کون القدر إنما یصنع من نخل مقطوع بل المتبادر أنه من الساقط لنحو هبوب ریح أو ضعف وفيه مشروعیة الصناعات ونحو ذلك مما لا یتیم المعاش إلا به > قال ابن قتیبة : کان سریره خشبات مشدودة باللیف بیعت فی زمن بنی أمیة فاشترها رجل بأربعة آلاف درهم

(د) فی الطهارة (ک) وصححه وكذا ابن حبان فی صحیحہ کلهم من حدیث ابن جریج عن حکیمة (عن) أمها (أمیمة بنت رقیقة) وحکیمة وأمیمة ورقیقة بضم أولهن وفتح ثانیهن وتخفیفهن ورقیقة بقیافین بنت خویرد بن أسد بن عبد العزی أخت خدیجة أم المؤمنین وقیل بنت أبی ضبعی بن هاشم بن عبد مناف أم مخرمة بن نوفل وأمیمة بنتها نسبت هنا إلى أمها واسم أبیها عبد وقیل عبد الله بن بجار بباء موحدة مكسورة ثم جیم قرشیة تمیمیة ویقال أمیة بنت أبی النجار بنون وجیم وراء وقیل هما الثنتان قال عبد الحق عن الدارقطنی : هذا هو الحدیث ملحق بالصحيح جار مجرى مصححات الشيخين وتعقبه ابن القطان بأن الدارقطنی لم یقض فیہ بصحة ولا ضعف والخبر متوقف الصحة على العلم بحال الراویة فإن ثبتت ثقتها صحت روايتها وهي لم تثبت انتهى وفى اقتفاء السنن هذا الحدیث لم یضعفوه وهو ضعيف ففيه حکیمة وفيها جهالة فإنه لم یرو عنها إلا ابن جریج ولم یذكرها ابن حبان فی الثقات انتهى . ونوزع بما فیہ طول والتوسط ما جزم به النووی من أنه حسن (فیض القدير، رقم الحدیث، ۶۸۵۸، حرف الكاف)

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ ذَفَّ عِرْقًا ، فَتَأْخُذُ عِرْقَهُ بِقُطْبَةِ فِي قَارُورَةٍ  
فَتَجْعَلُهُ فِي سِكِّهَا (مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۴۰۹) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی رضاعی خالہ) حضرت ام سلیم کے گھر  
میں تشریف لاتے تھے، پھر ان کے بستر پر سو جایا کرتے تھے، اور ام سلیم گھر پر نہ  
ہوتی تھیں، پھر حضرت ام سلیم آتی تھیں، اور آپ کو سویا ہوا پانی تھیں، اور رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سوتے تھے، تو آپ کو بہت پسینہ آتا تھا، پھر حضرت ام  
سلیم آپ کے پسینہ کو روئی سے جذب کر کے ایک شیشی میں جمع کر لیتی تھیں، پھر  
اس کو اپنی خوشبو میں شامل کر لیا کرتی تھیں (مسند احمد)

پسینہ سے جلد کے مسامات کھل جاتے ہیں، اور جسم کے مُضر اجزاء اور فضلات باہر خارج  
ہو جاتے ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتے ہوئے کثرت سے پسینہ آتا تھا، اس لئے  
سوتے ہوئے جسم سے پسینہ کا خارج ہونا سنت کے مطابق ہے، اور طبی اعتبار سے بھی مفید  
ہے۔

آج کل بہت سے لوگ اور خاص کر شہری لوگ گرمی برداشت کرنے کے عادی نہیں رہے، اور  
وہ ایئر کنڈیشن یا پکھے میں رہنے کے عادی ہیں، اور اس کے بغیر بہت سے لوگوں کو نیند بھی نہیں  
آتی، جس کی وجہ سے جسم سے پسینہ کی شکل میں فضلات خارج ہونے کے کم مواقع میسر آتے  
ہیں، جس کے نتیجے میں جسم میں مضر پانی کے اثرات باقی رہ کر بیماری کا باعث بنتے ہیں۔

## مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ لیٹنا

اسلامی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ مرد، مرد کے ساتھ اور عورت، عورت کے ساتھ اس  
طرح نہ لیٹے، کہ درمیان میں کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو۔

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين.

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ (مسلم، رقم الحديث ۳۳۸۴۷۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی، دوسرے آدمی کے ستر (یعنی پردہ والی جگہ) کو نہ دیکھے (جو کہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے) اور نہ ایک عورت، دوسری عورت کے ستر (یعنی ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصہ) کو دیکھے، اور نہ ایک آدمی، دوسرے آدمی کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے، اور نہ ایک عورت، دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ دو مرد حضرات، یا دو خواتین کو ایک کپڑے (لحاف یا کمبل، چادر وغیرہ) میں اس طرح لیٹنا جائز نہیں کہ ایک دوسرے کے جسم کے درمیان کوئی کپڑا حائل نہ ہو، یعنی ان کا جسم تنگ ہو۔

البتہ اگر درمیان میں کپڑا حائل ہو، مثلاً لباس پہن رکھا ہو، تو پھر ایک کپڑے (لحاف یا کمبل، چادر وغیرہ) میں لیٹنا گناہ تو نہیں، لیکن بلا ضرورت مناسب نہیں۔

اور اگر دونوں الگ الگ کپڑے (لحاف یا کمبل، چادر وغیرہ) میں لیٹیں، تو پھر کوئی حرج نہیں۔ ۱

۱ المضاجعة من ضاجع الرجل امرأته: إذا نام معها في شعار واحد، وهو ضجيعها وهي ضجيعته.

ولا يخرج استعمال الفقهاء لكلمة المضاجعة عن المعنى اللغوي.

أحكام المضاجعة:

مضاجعة الرجل الرجل، والمرأة المرأة.

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## بچوں کو ایک ساتھ لٹانا

اسلام کی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ جب بچے سمجھدار ہو جائیں، تو انہیں ایک دوسرے کے ساتھ نہ لٹایا جائے، کیونکہ اس میں کئی فتنے لازم آتے ہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُرُوا صِبْيَانَكُمْ بِالصَّلَاةِ، إِذَا بَلَغُوا سَبْعًا وَأَضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، إِذَا بَلَغُوا عَشْرًا، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (مسند احمد، رقم الحديث ۶۲۸۹) ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ذهب الحنفية إلى أنه لا يجوز للرجل مضاجعة الرجل في ثوب واحد متجردين لا حاجز بينهما، لقول الرسول صلى الله عليه وسلم: لا يفضى الرجل إلى الرجل في ثوب واحد، ولا تفضى المرأة إلى المرأة في الثوب الواحد، وأما إن كان بينهما حائل فيكره تنزيهاً. وفصل المالكية الكلام على المضاجعة. فقالوا: يحرم تلاصق بالغيث بعورتيهما بغير حائل مطلقاً، سواء قصد لذة أو وجداء، أو قصداً ووجداء، أو لا قصداً ولا وجداء، سواء كانت بينهما قرابة أم لا. قالوا: ويحرم كذلك تلاصق بالغيث بعورتيهما ولو كان بحائل: مع قصد لذة، أو وجودها، أو قصد اللذة ووجودها، ولو كان من أحدهما في الصور الثلاث. وأما إذا كان تلاصقهما بحائل بدون قصد لذة، وبدون وجودها فيكره. وكذلك يكره إذا كان تلاصقهما بغير عورتيهما مع غير حائل، إلا لقصد لذة، أو وجدانها فيحرم فيما يظهر.

وَأَمَّا تَلَاصِقَ غَيْرِ عَوْرَتَيْهِمَا بِحَائِلٍ فَجَائِزٌ.

وجاز اجتماع الرجلين أو المرأتين في كساء واحد وإن لم يكن وسط الكساء حائلاً حيث لم ير واحد منهما عورة صاحبه ولا مسها.

وذهب الشافعية إلى أنه يجوز نوم اثنين فأكثر في فراش واحد أو ثوب واحد، حيث وجد حائل يمنع المماساة للأبدان، ويحرم ذلك مع العرى وإن تباعداً أو اتحد الجنس وكان محرمة كآب وأم، أو وجد صغير لكن مع بلوغ عشر سنين.

وذهب الحنابلة إلى أنه يكره أن يتجرد ذكران أو أنثيان في إزار أو لحاف ولا ثوب يحجز بينهما (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۸، ص ۳۲، و ۳۳، مادة، مضاجعة)

۱ في حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بچوں کو نماز کا حکم کرو، جب وہ سات سال کے ہو جائیں، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں، تو نماز کے لئے ان کو مارو، اور ان کے بستر ایک دوسرے سے الگ کر دو (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ دس سال کی عمر ہو جانے پر بچوں کے بستر ایک دوسرے سے الگ کر دینا چاہئے۔ ۱

اور اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کئی فقہائے کرام نے فرمایا کہ دس سال کی عمر ہونے پر بچے کا بستر اس کے والد اور والدہ سے بھی الگ کر دینا چاہئے۔

البتہ لڑکے کو اس کے والد کے ساتھ اور لڑکی کو اس کی والدہ کے ساتھ سونے کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے۔ ۲

۱ مضاجعة الصبيان الصبيان: ذهب جمهور الفقهاء إلى أنه يجب التفرقة بين الصبيان في المضاجع وهم أبناء عشر، واستدلوا بقوله عليه الصلاة والسلام: وفرقوا بينهم في المضاجع وهم أبناء عشر، وقيل: لسبع، وقيل: لثلاث، سواء كان بين أخوين أو أختين، أو أخ وأخت، أو بينه وبين أمه وأبيه.

وذهب المالكية في الراجح عندهم إلى أن التفرقة بين الصبيان مندوبة عند العشر، والأقوى عندهم في معنى التفرقة: أنه لا بد أن يكون لكل واحد ثوب، بل فراش مستقل غطاء ووظء.

وفي قول آخر: تحصل التفرقة ولو بثوب حائل بينهما.

وأما إن لم يبلغوا العشر فلا حرج، لأن طلب الولي بالتفرقة بين الأولاد في المضاجع بعد بلوغ العشر على المعتمد (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج، ۳۸، ص ۳۴، مادة، مضاجعة)

۲ مضاجعة الصبيان الكبار: نص الحنفية على أنه يفرق بين الصبيان وبين الرجال والنساء في المضاجع، لأن ذلك يدعو إلى الفتنة ولو بعد حين.

وذكر ابن عابدين نقلاً عن البرازية: إذا بلغ الصبي عشرة لا ينام مع أمه وأخته، وامرأة إلا امرأته، وهذا خوفاً من الوقوع في المحذور، فإن الولد إذا بلغ عشرة عقل الجماع، ولا ديانة له ترده، وربما وقع على أخته أو أمه، فإن النوم وقت راحة، مهيج للشهوة، وترفع فيه الثياب عن العورة من الفریقین، فیؤدی إلى المحذور، وإلى المضاجعة المحرمة.

وكذلك لا يترك الصبي ينام مع والدته في فراشهما، لأنه ربما يطلع على ما يقع بينهما، بخلاف ما إذا كان نائماً وحده، أو مع أبيه وحده، أو البنت مع أمها وحدها.

ولا يترك أيضاً أن ينام مع رجل أو امرأة أجنبيين خوفاً من الفتنة، ولا سيما إذا كان صبيحاً، فإنه وإن

﴿بقية حاشية الگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

طبی اعتبار سے بھی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر سونا سحت کے لئے فائدہ مند نہیں، اس لئے ایک دوسرے سے دُور ہو کر سونا چاہئے تاکہ ایک دوسرے کے سانس کے مضر اثرات سے محفوظ رہے، قریب قریب مل کر اور دوسرے کے منہ کے ساتھ منہ ملا کر سونا مضر ہے۔

## بحالتِ حیض زوجہ کے ساتھ لیٹنا

زوجین کو ایک دوسرے کے ساتھ لیٹنا جائز ہے، اور اگر زوجہ حیض یا نفاس کی حالت میں ہو، تو بھی بعض شرائط کو ملحوظ رکھ کر زوج کو اپنی زوجہ کے ساتھ لیٹنا جائز ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَنْ تَنْزِرَ، ثُمَّ يُضَا جِعُهَا زَوْجَهَا، وَقَالَ مَرَّةً: يُبَاشِرُهَا (سنن أبی داود، رقم الحدیث ۲۶۸)

ترجمہ: ہم (عورتوں) میں سے جب کوئی عورت حیض سے ہوتی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تہہ بند (یعنی چادر) باندھنے کا حکم فرماتے پھر اس کے شوہر کو اس کے ساتھ لیٹنے (اور سونے کی اجازت) دیتے، اور ایک مرتبہ فرمایا کہ اُس کے ساتھ مباشرت (کی اجازت) دیتے (ابوداؤد)

اور حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لم يحصل في تلك النومه شيء، فيتعلق به قلب الرجل أو المرأة، فتحصل الفتنة بعد حين، ومن لم يحفظ في الأمور يقع في المحذور.

وقال المالكية: إن تلاصق بالغ وغير بالغ بغير حائل فحرام في حق البالغ، مكروه في حق غيره، والكرهية متعلقة بوليّه، وأما بحائل فمكروه في حق البالغ إلا لقصد لذة فحرام.

وأما رجل وأنثى فلا شك في حرمة تلاصقهما تحت لحاف واحد ولو بغير عورة، ولو من فوق حائل، لأن الرجل لا يحل له الاختلاط بالأنثى، فضلاً عن تلاصقهما (الموسوعة الفقهية

الكويتية، ج ۳۸، ص ۳۳، مادة، مضاجعة)

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُ نِسَاءَهُ فَوْقَ الْإِزَارِ

وَهُنَّ حِيضٌ (مسلم، رقم الحديث ۲۹۴۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے ازار (وتہہ بند) کے اوپر سے

مباشرت فرماتے، جبکہ وہ حیض سے ہوتیں (مسلم)

اس قسم کی احادیث کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ حیض و نفاس کی حالت میں زوجہ

کے ساتھ لیٹنا اور قضائے شہوت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ زوجہ کے ناف سے لے کر گھٹنوں کے

درمیان تک کپڑا حائل ہو۔ ۱

۱ مضاجعة الحائض: نص الشافعية على أنه لا يجتنب الزوج مضاجعة زوجته الحائض إذا سترت ما بين السرة والركبة.

قال الشيرازي: هذا متفق عليه، قال: وقد نقل ابن جرير إجماع المسلمين على هذا، ودلائله في الأحاديث الصحيحة ظاهرة مشهورة، منها قوله صلى الله عليه وسلم: اصنعوا كل شيء إلا النكاح، وقد تظاهرت الأحاديث الصحيحة بمعناه، مع الإجماع (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۸، ص ۳۵، مادة، مضاجعة)

الاستمتاع بالحائض:

اتفق الفقهاء على حرمة وطء الحائض في الفرج لقوله تعالى: (فاعتزلوا النساء في المحيض ولا تقربوهن حتى يطهرن) ولقول النبي صلى الله عليه وسلم: اصنعوا كل شيء إلا النكاح وحكى النووي الإجماع على ذلك، واستثنى الحنابلة من به شيق لا تندفع شهوته بدون الوطء في الفرج، ويخاف تشقق أنثيينه إن لم يطاء، ولا يجد غير الحائض، بأن لا يقدر على مهر امرأة أخرى.

واختلف الفقهاء في الاستمتاع بما بين السرة والركبة، فذهب جمهور الفقهاء -الحنفية والمالكية والشافعية -إلى حرمة الاستمتاع بما بين السرة والركبة، لحديث عائشة رضی اللہ عنہا قالت: كانت إحدانا إذا كانت حائضا فأراد رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يبشرها أمرها أن تنزر ثم يبشرها. قالت: وأيكم يملك إربه كما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يملك إربه وعن ميمونة رضی اللہ عنہا نحوه. وفي رواية كان يبشر المرأة من نساءه وهي حائض إذا كان عليها إزار ولأن ما بين السرة والركبة حريم للفرج، ومن يرى حول الحمى يوشك أن يخالط الحمى. وقد أجاز الحنفية والشافعية الاستمتاع بما بين السرة والركبة، من وراء حائل.

ومنع المالكية. كما منع الحنفية النظر إلى ما تحت الإزار، وصرح المالكية والشافعية بجوازه ولو بشهوة.

ونص الحنفية على عدم جواز الاستمتاع بالركبة لاستدلالهم بقوله صلى الله عليه وسلم: ما دون

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## زوجہ کے ساتھ شبِ باشی کرنا

زوج کا اپنی زوجہ کے ساتھ شبِ باشی کرنا یعنی رات کو زوجہ کے ساتھ مکان میں قیام کرنا بھی عبادت اور باعثِ ثواب ہے، جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔  
اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا  
عَلَيْهِنَّ (سورة الطلاق، رقم الآية ۶)

ترجمہ: تم اپنی طاقت کے مطابق جہاں تم رہتے ہو وہاں ان عورتوں کو رکھو اور  
انہیں تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ پہنچاؤ (سورہ طلاق)

اس سے معلوم ہوا کہ شوہروں کو یہ حکم ہے کہ وہ عورتوں کی رہائش اپنے ساتھ رکھیں، جس میں  
زوجہ کے ساتھ رات گزارنے کا حکم بھی ضمناً داخل ہے۔  
اور یہ حکم اگرچہ مطلقہ عورتوں کی عدت کے ضمن میں بیان ہوا ہے، لیکن طلاق سے پہلے نکاح  
قائم ہونے کو بدرجہ اولیٰ یہ حکم شامل ہے۔

اور قرآن مجید میں ہی ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاللَّائِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الإزار ومحلہ العورة التي يدخل فيها الركبة. وأجاز المالكية والشافعية الاستمتاع بالسرة والركبة.  
وقد ذكر الحنفية والشافعية حكم مباشرة الحائض لزوجها، وقرروا أنه يحرم عليها مباشرتها له  
بشيء مما بين سرتها وركبتها في جميع بدنه.

وذهب الحنابلة إلى جواز الاستمتاع من الحائض بما دون الفرج، فله أن يستمتع بما بين السرة  
والركبة، وهذا من مفردات المذهب.

ويستحب له حينئذ ستر الفرج عند المباشرة، ولا يجب على الصحيح من المذهب، قال في  
النكت: وظاهر كلام إمامنا وأصحابنا أنه لا فرق بين أن يأمن على نفسه موقعة المحذور أو يخاف،  
وصوب المرادوى أنه إذا لم يأمن على نفسه من ذلك حرم عليه لتلا يكون طريقاً إلى موقعة  
المحذور (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۸، ص ۳۲۳، ۳۲۴، مادة "حيض")



وَاصْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْتُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا

كَبِيرًا (سورة النساء، رقم الآية ۳۴)

ترجمہ: اور جن عورتوں کے بارے میں تمہیں سرکشی کا خوف ہو، تو اُن کو نصیحت کرو، اور اُن کو بستروں میں الگ چھوڑ دو، اور اُن کے ضرب لگاؤ، پھر اگر وہ تمہارا کہنا مان لیں، تو اُن پر کوئی زیادتی کا راستہ نہ ڈھونڈو، بے شک اللہ بہت بلند، بہت بڑا ہے (سورہ نساء)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے نافرمان اور سرکش بیویوں کی اصلاح کے بالترتیب تین طریقے بیان فرمائے ہیں، ایک ان کو زبان سے وعظ و نصیحت کرنا کہ اگر ان کی اس طریقہ سے اصلاح ہو جائے، تو ٹھیک ہے، ورنہ پھر دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اُن کو اپنے بستروں سے جدا رکھو، اگر اس طریقہ سے اصلاح نہ ہو، تو پھر تیسرا طریقہ یہ بیان فرمایا کہ اُن کو مارو، جس کی احادیث میں یہ تفصیل آئی ہے کہ یہ مجبوری میں آخری درجہ ہے، اور اس میں یہ شرط ہے کہ مار پیٹ کی وجہ سے کوئی زخم نہ آئے، اور جلد پر نشان نہ پڑے، اور نازک عضو پر بھی نہ مارا جائے۔ ۱۔

غرضیکہ بیوی سے ناراض ہونے کی صورت میں بھی اس کے بستر کو تو الگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اس کو گھر سے الگ کرنے یا خود گھر سے جدا رہنے کا حکم نہیں دیا گیا، اور جب تنبیہ و فہمائش یا اصلاح کی کوشش میں بھی یہ حکم ہے تو جب اس کی ضرورت نہ ہو، تو اس وقت بدرجہ اولیٰ یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ عام حالات میں شوہر کو کسی اور جگہ کے بجائے بیوی کے ساتھ گھر میں شب باشی اختیار کرنی چاہئے، اور صحیح حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱۔ (واللاسی تخافون نشوزهن) عصیانہن لکم بان ظہرت امارتہ (فعضوہن) فحوفوہن اللہ (واہجر وہن فی المضاجع) اعتزلوا الی فراش آخر ان اظہرن النشوز (واضر بوہن) ضربا غیر مبرح ان لم یرجعن بالہجران (فان اطعنکم) فیما یراد منہن (فلا تبغوا) تطلبوا (علیہن سبیلا) طریقا الی ضربہن ظلما (ان اللہ کان علیا کبیرا) فاحذروہ ان یعاقبکم ان ظلمتموہن (تفسیر المجالین، سورة النساء، تحت رقم الآية ۳۴)

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا حَقُّ زَوْجَةٍ أَحَدِنَا عَلَيْهِ؟ قَالَ: أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوْ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبَ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحَ، وَلَا تَهْجُرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ (ابوداؤد) ۱

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہماری بیوی کا ہم پر کیا حق ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ کھانا کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ اور جب کپڑا پہنویا کماؤ تو اس کو بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر مت مارو اور برا بھلا مت کہو، اور گھر کے سوا اس سے جدا مت رہو (ابوداؤد)

گھر کے سوا اس سے جدا نہ رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ناراضگی کی بھی نوبت آجائے، تو بستر سے تو جدا بیگی اختیار کرنا ٹھیک ہے، لیکن گھر سے جدا بیگی اختیار کرنا ٹھیک نہیں ہے، اور جب ناراضگی میں بھی بستر سے تو الگ رہنے کی اجازت دی گئی، اور گھر سے الگ رہنے کی اجازت نہیں دی گئی، تو رضا و خوشی میں بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہوگا، جیسا کہ قرآن مجید کی مذکورہ آیت کے ضمن میں بھی اسی طرح کا حکم گزرا۔ ۲

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱ رقم الحدیث ۲۱۴۲، باب فی حق المرأة علی زوجها.  
 ۲ (ولا تهجر إلا فی البيت): أى: لا تنحول عنها أو لا تحولها إلى دار أخرى لقوله تعالى: (واهجروهن فی المضاجع (مرفأة، کتاب النکاح، باب عشرة النساء وما لكل واحدة من الحقوق) (ولا تهجر) عند النشوز (إلا فی البيت) فاترك مضاجعتها ولا تترك كلامها عند حاجتها (دلیل الفالحین، تحت رقم الحدیث ۲۷۷۵)  
 قال أبو داود: حدثنا یزید بن خالد الهمدانی حدثنا ابن وهب، عن أبي هانئ، عن أبي عبد الرحمن الجبلی عن جابر بن عبد الله قال ذکر رسول الله صلی الله علیه وسلم الفرس فقال فرأش للرجل وفرأش للمرأة وفرأش للضيف والرابع للشيطان.  
 قال الشيخ: فیہ دلیل علی أن المستحب فی أدب السنة أن یبيت الرجل وحده علی فرأش وزوجته علی فرأش آخر ولو كان المستحب لهما أن یبيتا معاً علی فرأش واحد لكان لا یرخص له فی اتخاذہ فرأشین لنفسه ولزوجته وهو إنما یحسن له مذهب الاقتصاد والاقتصار علی أقل ما تدعو إليه الحاجة والله أعلم (معالم السنن، ج ۲ ص ۴۰۵، کتاب اللباس، باب فی الفرس)

آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، فَرَارَ  
 سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَدِّلَةً، فَقَالَ لَهَا: مَا شَأْنُكَ؟  
 قَالَتْ: أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا، فَجَاءَ أَبُو  
 الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ: كُلْ؟ قَالَ: فَإِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: مَا أَنَا  
 بِأَكْلِي حَتَّى تَأْكُلَ، قَالَ: فَأَكَلْ، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ  
 يَقُومُ، قَالَ: نَمَ، فَنَامَ، ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ: نَمَ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ  
 اللَّيْلِ قَالَ: سَلْمَانُ قُمِ الْآنَ، فَصَلِّ يَا سَلْمَانُ: إِنَّ لِرَبِّكَ  
 عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلَا هَلْكَ عَلَيْكَ حَقًّا،  
 فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقِّ حَقَّهُ، فَآتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ  
 ذَلِكَ لَهُ.

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ سَلْمَانُ (بخاری) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان اور ابو درداء رضی اللہ عنہما کے  
 درمیان بھائی چارہ کرایا تھا، تو سلمان رضی اللہ عنہ، ابو درداء رضی اللہ عنہ کی زیارت  
 کے لئے گئے، تو (حضرت ابو درداء کی بیوی) اُمّ درداء رضی اللہ عنہا کو بہت ہی  
 حسرتہ حال میں دیکھا، سلمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ اُمّ  
 درداء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ کے بھائی ابو درداء کو دنیا (اور بیوی) کی کوئی  
 حاجت نہیں، ابو درداء رضی اللہ عنہ آئے، تو حضرت سلمان نے اُن کے لئے کھانا  
 تیار کیا، اور فرمایا کہ کھائیے؟ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو روزے سے  
 ہوں، سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا، جب تک  
 آپ نہیں کھاؤ گے، تو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے (نفل روزہ توڑ کر کھانا) کھالیا، پھر

۱ رقم الحدیث ۱۹۶۸، باب من أقسم على أخيه ليفطر في التطوع، ولم ير عليه قضاء إذا كان  
 أوفق له.

جب رات ہوگئی، تو ابودرداء (نماز کے لئے) کھڑے ہو گئے، سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو جائیے، چنانچہ ابودرداء سو گئے، پھر ابودرداء (نماز کے لئے) کھڑے ہو گئے، سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو جائیے، پھر جب رات کا آخری حصہ آیا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب کھڑے ہو جائیے، چنانچہ دونوں نے (اُٹھ کر) نماز پڑھی، پھر سلمان رضی اللہ عنہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کے رب کا بھی آپ پر حق ہے، اور آپ کی جان کا بھی آپ پر حق ہے، اور آپ کے گھر والوں (یعنی بیوی) کا بھی آپ پر حق ہے، اس لئے ہر حق والے کو اس کا حق دیجئے، ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلمان نے سچ کہا (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ جب عبادت میں مشغول ہونے کی صورت میں بھی زوجہ کے ساتھ شب باشی کو ترک کرنا پسندیدہ نہیں، تو اس کے بغیر کیسے پسندیدہ ہو سکتا ہے، جب تک کہ کوئی معقول عذر نہ ہو۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى عُمَرَ، فَقَالَتْ: زَوْجِي يَقُومُ اللَّيْلَ، وَيَصُومُ النَّهَارَ. قَالَ: أَفْتَأْمُرِيْنِي أَنْ أَمْنَعَهُ قِيَامَ اللَّيْلِ وَصِيَامَ النَّهَارِ؟ فَانْطَلَقْتُ، ثُمَّ عَاوَدْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ، فَقَالَتْ لَهُ: مِثْلَ ذَلِكَ وَرَدَّ عَلَيْهَا مِثْلَ قَوْلِهِ الْأَوَّلِ، فَقَالَ لَهُ كَعَبُ بْنُ سُوْرٍ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ: إِنَّ لَهَا حَقًّا. قَالَ: وَمَا حَقُّهَا؟ قَالَ: أَحَلَّ اللَّهُ لَهُ أَرْبَعًا فَاجْعَلْ لَهَا وَاحِدَةً مِنَ الْأَرْبَعِ لَهَا فِي كُلِّ أَرْبَعِ لَيَالٍ لَيْلَةً، وَفِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا قَالَ: فَدَعَا عُمَرُ زَوْجَهَا، وَأَمَرَهُ أَنْ يَبِيَّتَ مَعَهَا مِنْ كُلِّ أَرْبَعِ لَيَالٍ لَيْلَةً، وَيُفْطِرَ مِنْ كُلِّ أَرْبَعَةٍ

أَيَّامٍ يَوْمًا (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۱۲۵۸۸)

ترجمہ: ایک عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی، اور اس نے کہا کہ میرا شوہر رات کو عبادت کرتا ہے، اور دن میں روزہ رکھتا ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ مجھے یہ حکم دیتی ہیں کہ میں انہیں رات کی عبادت اور دن کے روزہ سے منع کروں؟ یہ سن کر وہ عورت چلی گئی، پھر دوبارہ اس عورت نے آ کر یہی کہا جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلا جواب ہی دیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت کعب بن سور نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! اس عورت کا حق ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس عورت کا کیا حق ہے؟ تو حضرت کعب نے کہا کہ اللہ نے (ایک وقت میں) مرد کو چار عورتوں سے نکاح حلال کیا ہے (اور ہر عورت کے ساتھ رہنے سہنے میں برابری کا حکم ہے) تو آپ اس عورت کے لئے ہر چار راتوں میں سے ایک رات کا حق دیجئے، اور چار دنوں میں سے ایک دن کا حق دیجئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے شوہر کو بلایا اور اسے یہ حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ ہر چار راتوں میں سے ایک رات گزارا کرے، اور ہر چار دنوں میں سے ایک دن (بیوی کی خاطر) روزہ چھوڑا کرے (عبدالرزاق) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ مختلف سندوں سے مروی ہے۔ ا

۱ عن الثوري عن جابر ومالك بن مغول عن الشعبي قال جاءت امرأة إلى عمر فقالت زوجي خير الناس يقوم الليل ويصوم النهار فقال عمر لقد احسنت الثناء علي زوجك فقال كعب بن سور لقد اشتكت فأعرضت الشكية فقال عمر اخرج مما قلت قال أرى أن تنزله بمنزلة رجل له اربع نسوة له ثلاثة أيام ولياليهن ولها يوم وليلة (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۱۲۵۸۶)

عن ابن عيينة عن زكريا بن ابي زائدة عن الشعبي قال أتت امرأة عمر فقالت يا أمير المؤمنين زوجي خير الناس يصوم النهار ويقوم الليل والله إنى لأكره أن أشكوه وهو يعمل بطاعة الله عز وجل والسلام عليكم ورحمة الله فقال كعب بن سور ما رأيت كالיום شكوى أشد ولا عدوى أجمل فقال عمر ما تقول قال تزعم أنه ليس لها من

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جن میں سے بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب کی اس رائے کی تعریف و توصیف فرمائی تھی، اور ان کو اس کی وجہ سے بصرہ کا قاضی مقرر فرمایا تھا۔ اور یہ واقعہ مختلف سندوں سے مروی ہونے کی وجہ سے مستند ہے۔ اور امام عبدالرزاق نے حضرت امام ثوری رحمہ اللہ کا یہ قول بھی روایت کیا ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

زوجها نصيب قال فإذا فهمت ذلك فاقض بينهما قال يا أمير المؤمنين أحل الله من النساء مشني وثلاث ورباع فلها من كل أربعة أيام يوم يفطر ويقوم عندها ومن كل أربع ليال ليلة يبيت عندها (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۱۲۵۸۷)

عبد الرزاق قال أخبرنا بن جريج قال أخبرني بن أبي ليبيد عن أبي سلمة بن عبد الرحمن أن امرأة جاءت عمر فقالت زوجي رجل صدق يقوم الليل ويصوم النهار ولا أصبر على ذلك قال فدعاه فقال لها من كل أربعة أيام يوم وفي كل أربع ليال ليلة (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۱۲۵۸۹)

۱۔ أن كعب بن سور كان جالساً عند عُمَرَ بن الخطاب فجاءت امرأة، فقالت يا أمير المؤمنين: ما رأيت رجلاً قط أفضل من زوجي إنه ليبيت ليله قائماً، ويظل نهاره صائماً في اليوم الحار، ما يفطر، فاستغفر لها، وأثنى عليها، وقال: مثلك أثنى الخبير، وقاله: واستحيت المرأة، فقامت راجعة، فقَالَ: كعب: يا أمير المؤمنين، هلا أعديت المرأة على زوجها، إذ جاءتك تستعديك؟ قال: أو ذاك أرادت؟ قال: نعم فردت؛ فقال: لا بأس بالحق أن تقولي؛ إن هذا زعم أنك جئت تستكين زوجك: أنه يجتنب فراشك؛ قالت: أجل إنى امرأة شابة، وإنى أتبع ما يتبع النساء، فأرسل إلي زوجها فجاءه؛ فقَالَ: لكعب: اقض بينهما، فإنك فهمت من أمرهما ما لم أفهمه؛ فقَالَ: كعب: أمير المؤمنين أحق أن يقضى بينهما؛ فقَالَ: عزمتم عليك لتقضين بينهما؛ قال: فإنى أرى كأنها امرأة عليها ثلاث نساء؛ هي رابعتهن، فأقضى له بثلاثة أيام ولياليهن، يتعبد فيهن، ولها يوم وليلة؛ فقَالَ عُمَرُ: واللّه ما رأيت الأول بأعجب من الآخر، اذهب فانت قاض على أهل البصرة (أخبار القضاة، لأبي بكرٍ مُحَمَّد بن حَيَّان بن صَدَقَةَ الضَّبِّي البَغْدَادِي، المُلقَّب بـ"وَكَيْع، ج ۱، ص ۲۷۵، ۲۷۶)

۱۔ وبالجملة فأوجه الخبر مرسله، بعضد بعضها بعضاً، وبعض من أرسله أدرك كعب بن سور القاضي. والله أعلم (التكميل لما تخرجه من إرواء الغليل، لصالح بن عبد العزيز بن محمد، ج ۱، ص ۱۰۳)

كعب بن سور الأزدی. قاضی البصرة، ولها لعمر وعثمان. وكان من نبلاء الرجال وعلمائهم. قتل يوم الجمل، قام يعظ الناس ويذكرهم، فجاءه سهم غرب، فقتله - رحمه الله تعالى (سير أعلام النبلاء، ج ۳، ص ۵۲۵)

عَنِ الثُّورِيِّ فِي الْمَرْأَةِ تَشْكُرُ زَوْجَهَا أَنَّهُ لَا يَأْتِيهَا قَالَ: لَهُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ،  
وَلَهَا يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۱۲۵۸۵)

ترجمہ: امام ثوری نے اس عورت کے بارے میں کہ جس نے اپنے شوہر کے بارے میں یہ شکایت کی تھی کہ وہ اس کے پاس نہیں آتا، فرمایا کہ مرد کو تین دن (بیوی سے الگ رہنے) کا اختیار ہے، اور (ہر تین دن کے بعد) ایک دن ایک

رات عورت کا حق ہے (عبدالرزاق)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ شوہر کا بیوی کے ساتھ شب باشی کرنا بھی بیوی کے حقوق میں داخل ہے، اور مناسب یہ ہے کہ جب تک کوئی معقول عذر نہ ہو تو کم از کم ہر چار راتوں میں سے ایک رات عورت کے پاس گزارا کرے۔

اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا اپنی ازواج کے ساتھ رات گزارنا اور سفر میں جانے کی صورت میں ان کو ساتھ لے کر جانا بھی ثابت ہے، اور یہ بھی زوجہ کے حقوق میں داخل ہے، جس سے زوجہ کے ساتھ شب باشی کے عبادت ہونے کی تائید ہوتی ہے۔<sup>۱</sup> مذکورہ اور اس جیسے بعض دوسرے دلائل کے پیش نظر شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ رہنے سہنے کے عبادت اور مستحب ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں، اور اس پر فقہائے کرام کا اتفاق ہے۔ البتہ شوہر کو بیوی کے پاس رات گزارنا واجب ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک شوہر کو بیوی کے ساتھ رات گزارنا واجب ہے، البتہ حنفیہ کے نزدیک ہر رات گزارنا واجب نہیں، بلکہ کبھی کبھی رات گزارنا واجب ہے، بشرطیکہ بیوی کو

۱۔ من حق الزوج علی زوجته السفر والانتقال بها من بلد إلى بلد؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه كانوا يسافرون بنسائهم.

واشترط الحنفية للسفر بالزوجة أن يكون الزوج مأمونا عليها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۰، ص ۱۲۶، السفر بالزوجة، مادة "عشرة")

معطل چھوڑنا لازم نہ آئے۔

جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ایک روایت کے مطابق جب تک کوئی معقول عذر نہ ہو، چار راتوں میں سے ایک رات عورت کے پاس گزارنا واجب ہے۔ ۱  
اور تنابله کے نزدیک بہر حال چار راتوں میں سے ایک رات بیوی کے پاس گزارنا واجب ہے، بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔

اور مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک شوہر کو بیوی کے پاس رات گزارنا واجب تو نہیں، البتہ سنت و مستحب ہے، بشرطیکہ بیوی کو معطل چھوڑ دینا لازم نہ آئے۔ ۲

۱ اختلاف الفقہاء فی وجوب بیات الزوج عند زوجته.

فذهب الحنفیة والحنابلة إلى أنه يجب علی الزوج أن یبیت عند زوجته، واختلفوا فی تقدیرہ، فذهب الحنفیة إلى عدم تقدیرہ وإنما یجب علی الزوج البیات عند زوجته أحياناً من غیر توقیت.

قال ابن عابدین: وإذا تشاغل الزوج عن زوجته بالعبادة أو غیرها فظاهر المذهب أنه لا یتعین مقدار بل یؤمر أن یبیت معها ویصحها أحياناً من غیر توقیت، واختار الطحاوی أن لها یوماً وليلة من کل أربع لیلال وباقیها له؛ لأن له أن یسقط حقها فی الثلاث بتزوج ثلاث حرائر، وإن كانت الزوجة أمة فلها یوم وليلة من کل سبع، وهذه رواية الحسن عن أبی حنیفة (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۳۰، ص ۲۸ و ۲۹، مادة "عشرة" البیات عند الزوجة)

فأما إذا لم تكن له إلا امرأة واحدة فتشاغل عنها بالعبادة أو السراری، اختار الطحاوی رواية الحسن عن أبی حنیفة أن لها یوماً وليلة من کل أربع لیلال، وباقیها له، لأن له أن یسقط حقها فی الثلاث بتزوج ثلاث حرائر، أما إن كانت الزوجة أمة فلها یوم وليلة فی کل سبع، وظاهر المذهب أن لا یتعین مقدار بل یؤمر أن یبیت معها ویصحها أحياناً من غیر توقیت (مرقاة، کتاب النکاح، باب القسم، الفصل الاول)

(قوله ویؤمر المتعبد إلخ) فی الفتح: فأما إذا لم یکن له إلا امرأة واحدة فتشاغل عنها بالعبادة أو السراری اختار الطحاوی رواية الحسن عن أبی حنیفة أن لها یوماً وليلة من کل أربع لیلال وباقیها له لأن له أن یسقط حقها فی الثلاث بتزوج ثلاث حرائر، وإن كانت الزوجة أمة فلها یوم وليلة فی کل سبع. وظاهر المذهب أن لا یتعین مقدار لأن القسم معنی نسبی ویجابه طلب ایجاده وهو یتوقف علی وجود المنتسبین فلا یطلب قبل تصورہ، بل یؤمر أن یبیت معها ویصحها أحياناً من غیر توقیت. اهـ. ونقل فی النهر عن البدائع أن ما رواه الحسن هو قول الإمام أولاً ثم رجع عنه وأنه لیس بشیء (رد المحتار علی الدر المختار، ج ۳، ص ۲۰۳، کتاب النکاح، باب القسم بین الزوجات)

۲ فصل: ویجب قسم الابتداء، ومعناه أنه إذا كانت له امرأة، لزمه البیات عندها ليلة من کل أربع لیلال، ما لم یکن عذر، وإن كان له نساء فکل واحد منهن ليلة من کل أربع. وبه قال الثوری، ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



## ایک سے زیادہ بیویوں کی شب باشی میں برابری کرنا

مذکورہ علم تو اس وقت تھا، جبکہ کسی شخص کے نکاح میں صرف ایک بیوی ہو، اور اگر کسی کے نکاح

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

و أبو ثور (المغنی لابن قدامة، ج ۷، ص ۳۰۳، فصل قسم الابتداء بین الزوجات)

وذهب الحنابلة إلى أنه يجب على الزوج أن يبيت في مضجع زوجته ليلة من كل أربع ليال، لما روى كعب بن سوار أنه كان جالسا عند عمر بن الخطاب فجاءت امرأة فقالت: يا أمير المؤمنين ما رأيت رجلا قط أفضل من زوجي، والله إنه ليبيت ليله قائما ويظل نهاره صائما، فاستغفر لها وأثنى عليها، واستحيت المرأة وقامت راجعة، فقال: يا أمير المؤمنين هلا أعديت المرأة على زوجها؟ فقال: ما ذاك؟ فقال: إنها جاءت تشكوه إذا كان هذا حاله في العبادة متى يتفرغ لها؟ فبعث عمر إلى زوجها وقال لكعب أفض بينهما؛ فإنك فهمت من أمرهما ما لم أفهمه، قال: فإني أرى أنها امرأة عليها ثلاث نسوة وهي رابعتهن فاقض له بثلاثة أيام ولياليهن يتعبد فيهن ولها يوم وليلة، وهذه قضية اشتهرت ولم تنكر فكانت كالإجماع، يؤيده قول النبي صلى الله عليه وسلم لعبد الله بن عمرو بن العاص: إن لجسدك عليك حقا، وإن لعينك عليك حقا، وإن لزوجك عليك حقا. وقال القاضي وابن عقيل: يلزمه من البيوت ما يزول معه ضرر الوحشة، ويحصل منه الأُنس المقصود بالزوجية بلا تزويت فيجتهد الحاكم، و صوب المرادوى هذا القول، ومحل الجواب إذا طلبت الزوجة منه ذلك؛ لأن الحق لها فلا يجب بدون الطلب.

وذهب المالكية والشافعية إلى أنه لا يجب على الزوج البيات عند زوجته، وإنما يسن له ذلك.

وصرح الشافعية بأن أدنى درجات السنة في البيات ليلة في كل أربع ليال، اعتبارا بمن له أربع زوجات. واستظهر ابن عرفة من المالكية وجوب البيات عندها، أو يحضر لها مؤنسة؛ لأن تركها وحدها ضرر بها لا سيما إذا كان المحل يتوقع منه الفساد والخوف من اللصوص (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۰، ص ۲۸ و ۲۹، مادة "عشرة" البيات عند الزوجة)

(فلاح) فيه على الزوج (للواحدة و) لكن (يستحب أن لا يعطلها) بأن يبيت عندها ويحصنها لأنه من المعاشرة بالمعروف. (وأقله) أى ما يحصل به عدم التعطيل (ليلة من أربع) اعتبارا بمن له أربع زوجات وإنما لم يجب عليه المبيت لأنه حقه فله تركه كسكنى الدار المستأجرة ولأن في داعية الطبع ما يعنى عن إيجابه (ولا) حق فيه عليه (للكثر) من واحدة (إلا إن بات مع زوجته) منهن (أسنى المطالب في شرح روض الطالب، ج ۳، ص ۲۲۹، كتاب عشرة النساء والقسم والشقاق)

والمبيت عند الواحدة (ش) أى وندب المبيت عند الزوجة الواحدة سواء كان له إماء أم لا قال فى التوضيح (شرح مختصر خليل، ج ۴، ص ۴، فصل: إنما يجب القسم للزوجات)

(و) ندب (المبيت عند) الزوجة (الواحدة) سواء كان له إماء أم لا. ابن شاس من له زوجة واحدة لا يجب مبيتة عندها. ابن عرفة الأظهر وجوبه أو تبيته معها امرأة ترضى لأن تركها وحدها ضرر، وربما يتعين عليه من خوف المحارب والسارق (منح الجليل، ج ۳، ص ۵۳۸، باب النكاح، فصل القسم للزوجات فى المبيت والنشوز)

میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوں، تو ان کے درمیان شب باشی میں مساوات اور برابری کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنِي وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً (سورة النساء، رقم الآية ۳)

ترجمہ: پس تم ان عورتوں سے نکاح کرلو، جو تمہیں پسند آئیں، دو دو سے، اور تین تین سے، اور چار چار سے، پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ تم عدل (وانصاف) قائم نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی سے نکاح کرو (سورہ نساء)

اور قرآن مجید ہی میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَذَرُوهُنَّ كَالْمَعْلُوقَةِ وَإِنْ تَصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا (سورة النساء، رقم الآية ۱۲۹)

ترجمہ: اور تم ہرگز بیویوں کے درمیان ہر طرح کا عدل کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے، اگرچہ تم اس کی حرص کرو، پس تم پوری طرح سے (کسی ایک کی طرف) مائل نہ ہو جاؤ، کہ تم دوسری کو معلق چھوڑ دو، اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک اللہ غفور الرحیم ہے (سورہ نساء)

مطلب یہ ہے کہ بعض چیزوں میں ایک سے زیادہ بیویوں کے درمیان عدل و انصاف کی انسان کو استطاعت نہیں، مثلاً دل کی محبت اور میلان میں، لیکن جن چیزوں کا انسان کو اختیار ہے، ان میں اسے بیویوں کے درمیان عدل و انصاف کا حکم ہے، جس کی تفصیل احادیث میں آئی ہے۔ ۱

۱ ( ولن تستطيعوا أن تعدلوا ) تسووا ( بين النساء ) في المحبة ( ولو حرصتم ) على ذلك

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعُ نِسْوَةٍ، فَكَانَ إِذَا قَسَمَ بَيْنَهُنَّ، لَا يَنْتَهِي إِلَى الْمَرْأَةِ الْأُولَى إِلَّا فِي تِسْعِ (مسلم) ۱  
ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (ایک وقت میں) نویویاں تھیں پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان باری مقرر فرماتے تو ہر عورت کے پاس نویں دن ہی تشریف لاتے (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نویویوں میں سے ہر بیوی کے پاس ایک رات گزارا کرتے تھے، اور اس طرح ہر بیوی کی باری کا نمبر نویں دن آتا تھا۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ، وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا، غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَبْتَعِي بِذَلِكَ رِضًا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری، رقم الحديث ۲۵۹۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تھے، تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے تھے، پھر ان میں سے جس کا بھی قرعہ میں حصہ نکل آتا تھا، اس کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے، اور سب بیویوں میں سے ہر ایک بیوی کے

﴿گزشتہ صفحے کا لقیہ حاشیہ﴾

(فلا تميلوا كل الميل) إلى التي تحبونها في القسم والنفقة (فتذروها) أي تركوا الممال عنها (كالمعلقة) التي لا هي أيم ولا ذات بعل ( وإن تصلحوا) بالعدل بالقسم ( وتقفوا) الجور ( فإن الله كان غفورا) لما في قلبكم من الميل (رحيما) بكم في ذلك (تفسير الجلالين، سورة النساء، تحت رقم الآية ۱۲۹)

۱ رقم الحديث ۳۶”۱۳۶۲“.

لئے ایک دن اور ایک رات تقسیم کرتے تھے، البتہ حضرت سودہ بنت زمعہ نے اپنے دن اور رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے ہبہ کر دیا تھا، وہ اس کے ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا چاہتی تھیں (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ بیویوں میں سے اگر کوئی بیوی اپنی دلی رضا و خوشی سے اپنی باری میں دوسری بیوی کے پاس رہنے کی اجازت دے دے، تو اسے یہ حق حاصل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيُعْدِلُ ثُمَّ يَقُولُ: أَللَّهُمَّ هَذَا فِعْلِي فِيمَا أَمْلِكُ، فَلَا تَلْمِئْنِي فِيمَا لَا أَمْلِكُ (ابن حبان) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے درمیان باری مقرر فرماتے، اور عدل سے کام لیتے تھے، پھر فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ! یہ میرا فعل ہے، اُن چیزوں میں جن کا مجھے اختیار ہے، تو آپ مجھے اُن چیزوں میں باعثِ ملامت قرار مت دینا، جن کا مجھے اختیار نہیں (مثلاً دلی و قلبی محبت کا کسی ایک سے زیادہ ہونا) (ابن حبان)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفْضِلُ بَعْضَنَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْقَسْمِ، مِنْ مَكَّةَ عِنْدَنَا (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۲۱۳۵)

۱ رقم الحدیث ۴۲۰۵، ذِكْرُ مَا كَانَ يُعْدِلُ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقِسْمَةِ بَيْنَ نِسَائِهِ.

فی حاشیة ابن حبان: رجالہ ثقات علی شرط مسلم إلا أنه اختلف فی وصله وإرساله، والمرسل هو الصواب.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان بعض کو بعض پر باری میں اور ہمارے پاس ٹھہرنے میں فضیلت نہیں دیتے تھے (ابوداؤد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ يَمِيلُ لِأَحَدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَجْرُ أَحَدُ شِقِيهِ سَاقِطًا أَوْ مَائِئِلًا (مسند احمد، رقم الحديث ۷۹۳۶) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی (مثلاً) دو بیویاں ہوں، جن میں سے وہ دوسری کے مقابلہ میں ایک کی طرف مائل ہو، تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ وہ اپنے بدن کے آدھے دھڑ کو مفلوج یا جھکا ہوا ہونے کی حالت میں کھینچ رہا ہوگا (مسند احمد)

مذکورہ آیات و احادیث کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ جس شخص کے نکاح میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوں، تو اس کو اپنی ان بیویوں کے ساتھ شب باشی میں مساوات و برابری کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ ۲

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

۲ والعدل الواجب في القسم يكون فيما يملكه الزوج ويقدر عليه من البيوتة والتأنيس ونحو ذلك، أما ما لا يملكه الزوج ولا يقدر عليه كالوطء ودواعيه، وكالميل القلبي والمحبة . فإنه لا يجب على الزوج العدل بين الزوجات في ذلك؛ لأنه مبني على النشاط للجماع أو دواعيه والشهوة، وهو ما لا يملك توجيهه ولا يقدر عليه، وكذلك الحكم بالنسبة للميل القلبي والحب في القلوب والنفوس فهو غير مقدور على توجيهه، وقد قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما في تفسير قوله تعالى: (ولن تستطيعوا أن تعدلوا بين النساء ولو حرصتم) يعني في الحب والجماع، وقالت عائشة رضي الله تعالى عنها: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقسم ويعدل ثم يقول: اللهم هذا قسمي فيما أملك، فلا تلمني فيما تملك ولا أملك يعني المحبة وميل القلب؛ لأن القلوب بيد الله تعالى يصرفها كيف شاء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۳، ص ۱۸۵، مادة "قسامة")

ثم التسوية المستحقة في البيوتة لا المجامعة؛ لأنها تبني على النشاط، ولا خلاف فيه قال بعض

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## زوجہ کا زوج کی ناراضگی میں رات گزارنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضَبَانَ عَلَيْهَا لَعْنَتُهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ

(بخاری، رقم الحدیث ۳۲۳۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد نے اپنی بیوی کو اپنے بستر

کی طرف بلایا، مگر اس نے انکار کیا، اور پھر اس کے شوہر نے ناراض ہو کر رات

گزاری، تو اس عورت پر فرشتے صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ شوہر کی طرف سے اپنی زوجہ کو بلانے پر اس کا نہ آنا، اور اسی حال میں

عورت کا رات گزارنا سخت گناہ والی بات ہے۔ ۱

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أهل العلم: إن تركه لعدم الداعية والانتشار عذر، وإن تركه مع الداعية إليه لكن داعيته إلى الضرة أقوى، أو مما يدخل تحت قدرته فإن أدى الواجب منه عليه، لم يبق لها حق ولم يلزمه التسوية، واعلم أن ترك جماعها مطلقاً لا يحل له، صرح أصحابنا بأن جماعها أحياناً واجب ديانة، لكنه لا يدخل تحت القضاء والإلزام إلا الوطأة الأولى، ولم يقدرُوا فيه مدة، ويجب أن لا يبلغ به مدة الإيلاء إلا برضاها وطيب نفسها به هذا والمستحب أن يسوى بينهما في جميع الاستمتاع من الوطء والقبلة، وكذلك الجوارى وأمهات الأولاد ليحصنهن عن الاشتهاة للزنا والميل إلى الفاحشة، ولا يجب شيء لأنه تعالى جل جلاله قال: (فإن خفتن ألا تعدلوا فواحدة أو ما ملكت أيمانكم) فأفاد أن العدل بينهما ليس واجبا هاهنا (مرواة المفاتيح، كتاب النكاح، باب القسم، الفصل الثاني)

۱ (إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه) كناية عن الجماع (فأبت) زاد في النكاح من طريق شعبة أن تجيء (فبات غضبان عليها لعنتها الملائكة حتى تصبح). (ظاهره كما قاله سيدي عبد الله بن أبي جمرة اختصاص اللعن بما إذا وقع ذلك ليلاً لقوله: حتى تصبح. وكان السر فيه تأكيد ذلك الشأن في الليل وقوة الباعث إليه ولا يلزم من ذلك أنه يجوز لها الامتناع في النهار وإنما خص الليل بالذكر لأنه المظنة لذلك (ارشاد الساری، كتاب بدأ الخلق، باب إذا قال أحدكم "آمين" والملائكة في السماء آمين فوافقت إحداهما الأخرى غفر له ما تقدم من ذنبه)

## سوئے ہوئے کے پاس سلام و کلام وغیرہ کرنا

اسلامی تعلیمات میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ جہاں کوئی دوسرا سویا ہوا ہو، وہاں بات چیت یا کوئی ایسی حرکت اتنی بلند آواز یا ایسے انداز سے نہ کی جائے، جس سے دوسرے کی نیند و آرام میں خلل واقع ہو۔

چنانچہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

فِيحِيءُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْلِمُ تَسْلِيْمًا،

لَا يُوقِظُ النَّائِمَ وَيَسْمَعُ الْيَقْظَانَ (سنن الترمذی) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت تشریف لاتے تھے، تو آپ اس طرح سے سلام کرتے تھے کہ سوئے ہوئے کو جگاتے نہیں تھے، اور جاگے ہوئے کو سنا دیتے تھے (ترمذی، مسلم)

جب سلام کرتے وقت بھی اس طرح سلام کرنا سنت ہے کہ سویا ہوا جاگے نہیں، تو کلام و گفتگو وغیرہ میں بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي هُوَ عِنْدِي - تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

انْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ،

فَلَمْ يَلْبَسْ إِلَّا رِيْثِمًا ظَنَّ أَنِّي قَدْ رَقَدْتُ، ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا، وَأَخَذَ رِدَائَهُ

رُوَيْدًا، ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا، وَخَرَجَ رُوَيْدًا، وَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي

رَأْسِي، وَاخْتَمَرْتُ، وَتَقَنَعْتُ إِزَارِي، وَأَنْطَلَقْتُ فِي إِثْرِهِ حَتَّى جَاءَ

الْبُقَيْعَ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَأَطَالَ ثُمَّ انْحَرَفَ، فَأَنْحَرَفْتُ،

۱ رقم الحدیث ۲۷۱۹، مسلم، رقم الحدیث ۱۷۴ "۲۰۵۵"۔

قال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح.

فَأَسْرَعَ، فَأَسْرَعْتُ، فَهَرَوَلْ فَهَرَوْلْتُ، فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ، وَسَبَقْتُهُ  
فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنْ اضْطَجَعْتُ، فَدَخَلَ فَقَالَ: مَا لَكَ يَا عَائِشَةُ  
حَشِيًّا رَابِيَةً؟ قَالَتْ: لَا، قَالَ: لَتُخْبِرَنِي أَوْ لَيُخْبِرَنِي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ،  
قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ، قَالَ: فَأَنْتِ  
السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَلَهَزَنِي فِي صَدْرِي لَهْزَةً  
أَوْجَعَتْنِي، ثُمَّ قَالَ: أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَرَسُولُهُ؟ قُلْتُ:  
مَهْمَا يَكْتُمُ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللَّهُ، قَالَ: فَإِنَّ جَبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ  
رَأَيْتِ، وَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ، وَقَدْ وَضَعْتَ ثِيَابَكَ، فَأَدَانِي فَأَخْفَى  
مِنْكَ، فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكَ، فَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ، وَكَرِهْتُ أَنْ  
أَوْقِظَكَ، وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي، فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْبَقِيعَ،  
فَأَسْتَغْفِرَ لَهُمْ، قُلْتُ: كَيْفَ أَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: قَوْلِي السَّلَامُ  
عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، يَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ  
مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ (سنن نسائي، رقم

الحدیث ۲۰۳۷)

ترجمہ: جب میری باری والی رات تھی، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس  
ہوا کرتے تھے، اس دوران (ایک مرتبہ) آپ تشریف لائے، پھر آپ نے اپنے  
دونوں جوتے اپنے پاؤں کے پاس رکھ لیے، اور آپ نے اپنی چادر کو اپنے بستر پر  
بچھایا، پھر تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے، آپ نے سمجھا کہ میں سوچکی ہوں، پھر آپ  
نے آہستہ سے جوتے پہنے اور آہستہ سے اپنی چادر لی، پھر آہستہ سے دروازہ  
کھولا، اور آہستہ سے نکل گئے، میں نے یہ حالت دیکھ کر اپنے سر میں (باہر نکلنے  
کے لئے) کرتہ اور سر پر دوپٹہ ڈالا اور شلوار پہنی، اور آپ کے پیچھے پیچھے چلی،



یہاں تک کہ آپ قبرستان بقیع پہنچ چکے تھے، آپ نے تین مرتبہ دونوں ہاتھ اٹھائے اور کافی دیر تک کھڑے رہے، پھر واپس آئے، میں بھی واپس آئی، آپ جلدی سے روانہ ہوئے میں بھی جلدی ہی چل پڑی۔

پھر آپ دوڑ پڑے، میں بھی دوڑی، پھر آپ اور زیادہ زور سے دوڑے، چنانچہ میں بھی زور سے دوڑی اور میں آپ سے پہلے گھر پہنچ گئی، لیکن میں لیٹی ہی تھی کہ اس دوران آپ تشریف لے آئے اور آپ نے دریافت فرمایا کہ اے عائشہ! تمہارا سانس پھول گیا ہے اور تمہارا پیٹ اوپر کی جانب اٹھ گیا ہے (جس طریقہ سے کہ کسی دوڑنے والے شخص کی حالت ہوتی ہے) میں نے عرض کیا کہ کوئی بات نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ تم مجھ کو بتادو، ورنہ اللہ لطیف و خبیر مجھ کو بتادے گا، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میری والدین آپ پر فدا ہو جائیں، یہ وجہ ہے اور میں نے تمام حال بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ وہ کیا آپ ہی تھیں؟ جو سایہ میں اپنے سامنے دیکھتا تھا، میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! آپ نے میرے سینہ پر مارا، جس سے مجھ کو تکلیف محسوس ہوئی، پھر فرمایا کہ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر (تمہاری باری میں کسی اور کے پاس جا کر) ظلم کرے گا، میں نے عرض کیا کہ لوگ آپ سے کیا بات پوشیدہ رکھیں گے، اللہ نے آپ کو بتلادیا ہے کہ میرے دل میں یہ بات تھی، آپ نے فرمایا کہ حضرت جبریل میرے پاس تشریف لائے، جس وقت تم نے (مجھے یہاں سے روانہ ہوتے ہوئے) دیکھا، لیکن وہ اندر تشریف نہ لائے، اس وجہ سے کہ تم کپڑے اتار چکی تھیں، انہوں نے تم سے خفیہ ہو کر مجھ کو آواز دی (تا کہ تمہیں تکلیف نہ پہنچے) میں نے بھی ان کو تم سے چھپ کر (آہستہ آواز میں) جواب دیا، پھر میں یہ سمجھا کہ تم سو گئی اور مجھ کو تمہارا بیدار کرنا بر محسوس ہوا اور مجھ کو اس بات کا اندیشہ ہوا کہ تم تہا پریشان نہ ہو،

بہر حال حضرت جبریل نے مجھ کو قبرستان بقیع میں جانے کا حکم دیا اور وہاں کے لوگوں کے لئے دعاء مانگنے کا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ) میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں (قبر والوں کے لئے) کس طریقہ سے دعاء کروں؟ آپ نے فرمایا کہ تم یہ دعاء کرو کہ:

السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ يَرْحَمُهُمُ اللَّهُ  
الْمُسْتَقْدَمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ.  
”مؤمنین اور مسلمین کے گھر والوں پر سلام ہو، اللہ ہم سے پہلے والوں پر بھی رحم فرمائے، اور بعد والوں پر بھی، اور بے شک ہم ان شاء اللہ تمہارے ساتھ (فوت ہونے کے بعد) ملنے والے ہیں (نسائی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین کے بلانے پر بھی یہ اہتمام فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نیند میں خلل واقع نہ ہو، اور ان کو تکلیف نہ پہنچے، اسی لئے ہر کام آہستہ انداز میں کیا، تو پھر کسی دوسرے کام، اور اس سے بڑھ کر فضولیات اور اس سے بڑھ کر منکرات میں مشغول ہو کر سونے اور آرام کرنے والے کو تکلیف و ایذا پہنچانا کیونکر درست ہو سکتا ہے، اسی لئے کئی احادیث میں کامل مسلمان اس کو قرار دیا گیا ہے کہ جس کے ہاتھ یا پاؤں وغیرہ سے کسی بھی دوسرے مسلمان کو تکلیف و ایذا نہ پہنچے۔ اے

۱۔ عن أبي موسى رضي الله عنه، قال: قالوا يا رسول الله، أي الإسلام أفضل؟ قال: من سلم المسلمون من لسانه، ويده (بخاری، رقم الحديث ۱۱، كتاب الايمان، باب: أي الإسلام أفضل؟ مسلم، رقم الحديث ۳۲”۶۶“ سنن النسائي، رقم الحديث ۳۹۹۹) عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده (بخاری، رقم الحديث ۱۰، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده)

عن ابن جريج، أنه سمع أبا الزبير، يقول: سمعت جابراً، يقول: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده (مسلم، رقم الحديث ۳۰”۶۵“ باب بيان تفاضل الإسلام، وأي أموره أفضل)

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے معلوم ہوا کہ سوتے ہوئے کے پاس سلام و کلام کرنا اور آنا جانا اور دروازہ کھولنا اور بند کرنا وغیرہ اس طریقہ سے سنت ہے، جس سے اُس کی نیند میں خلل واقع نہ ہو۔ مگر افسوس کہ آج بہت سے مسلمانوں کو اس کا اہتمام نہیں، بعض لوگ رات کو دوسروں کے آرام کے وقت ڈھول باجے، موسیقی، آتش بازی وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں، جس سے دوسروں کے آرام اور نیند میں خلل واقع ہوتا ہے۔

## رات میں گتے یا گدھے کی آواز سننے پر تَعَوُّذِ پڑھنا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:  
إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ كِلَابٍ أَوْ نَهَاقَ حُمُرٍ بِاللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ، فَإِنَّهُمْ  
يَرَوْنَ مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَقْلُوا الْخُرُوجَ إِذَا هَدَّاتِ الرَّجُلُ.  
فَإِنَّ اللَّهَ جَلَّ وَعَلَا يَبُتُّ مِنْ خَلْقِهِ فِي لَيْلِهِ مَا شَاءَ، وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ،  
وَأَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا أُجِيفَ، وَذَكَرَ  
اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَعَطَّوْا الْجِرَارَ، وَكَفَّتُوا اللَّائِيَةَ، وَأَوَّكُوا الْقِرْبَ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن أبي هريرة، قال:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده،  
والمؤمن من آمنه الناس على دمائهم وأموالهم: هذا حديث حسن صحيح.

ويروى عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه سئل أي المسلمين أفضل؟

قال: من سلم المسلمون من لسانه ويده وفي الباب عن جابر، وأبي موسى، وعبد الله  
بن عمرو (ترمذی، رقم الحديث ۲۶۲۷)

عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:

"المسلم من سلم الناس من لسانه ويده، والمؤمن من آمنه الناس على دمائهم وأموالهم

(مسند أحمد، رقم الحديث ۸۹۳۱)

في حاشية مسند احمد: إسناده قوى .

(صحیح ابن حبان) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جب تم رات میں کتے کے بھونکنے یا گدھے کی چیخنے کی آواز سنو، تو تم اللہ سے پناہ طلب کرو (مثلاً اَعُوذُ بِاللّٰهِ پڑھو) کیونکہ وہ جانور ایسی چیزیں دیکھتے ہیں، جو تم نہیں دیکھ پاتے، اور جب (راستے میں) چلت پھرت بند ہو جائے، تو تم کم ہی باہر نکلو، کیونکہ اللہ اپنی جس مخلوق کو چاہے رات میں منتشر کرتا ہے، اور تم دروازے بند کر لیا کرو، اور ان کو بند کرتے وقت اللہ کا نام لے لیا کرو، کیونکہ شیطان اس دروازے کو نہیں کھول سکتا، جو بند کر دیا گیا ہو، اور اس پر اللہ کا نام لے لیا گیا ہو، اور تم برتن بھانڈوں کو ڈھک دیا کرو، اور تم مٹیکیزوں کے منہ بند کر دیا کرو (ابن حبان، مسند

احمد، ابویعلیٰ)

اس سے معلوم ہوا کہ رات میں کتے یا گدھے کی آواز سننے پر اللہ سے پناہ طلب کرنی چاہئے، مثلاً اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھنی چاہئے۔

## رات گزرنے سے پہلے صدقہ اور حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرنا

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ سَرِيْعًا  
دَخَلَ عَلَيَّ بَعْضُ نِسَائِهِ، ثُمَّ خَرَجَ وَرَأَى مَا فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ مِنْ  
تَعْجِبِهِمْ لِسُرْعَتِهِ، فَقَالَ: ذَكَرْتُ وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ تَبْرًا عِنْدَنَا،

۱ رقم الحدیث ۵۵۱۷، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۳۲۸۳، مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۲۳۲۷.

فی حاشیة ابن حبان: إسناده قوى.

وفی حاشیة مسند احمد: إسناده حسن، رجاله ثقات رجال الشیخین غیر محمد بن إسحاق، فقد روی له أهل السنن، وقرنه مسلم بغیره، وقد صرح بالتحديث فی بعض مصادر التخریج

فَكَرِهْتُ أَنْ يُمَسِّيَ - أَوْ يَبِيتَ عِنْدَنَا - فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ (بخاری، رقم الحدیث ۱۲۲۱)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی، جب آپ نے سلام پھیرا، تو جلدی سے کھڑے ہو کر اپنی کسی بیوی کے پاس تشریف لے گئے، پھر باہر تشریف لائے، اور آپ نے لوگوں کے چہروں پر اپنی جلدی کی وجہ سے تعجب دیکھا، تو آپ نے فرمایا کہ مجھے نماز کی حالت میں اپنے پاس موجود سونے کی ایک ڈلی یاد آئی، تو مجھے یہ ناگوار گزرا کہ وہ شام تک یا رات گزرنے تک ہمارے پاس موجود ہو، تو میں نے اس کو تقسیم کرنے کا حکم دے دیا (بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ وغیرہ کا مال آتا تھا، جس کو آپ مستحقین میں تقسیم کر دیا کرتے تھے، یہ مال بھی اسی طرح کا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ رات گزرنے سے پہلے صدقہ اور دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہئے۔ ۱

## دورائیں گزرنے سے پہلے وصیت کا اہتمام کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، لَهُ شَيْءٌ يُرِيدُ أَنْ يُوصِيَ فِيهِ، يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ، إِلَّا وَوَصِيَّتَهُ مَكْتُوبَةً عِنْدَهُ

(مسلم، رقم الحدیث ۱۶۲۷ "۱"، بخاری، رقم الحدیث ۲۷۳۸)

۱۔ والحدیث الأول يدل على مشروعية المبادرة بإخراج الصدقة. قال ابن بطال: فيه أن الخير ينبغي أن يبادر به، فإن الآفات تعرض والموانع تمنع، والموت لا يؤمن، والتسوية غير محمود زاد غيره: وهو أخلص للذمة وأنفى للحاجة وأبعد من المظل المذموم وأرضى للرب تعالى وأصحى للذنب (نیل الاوطار للشوكاني، ج ۳ ص ۷۷، باب المبادرة الى اخراجها)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مسلمان کے لئے مناسب نہیں جس کے پاس کوئی چیز ہو اور وہ اس میں وصیت کا ارادہ رکھتا ہو کہ وہ دو راتیں گزار دے، اور اس کی وصیت لکھی ہوئی اس کے پاس موجود نہ ہو (مسلم، بخاری)

ایک روایت میں دو راتوں کے بجائے تین راتوں کا ذکر ہے۔ ۱  
اور دو یا تین راتوں کا ذکر بطور مثال کے ہے، اور اصل مقصود جلد وصیت کی ترغیب دینا اور اس میں تاخیر سے بچانا ہے۔

جمہور فقہائے کرام کے نزدیک عام حالات میں وصیت کرنا سنت و مستحب ہے، اور اگر وصیت کے بغیر دوسرے کی حق تلفی لازم آتی ہو، تو پھر وصیت کرنا واجب ہو جاتا ہے، بہر حال دو یا تین راتوں کے گزرنے سے پہلے وصیت کر دینی چاہئے، اور اس کو لٹکا کر نہیں چھوڑنا چاہئے، مبادا کہ اسی حال میں موت واقع ہو جائے۔ ۲

۱ عن سالم، عن أبيه، أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ما حق امرء مسلم، له شيء يوصي فيه، بيت ثلاث ليال، إلا ووصيته عنده مكتوبة، قال عبد الله بن عمر: ما مرت على ليلة منذ سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ذلك إلا وعندي وصيتي (مسلم، رقم الحديث ۱۶۲۷ "۳")

۲ (فیه بیست لیلین إلا ووصيته مكتوبة عنده) وفي رواية ثلاث ليال فيه الحث على الوصية وقد أجمع المسلمون على الأمر بها لكن مذهبنا ومذهب الجماهير أنها مندوبة لا واجبة وقال داود وغيره من أهل الظاهر هي واجبة لهذا الحديث ولا دلالة لهم فيه فليس فيه تصريح بإيجابها لكن إن كان على الإنسان دين أو حق أو عنده ودیعة ونحوها لزمه الإیضاء بذلك.

قال الشافعي رحمه الله معنى الحديث ما الحزم والاحتياط للمسلم إلا أن تكون وصيته مكتوبة عنده ويستحب تعجيلها وأن يكتبها في صحته ويشهد عليه فيها ويكتب فيها ما يحتاج إليه فإن تجدد له أمر يحتاج إلى الوصية به ألحقه بها قالوا ولا يكلف أن يكتب كل يوم محقرات المعاملات وجزئيات الأمور المتكررة وأما قوله صلى الله عليه وسلم ووصيته مكتوبة عنده فمعناه مكتوبة وقد أشهد عليه بها لا أنه يقتصر على الكتابة بل لا يعمل بها ولا تنفع إلا إذا كان أشهد عليه بها هذا مذهبنا ومذهب الجمهور.

وقال الإمام محمد بن نصر المروزي من أصحابنا يكفى الكتاب من غير إظهار لظاهر الحديث والله أعلم (شرح النووي على مسلم، ج ۱ ص ۷۵، ۷۶، كتاب الوصية)

## دعاء کے ذریعہ بستر پر موت سے شہادت کا اجر پانا

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ،

بَلَّغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَىٰ فِرَاشِهِ (مسلم) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ سے سچی شہادت کی دعاء کی،

تو اُسے اللہ شہیدوں کے درجات تک پہنچا دے گا، اگرچہ وہ (شہادت کی دعاء

کرنے والا) اپنے بستر پر فوت ہو (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی اخلاص کے ساتھ شہادت کی دعاء کرتا ہے، تو اس کو اللہ تعالیٰ

کے فضل و کرم سے بستر پر فوت ہونے کی صورت میں بھی شہادت کا اجر و ثواب حاصل

ہو جاتا ہے۔ ۲

اللہ تعالیٰ سے ہم بھی صدق و اخلاص کے ساتھ شہادت کو طلب کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول

فرمائے۔ آمین۔

وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ وَأَحْكَمُ

۱ رقم الحدیث ۱۵۷ "۱۹۰۹"۔

۲ قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -: من سأل الله الشهادة بصدق: أي بإخلاص

(بلغه): بتشديد اللام؛ أي أوصله (الله منازل الشهداء وإن مات على فراشه): بكسر أوله؛ أي:

ولو مات غير شهيد فهو في حكم الشهداء وله ثوابهم (مرقاة، كتاب الجهاد، الفصل الاول)

## (فصل نمبر ۸)

## رات کی عبادت کی فضیلت و اہمیت

قرآن و سنت میں رات کو عبادت کرنے اور بالخصوص نیند سے بیدار ہو کر نوافل و تہجد ادا کرنے کی بھی خاص فضیلت آئی ہے۔

رات کی عبادت میں نفل نماز پڑھنا اور ذکر اور قرآن مجید کی قرائت کرنا سب داخل ہے۔ جس کو شریعت کی زبان میں قیام اللیل بھی کہا جاتا ہے، اور رات کے نوافل کو اور بطور خاص ان نوافل کو جو سوکراٹھنے کے بعد پڑھی جائیں، انہیں تہجد کی نوافل کہا جاتا ہے۔ ۱۔

۱۔ اور قیام اللیل اور تہجد وغیرہ کے تفصیلی فضائل و احکام ہم نے اپنی دوسری کتاب ”نفل اور سنت نمازوں کے فضائل و احکام“ میں ذکر کر دیے ہیں، وہاں ملاحظہ کر لئے جائیں۔ یہاں رات کے موضوع کی مناسبت سے بقدر ضرورت تفصیل درج کی گئی ہے۔

الإحياء فى اللغة جعل الشىء حيا ، ويريد الفقهاء من قولهم " إحياء الليل " قضاء الليل أو أكثره بالعبادة، كالصلاة والذكر وقراءة القرآن ونحو ذلك .وبذلك تكون المدة هى أكثر الليل، ويكون العمل عاما فى كل عبادة.

الألفاظ ذات الصلة:

أ - قیام اللیل:

المستفاد من كلام الفقهاء أن قیام اللیل قد لا يكون مستغرقا لأكثر الليل، بل يتحقق بقيام ساعة منه . أما العمل فيه فهو الصلاة دون غيرها . وقد يطلقون قیام اللیل على إحياء الليل . فقد قال فى مراقى الفلاح :معنى القیام أن يكون مشتغلا معظم الليل بطاعة، وقيل ساعة منه، يقرأ القرآن أو يسمع الحديث أو يسبح أو يصلی على النبی صلی الله علیه وسلم وكل واحد منهما قد يسبقه نوم بعد صلاة العشاء وقد لا يسبقه نوم.

ب - التهجّد:

التهجّد لا يكون إلا بعد نوم.

ولكن يطلقه كثير من الفقهاء على صلاة الليل مطلقا . (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۲، مادة "إحياء الليل")



## نبی ﷺ کا رات میں گھبرا کر اٹھنا اور عبادت کا حکم فرمانا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَرِغًا، يَقُولُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، مَاذَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْخَزَائِنِ، وَمَاذَا أَنْزَلَ مِنَ الْفِتَنِ، مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجْرَاتِ - يُرِيدُ أَزْوَاجَهُ لِكَيْ يُصَلِّيْنَ - رَبُّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ (بخاری، رقم الحدیث ۷۰۶۹)

ترجمہ: ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر بیدار ہوئے، تو آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! آج رات اللہ نے کس قدر خزانے (یعنی اللہ کی رحمتیں و نعمتیں) اور کس قدر فتنے نازل کئے ہیں، حجرہ والیوں یعنی ازواج کو کوئی جگادے، تاکہ وہ نماز پڑھ لیں، بہت سی دنیا میں کپڑے پہننے والی ایسی ہیں، جو (نیک اعمال سے محروم ہونے کی وجہ سے) آخرت میں برہنہ ہوں گی (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت عبادت کرنا اور نفل نماز پڑھنا فتنوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ ۱

۱ (سبحان اللہ) بالنصب بفعل لازم الحذف قاله تعجبا واستعظاما (ماذا) استفهام ضمن معنى التفخيم والتعجب والتعظيم ويحتمل كون ما نكرة موصوفة (أنزل) بهمزة مضمومة (الليلة) فى رواية أنزل الله والمراد بالإنزال إعلام الملائكة بالأمر المقدر أو أوحى إليه فى منام أو يقظة ما سيقع كذا قاله جمع قال ابن جماعة: وهو وإن كان صحيحا فبعيد من قوله: (من الفتن) عبر عن العذاب بالفتن لأنها أسبابه أو على المنافقين ونحوهم أو أراد بالفتن الجزئية القريبة المأخذ كفتنة الرجل فى أهله وماله تكفرها الصلاة أو ما أنزل من مقدمات الفتن والملجء إلى هذا التأويل إنه لا فتنة مع حيلة المصطفى صلى الله عليه وعلى آله وسلم وقد قال تعالى (وأنتم عليكم نعمتى) وفى إتمام النعمة سد باب الفتنة الذى لم تفتح إلا بقتل عمر (وماذا فتح من الخزان) خزائن الأغطية أو الأقضية التى أفيض منها تلك الليلة على المتجهدين ونحوهم يرشد لذلك قوله (أيقظوا) بفتح الهمزة نبهوا للتهجد كما تشير إليه رواية لكى يصلين قال الكرماني: ويجوز كسر

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## ہر رات میں قبولیت کا وقت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُؤَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ (مسلم) ۱

ترجمہ: رات میں ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے کہ اس گھڑی میں جو بھی مسلمان آدمی اللہ سے دنیا و آخرت کی کسی خیر کی دعاء کرے، تو اس کو اللہ وہ ضرور عطا فرماتا ہے، اور یہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے (مسلم)

بہت سے اہل علم حضرات نے فرمایا کہ یہ قبولیت کی گھڑی رات کے آخری تہائی حصہ میں ہوتی ہے۔

جیسا کہ حضرت عمرو بن عیسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي مَا تَعْلَمُ وَأَجْهَلُ ، هَلْ مِنَ السَّاعَاتِ سَاعَةٌ أَفْضَلُ مِنَ الْآخِرَى ؟

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الهمزة أى انتبهوا وقوله (صواحب) منادى لو صحت الرواية به. قال الطيبي: عبر عن الرحمة بالخزائن لكثرتها وعزتها وعن العذاب بالفتن لأنها أسباب مؤدية إليه وجمعهما لكثرتهمما وسعتهما .

(الحجر) بضم الحاء المهملة وفتح الجيم وفى رواية صواحب الحجر وفى رواية الحجرات وهى أزواجه ليحصل لهن حظ من تلك الرحمات المنزلة تلك الليلة خصهن لأنهن الحاضرات أو من قبيل ابدأ بنفسك ثم بمن تعول وقال ابن العربى : كأنه أخبر بأن بعضهم ستكون فيهن فأمر بإيقاظهن تخصيصا لذلك (فرب نفس) وفى رواية يا رب أى يا قوم رب نفس ورب هنا للتكثير وإن كان أصلها للتقليل (كاسية فى الدنيا) من أنواع الثياب (عارية) بجره صفة كاسية ورفع خبر مبتدأ محذوف أى هى عارية من أنواع الثياب (فى الآخرة) لعدم العمل (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۴۶۳۸)

۱ رقم الحديث ۷۵۷، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فى الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء .

قَالَ: جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ (الدعاء للطبرانی) ۱  
ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اس چیز کی تعلیم دے دیجئے، جسے آپ جانتے ہیں، اور میں نہیں جانتا، کیا ساعتوں (اور گھڑیوں) میں سے کوئی ساعت (اور گھڑی) دوسری سے افضل ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے آخری حصے کی ساعت (دوسری ساعتوں سے افضل ہے) (طبرانی)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ يَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي، فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ (بخاری) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے رب تبارک و تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر نزول رحمت فرماتے ہیں، جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، فرماتے ہیں کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے، تو میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے، تو میں اس کو عطا کروں، کون ہے جو مجھ

۱ رقم الحدیث ۱۳۱، باب أى اللیل أجوب دعوة، واللفظ له، مسند احمد رقم الحدیث ۱۷۰۱۸.

قال الالبانی: وعلی کل حال فهذه الفقرة ثابتة بمجموع الطریقین و اللہ أعلم (السلسلة الصحيحة، تحت رقم الحدیث ۵۵۱)

۲ رقم الحدیث ۱۱۴۵، کتاب الجمعة، باب الدعاء فی الصلاة من آخر اللیل، واللفظ له، ورقم الحدیث ۶۳۲۱، ورقم الحدیث ۷۹۴، مسلم رقم الحدیث ۷۵۸، ج ۱ ص ۵۲۱، باب الترغیب فی الدعاء والذکر فی آخر اللیل، والإجابة فیہ، ابوداؤد، رقم الحدیث ۱۳۱۵، ترمذی، رقم الحدیث ۳۴۹۸، مؤطا امام مالک، باب ماجاء فی الدعاء، السنن الكبرى للنسائی، رقم الحدیث ۱۰۲۴۰، سنن دارمی رقم الحدیث ۱۵۲۰، صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۹۲۰.

سے مغفرت طلب کرے، تو میں اس کی مغفرت کروں (بخاری، مسلم)  
اور رمضان کی ہر رات میں پوری رات ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس طرح کا اعلان ہوتا ہے۔

چنانچہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: فِي رَمَضَانَ تَفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَتُعَلَّقُ أَبْوَابُ النَّارِ، وَيُصَفَّدُ فِيهِ كُلُّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ، وَيُنَادِي مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ: يَا طَالِبَ الْخَيْرِ هَلُمَّ، وَيَا طَالِبَ الشَّرِّ ائْتِسِكْ (مسند

احمد، رقم الحديث ۱۸۷۹۴) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینے میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور اس مہینے میں ہر سرکش شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے، اور ایک اعلان کرنے والا ہر رات میں اعلان کرتا ہے کہ اے خیر کو طلب کرنے والے! آگے بڑھ، اور اے شر کو طلب کرنے والے! رُک جا (مسند احمد)

معلوم ہوا کہ ہر رات میں کچھ نہ کچھ عبادت کا اہتمام کرنا چاہئے، اور اگر حسب سہولت ممکن ہو تو رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر عبادت کرنی چاہئے، اور اللہ تعالیٰ سے اپنی ضروریات و حاجات کی دعاء کرنی چاہئے، کہ یہ انتہائی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔

## رات میں اٹھ کر نفل نماز یا تہجد کی فضیلت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ رَجُلَيْنِ،

۱ فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح

رَجُلٍ نَارَ مَنْ وَطْأَتْهُ وَلِحَافِهِ مِنْ بَيْنِ حَبِيٍّ وَأَهْلِهِ إِلَى الصَّلَاةِ، فَيَقُولُ  
 اللَّهُ جَلَّ وَعَلَا: انظُرُوا إِلَى عَبْدِي نَارَ مَنْ فَرَّاشَهُ وَوَطْأَتْهُ مِنْ بَيْنِ حَبِيٍّ  
 وَأَهْلِهِ إِلَى صَلَاتِهِ رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِي، وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِي، وَرَجُلٍ غَزَا  
 فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأَنْهَزَمَ النَّاسُ، وَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ فِي الْإِنْهَزَامِ، وَمَا لَهُ فِي  
 الرَّجُوعِ، فَرَجَعَ حَتَّى أُهْرِيقَ دَمُهُ، فَيَقُولُ اللَّهُ لِمَلَائِكَتِهِ: انظُرُوا إِلَى  
 عَبْدِي، رَجَعَ رَجَاءً فِيمَا عِنْدِي، وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِي حَتَّى أُهْرِيقَ دَمُهُ  
 (صحيح ابن حبان) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب دو آدمیوں سے (بہت  
 زیادہ) خوش ہوتا ہے، ایک وہ آدمی جو ہمت کر کے اپنا نرم بستر اور لحاف (اور کمر  
 وغیرہ) چھوڑ کر اپنی محبوب (یعنی بیوی وغیرہ) اور گھر والوں کے درمیان سے نماز  
 کے لئے کھڑا ہو، تو اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو دیکھو کہ جو اپنے نرم  
 بستر میں سے اور اپنی محبوبہ اور گھر والوں کے درمیان سے ہمت کر کے نماز کے  
 لئے کھڑا ہو گیا، اس چیز کے شوق میں، جو میرے پاس ہے (یعنی اجر و ثواب) اور  
 میرے (عذاب کے) خوف کی وجہ سے، اور دوسرا وہ آدمی جس نے اللہ کے  
 راستے میں قتال کیا، پھر (اس کے ساتھ موجود) لوگ (مغلوب ہو کر) راہ فرار  
 اختیار گئے، اور اس نے (مغلوب ہو کر) راہ فرار اختیار کرنے میں جو گناہ ہے، اور  
 دشمنوں کا مقابلہ کرنے میں جو ثواب ہے، اس کی طرف توجہ کی، پھر وہ (راہ فرار

۱ رقم الحدیث ۲۵۵۷، کتاب الصلاة، فصل فی قیام اللیل، واللفظ لہ، و رقم الحدیث  
 ۲۵۵۸، المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث ۱۰۳۸۳، مسند ابی یعلیٰ الموصلی رقم الحدیث  
 ۵۳۶۱، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۱۹۷۲۸، مسند احمد، رقم الحدیث ۳۹۳۹.  
 قال الہیثمی: رواہ أحمد وأبو یعلیٰ والطبرانی فی الکبیر، وإسناده حسن (مجمع الزوائد  
 ج ۲ ص ۲۵۵، باب فی صلاة اللیل)  
 إسناده قوی (حاشیة صحیح ابن حبان)  
 إسناده حسن إلا أن الدارقطني صحح وقفه (حاشیة مسند احمد)

اختیار کرنے کے بجائے) دشمنوں کے مقابلہ کے لئے لوٹ آیا، یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا (یعنی یہ شہید ہو گیا) تو اللہ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کی طرف دیکھو، وہ میرے پاس موجود چیز (یعنی اجر و ثواب) کی امید کرتے ہوئے اور میرے (عذاب کے) خوف کی خاطر لوٹا ہے، یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا (یعنی شہید ہو گیا) (ابن حبان)

اس حدیث سے رات کو عبادت کرنے کی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوئی۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

أَلَا إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَضْحَكُ إِلَى رَجُلَيْنِ رَجُلٍ قَامَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ مِنْ فِرَاشِهِ وَلِحَافِهِ وَدَثَارِهِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ إِلَى صَلَاةٍ، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَائِكِهِ: مَا حَمَلَ عَبْدِي هَذَا عَلَى مَا صَنَعَ؟ فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا رَجَاءَ مَا عِنْدَكَ، وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدَكَ، فَيَقُولُ: فَإِنِّي قَدْ أَعْطَيْتُهُ مَا رَجَا وَأَمْنْتُهُ مِمَّا خَافَ، وَرَجُلٍ كَانَ فِي فِتْنَةٍ فَعَلِمَ مَا لَهُ فِي الْفِرَارِ، وَعَلِمَ مَا لَهُ عِنْدَ اللَّهِ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ فَيَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ: مَا حَمَلَ عَبْدِي هَذَا عَلَى مَا صَنَعَ؟ فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا رَجَاءَ مَا عِنْدَكَ، وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدَكَ، فَيَقُولُ: فَإِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَعْطَيْتُهُ مَا رَجَا وَأَمْنْتُهُ مِمَّا خَافَ (المعجم الكبير للطبرانی رقم الحديث ۸۵۳۲) ۱

ترجمہ: یاد رکھو کہ بے شک اللہ عزوجل دو آدمیوں سے (بہت زیادہ) خوش ہوتا ہے، ایک وہ آدمی جو سردی کی رات میں اپنے بستر اور لحاف اور کپڑے (وچادر وغیرہ) میں سے نکل کر کھڑا ہوا، پھر نماز پڑھی، تو اللہ عزوجل اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کو اس کے اس عمل پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ فرشتے

۱۔ قال الہیثمی: رواہ الطبرانی فی الکبیر واسنادہ حسن (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۵۶، باب فی صلاة اللیل)

کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! اس چیز کی امید نے جو آپ کے پاس ہے (یعنی اجر و ثواب) اور اس چیز کے خوف نے جو آپ کے پاس ہے (یعنی آپ کا عذاب) تو اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ بے شک میں نے اس کو امید والی چیز (یعنی اجر و ثواب اور اپنی رضا) عطا کر دی، اور اس کو خوف والی چیز (یعنی عذاب) سے امن دے دیا اور دوسرا آدمی جو ایک جماعت کے ساتھ (قتال میں) تھا، پھر اس نے راہ فرار اور قتال میں جو کچھ (عذاب یا ثواب) ہے، اس کو جان لیا، پھر اس نے قتال کیا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا، تو اللہ عز و جل فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کو اس کے اس عمل پر کس چیز نے آمادہ کیا، فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! اس چیز کی امید نے جو آپ کے پاس ہے (یعنی جہاد و قتال کا اجر و ثواب) اور اس چیز کے خوف نے جو آپ کے پاس ہے (یعنی راہ فرار کا عذاب) تو اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں، بے شک میں نے اس کو امید والی چیز (یعنی اجر و ثواب اور اپنی رضا) عطا کر دی، اور اس کو خوف والی چیز (یعنی عذاب) سے امن دے دیا (طبرانی)

مذکورہ احادیث سے رات کو اٹھ کر نماز و تہجد پڑھنے کی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوئی۔

## دوسروں کو رات بھر عبادت گزاروں کی دعاء دینا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اجْتَهَدَ لِأَحَدٍ فِي الدُّعَاءِ قَالَ:  
جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صَلَاةَ قَوْمِ أَبْرَارٍ يَقُومُونَ اللَّيْلَ وَيَصُومُونَ النَّهَارَ،  
لَيْسُوا بِأَثْمَةٍ وَلَا فُجَّارٍ (مسند عبد بن حميد، رقم الحديث ۱۳۶۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لئے دعاء کا اہتمام کرتے، تو یوں دعاء

کرتے تھے کہ اللہ تم پر ایسے نیک، صالح لوگوں کی دعاء مبذول فرمائے، جو رات کو قیام (یعنی عبادت) کرتے ہیں، اور دن بھر روزہ رکھتے ہیں، نہ تو گنہگار ہیں، نہ فاسق و فاجر (مسند عبد بن حمید)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی دوسروں کو اسی طرح دعاء دینے کا معمول تھا۔ ۱  
مذکورہ حدیث سے رات کی عبادت کی اہمیت و فضیلت معلوم ہوئی۔

## رات کو اٹھ کر بیوی یا شوہر کو نماز کے لئے جگانے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبِي نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ

۱۔ سلیمان بن المغیرة، ثنا ثابت، عن أنس، رضی اللہ عنہ قال: "كان أحدنا إذا دعا لأخيه فاجتهد قال: جعل الله عليك صلاة قوم أبرار، يقومون الليل ويصومون النهار، ليسوا بأئمة ولا فجار (عمل اليوم والليلة، رقم الحديث ۲۰۲)  
عثمان بن سعد، قال: سمعت أنس بن مالك يقول: كنا إذا دعونا قلنا: اللهم اجعل علينا صلاة قوم أبرار وليسوا بأئمة، ولا فجار يقومون الليل ويصومون النهار (مسند البزار، رقم الحديث ۶۵۳۰)

قال الهيثمي: رواه البزار، وفيه عثمان بن سعد، وثقه أبو نعيم وغيره، وقد ضعفه غير واحد، وبقيّة رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۳۰، باب أدعية الصحابة - رضی اللہ عنہم)

قلت: ليس في رواية ابن السني عثمان بن سعد، كما علمت.

وقال المناوي: (جعل الله عليكم صلاة قوم أبرار يقومون الليل ويصومون النهار ليسوا بأئمة) بالتحريك أى بدوى إثم (ولا فجار) جمع فاجر وهو الفاسق والظاهر أن المراد بالصلاة هنا الدعاء من قبيل دعائه لقوم أفطر عندهم بقوله صلت عليكم الملائكة (فيض القدير، تحت رقم الحديث ۳۵۹۰)



الْمَاءَ (ابوداؤد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس آدمی پر رحم فرمائے، جو رات کو کھڑا ہو، پھر نماز پڑھے، اور اپنی بیوی کو بھی جگائے، پھر اگر وہ نہ جاگے، تو اس کے چہرے میں پانی چھڑک دے، اللہ رحم فرمائے اس عورت پر جو رات کو کھڑی ہو، پھر نماز پڑھے، اور اپنے شوہر کو جگائے، پھر اگر وہ نہ جاگے، تو اس کے چہرے میں پانی چھڑک دے (ابوداؤد)

اور حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّيَا رَكَعَتَيْنِ جَمِيعًا كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ (ابوداؤد) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو بیدار ہو، اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے، پھر وہ دونوں دو رکعتیں پڑھیں، تو وہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والوں اور کثرت سے ذکر کرنے والیوں میں لکھے جائیں گے (ابوداؤد)

مذکورہ اور اس جیسی کئی احادیث سے رات کو نیند سے بیدار ہو کر عبادت کرنے اور نوافل و تہجد پڑھنے اور اس غرض کے لئے زوجین کے ایک دوسرے کو بیدار کرنے کی عظیم فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

۱ رقم الحدیث ۱۳۰۸، کتاب الصلاة، باب قیام اللیل، واللفظ له، مسند احمد رقم الحدیث ۷۴۱۰، صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۲۵۶۷.

فی حاشیة مسند احمد: اسنادہ قوی.

۲ رقم الحدیث ۱۴۵۱، کتاب الصلاة، باب الحث علی قیام اللیل، واللفظ له، ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۳۳۵، صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۲۵۶۸.

فی حاشیة ابن حبان: اسنادہ صحیح.

## رات میں سو آیات کی تلاوت پر رات بھر عبادت کا ثواب

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ فِي لَيْلَةٍ،

كُتِبَ لَهُ قُنُوثُ لَيْلَةٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۰۵۸) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے ایک رات میں سو

آیتیں پڑھیں، اس کے لئے ساری رات عبادت کا ثواب لکھا جائے گا (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت میں سو آیات کی قرائت کرنے سے پوری رات عبادت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرنا باعثِ فضیلت ہے، اور اس سلسلہ میں لوگوں کے حالات مختلف ہونے کی وجہ سے حکم مختلف ہو سکتا ہے، لیکن عام حالات میں بعض فقہائے کرام کے نزدیک تین دن سے کم میں قرآن مجید کی تکمیل مستحب نہیں، بلکہ تین دن سے زیادہ میں تکمیل کرنی چاہئے۔

اور بعض فقہائے کرام کے نزدیک ہفتہ میں ایک مرتبہ قرآن مجید کی تکمیل بہتر ہے۔ ۲

۱ فی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن بشواہدہ.

۲ حکم قراءۃ القرآن:

يستحب الإكثار من قراءة القرآن خارج الصلاة، لقول الله تعالى: (يتلون آيات الله آناء الليل)، وقول النبي صلى الله عليه وسلم: لا حسد إلا في الثنتين، رجل آتاه الله القرآن فهو يقوم به آناء الليل وآناء النهار.

واختلف الفقهاء في عدد الأيام التي ينبغي أن يختم فيها القرآن.

ذهب المالكية والحنابلة إلى أنه يسن ختم القرآن في كل أسبوع لقول النبي صلى الله عليه وسلم لعبد الله بن عمرو: اقرأه في سبع، ولا تزد على ذلك.

قالوا: وإن قرأه في ثلاث فحسن، لما روى عبد الله بن عمرو رضي الله تعالى عنه قال: قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لي قوة، قال: اقرأ القرآن في كل ثلاث.

لكن نص المالكية بأن التفهم مع قلة القرآن أفضل من سرد حروفه لقوله تعالى: (أفلا يتدبرون القرآن) (بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

## رات میں قرائت بلند یا آہستہ آواز سے کرنا

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ، كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ يَجْهَرُ أَمْ يُسِرُّ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّمَا جَهْرًا، وَرُبَّمَا أَسْرًا (نسائی، رقم الحدیث ۱۶۶۲)

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں قرائت بلند آواز سے ہو کرتی تھی یا آہستہ آواز سے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ہر ایک طریقہ پر قرائت کیا کرتے تھے، بعض اوقات بلند آواز سے، اور بعض اوقات آہستہ آواز سے (نسائی)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو تلاوت کرتے وقت اور رات کی نفل نمازوں

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وصرح الحنابلة بکراهة تأخير ختم القرآن فوق أربعين يوما بلا عذر لأنه يفضى إلى نسيانه والنهوان فيه، وبتحريم تأخير الختم فوق أربعين إن خاف نسيانه .

وقال الحنفية: ينبغى لحافظ القرآن أن يختم في كل أربعين يوما مرة؛ لأن المقصود من قراءة القرآن فهم معانيه والاعتبار بما فيه لا مجرد التلاوة. قال الله تعالى: (أفلا يتدبرون القرآن أم على قلوب أقفالها)، وذلك يحصل بالتأني لا بالترواني في المعاني، فقدر للختم أقله بأربعين يوما، كل يوم حزب ونصف أو ثلثا حزب، وقيل: ينبغى أن يختمه في السنة مرتين، روى عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى أنه قال: من قرأ القرآن في السنة مرتين فقد قضى حقه.

وصرح الحنفية بأنه لا يستحب أن يختم في أقل من ثلاثة أيام، لما روى عبد الله بن عمرو رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لم يفقه من قرأ القرآن في أقل من ثلاث.

قال النووي بعد أن ذكر آثارا عن السلف في مدة ختم القرآن: والاختيار أن ذلك يختلف باختلاف الأشخاص، فمن كان يظهر له بدقيق الفكر لطائف ومعارف فليقتصر على قدر ما يحصل له كمال فهم ما يقرؤه، وكذا من كان مشغولا بنشر العلم أو غيره من مهمات الدين ومصالح المسلمين عامة فليقتصر على قدر لا يحصل بسببه إخلال بما هو مرصد له، وإن لم يكن من هؤلاء المذکورين فليستكثر ما أمكنه من غير خروج إلى حد الملل والهدرمة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۳ ص ۵۸، ۵۹، مادة "قراءة")

میں قرائت کرتے وقت بلند اور آہستہ دونوں طرح کی آوازوں سے قرائت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ ہو، اور کسی دوسرے کی تکلیف و ایذاء کا باعث نہ بنے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ قَبْلَ الْعَتَمَةِ وَبَعْدَهَا، يُغْلِطُ أَصْحَابَهُ فِي الصَّلَاةِ (مسند

احمد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی قرآن کو بلند آواز سے پڑھے، عشاء سے پہلے اور اس کے بعد، کہ وہ اپنے ساتھیوں کو نماز (وغیرہ) میں مغالطہ ڈالے (مسند احمد)

## رات کی عبادت سے متعلق چند ہدایات

رات کی عبادت اور نفل نماز و تہجد سے متعلق چند ضروری اور مفید ہدایات ذکر کی جاتی ہیں۔  
(۱)..... ہر رات میں حسبِ توفیق نفل عبادت کرنا اور بطورِ خاص رات کے آخری حصہ میں اُٹھ کر تہجد اور نفل نماز پڑھنا انتہائی فضیلت کا باعث ہے، اور جو فضیلت والی راتیں ہیں، ان میں خاص اہتمام کے ساتھ عبادت کرنے کی فضیلت ہے۔ ۲

۱ رقم الحدیث ۸۱۷

فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیرہ .

۲ اتفاق الفقہاء علی أنه یندب إحياء الليالي الفاضلة التي ورد بشأنها نص، كما یندب إحياء أي ليلة من الليالي، لقول عائشة رضی اللہ عنہا: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ینام أول الليل ویحیی آخره؛ لأن التطوع بالعبادة فی الليل، كالدعاء والاستغفار فی ساعاته مستحب استحباباً مؤکداً، وخاصة فی النصف الأخير من الليل، ولا سيما فی الأسحار، لقوله تعالى: (والمستغفرین بالأسحار) ولحدیث جابر مرفوعاً: إن فی الليل لساعة لا یوافقها رجل مسلم یسأل الله خیراً من أمر الدنيا والآخرة إلا أعطاه الله إیاه رواه مسلم فهو مما یدخل فی النصوص الكثيرة التي تحض علی العبادة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۲، و ص ۲۳۳، مادة "إحياء الليل")

(۲)..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ، وَذَلِكَ أَفْضَلُ (مسلم) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں (طلوع فجر سے پہلے پہلے) نہیں اٹھ سکے گا، تو اسے چاہئے کہ رات کے اول حصہ میں ہی (سونے سے پہلے) وتر پڑھ لے، اور جس شخص کو یہ امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ جائے گا، تو اسے چاہئے کہ وترات کے آخری حصہ میں پڑھے، کیونکہ رات کے آخری حصہ کی نماز (خاص قبولیت کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں) حاضر کی جاتی ہے، اور یہ (رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھنے کا طریقہ) افضل ہے (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ وتر کی نماز کو رات کے آخری حصہ میں (طلوع فجر سے پہلے پہلے) پڑھنا بہتر و افضل اس کے لئے ہے، جس کو رات کے آخری حصہ میں بیدار ہو کر (طلوع فجر سے پہلے پہلے) وتر پڑھ لینے کا یقین ہو، ورنہ رات کے اول حصہ میں ہی پڑھ لینے میں احتیاط ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے ہماری دوسری کتاب ”وتر کی نماز کے فضائل و احکام“ ملاحظہ ہو)

(۳)..... بعض راتوں کی خصوصی فضیلت ہے، مثلاً رمضان کی راتوں کی اور ان میں بھی

۱ رقم الحدیث ۷۵۵، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب من خاف أن لا يقوم من آخر الليل فليوتر أوله، دار احیاء التراث العربی، بیروت، واللفظ له، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۴۳۸۱، ترمذی، ابواب الوتر، باب ما جاء فی کراهیة النوم قبل الوتر۔  
فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، وهذا إسناد قوى على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير أبي سفيان - وهو طلحة بن نافع -، فمن رجال مسلم. أبو معاوية: هو محمد بن خازم الضريير.

آخری عشرہ کی راتوں کی، اور اس میں بھی لیلۃ القدر کی فضیلت انتہائی عظیم الشان ہے۔ اسی طرح جمعہ کی رات اور عیدین کی رات اور ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کی راتیں اور شعبان کی پندرہوں رات اور دس محرم کی رات کی بھی خاص فضیلت ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک رجب کی پہلی اور پندرہویں رات کی بھی خاص فضیلت ہے۔

ان راتوں میں حسب توفیق عبادت کرنی چاہئے۔ ۱

### ۱۔ إحياء الليالي الفاضلة:

الليالي الفاضلة التي وردت الآثار بفضلها هي:

ليلة الجمعة، وليلتا العيدين، وليالي رمضان، ويخص منها ليالي العشر الأواخر منه، ويخص منها ليلة القدر، وليالي العشر الأول من ذي الحجة، وليلة نصف شعبان، واللييلة الأولى من رجب. وحكم إحياء هذه الليالي فيما يلي (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۳، مادة "إحياء الليل")  
يندب إحياء ليلى العيدين (الفطر، والأضحى) باتفاق الفقهاء. لقوله عليه الصلاة والسلام: من قام ليلتى العيد محتسبا لم يمته قلبه يوم تموت القلوب. وذهب الحنفية اتباعا لابن عباس إلى أنه يحصل له ثواب الإحياء بصلاة العشاء جماعة، والعزم على صلاة الصبح جماعة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۵، مادة "إحياء الليل")  
أجمع المسلمون على سنية قيام ليالي رمضان عملا بقوله صلى الله عليه وسلم: من قام رمضان إيمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ويخص منها العشر الأخير، لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا كان العشر الأواخر طوى فراشه، وأيقظ أهله، وأحيا ليله. وذلك طلبا ليلية القدر التي هي إحدى ليالي العشر الأخير من رمضان. قال صلى الله عليه وسلم: اطلبوا ليلة القدر في العشر الأواخر. وكل هذا لا خلاف فيه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۵، مادة "إحياء الليل")

ذهب جمهور الفقهاء إلى ندب إحياء ليلة النصف من شعبان، لقوله عليه الصلاة والسلام: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها، فإن الله ينزل فيها لغروب الشمس إلى السماء الدنيا، فيقول: ألا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلى فأعافيه. . . كذا. . . كذا. . . حتى يطلع الفجر وقوله صلى الله عليه وسلم إن الله يطلع ليلة النصف من شعبان، فيغفر لجميع خلقه إلا لمشرك أو مشاحن.

وبين الغزالي في الإحياء كيفية خاصة لإحيائها، وقد أنكر الشافعية تلك الكيفية واعتبروها بدعة قبيحة، وقال الثوري هذه الصلاة بدعة موضوعة قبيحة منكرة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۵، و ص ۲۳۶، مادة "إحياء الليل")

نص الحنفية والحنابلة على ندب إحياء الليالي العشر الأول من ذي الحجة. لما رواه الترمذى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من أيام أحب إلى الله أن يتعبد له فيها من عشر ذي الحجة،

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۴)..... فضیلت والی راتوں کی عبادت میں اصل حکم یہ ہے کہ اپنے اپنے مقام پر رہتے ہوئے انفرادی طور پر عبادت کی جائے، اور اسی وجہ سے کسی رات میں نفلی عبادت کے لئے مساجد میں اجتماع کرنا یا باجماعت نفل نماز ادا کرنا بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک مکروہ ہے۔ ۱

اسی طرح نصف شعبان کی رات میں عبادت کے لئے جمع ہونا اکثر فقہائے کرام کے نزدیک مکروہ ہے۔ ۲

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

یعدل صیام کل یوم منها بصیام سنة، و قیام کل لیلة منها بقیام لیلة القدر (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۶، مادة "إحياء الليل")  
ذکر بعض الحنفیة وبعض الحنابلة من جملة اللیالی التي يستحب إحياءها أول لیلة من رجب، وعلل ذلك بأن هذه اللیلة من اللیالی الخمس التي لا یرد فيها الدعاء، وهي: لیلة الجمعة، وأول لیلة من رجب، و لیلة النصف من شعبان، و لیلتا العید.

إحياء لیلة النصف من رجب: ذهب بعض الحنابلة إلى استحباب إحياء لیلة النصف من رجب إحياء لیلة عاشوراء: ذهب بعض الحنابلة إلى استحباب إحياء لیلة عاشوراء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۷، مادة "إحياء الليل")  
۱ الاجتماع لإحياء الليل:

كره الحنفية والشافعية الاجتماع لإحياء لیلة من اللیالی في المساجد غير التراویح، ویرون أن من السنة إحياء الناس الليل فرادی. وذهب الشافعية إلى أنه یكره ذلك، ویصح مع الكراهة. وأجاز الحنابلة إحياء الليل بصلاة قیام الليل جماعة، كما أجازوا صلاته منفرداً، لأن رسول الله صلى الله علیه وسلم فعل الأمرین، ولكن كان أكثر تطوعه منفرداً، فصلی بحذیفة مرة، وبابن عباس مرة، وبأنس وأمه مرة.

و فرق المالكية في الاجتماع على إحياء الليل بقیامه بين الجماعة الكثيرة والجماعة القليلة، وبين المكان المشتهر والمكان غير المشتهر، فأجازوا -بلاکراهة- اجتماع العدد القليل علیه إن كان اجتماعهم في مكان غير مشتهر، إلا أن تكون اللیلة التي یجتمعون لإحيائها من اللیالی التي صرح ببدة الجمع فيها، کلیلة النصف من شعبان، و لیلة عاشوراء، فيكره (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۳، مادة "إحياء الليل")

۲ الاجتماع لإحياء لیلة النصف من شعبان:

جمهور الفقهاء على كراهة الاجتماع لإحياء لیلة النصف من شعبان، نص على ذلك الحنفية والمالكية، وصرحوا بأن الاجتماع علیها بدعة وعلی الأئمة المنع منه. وهو قول عطاء بن أبي رباح

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور اسی طرح رجب کے مہینہ کی پہلی شب جمعہ میں یا کسی اور فضیلت کی رات میں مخصوص طریقہ پر نماز پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ ۱

(۵)..... بعض احادیث میں جمعہ کی رات کو عبادت کے ساتھ خاص کرنے کی ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ اللَّيَالِيِ وَلَا تَخْتَصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ (مسلم) ۲

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جمعہ کی رات کو دوسری راتوں کے مقابلہ میں قیام (وعبادت) کے ساتھ خاص نہ کرو اور نہ جمعہ کے دن کو دوسرے دنوں کے مقابلہ میں روزے کے ساتھ خاص کرو، مگر یہ کہ جمعہ کا دن ایسی تاریخ میں واقع ہو کہ اس دن کوئی روزہ رکھا کرتا ہو (مسلم)

جس کے پیش نظر بہت سے اہل علم حضرات نے فرمایا کہ جمعہ کی رات میں اتنی زیادہ عبادت کرنا جائز نہیں ہے جس کی وجہ سے جمعہ کے دن کے اعمال میں کمزوری اور خلل واقع ہو اور اگر جمعہ کی رات میں عبادت سے جمعہ کے دن کے اعمال میں کمزوری اور خلل واقع نہ ہو تو اس

﴿ گزشتہ صفحے کا لقیہ حاشیہ ﴾

وابن ابی ملیکہ . وذهب الأوزاعي إلى كراهة الاجتماع لها في المساجد للصلاة؛ لأن الاجتماع على إحياء هذه الليلة لم ينقل عن الرسول صلى الله عليه وسلم ولا عن أحد من أصحابه . وذهب خالد بن معدان ولقمان بن عامر وإسحاق بن راهويه إلى استحباب إحيائها في جماعة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۶، مادة "إحياء الليل")

۱ صلاة الرغائب: ورد خبر بشأن فضل صلاة تسمى صلاة الرغائب في أول ليلة جمعة من رجب، بين العشاءين . وممن ذكره الغزالي في الإحياء . وقد قال عنه الحافظ العراقي: إنه موضوع . وقد نبه الحجاوي في الإقناع على أن تلك الصلاة بدعة لا أصل لها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۸، مادة "إحياء الليل")

۲ رقم الحديث ۱۱۴۴ "۱۲۸"، كتاب الصيام، باب كراهة صيام الجمعة منفردا.



حد تک عبادت کی ممانعت نہیں۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ جمعہ کی رات میں اپنی طرف سے کوئی خاص نماز یا ایسی عبادت مقرر کرنا جائز نہیں جس کے بارے میں خاص جمعہ کی رات کے حوالے سے شرعاً کوئی ثبوت نہ ہو، مگر جن چیزوں کا خاص اس رات کے حوالے سے شرعی ثبوت موجود ہے (مثلاً سورہ کہف، درود شریف اور دیگر اذکار و اوراد اور دعاء و استغفار، جن کے بارے میں احادیث و روایات سے اس رات میں فضیلت کا ثبوت موجود ہے) وہ اس رات میں انجام دینا جائز ہیں، اسی طرح ممانعت اس صورت میں بھی ہے کہ صرف اس ایک رات کی عبادت کر کے باقی راتوں میں بالکل عبادت نہ کی جائے، اور کوئی شخص اس ایک رات کی عبادت کو کافی سمجھ کر باقی دنوں اور راتوں میں عبادت سے بالکل بے توجہی اختیار کر لے۔<sup>۱</sup>

(۲)..... مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت بھی فضیلت والے اوقات میں سے ہے، جس

میں ذکر و تسبیح، تلاوت اور نوافل کا ادا کرنا مستحب ہے۔<sup>۲</sup>

<sup>۱</sup> (وعنه) أى عن أبى هريرة (قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم " :- لا تختصوا ليلة الجمعة بقيام ") قال ابن حجر: أى صلاة، والظاهر أن القيام أعم فى المعنى المراد "من بين الليالى" قال النووي: فى هذا الحديث نهى صريح عن تخصيص ليلة الجمعة بصلاة من بين الليالى، وهذا متفق عليه، واستدل به العلماء على كراهة هذه الصلاة المبتدعة المسماة بالرغائب، وقد صنف العلماء مصنفات فى تقييحها وتضليل واضعها اهـ ولعل وجه النهى عن زيادة العبادة على العادة فى ليلة الجمعة إبقاء للقوى على القيام بوظائف يوم الجمعة، والله أعلم (مراقبة المفاتيح، ج ۴ ص ۱۴۱۹، باب صيام التطوع)

فیه دلیل علی کراهت تخصیص لیلۃ الجمعة بالعبادة بصلوة وتلاوة غیر معتادة الاماورد به النص علی ذلك كقراءة سورة الكهف فانه ورد تخصيص ليلة الجمعة بقراءة لها وسور اخر وردت بها احادیث فیها مقال وقد دل هذا بعمومه علی عدم مشروعیة صلوة الرغائب فی اول لیلۃ جمعة من رجب ولو ثبت حدیثها لكان مخصصا لها من عموم النهی لكن حدیثها تكلم العلماء علیه وحكموا بانها موضوع كذا فی شرح بلوغ المرام (فتح الملهم ج ۳ ص ۱۵۵)

<sup>۲</sup> إحياء ما بين المغرب والعشاء :

مشروعيته:

الوقت الواقع بين المغرب والعشاء من الأوقات الفاضلة، ولذلك شرع إحياءه بالطاعات، من

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت سے لے کر بیس رکعت تک نفل نماز ہے، اور عام حالات میں چھ رکعتیں پڑھنا افضل ہے، جس کو اوابین کی نماز بھی کہا جاتا ہے، جس کی مزید تفصیل ہم نے اپنی دوسری کتاب ”نفل اور سنت نمازوں کے فضائل و احکام“ میں ذکر کر دی ہے۔ ۱

## رات کو اٹھ کر عبادت و نماز کا ارادہ کر کے سونے والا

کئی احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر رات کو سونے والا یہ نیت کر کے سوئے کہ وہ

﴿ گزشتہ صفحے کا یقینہ حاشیہ ﴾

صلاة - وهي الأفضل - أو تلاوة قرآن، أو ذكر لله تعالى من تسييح وتهليل ونحو ذلك . وقد كان يحببها عدد من الصحابة والتابعين وكثير من السلف الصالح . كما نقل إحياءه عن الأئمة الأربعة . وقد ورد في إحياء هذا الوقت طائفة من الأحاديث الشريفة، وإن كان كل حديث منها على حدة لا يخلو من مقال، إلا أنها بمجموعها تنهض دليلاً على مشروعيتها، منها:

ما روتها السيدة عائشة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: من صلى بعد المغرب عشرين ركعة بنى الله له بيتاً في الجنة .  
وعن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى بعد المغرب ست ركعات كتب من الأوابين.  
حكمه:

- لا خلاف بين الفقهاء في أن إحياء ما بين المغرب والعشاء مستحب . وهو عند الشافعية والمالكية - مستحب استحباباً مؤكداً . وكلام الحنابلة يفيد (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۷، و ص ۲۳۸، مادة ”إحياء الليل“)  
۱ عدد ركعاته:

اختلف في عدد ركعات إحياء ما بين العشاءين تبعاً لما ورد من الأحاديث فيها . فذهب جماعة إلى أن إحياء ما بين العشاءين، يكون بست ركعات، وبه أخذ أبو حنيفة، وهو الراجح من مذهب الحنابلة . واستدلوا على ذلك بحديث ابن عمر السابق . وفي رواية عند الحنابلة أنها أربع ركعات، وفي رواية ثالثة أنها عشرون ركعة .

وذهب الشافعية إلى أن أقلها ركعتان وأكثرها عشرون ركعة . وذلك جمعاً بين الأحاديث الواردة في عدد ركعاتها . وذهب المالكية إلى أنه لا حد لأكثرها ولكن الأولى أن تكون ست ركعات . وتسمى هذه الصلاة بصلاة الأوابين، للحديث السابق . وتسمى صلاة الغفلة . وتسميتها بصلاة الأوابين لا تعارض ما في الصحيحين من قوله صلى الله عليه وسلم: صلاة الأوابين إذا رمضت الفصال ، لأنه لا مانع أن تكون كل من الصلوات صلاة الأوابين (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۷، و ص ۲۳۸، مادة ”إحياء الليل“)

رات میں کسی وقت اٹھ کر عبادت کرے گا، اور نوافل و تہجد پڑھے گا، پھر غیر اختیاری طور پر اس کی آنکھ نہ کھل سکے، تو بھی اسے اپنی نیت کے مطابق اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ أَتَى فِرَاشَهُ، وَهُوَ يَنْوِي أَنْ يَقُومَ فَيُصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ حَتَّى يُصْبِحَ، كُتِبَ لَهُ مَا نَوَى، وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ (ابن ماجہ) ۱

ترجمہ: جو شخص اپنے بستر پر آیا، اور اس کی نیت یہ ہے کہ وہ رات کو اٹھ کر (تہجد کی) نماز پڑھے گا، پھر اس پر صبح ہونے تک نیند غالب رہی (یعنی صبح ہونے تک آنکھ نہ کھلی) تو اس کے لئے اس کی نیت کے مطابق (رات کی عبادت کا) ثواب لکھا جائے گا، اور اس کی نیند اس پر اس کے رب کی طرف سے صدقہ بن جائے گی (ابن ماجہ)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ أَمْرٍ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بَلِيلٍ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كُتِبَ اللَّهُ لَهُ أَجْرُ صَلَاتِهِ، وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ (سنن النسائي) ۲

۱۔ رقم الحدیث ۱۳۴۴، کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فيمن نام عن حربه من الليل، واللفظ له، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۱۷۰، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۲۵۸۸، صحیح ابن خزيمة، رقم الحدیث ۱۱۷۳۔  
قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط الشيخین، ولم یخرجاه، والذي عندي أنهما علاه بتوقيف روى عن زائدة۔

وقال شعيب الارنؤوط: اسنادہ جيد (حاشیة صحیح ابن حبان)

۲۔ رقم الحدیث ۱۷۸۳، کتاب قیام اللیل و تطوع النهار، باب من كان له صلاة باللیل فغلبه علیها

﴿بقیة حاشیة اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی بھی رات کو (کسی وقت اٹھ کر) نماز پڑھتا ہے، پھر (کسی دن) اس پر نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے (جس کی وجہ سے وہ سوتا رہ جاتا ہے، اور صبح ہونے تک اٹھ نہیں پاتا) تو اللہ، اس کے لئے اس کی نماز کا اجر لکھ دیتا ہے، اور اس کی نیند اس پر صدقہ ہو جاتی ہے (نسائی)

نماز کا اجر لکھے جانے کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی عادت اور معمول کی وجہ سے اس رات میں بھی نماز و عبادت کے لئے اٹھنے کی نیت رکھتا ہے، مگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے اٹھ نہیں پاتا، تو اس کو اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے مطابق اپنے فضل سے نماز و عبادت کا ثواب عطا فرمادیتے ہیں۔ ۱

## رات کو نیند آنے کے وقت عبادت نہ کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

النوم، واللفظ له، ابو داؤد، رقم الحدیث، ۱۱۱۹، المؤطا للامام محمد، رقم الحدیث ۱۶۸، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۳۲۱، ورقم الحدیث ۲۳۳۲۱، سنن البیہقی، رقم الحدیث ۴۷۲۳.

حدیث صحیح لغيره (حاشیہ مسند احمد، تحت حدیث رقم ۲۳۳۲۱)

حدیث حسن لغيره (حاشیہ مسند احمد، تحت حدیث رقم ۲۳۳۲۱)

۱ ( ما من امرء یكون له صلاة باللیل ) وعزمه أن یقوم البها ( فیغلبه علیها نوم الا كتب الله تعالی له اجر صلاحه وكان نومه علیه صدقة ) من الله مكافاة له علی نیته وهذا فیمن تعود ذلك الرد فغلبه النوم أحياناً (التیسر بشرح الجامع الصغیر للمناوی، ج ۲ ص ۳۵۸، حرف المیم)

وهذا لمن كانت عاداته ذلك ، وظاهره أن له أجره كاملاً كما لو عمله ؛ لأن الله حبسه عنه ، وقد جاءت بهذا ظواهر أحادیث كثيرة ..... قال بعض شیوخنا : وقال بعضهم : یحتمل أن یكون اخرها غیر مضاعف بعشر بخلاف إذا عملها ، إذ الذی یصلیها أكمل أجراً أو یكون له اجر بنیته أو اجر من یتمنی أن یصلی تلك الصلاة أو اجر تأسفه علی ما فاتته منها ، والأول أظهر ، لاسیما مع قوله : (وكان نومه علیه صدقة) ، فلو نقصه النوم من الأجر لم تكن صدقة ، بل كان مانعاً له من خیر ومفتراً فی أجور الفضائل ، والأجور لیست علی قیاس ، (ونما هی ) بفضل من (الله) بما شاء علی من شاء کیف شاء . (اکمال المعلم شرح صحیح مسلم للقااضی عیاض ، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب جامع صلاة اللیل)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ، فَاسْتَعَجَمَ الْقُرْآنَ عَلَى لِسَانِهِ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ، فَلْيَضْطَجِعْ (مسلم) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص رات کے وقت (عبادت کے لئے) کھڑا ہو، پھر (نیند کے غلبہ کی وجہ سے) قرآن اس کی زبان پر خلط ملط ہو جائے، اور اسے اپنے پڑھنے کا پتہ نہ چلے، تو اسے چاہئے کہ وہ لیٹ جائے (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ رات کو نیند کے غلبہ کے وقت نماز و عبادت میں مشغول ہونے کے بجائے نیند کا تقاضا پورا کرنا چاہئے، کیونکہ نیند کے غلبہ میں نماز و عبادت صحیح طرح ادا نہیں ہوتی۔

## نیند کی وجہ سے رات کا معمول رہ جانے پر ظہر سے پہلے ادا کرنا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ (صحیح مسلم) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا کوئی (رات کا) معمول (وظیفہ وغیرہ) یا اس کا کوئی حصہ سونے کی وجہ سے رہ گیا، پھر اس نے اس کو فجر کی نماز اور ظہر کی نماز کے درمیانی وقت میں پڑھ لیا، تو اس کے لئے ایسا ہی اجر لکھا

۱ رقم الحدیث ۷۸۷ "۲۲۳" سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۱۳۷۲۔

۲ رقم الحدیث ۷۳۷ "۱۴۲" ترمذی، رقم الحدیث ۵۸۱، باب ما ذکر فیمن فاتہ حزبه من اللیل فقضاه بالنهار، نسائی، رقم الحدیث ۱۷۹۱۔

جائے گا، گویا کہ اس نے اس کو رات ہی میں پڑھا ہو (مسلم، ترمذی)  
اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص رات کے وقت میں کوئی وظیفہ و معمول (ذکر، تلاوت  
یا نماز) ادا کیا کرتا تھا، پھر کسی دن وہ سوتا رہ گیا، تو وہ اگر اگلے دن ظہر سے پہلے اُس کو پورا  
کر لے، تو اس کو اللہ کے فضل و کرم سے ایسا ہی ثواب حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ اُس نے رات  
کے وقت میں ہی وہ عمل کیا ہو۔ ۱

## رات کو اللہ کے راستہ میں پہرہ دینے کی فضیلت

کئی احادیث میں اللہ کے راستہ میں یعنی مجاہدین کے لشکر یا مسلمانوں کے ملک کی سرحدوں پر  
رات کو جاگ کر پہرہ دینے کی عظیم فضیلت آئی ہے، جس کی وجہ سے یہ عمل بھی افضل ترین  
عبادت میں داخل ہے۔

چنانچہ حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱ (وعن عمر رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " من نام عن حزبه " )  
أی: عن وردہ یعنی عن تمامہ ( " أو عن شيء منه " ) ، أی: من حزبه یعنی عن بعض وردہ من  
القرآن، أو الأدعية والأذکار، وفي معناه الصلاة. ( " فقرأ فيما بين صلاة الفجر وصلاة الظهر، كتب  
له " ) : جواب الشرط، وقوله: ( " كأنما قرأه " ) : صفة مصدر محذوف، أی: أثبت أجره في  
صحيفة عمله إثباتا مثل إثباته حين قرأه ( " من الليل " ) : قال بعض علمائنا ؛ لأن ما قبل الظهر كأنه  
من جملة الليل، ولذا يجوز الصوم بنية قبل الزوال . اهـ. وفيه أن تقييد نية الصوم بما قبل الزوال  
ليس لكونه من جملة الليل، بل لتقع النية في أكثر أجزاء النهار، والمراد بما قبل الزوال هو الضحوة  
الكبرى، فالوجه أن يقال في الحديث إشارة إلى قوله تعالى: ( وهو الذي جعل الليل والنهار خلفه  
لمن أراد أن يذكر أو أراد شكورا ) قال القاضي، أی ذوی خلفه يخلف كل منهما الآخر يقوم مقامه  
فيما ينبغي أن يعمل فيه من فاته وردة في أحدهما تداركه في الآخر . اهـ. وهو منقول عن كثير من  
السلف، كابن عباس، وقتادة، والحسن، وسلمان، كما ذكره السيوطي في الدر .

وأخرج عن الحسن أنه قال : من عجز بالليل كان له في أول النهار مستعجب، ومن عجز بالنهار كان  
له في أول الليل مستعجب . اهـ. فتخصيصه بما قبل الزوال مع شمول الآية النهار بالكمال إشارة إلى  
المبادرة بقضاء الفوت قبل إتيان الموت، فإن في التأخير آفات خصوصا في حق الطاعات  
والعبادات، أو لأن وقت القضاء أولى أن يصرف إلى القضاء، أو لأن ما قارب الشيء يعطى حكمه،  
ولا منع من الجمع لاجتماع الحكم، فإن قائله أعطى جوامع الكلم (مرقاة المفاتيح، ج ۳ ص ۹۳۵،  
كتاب الصلاة، باب القصد في العمل)

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : حُرِّمَتْ عَيْنٌ عَلَى

النَّارِ سَهْرَتْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (سنن النسائي) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ آنکھ جہنم کی آگ پر حرام ہے، جو اللہ کے راستے میں جاگتی ہے (نسائی، مسند احمد، حاکم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : عَيْنَانِ لَا تَمْسُهُمَا

النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

(سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۶۳۹) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو آنکھیں ایسی ہیں کہ انہیں (جہنم

کی) آگ نہیں چھوسکتی، ایک وہ کہ جو اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ کہ

جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزار دی (ترمذی)

حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ شُرْحَبِيلِ بْنِ السَّمْطِ أَنَّهُ مَرَّ عَلَيْهِ سَلْمَانٌ وَهُوَ مُرَابِطٌ، فَقَالَ : مَا

تَصْنَعُ هَا هُنَا يَا شُرْحَبِيلُ؟ فَقَالَ شُرْحَبِيلُ : أُرَابِطُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. قَالَ

سَلْمَانُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رِبَاطُ يَوْمٍ

أَوْ لَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ (ابن حبان، رقم الحدیث ۴۶۲۳) ۳

۱ رقم الحدیث ۳۱۱۷، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۲۱۳، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۲۴۳۲

فی حاشیة مسند احمد: مرفوعه حسن لغيره،

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .

وقال الذهبي: صحيح.

۲ قال الترمذی: وفي الباب عن عثمان، وأبي ریحانة . وحديث ابن عباس حديث حسن غريب

لا نعرفه إلا من حديث شعيب بن رزيق.

۳ فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحيح.

ترجمہ: حضرت شرحبیل بن سبط سرحد کا پہرہ دے رہے (یعنی پاسبانی کر رہے) تھے، تو ان کے پاس سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ گزرے، تو انہوں نے فرمایا کہ اے شرحبیل! آپ یہاں کیا کر رہے ہو، تو حضرت شرحبیل نے کہا کہ میں اللہ کے راستہ میں پہرہ دے رہا (اور پاسبانی کر رہا) ہوں، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک دن یا ایک رات کی پاسبانی، ایک مہینہ کے روزوں اور ایک مہینہ کے (رات کے) قیام (وعبادت) سے بہتر ہے (ابن حبان)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أُتَيْتُمْ بِلَيْلَةٍ أَفْضَلَ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ؟ حَارِسٌ حَرَسَ فِي أَرْضٍ خَوْفٍ، لَعَلَّهُ أَنْ لَا يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ

(مسند الروياني) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی رات کے بارے میں نہ بتاؤں جو کہ لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے؟ وہ پہرہ دینے (اور پاسبانی کرنے) والا شخص ہے، جو (دشمن) کے خوف والی زمین میں پہرہ دے (اور پاسبانی کرے) شاید کہ وہ اپنے گھر والوں کی طرف نہ لوٹ سکے (مسند رویانی، حاکم)

۱ رقم الحدیث ۱۴۰۹، المستدرک للحاکم، رقم الحدیث ۲۴۲۴.

قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط البخاری ولم یخرجاه وقد أوقفه وكیع بن الجراح، عن ثور وفي یحیی بن سعید قدوة.

وقال الذہبی: علی شرط البخاری:

وقال الالبانی: أخرجه الروياني في "مسنده أخبرنا محمد بن بشار أخبرنا يحيى بن سعيد القطان أخبرنا ثور بن يزيد عن عبد الرحمن بن عائذ عن مجاهد عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم -وربما لم يرفعه - قال: فذكره. قلت: وهذا إسناد صحيح، رجاله ثقات رجال البخاری غير عبد الرحمن بن عائذ، وهو ثقة كما في "التقريب (السلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحدیث ۲۸۱۱)



مطلب یہ ہے کہ جو شخص اسلامی ملک کے ایسے حصہ و خطہ میں ایک رات پاسبانی و نگرانی کرے، کہ جہاں ہر وقت دشمن کی طرف سے جان کو خطرہ لاحق ہو، ایسی ایک رات کا پہرہ و پاسبانی، لیلۃ القدر کی عبادت سے بھی زیادہ فضیلت کا سبب ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: حَرَسُ لَيْلَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ لَيْلَةٍ يُقَامُ لَيْلُهَا، وَيُصَامُ نَهَارُهَا  
(مسند احمد) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک رات پہرہ دینا، ایسی ہزار راتوں سے بہتر ہے کہ جن کی راتوں میں عبادت کی جائے، اور دن میں روزہ رکھا جائے (مسند احمد)

مذکورہ اور اس جیسی احادیث سے اللہ کے راستہ میں، اور جہادی لشکر یا مسلمانوں کے ملک کی سرحد پر رات کو پہرہ دینے کے عظیم فضائل ثابت ہوتے ہیں۔

## رات اور دن بھر کے ذکر سے افضل کلمات

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو آپ کی رات کے ساتھ دن بھر اور دن کے ساتھ رات بھر ذکر کرنے سے افضل یا زیادہ ثواب والے کلمات نہ بتلا دوں، وہ یہ ہیں کہ آپ یہ پڑھیں کہ:

سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ مِثْلَ مَا خَلَقَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ مِثْلَ مَا فِي الْأَرْضِ

۱ رقم الحدیث ۴۳۳، مستدرک للحاکم، رقم الحدیث ۲۴۲۶.

فی حاشیة مسند احمد: حسن.

وقال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه. وقال الذہبی: صحیح.

وَالسَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا أَحْصَى كِتَابَهُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ مِثْلَ كُلِّ شَيْءٍ، وَتَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ.

ترجمہ: پاک ہے اللہ کی ذات مخلوق کی تعداد کے برابر، اور پاک ہے اللہ کی ذات مخلوق کے بھرنے کے برابر، اور پاک ہے اللہ کی ذات زمین اور آسمان والی چیزوں کی تعداد کے برابر، اور پاک ہے اللہ کی ذات زمین اور آسمان والی چیزوں کے بھرنے کے برابر، اور پاک ہے اللہ کی ذات ان سب چیزوں کی تعداد کے برابر جن کو اس کی کتاب نے شمار کیا ہے، اور پاک ہے اللہ کی ذات ہر چیز کی تعداد کے برابر، اور پاک ہے اللہ کی ذات ہر چیز کے بھرنے کے برابر۔

اور آپ الحمد للہ بھی اسی طرح سے کہیں (یعنی گزشتہ کلمات میں جہاں جہاں سبحان اللہ کے الفاظ آئے ہیں، وہاں الحمد للہ کے الفاظ ملا کر باقی وہی کلمات پڑھیں) (ابن

حبان) ۱

اس حدیث سے مذکورہ کلمات کے پڑھنے کی یہ فضیلت معلوم ہوئی کہ ان کو پڑھنے سے رات بھر اور دن بھر ذکر کرنے کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔

۱ عن أبي أمامة الباهلي، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر به وهو يحرك شفطيه، فقال: ماذا تقول يا أبا أمامة؟ قال: أذكر ربي، قال: ألا أخبرك بأكثر أو أفضل من ذكرك الليل مع النهار والنهار مع الليل؟ أن تقول: سبحان الله عدد ما خلق، وسبحان الله ملء ما خلق، وسبحان الله عدد ما في الأرض والسماء، وسبحان الله ملء ما في الأرض والسماء، وسبحان الله عدد ما أحصى كتابه، وسبحان الله عدد كل شيء، وسبحان الله ملء كل شيء، وتقول: الحمد لله مثل ذلك (ابن حبان، رقم الحديث ۸۳۰، ذكر التسييح الذي يكون للمرء أفضل من ذكره ربه بالليل مع النهار، والنهار مع الليل)

فی حاشیة ابن حبان: إسناده حسن.

## دوسرے کو ایذا نہ پہنچانا، رات بھر کی عبادت سے افضل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ فَلَانَةَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ، وَتَفْعَلُ، وَتَصَدَّقُ، وَتُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا خَيْرَ فِيهَا، هِيَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، قَالُوا: وَفَلَانَةُ تُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ، وَتَصَدَّقُ بِأَنْوَارٍ، وَلَا تُؤْذِي أَحَدًا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ (الادب

المفرد للبخاری، رقم الحدیث ۱۱۹، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۳۰۵) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! فلائی عورت رات بھر قیام (یعنی عبادت) کرتی ہے، اور دن بھر روزہ رکھتی ہے، اور صدقہ بھی کرتی ہے، اور فلاں نیک عمل بھی کرتی ہے، مگر اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو ایذا و تکلیف بھی پہنچاتی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عورت میں خیر نہیں ہے، وہ جہنمیوں میں سے ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ اور فلاں عورت فرض نماز پڑھتی ہے، اور پیئر (جسے ہوئے دودھ) کے کچھ ٹکڑے صدقہ کرتی ہے، مگر کسی کو ایذا و تکلیف نہیں پہنچاتی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ

۱ قال المنذرى: رواه أحمد والبخاري وابن حبان في صحيحه والحاكم وقال صحيح الإسناد ورواه أبو بكر بن أبي شيبة بإسناد صحيح أيضا ولفظه وهو لفظ بعضهم قالوا يا رسول الله فلانة تصوم النهار وتؤذي جيرانها قال هي في النار قالوا يا رسول الله فلانة تصلي المكتوبات وتصدق بالأنوار من الأقط ولا تؤذي جيرانها قال هي في الجنة.

الأنوار بالمثلثة جمع نور وهي قطعة من الأقط والأقط بفتح الهمزة وكسر القاف ويضمها أيضا وبكسر الهمزة والقاف معا ويفتحهما هو شيء يتخذ من مخيض اللبن الغنم (الترغيب والترهيب، ج ۳، ص ۲۳۲، كتاب البر والصلة وغيرهما)

جنتیوں میں سے ہے (الادب المفرد، حاکم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسروں کو ایذا نہ پہنچا کر صرف فرائض، واجبات ادا کر لینے پر رات بھر کی عبادت کا اجر و ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔  
لہذا قدم قدم پر دوسروں کو ایذا و تکلیف پہنچانے کے عمل سے بچنا چاہئے۔

## حسنِ خلق اور بیوہ و مسکین کی کفالت سے رات بھر عبادت کا ثواب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُذْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَاتٍ قَائِمِ اللَّيْلِ صَائِمِ النَّهَارِ (مسند احمد)۔  
ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ مؤمن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے رات بھر قیام کرنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے کے درجات کو پالیتا ہے (مسند احمد، ابوداؤد، حاکم)  
اس طرح کا مضمون اور احادیث میں بھی آیا ہے۔ ۲

۱۔ رقم الحدیث ۲۴۵۹۵؛ ابو داؤد، رقم الحدیث ۴۷۹۸؛ مستدرک حاکم، رقم الحدیث (۱۹۹)

قال الحاكم: هذا حديث على شرط الشيخين ، ولم يخرجاه ، وشاهده ، صحيح على شرط مسلم .  
وقال الذهبي في التلخيص : على شرطهما .  
وفي حاشية مسند احمد : حديث صحيح لغيره .

۲۔ عن أبي الدرداء قال : سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول : ما من شيء يوضع في الميزان أثقل من حسن الخلق ، وإن صاحب حسن الخلق ليبليغ به درجة صاحب الصوم والصلاة (ترمذی، رقم الحدیث ۲۰۰۳، باب ماجاء فی حسن الخلق)  
قال الترمذی: هذا حديث غريب من هذا الوجه.

حدثنا أبو كريب، قال : حدثنا قبيصة بن الليث، قال : حدثنا مطرف، عن عطاء عن أم الدرداء ، عن أبي الدرداء . حدثنا محمد بن بشار، قال : حدثنا محمد بن جعفر قال شعبة، عن القاسم بن أبي بزة، عن عطاء الكيخاراني عن أم الدرداء ، عن أبي الدرداء عن

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمُسْكِينِ، كَأَلْمَجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ الْقَائِمِ اللَّيْلِ الصَّائِمِ النَّهَارَ (بخاری) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ اور مسکین پر خرچ کرنے کے لئے کوشش کرنے والا ایسا ہے، جیسا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا، یا رات بھر قیام (عبادت) کرنے اور دن بھر روزہ رکھنے والا (بخاری)

معلوم ہوا کہ اچھے اخلاق کی برکت اور بیوہ و مسکین کی ضروریات کے لئے سعی و کوشش کرنے سے انسان دن بھر روزے رکھنے اور رات بھر قیام و عبادت کرنے والے شخص کے درجات کو پالیتا ہے۔

اور اچھے اخلاق سے مراد یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، اور دوسروں کی موجودگی اور غیر موجودگی میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

النبي صلى الله عليه وسلم (ح) وحدثنا أبو كريب، قال: حدثنا يحيى بن أبي بكير، قال: حدثنا، يعني مطرف، عن عطاء الكيخاراني، عن عطاء بن نافع عن أم الدرداء عن أبي الدرداء عن النبي صلى الله عليه وسلم (ح) وحدثنا أحمد بن عبدة، قال: حدثنا ابن عيينة، عن عمرو، عن ابن أبي مليكة عن يعلى بن مملك عن أم الدرداء، عن أبي الدرداء، رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: لا يوضع في الميزان يوم القيامة شيئاً أثقل من خلق حسن وزاد ابن عيينة في حديثه، وإن حسن الخلق ليبلغ بصاحبه درجة الصوم والصلاة.

وهذا الحديث لا نعلمه يروى عن أبي الدرداء إلا من هذه الوجوه التي ذكرناها فأما مطرف، عن عطاء والقاسم، عن عطاء فهو عطاء الكيخاراني فأما حديث عمرو بن دينار، عن ابن أبي مليكة عن يعلى بن مملك فلا نعلم رواه إلا ابن عيينة وحده ويعلى روى عنه ابن أبي مليكة حديثاً آخر والحديث حسن الإسناد وعطاء بن نافع هو عطاء الكيخاراني مكي (مسند البزار، رقم الحديث ۳۰۹۵ تا ۳۰۹۸)

۱ رقم الحديث ۵۳۵۳، باب فضل النفقة على الأهل.

## دن کے گنہگار کورات میں توبہ کی فضیلت

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَسْطُ يَدَهُ  
بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَسْطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ  
اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا (مسلم، رقم الحديث ۳۱ "۲۷۵۹")  
ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل رات میں اپنے  
ہاتھ (یعنی رحمت) کو پھیلاتا ہے، تاکہ دن میں بُرائی کرنے والا توبہ کر لے، اور  
دن میں اپنے ہاتھ (یعنی رحمت) کو پھیلاتا ہے، تاکہ رات میں بُرائی کرنے والا  
توبہ کر لے (اللہ عزوجل کی طرف سے رحمت کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے  
گا) یہاں تک کہ (قربِ قیامت میں) سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے  
(مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ دن میں گناہ کرنے والے کورات گزرنے سے پہلے پہلے اور رات میں  
گناہ کرنے والے کو دن گزرنے سے پہلے پہلے توبہ کر لینی چاہئے۔  
خلاصہ اس پوری فصل کی بحث کا یہ نکلا کہ رات کو عبادت کی عظیم فضیلت ہے، اس لئے  
ہر مسلمان کو حسبِ توفیق جب بھی جتنی عبادت کی توفیق ہو جائے، صدق و اخلاص کے ساتھ  
کرنی چاہئے۔

اور بعض اعمال و اذکار ایسے ہیں کہ ان کو اختیار کرنے سے رات بھر کی عبادت کا اجر و ثواب  
حاصل ہوتا ہے، اس لئے ان اعمال و اذکار کا بھی اہتمام کرنا چاہئے، اور دن میں جو گناہ  
ہو جائے، رات گزرنے سے پہلے اس سے توبہ کرنی چاہئے، بلکہ ہر رات کو ہی سونے سے  
پہلے دن بھر کے اعمال کا جائزہ لے کر بُرے اعمال سے توبہ اور نیک اعمال پر چنگلی کا عزم کرنا  
چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

## (فصل نمبر ۹)

## سونے، لیٹنے اور رات سے متعلق متفرق مسائل

اب سونے، لیٹنے اور رات سے متعلق چند متفرق مسائل ذکر کیے جاتے ہیں۔  
مسئلہ نمبر ۱..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ  
وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ إِلَى غَيْرِهِ (ابوداؤد،

رقم الحدیث ۱۱۱۹)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جب تم  
میں سے کسی کو اونگھ آئے، اور وہ مسجد میں (نماز کے انتظار میں) ہو، تو اُسے چاہئے  
کہ وہ اپنی نشست گاہ کو کسی اور جگہ سے تبدیل کر لے (تا کہ اس کی نیند کا ٹھما رُو رُو  
ہو جائے) (ابوداؤد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۵۲۶) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو جمعہ کے دن اونگھ  
آئے، تو وہ اپنی نشست گاہ کو تبدیل کر لے (تا کہ اس کی نیند کا ٹھما رُو رُو ہو جائے)

(ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی جمعہ یا فرض نماز کے انتظار میں بیٹھا ہو، اور اسے اونگھ آنے لگے،

۱ قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح.

تو اسے اپنی جگہ تبدیل کر لینی چاہئے، تاکہ اس کی نیند کا خمار ٹوٹ جائے۔

مگر یہ حکم اس وقت ہے، جبکہ وہاں دوسری جگہ موجود ہو، اور اس کے جگہ بدلنے سے کسی کو تکلیف نہ پہنچتی ہو، اور کسی کی حق تلفی لازم نہ آتی ہو۔ ۱

جمعہ کا ذکر اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ عموماً جمعہ کی نماز کے انتظار میں زیادہ دیر بیٹھنا پڑتا ہے، جس کے نتیجہ میں دوسری نمازوں کے مقابلہ میں جمعہ کی نماز کے انتظار میں بیٹھنے والے کو اونگھ کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔ ۲

اور اگر مسجد میں فرض نماز کے انتظار میں نہ بیٹھا ہو، بلکہ ویسے ہی نفل نماز و عبادت میں مشغول ہو، یا فرض نماز پڑھنی ہو، لیکن نیند کا غلبہ ہو، اور نیند کا تقاضا پورا کرنے کے بعد نماز قضاء نہ

۱ النعاس فی المسجد یوم الجمعة:

قال ابن قدامة: يستحب لمن نعت يوم الجمعة أن يتحول عن موضعه، واستدل لذلك بما روی ابن عمر -رضی اللہ عنہما- قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ وسلم یقول: إذا نعت أحدکم یوم الجمعة فلیتحول من مجلسه ذلک. ولأن تحوله عن مجلسه یصرف عنه النوم. وقال الشافعی: أحب للرجل إذا نعت فی المسجد یوم الجمعة ووجد مجلساً غیره -ولا یتخطی فیہ أحدًا- أن یتحول عنه لیحدث له القیام واعتساف المجلس ما یذعر عنه النوم وإن ثبت وتحفظ من النعاس بوجه یراه ینفی النعاس عنه فلا أکره ذلک له ولا أحب إن رأى أنه یمتنع من النعاس إذا تحفظ أن یتحول وأحسب من أمره بالتحول إنما أمره حين غلب علیه النعاس فظن أن لن یذهب عنه النوم إلا بإحداث تحول وإن ثبت فی مجلسه ناعسا کرهت له ذلک ولا إعادة علیه إذ لم یزلا حد الاستواء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴، ص ۳۷۴، مادة "نعاس")

۲ (إذا نعت) بفتح نین (أحدکم) زاد فی رواية الترمذی: یوم الجمعة (وهو فی المسجد) أو نحوه مما تقام فیہ الجمعة (فلیتحول) ندبا (من مجلسه) أى محل جلوسه وذلک إلى غیره یعنی ینتقل منه إلى غیره لأن الحركة تذهب الفتور الموجب للنوم فإن لم یکن فی الصف محل یتحول له قام وجلس قال فی الأم ولو ثبت فی مجلسه وتحفظ من النعاس لم أکرهه والتحول الانتقال من موضع لآخر وهذا عام فی جمیع الأيام وتخصیصه بالجمعة فی خبر الترمذی إنما هو لإطالة مکث المبکر بل أجراه بعضهم فی کل من قعد ینتظر عبادة فی أى یوم کان وفیه وما قبله حث علی استقبال الصلاة بنشاط وخشوع و فراغ قلب وتعقل لما یقرأه أو یدعو به والمحافظة علی الإتیان بالأرکان والسنن والآداب.

(دت عن ابن عمر) قال الترمذی حسن صحیح ورواه الحاكم وقال علی شرط مسلم (فیض القدير للمناوی، تحت رقم الحدیث ۸۷۸)



ہوتی ہو، تو ایسے وقت سو جانا بہتر ہے، کیونکہ نیند کے غلبہ میں نماز کے افعال و اذکار کی ادائیگی میں خلل واقع ہونے کا امکان ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ، حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّهُ إِذَا صَلَّى وَهُوَ يَنْعَسُ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ، فَيَسُبُّ نَفْسَهُ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۴۲۸۷) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو اونگھ آئے، تو اُسے چاہئے کہ وہ لیٹ جائے، یہاں تک کہ اُس سے نیند دور ہو جائے، کہ کہیں وہ استغفار (ودعاء) کرنے کے بجائے اپنے آپ کو ہی بُرا بھلا نہ کہنے لگے (مسند احمد)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنِمْ، حَتَّى يَعْلَمَ مَا يَقْرَأُ (بخاری، رقم الحديث ۲۱۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آئے، تو اُسے چاہئے کہ وہ سو جائے، یہاں تک کہ اسے معلوم ہو جائے کہ وہ کیا پڑھتا ہے (بخاری)

یہ حکم رات کی نفل نماز و عبادت کے علاوہ دن و رات کی فرض نماز کو بھی شامل ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

وہ الگ بات ہے کہ رات کے وقت میں عموماً یہ حالت پیش آتی ہے۔ ۲

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

۲ ولا يقال إنما هذا في صلاة الليل لأن الفريضة ليست في أوقات النوم ولا فيها من التطويل ما يوجب ذلك لانا نقول: العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب فيعمل به أيضا في الفرائض إن وقع ما أمن بقاء الوقت (ارشاد الساری للقسطلانی، ج ۱ ص ۲۸۵، باب الوضوء من غير حدث)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۴..... جو شخص کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو، اس کو فرض نماز لیٹ کر پڑھنا جائز ہے۔

چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلِي

جَنْبٍ (بخاری، رقم الحدیث ۱۱۱۷، باب إذا لم يطق قاعدا صلى على جنب)

ترجمہ: مجھے بواسیر کی بیماری تھی، تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں سوال کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو، پھر اگر اس کی طاقت نہیں رکھتے، تو بیٹھ کر نماز پڑھو، پھر اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے، تو اپنے پہلو پر (یعنی لیٹ کر) نماز پڑھو (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی بیمار، مریض یا کمزور کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو، تو اسے لیٹ کر بھی فرض نماز پڑھنا جائز ہے۔

پھر حنفیہ کے نزدیک چت لیٹ کر اور کمر یا سر کے نیچے کوئی چیز رکھ کر اس طرح نماز پڑھنا افضل ہے، کہ پیروں کا رخ قبلہ کی طرف ہو، اور گھٹنوں کو کچھ موڑ دیا جائے، اور سر ممکنہ حد تک قبلہ کی طرف کو اٹھا ہوا ہو، پھر اس کے بعد کروٹ کے بل یعنی دائیں، بائیں سائیڈ پر لیٹ کر قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا درجہ ہے، اور دائیں کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھنے کی فضیلت بائیں کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھنے کی فضیلت سے زیادہ ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا لقیہ حاشیہ ﴾

وهذا عام في صلاة الفرض والنفل في الليل والنهار وهذا مذهبنا ومذهب الجمهور لكن لا يخرج فریضة عن وقتها قال القاضی وحمله مالک وجماعة علی نفل اللیل لأنه محل النوم غالباً قوله صلی اللہ علیہ وسلم فإن أحدکم إذا صلی وهو ناعس لعله یذهب یتستغفر فیسب نفسه قال القاضی معنی یتستغفر هنا یدعو (شرح النووی علی مسلم، ج ۶ ص ۷۲، باب أمر من نعس فی صلاته أو استعجم علیه القرآن أو الذکر)

اور حنفیہ کے علاوہ دیگر فقہائے کرام کے نزدیک چت لیٹ کر نماز پڑھنے کے بجائے کروٹ کے بل قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

اور مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک پہلے دائیں کروٹ کی فضیلت ہے، پھر بائیں کروٹ کی فضیلت کا درجہ ہے، اور اگر کروٹ کے بل نماز پڑھنے کی قدرت نہ ہو، تو چت لیٹ کر اور پیروں کا رخ قبلہ کی طرف کر کے نماز پڑھنی چاہئے۔ ۱

مسئلہ نمبر ۳..... حنفیہ سمیت اکثر فقہائے کرام کے نزدیک بلا عذر لیٹ کر سنت و نفل نماز پڑھنا جائز نہیں۔

جبکہ بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک جس طرح کھڑے ہونے پر قدرت ہونے کے باوجود بیٹھ کر سنت و نفل نماز پڑھنا جائز ہے، اسی طرح بیٹھ کر نماز پڑھنے پر قدرت ہوتے ہوئے لیٹ کر سنت و نفل نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

البتہ لیٹ کر نماز پڑھنے کی صورت میں ثواب بیٹھ کر نماز پڑھنے کے مقابلہ میں آدھا ملتا ہے۔ پھر بلا عذر لیٹ کر سنت و نفل نماز جائز ہونے کے قائل بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ رکوع

۱ العجز عن القيام والجلوس:

إن تعذر على المريض القيام والجلوس في آن واحد صلى على جنبه دون تحديد للشق الأيمن أو الأيسر، وهذا هو مذهب المالكية، والشافعية، والحنابلة، وذهب المالكية، والحنابلة إلى أنه من الأفضل أن يصلى على جنبه الأيمن ثم الأيسر، فإن لم يستطع على جنبه يصلى مستلقيا على قفاه ورجلاه إلى القبلة أو ما بطرفه. والدليل على ما سبق قول النبي -صلى الله عليه وسلم- لعمران بن حصين: صل قائما، فإن لم تستطع فقاعدا، فإن لم تستطع فعلى جنب. وقال المالكية: إن لم يستطع أن يصلى مستلقيا على ظهره صلى على بطنه ورأسه إلى القبلة، فإن قدمها على الظهر بطلت.

وذهب الحنفية إلى أنه إن تعسر القعود أو ما مستلقيا على قفاه، أو على أحد جنبيه والأيمن أفضل من الأيسر، والاستلقاء على قفاه أولى من الجنب إن تيسر، والمستلقى يجعل تحت رأسه شيئا كالوسادة؛ ليصير وجهه إلى القبلة لا إلى السماء، وليتمكن من الإيماء.

وصلاة المريض بالهيئة التي ذكرها الفقهاء فيما سبق لا ينقص من أجره شيئا؛ لحديث أبي موسى -رضي الله عنه- مرفوعا: إذا مرض العبد أو سافر كتب له مثل ما كان يعمل مقيما صحيحا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۶، مادة "صلاة المريض")

وسجدہ کے وقت بیٹھنا اور حقیقی سجدہ کرنا ضروری ہوگا؛ لیٹے لیٹے اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنا جائز نہیں ہوگا، مگر یہ کہ کوئی حقیقی سجدہ کرنے سے معذور ہو۔ ۱

۱ (ولا یصح) النفل (من مضطجع لغير عذر) لعموم الأدلة على افتراض الركوع والسجود والاعتدال عنهما، ولم ينقل عنه - صلى الله عليه وسلم - فعل ذلك ليخص به العموم (و) النفل (له) أى لعذر مضطجعا (یصح) كالفرض وأولى (ويسجد) المتمنفل مضطجعا (إن قدر عليه) أى على السجود (والإ) بأن لم يقدر على السجود (أوما) به لحديث إذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم (كشاف القناع عن متن الإقناع، ج ۱ ص ۴۳۱، كتاب الصلاة، باب صلاة التطوع) الصلاة مضطجعا: وأما صلاة التطوع مضطجعا فظاهر قول أصحاب أبي حنيفة عدم الجواز لعموم الأدلة على افتراض الركوع والسجود والاعتدال عنهما.

وقول الجواز مروى عن الحسن البصرى لقوله صلى الله عليه وسلم: من صلى نائما فله نصف أجر القاعد وقد قال الحسن: إن شاء الرجل صلى صلاة التطوع قائما أو جالسا أو مضطجعا وقال ابن تيمية: التطوع مضطجعا لغير عذر لم يجوزه إلا طائفة قليلة من أصحاب الشافعى وأحمد، ولم يبلغنا عن أحد منهم أنه صلى مضطجعا بلا عذر، ولو كان هذا مشروعا لقلوه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲ ص ۱۶۳، مادة "صلاة التطوع"، الصلاة مضطجعا) ولو تنفل مضطجعا بالإيماء بالرأس مع قدرته على القيام والقعود فوجهان.

(أحدهما) لا تصح صلاته لأنه يذهب صورتها بغير عذر وهذا أرجحهما عند إمام الحرمين والثانى وهو الصحيح صحتها لحديث عمران ولو صلى النافلة قاعدا أو مضطجعا للعجز عن القيام والقعود فتوابه ثواب القيام بلا خلاف كما فى صلاة الفرض قاعدا أو مضطجعا للعجز فإن ثوابها ثواب القيام بلا خلاف والحديث ورد فيمن صلى النفل قاعدا أو مضطجعا مع قدرته على القيام يستوى فيما ذكرناه جميع النوافل المطلقة والراتية وصلاة العيد والكسوف والاستسقاء وحكى الخراسانيون وجها أنه لا يجوز العيد والكسوف والاستسقاء قاعدا مع القدرة كالفرائض وبه قطع ابن كج وهذا شاذ ضعيف.

وأما الجنازة فسبق فى باب التيمم بيان نصوص الشافعى وطرق الأصحاب فيها والمذهب أنها لا تصح قاعدا مع القدرة لان القيام ومعظم أركانها والثانى يجوز والثالث إن تعينت لم يجز والاجاز قال الرافعى إذا جوزنا الاضطجاع فى النفل مع قدرته فهل يجزئ الاقتصار على الإيماء بالركوع والسجود أم يشترط أن يركع ويسجد كالقاعده فيه وجهان أصحهما الثانى.

قال إمام الحرمين عندى أن من جوز الاضطجاع لا يجوز الاقتصار فى الأركان الذكرية كالشهاد والتكبير وغيرهما على ذكر القلب وهذا الذى قاله إمام الحرمين لا بد منه فلا يجزئ ذكر القلب قطعا لأنه حينئذ لا يبقى للصلاة صورة أصلا وإنما ورد الحديث بالترخيص فى القيام والقعود فيبقى ما عداهما على مقتضاه والله أعلم (المجموع شرح المهذب، ج ۳ ص ۲۷۵ و ۲۷۶، كتاب الصلاة، مسائل تتعلق بالقيام)

اتفق الفقهاء على جواز النفل قاعدا لعذر أو غير عذر، أما الاضطجاع فقد ذهب الحنفية والمالكية

﴿بقية حاشية الگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۴..... اگر کسی کو غصہ آئے، تو حدیث میں اس کا ایک علاج یہ آیا ہے، کہ اگر وہ کھڑا ہوا ہو، تو بیٹھ جائے، اور اگر پھر بھی غصہ دُور نہ ہو، تو لیٹ جائے۔

چنانچہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا:

إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلَّا

فَلْيَضْطَجِعْ (ابوداؤد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ

آئے، اور وہ کھڑا ہوا ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ بیٹھ جائے، اگر غصہ چلا جائے تو

ٹھیک ہے، ورنہ اسے چاہئے کہ لیٹ جائے (ابوداؤد)

مسئلہ نمبر ۵..... جب کسی پر موت کے آثار ظاہر ہو جائیں، یا وہ فوت ہو جائے، تو اس کو قبلہ

کی طرف رُخ کر کے لٹا دینا بہتر ہے، کیونکہ حدیث میں بیٹ اللہ کو زندہ اور مُردہ دونوں کا

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

والحنابلة ومقابل الأصح عند الشافعية إلى أنه لا يجوز للقادر على القيام أو الجلوس أن يصلى النفل مضطجعا إلا لعذر، وذهب الشافعية إلى جواز التنفل مضطجعا مع القدرة على القيام في الأصح، لحديث عمران بن الحصين أنه سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن صلاة الرجل قاعدا قال: من صلى قائما فهو أفضل ومن صلى قاعدا فله نصف أجر القائم، ومن صلى نائما فله نصف أجر القاعد.

والأفضل أن يصلى على شقه الأيمن فإن اضطجع على الأيسر جاز ويلزمه أن يقعد للركوع والسجود قيل: يومئذ بهما أيضا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۳ ص ۱۰۹، مادة "قيام")

۱۔ رقم الحدیث ۴۷۸۲، کتاب الادب، باب ما يقال عند الغضب، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۳۳۸، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۵۶۸۸.

قال الهيثمي:

رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث

۱۲۹۹۵، باب ما يقول ويفعل إذا غضب)

وفي حاشية مسند احمد:

رجاله ثقات رجال الصحيح.

وفي حاشية ابن حبان:

حديث صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح.

## قبلہ قرار دیا گیا ہے۔ ۱

۱۔ عیید بن عمیر، عن أبیه، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین سئل عن الکبائر قال فیہن: واستحلال البیت الحرام قبلتکم أحياء وأمواتا (السنن الصغیر للبیہقی، رقم الحدیث ۱۱۰۹، باب السنة فی سل المیت من قبل رجل القبر)  
 قال إبراہیم النخعی: " كانوا يستحبون أن يستقبلوا به القبلة، یعنی إذا حضر المیت (السنن الکبریٰ للبیہقی، باب ما يستحب من توجيهه نحو القبلة)  
 عن یحییٰ بن عبد اللہ بن أبی قتادة، عن أبیه، أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قدم المدینة سأل عن البراء بن معرور، فقالوا: توفی وأوصی بشلته لك یا رسول اللہ، وأوصی أن یوجه إلى القبلة لما احتضر، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أصاب الفطرة وقد رددت ثلثه علی ولده، ثم ذهب فصلی علیہ، فقال: اللهم اغفر له وارحمه، وأدخله جنتک، وقد فعلت هذا حدیث صحیح فقد احتج البخاری بنعیم بن حماد، واحتج مسلم بن الحجاج بالدرارودی، ولم یخرجا هذا الحدیث، ولا أعلم فی توجه المحتضر إلى القبلة غیر هذا الحدیث (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۳۰۵)  
 وروینا، عن الحسن، عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: أنه ذکر الکعبة فقال: " واللہ ما هی إلا أحجار نصبها اللہ قبلة لأحيائنا، ونوجه إليها موتانا (السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم الحدیث ۶۷۲۳)

ثالثا: التوجيه:

یوجه المحتضر للقبلة عند شخوص بصره إلى السماء، لا قبل ذلك، لئلا یفزعہ، ویوجه إليها مضطجعا علی شقه الأيمن اعتبارا بحال الوضع فی القبر؛ لأنه أشرف علیہ. وفی توجيه المحتضر إلى القبلة ورد: أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم المدینة سأل عن البراء بن معرور. فقالوا: توفی وأوصی بثلث ماله لك، وأن یوجه للقبلة لما احتضر. فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: أصاب الفطرة، وقد رددت ثلث ماله علی ولده، ثم ذهب فصلی علیہ، وقال: اللهم اغفر له وارحمه وأدخله جنتک، وقد فعلت. قال الحاکم: ولا أعلم فی توجيه المحتضر إلى القبلة غیره.  
 وفی اضطجاعه علی شقه الأيمن قيل: یمکن الاستدلال علیہ بحدیث النوم، فعن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:  
 إذا أتیت مضجعک فتوضأ وضوءک للصلاة، ثم اضطجع علی شقک الأيمن، وقل: اللهم إنی أسلمت نفسی إلیک. . . إلى أن قال: فإن مت علی الفطرة وليس فیہ ذکر القبلة.  
 ولم یذكر ابن شاهین فی باب المحتضر من کتاب الجنائز له غیر أثر عن إبراہیم النخعی قال: " يستقبل بالمیت القبلة " وزاد عطاء بن أبی رباح: " علی شقه الأيمن. ما علمت أحدا تركه من میت "، ولأنه قریب من الوضع فی القبر، ومن اضطجاعه فی مرضه، والسنة فیہما ذلك، فکذلك فیما قرب منهما. ویستدل علیہ أيضا بما روی أحمد أن فاطمة رضی اللہ عنہا عند موتها استقبلت القبلة، ثم توسدت یمینها.

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۶..... مسلمان میت کو قبر میں قبلہ کی طرف رُخ کر کے لٹانا سنت و مستحب ہے۔ اور حنفیہ کے نزدیک سنت یہ ہے کہ میت کا صرف چہرہ قبلہ کی طرف کرنے کے بجائے کروٹ دے کر اُس کا سینہ قبلہ کی طرف کیا جائے، البتہ اگر کسی ضرورت (مثلاً جگہ کی تنگی) سے اس طرح قبر بنا کر لٹایا جائے کہ اس کے پیر تھوڑا سا اوپر موڑ کر قبلہ کی طرف کر دیے جائیں، اور سر کو کچھ اوپر قبلہ کی طرف کر کے اٹھا دیا جائے، تو بھی جائز ہے۔ ۱

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

وبصیح أن يوجه المحتضر إلى القبلة مستلقيا على ظهره، فذلك أسهل لخروج الروح، وأيسر لتغميضه وشد لحبيبه، وأمنع من تقوس أعضائه، ثم إذا ألقى على القفا يرفع رأسه قليلا ليصير وجهه إلى القبلة دون السماء .

ويقول بعض الفقهاء :إنه لم يصح حديث في توجيه المحتضر إلى القبلة، بل كره سعيد بن المسيب توجيهه إليها .فقد ورد عن زرعة بن عبد الرحمن " :أنه شهد سعيد بن المسيب في مرضه، وعنده أبو سلمة بن عبد الرحمن، فغشى على سعيد، فأمر أبو سلمة أن يحول فراشه إلى الكعبة، فأفاق، فقال :حولتم فراشي؟ قالوا :نعم، فنظر إلى أبي سلمة.

فقال :أراه بعلمك، فقال :أنا أمرتهم .فأمر سعيد أن يعاد فراشه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۸۱، مادة "احتضار")

۱ ز - توجيه الميت للقبلة:

اتفق الفقهاء على استحباب توجيه الميت إلى القبلة لأنها أشرف الجهات، ولكن اختلفوا في طريقة توجيه الميت إلى القبلة على أقوال:

فذهب الحنفية إلى أنه يسن أن يوجه المحتضر للقبلة على يمينه مثل توجيهه في القبر و جاز الاستلقاء على ظهره وقدماه إليها ولكن يرفع رأسه قليلا ليتوجه للقبلة، وقيل:

يوضع كما تيسر على الأصح وإن شق عليه ترك على حاله .

وذهب المالكية إلى أنه يستحب توجيهه للقبلة على يمينه، فإن لم يمكن فعلى يساره، فإن لم يمكن فعلى ظهره ورجلاه للقبلة، فإن لم يمكن فعلى بطنه ورأسه لها، وهذا بشرط أن يكون ذلك بعد شخوص بصره لا قبله لئلا يفزعه ذلك .

وذهب الشافعية في الصحيح عندهم إلى أنه يستحب توجيهه على جنبه الأيمن كما يوضع في اللحد إلى القبلة فإن تعذر وضعه على يمينه لضيق مكان أو لعله في جنبه أو غيرها فإنه يوضع على جنبه الأيسر، فإن تعذر ألقى على قفاه ووجهه وأخصاه للقبلة بأن يرفع رأسه قليلا، كأن يوضع تحت رأسه مرتفع ليتوجه وجهه إلى القبلة.

ومقابل الصحيح أن هذا الاستلقاء أفضل، فإن تعذر اضطلع على جنبه الأيمن، فإن تعذر وضعه على جنبه الأيسر .

﴿ بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

مسئلہ نمبر ۷..... لیٹ کر قرآن مجید کی تلاوت یا کوئی دوسرا ذکر و اذکار کرنا جائز ہے، اور اس میں قرآن یا ذکر کی بے ادبی لازم نہیں آتی۔ ۱

مسئلہ نمبر ۸..... لیٹ کر کھانا، کھانا مکروہ اور برُ اُفعل ہے۔ ۲  
اور لیٹ کر کھانے میں بھی اوندھے منہ یعنی اُلٹا لیٹ کر کھانے کی بُرائی زیادہ ہے، حدیث میں بطور خاص اس کی ممانعت آئی ہے۔ ۳

### ﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وللحنابلة في كيفية توجيه الميت للقبلة قولان:  
أحدهما: أنه يجعل على جنبه الأيمن وهو الصحيح من المذهب.  
والثاني: أن يكون مستلقيا على قفاه ويرفع رأسه قليلا، ليصير وجهه إلى القبلة دون السماء.  
وقال القاضي: إن كان الموضع واسعا فعلى جنبه، وإلا فعلى ظهره. واشترط بعضهم أنه لا يوجه قبل  
تيقن موته، والصحيح من المذهب أن الأولى التوجيه قبل ذلك (الموسوعة الفقهية الكويتية،  
ج ۲۹، ص ۲۱۵، مادة "ميت")  
۱ ثانيا - التربع عند تلاوة القرآن:

لا بأس بقراءة القرآن في كل حال - قائما أو جالسا، متربعا أو غير متربع، أو مضطجعا أو راكبا أو  
ماشيا، لحديث عائشة قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم يتكئ في حجرى وأنا حائض ثم يقرأ  
القرآن وعنها قالت: إنى لأقرأ القرآن وأنا مضطجعة على سريرى (الموسوعة الفقهية الكويتية،  
ج ۱۱، ص ۱۶۲، مادة "تربع")  
۲ الاتكاء باليد أثناء الأكل:

نص الحنفية على أنه لا بأس بالأكل متكئا إذا لم يكن بالتكبر، وفي الظهيرية: هو المختار.  
وفي الفتاوى العتائية: يكره الأكل والشرب متكئا أو واضعا شماله على الأرض أو مستندا.  
ونص المالكية على كراهة الأكل متكئا، وفسروا الاتكاء بأن يأكل مائلا على مرفقه  
الأيسر، وقيل: متربعا.

وقال الشافعية: ويكره الأكل متكئا، قال الخطابي: وهو الجالس معتمدا على وطاء تحته، كقعود  
من يريد الإكثار من الطعام، وأشار غيره إلى أنه المائل إلى جنبه، ومثله المضطجع بالأولى. ونص  
الحنابلة على أنه يكره الأكل مضطجعا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۵، ص ۲۷۲، مادة "يد")

۳ عن سالم، عن أبيه، رضى الله عنه، قال: " نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم  
عن مطعمين: الجلوس على مائدة يشرب عليها الخمر أو يأكل الرجل وهو منبسط على  
بطنه (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۷۱۷۱، کتاب الاطعمة، الناشر: دار الكتب  
العلمية - بيروت، شعب الايمان، رقم الحديث ۵۵۸۸، مَا وَرَدَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ  
وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلَى بَطْنِهِ)

﴿بقية حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



مسئلہ نمبر ۹..... قبرستان میں سونا یا مستقل رہائش اختیار کرنا مکروہ ہے۔ ۱  
مسئلہ نمبر ۱۰..... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ اکثر فقہائے کرام کے نزدیک رمضان کے روزہ کی رات کے وقت میں نیت کرنا ضروری ہے۔

جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک رمضان کے روزہ کی رات کے وقت میں نیت کرنا مستحب ہے، اور ضوہ کبریٰ (یعنی زوال سے کچھ پہلے) تک نیت کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ طلوع فجر سے لے کر اب تک کچھ کھایا پیانا نہ ہو۔

اور رات کے وقت سے مراد سورج غروب ہونے سے لے کر طلوع فجر کے درمیان کا وقت

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه.

وقال الذہبی: علی شرط مسلم (حوالہ بالا)

وقال الالبانی: أخرجه أبو داود و الحاکم و ابن ماجة بالشرط الثاني منه عن جعفر بن برقان عن الزهري عن سالم عن أبيه قال: فذكره. وقال الحاکم: "صحیح علی شرط مسلم! و وافقه الذہبی! و أعله أبو داود بقوله عقبه " هذا الحدیث لم یسمعه جعفر من الزهري، و هو منکر. " ثم ساق بإسناده الصحیح عن جعفر أنه بلغه عن الزهري بهذا الحدیث. قلت: و جعفر ثقة من رجال مسلم، لكنهم ضعفوا حدیثه عن الزهري خاصة، و لذلك قال الحافظ: " صدوق، یهم فی حدیث الزهري. " و ذکر الحافظ فی " التهذیب " أن هذا الحدیث مما أنكره العقيلي أيضا من حدیثه عن الزهري. قلت: لكن الحدیث ثابت (السلسلة الصحيحة، تحت رقم الحدیث ۲۳۹۲؛ الناشر: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض)

عن علی بن ابی طالب، رضی اللہ عنہ قال: نهانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صلاتین و قراءتین و أکلتین و لیستین. نهانی أن أصلي بعد الصبح حتى ترتفع الشمس و بعد العصر حتى تغرب الشمس، و أن آكل و أنا منبطح علی بطني، و نهانی أن ألبس الصماء و أحتبی فی ثوب واحد لیس بین فرجی و بین السماء سائر (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۱۳۰، کتاب الاطعمة)

قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه بهذه السیاقه.

وقال الذہبی: عمر واه.

۱ المبيت فی المقبرة و النوم فیها.

نص الشافعية علی أنه یکره المبيت فی المقبرة من غیر ضرورة، لما فیها من الوحشة، فإن لم تكن و حشة کانوا جماعة، أو كانت المقبرة مسكونة فلا کراهة.

وقال الحنفية: یکره النوم عند القبر (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۸، ص ۳۲۸، مادة "مقبرة")

ہے۔

اور طلوع فجر (یا انتہائے سحر) سے لے کر سورج غروب ہونے تک کے پورے عرصہ کا درمیانی وقت ”ضوہ کبریٰ“ کہلاتا ہے، جو کہ زوال سے کچھ پہلے ہوتا ہے، اور اس کو شرعی زبان میں ”عرفی نصف النہار“ کے مقابلہ میں ”شرعی نصف النہار“ بھی کہا جاتا ہے۔ ۱

۱۔ ذہب جمہور الفقہاء الی وجوب تبييت النية في صوم رمضان ما بين غروب الشمس إلى طلوع الفجر الثاني. وذهب أبو حنيفة إلى أنه يستحب التبييت، لكن تجزء النية نهارا إلى الزوال (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۰، ص ۱۲۶، مادة ”تبييت“)

ثالثا - التبييت: وهو شرط في صوم الفرض عند المالكية والشافعية والحنابلة والتبييت: إيقاع النية في الليل، ما بين غروب الشمس إلى طلوع الفجر، فلو قارن الغروب أو الفجر أو شك، لم يصح، كما هو قضية التبييت.

وفي قول للمالكية، يصح لو قارنت الفجر، كما في تكبيرة الإحرام، لأن الأصل في النية المقارنة للمنوي.

ويجوز أن تقدم من أول الليل، ولا تجوز قبل الليل.

وذلك لحديث ابن عمر، عن حفصة رضى الله تعالى عنهم عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من لم يجمع الصيام قبل الفجر، فلا صيام له.

ولأن صوم القضاء والكفارات، لا بد لها من تبييت النية، فكذا كل صوم فرض معين.

ولا تجزء بعد الفجر ويجزء مع طلوع الفجر إن اتفق ذلك، وإن روى ابن عبد الحكم أنها لا تجزء مع الفجر، وكلام القرافي وآخرين يفيد أن الأصل كونها مقارنة للفجر، ورخص تقدمها عليه للمشقة في مقارنتها له.

والصحيح عند الشافعية والحنابلة: أنه لا يشترط في التبييت النصف الآخر من الليل، لإطلاقه في الحديث، ولأن تخصيص النية بالنصف الأخير يفضي إلى تفويت الصوم، لأنه وقت النوم، وكثير من الناس لا ينتبه فيه، ولا يذكر الصوم، والشارع إنما رخص في تقديم النية على ابتدائه، لحرص اعتبارها عنده، فلا يخصها بمحل لا تندفع المشقة بتخصيصها به، ولأن تخصيصها بالنصف الأخير تحكم من غير دليل، بل تقرب النية من العبادة، لما تعذر اقتنائها بها.

والصحيح أيضا: أنه لا يضر الأكل والجماع بعد النية ما دام في الليل، لأنه لم يلتبس بالعبادة، وقيل: يضر فحتاج إلى تجديدها، تحرزا عن تخلل المناقض بينها وبين العبادة، لما تعذر اقتنائها بها. والصحيح أيضا: أنه لا يجب التجديد لها إذا نام بعدها، ثم تنبه قبل الفجر، وقيل: يجب، تقريرا للنية من العبادة بقدر الوسع.

والحنفية لم يشترطوا التبييت في رمضان. ولما لم يشترطوا تبييت النية في ليل رمضان، أجازوا النية بعد الفجر دفعا للحرص أيضا، حتى الضحوة الكبرى، فينوي قبلها ليكون الأكثر منويا، فيكون

﴿بقية حاشية الگل صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ عام نفل روزہ کی نیت حنفیہ کے ساتھ ساتھ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک بھی ضحوة کبریٰ تک کرنا جائز ہے۔

جہاں تک رمضان کے قضا روزہ، کفارہ کے روزہ اور عام منت والے روزوں کا تعلق ہے، تو ان روزوں میں حنفیہ کے نزدیک رات سے ہی نیت کرنا ضروری ہے، اور اگر کوئی روزہ متعین دن کی منت والا ہو، تو اس کی رمضان کے ادائی روزہ اور عام نفل روزہ کی طرح ضحوة کبریٰ سے پہلے نیت کرنا بھی جائز ہے۔ ۱

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

له حکم الكل، حتى لو نوى بعد ذلك لا يجوز، لخلو الأكثر عن النية، تغليبا للأكثر. والضحوة الكبرى: نصف النهار الشرعي، وهو من وقت طلوع الفجر إلى غروب الشمس. وقال الحنفية، منهم الموصلي: والأفضل الصوم بنية معينة مبيتة للخروج عن الخلاف. ودليل الحنفية على ما ذهبوا إليه، من صحة النية حتى الضحوة الكبرى، وعدم شرطية التبييت: حديث ابن عباس رضى الله تعالى عنهما أن الناس أصبحوا يوم الشك، فقدم أعرابي، وشهد برؤية الهلال، فقال صلى الله عليه وسلم: أتشهد أن لا إله إلا الله، وأنى رسول الله؟ فقال: نعم، فقال عليه الصلاة والسلام: الله أكبر، يكفى المسلمين أحدهم، فصام وأمر بالصيام، وأمر مناديا فنادى: ألا من أكل فلا يأكل ببقية يومه، ومن لم يأكل فليصم. فقد أمر بالصوم، وأنه يقتضى القدرة على الصوم الشرعى، ولو شرطت النية من الليل لما كان قادرا عليه، فدل على عدم اشتراطها.

واستدلوا أيضا، بما ورد فى الحديث أن النبى صلى الله عليه وسلم أرسل غداة عاشوراء إلى قرى الأنصار: من أصبح مفطرا فليتم ببقية يومه، ومن أصبح صائما فليصم. وكان صوم عاشوراء واجبا، ثم نسخ بفرض رمضان (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۸، ص ۲۵، مادة "صوم") ۱ اور مالکیہ کے نزدیک ہر قسم کے روزہ کے لئے رات سے یعنی طلوع فجر ہونے سے پہلے پہلے نیت کرنا ضروری ہے۔ واشترط الحنفية تبييت النية فى صوم الكفارات والنذور المطلقة وقضاء رمضان.

أما النفل فيجوز صومه عند الجمهور -خلافًا للمالكية- بنية قبل الزوال، لحديث عائشة رضى الله تعالى عنها قالت: دخل على النبى صلى الله عليه وسلم ذات يوم، فقال: هل عندكم شيء؟، فقلنا: لا، فقال: فإنى إذا صائم، ولأن النفل أخف من الفرض، والدليل عليه: أنه يجوز ترك القيام فى النفل مع القدرة، ولا يجوز فى الفرض.

وعند بعض الشافعية يجوز بنية بعد الزوال، والمذهب فى القديم والجديد: لا يجوز، لأن النية لم تصحب معظم العبادة

ومذهب المالكية: أنه يشترط فى صحة الصوم مطلقا، فرضا أو نفلا -نية مبيتة، وذلك لإطلاق

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

البتہ حنفیہ کے نزدیک ہر قسم کے روزوں میں فجر طلوع ہونے کے ساتھ یا اس سے پہلے نیت کر لینا افضل ہے، تا کہ روزہ کا وقت شروع ہونے کے ساتھ ہی روزہ کی نیت بھی موجود ہو۔ ۱۔ مسئلہ نمبر ۱۱..... بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ مُردوں کی روحیں جمعہ یا جمعرات کی رات کو اپنے گھروں میں آتی ہیں اور گھر کے ایک کونے میں کھڑی ہو کر دیکھتی رہتی ہیں کہ ہم کو کون ثواب بخشتا ہے اور خیرات کرنے کی درخواست کرتی ہیں اور خیرات نہ کرنے والوں پر بددعا کرتی ہیں، پھر ان کو اگر کچھ ثواب مل جائے تو خیر ورنہ مایوس ہو کر لوٹ جاتی ہیں، اور بعض لوگوں کا اعتقاد یہ بھی ہے کہ مرنے کے بعد مُردوں کی روحیں روزانہ ایک ماہ تک اپنے گھر کا گشت کرتی رہتی ہیں، اسی طرح بعض لوگوں کا خصوصاً عورتوں کا خیال ہے کہ شبِ برأت، شبِ قدر وغیرہ میں بھی روحیں اپنے گھروں پر آتی ہیں اس لئے ان راتوں میں وہ ایصالِ ثواب کا اہتمام کرتے ہیں۔

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

الحديث المتقدم: من لم يجمع الصيام من الليل، فلا صيام له .  
ومذهب الحنابلة جواز النية في النفل، قبل الزوال وبعده، واستدلوا بحديث عائشة، وحديث صوم يوم عاشوراء، وأنه قول معاذ وابن مسعود وحذيفة رضی اللہ عنہم وأنه لم ينقل عن أحد من الصحابة ما يخالفه صريحا، والنية وجدت في جزء من النهار، فاشبه وجودها قبل الزوال بلحظه .  
ويشترط لجواز نية النفل في النهار عند الحنابلة: أن لا يكون فعل ما يفطره قبل النية، فإن فعل فلا يجزئه الصوم، قال البهوتي: بغير خلاف نعلمه، قاله في الشرح، لكن خالف فيه أبو زيد الشافعي .  
وعند الشافعية وجهان في اعتبار الثواب: من أول النهار، أم من وقت النية؟ أصحهما عند الأكثرين: أنه صائم من أول النهار، كما إذا أدرك الإمام في الركوع، يكون مدركا لثواب جميع الركعة، فعلى هذا يشترط جميع شروط الصوم من أول النهار (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۸، ص ۲۵، و ص ۲۶، مادة "صوم")

۱۔ وأما الثالث وهو وقت النية: فالأفضل في الصيامات كلها أن ينوي وقت طلوع الفجر إن أمكنه ذلك، أو من الليل، لأن النية عند طلوع الفجر تقارن أول جزء من العبادة حقيقة ومن الليل تقارنه تقديرًا، وإن نوى بعد طلوع الفجر فإن كان الصوم دينًا لا يجوز بالإجماع، وإن كان عينا وهو صوم رمضان وصوم التطوع خارج رمضان، والمنذور المعين يجوز، وقال زفر: إن كان مسافرا لا يجوز صومه عن رمضان بنية من النهار، وقال الشافعي: لا يجوز بنية من النهار إلا التطوع، وقال مالك: لا يجوز التطوع أيضا، ولا يجوز صوم التطوع بنية من النهار بعد الزوال عندنا وللشافعي فيه قولان (بدائع الصنائع، ج ۲ ص ۸۵، فصل شرائط أنواع الصيام)

اس طرح کا اعتقاد رکھنا غلط اور گناہ ہے، شریعت کی کسی مستند دلیل سے ان چیزوں کا ثبوت نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۲..... بعض لوگ رات کو جھاڑو دینے یا منہ سے چراغ بجانے یا رات کو آئینہ میں چہرہ دیکھنے یا عصر کے بعد جھاڑو دینے کو معیوب یا بُرا اور منحوس سمجھتے ہیں۔  
حالانکہ رات یا شام کے وقت ان کاموں کے کرنے میں شرعاً کوئی عیب اور نحوست یا گناہ کی بات نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۳..... بعض لوگ اور بطور خاص عورتیں رات کو ناخن کاٹنے کو برا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے نیستی اور نحوست آتی ہے۔  
جبکہ اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں، ویسے ہی تو ہم پرستی میں داخل ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۴..... بعض لوگ اور خاص کر عورتیں رات کو درخت ہلانے اور کاٹنے سے اس لیے منع کرتی ہیں کہ اس سے وہ بے چین یا بے آرام ہو جاتا ہے۔  
مگر اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں، البتہ رات کو بلا ضرورت درخت کی چھیڑ چھاڑ کرنا اس لیے مناسب نہیں کہ درخت پر مختلف قسم کے جانور یا پرندے موجود ہوتے ہیں اور رات کے وقت وہ آرام میں مشغول ہوتے ہیں، یہ اُن کی تکلیف کا باعث ہے اور بعض اوقات کوئی موذی جانور گر کر کاٹ بھی لیتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۵..... بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ رات کو انگلیاں چٹکانے سے نحوست آتی ہے۔  
مگر شرعاً اس کی بھی کوئی اصل نہیں، البتہ بلا وجہ انگلیاں چٹکانا پسندیدہ نہیں۔

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

## (فصل نمبر ۱۰)

## جاگنے یا سوکر اٹھنے کے احکام و آداب

جس طرح شریعت کی طرف سے رات کے وقت اور سونے کے متعلق پاکیزہ تعلیمات، ہدایات اور احکام و آداب آئے ہیں، اسی طرح نیند سے جاگنے یا سوکر اٹھنے کے بعد بھی انتہائی پاکیزہ تعلیمات، ہدایات اور احکام و آداب آئے ہیں، آگے ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

## سوکر اٹھنے پر ذکر کرنا

سوکر اٹھنے یا بیدار ہونے پر اسلامی آداب میں سے اہم ادب یہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ کا ذکر کیا جائے، جس سے شیطان کا زور ٹوٹنا شروع ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلَانَ (بخاری) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی سوتا ہے، تو شیطان اس کی گدی (یعنی گردن) پر تین گرہ لگا دیتا ہے، اور ہر گرہ پر یہ کہہ دیتا ہے کہ آپ پر رات لمبی ہے، پس آپ سوتے رہتے۔

پھر اگر وہ شخص بیدار ہوتا ہے، اور اللہ کا ذکر کرتا ہے، تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر

۱۔ رقم الحدیث ۱۱۳۲، واللفظ لہ، مسلم رقم الحدیث ۷۷۶۔

اگر وہ (اٹھ کر) وضو کرتا ہے، تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ نماز پڑھ لیتا ہے، تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، پھر وہ تروتازہ اور پاکیزہ نفس ہو کر صبح کرتا ہے، ورنہ خبیث النفس اور کاہل ہو کر صبح کرتا ہے (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے سوکر اٹھنے پر اللہ کا ذکر کرنے کی اہمیت معلوم ہوئی، جس میں سوکر اٹھنے کی مسنون دعائیں و اذکار بھی داخل ہیں۔

اور ساتھ ہی سوکر اٹھنے کے بعد وضو کرنے اور نماز پڑھنے کی اہمیت معلوم ہوئی، اور اس کا یہ فائدہ بھی معلوم ہوا کہ اس عمل سے تروتازگی اور نفس میں پاکیزگی و بشارت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص سوکر اٹھنے کے بعد یہ عمل نہیں کرتا، تو اس کے نفس میں خباثت اور کسل و سستی پیدا ہوتی ہے۔ ۱

آگے سوکر اٹھنے کی چند مسنون دعاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے، جن میں سے حسبِ موقع و حسبِ منشاء کوئی بھی دعاء پڑھ لینا جائز ہے، اور کوئی ایک سے زیادہ دعائیں پڑھے، تو اس میں بھی حرج نہیں، بلکہ زیادہ فائدہ کی بات ہے۔

## سوکر اٹھنے کی مسنون دعاء

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعاء فرماتے کہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں ہمارے مرجانے کے

۱۔ فیہ فوائد منها الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ عند الاستيقاظ وجاءت فیہ أذکار مخصوصة مشہورة فی الصحيح وقد جمعها وما يتعلق بها فی باب من کتاب الأذکار ولا يتعين لهذہ الفضيلة ذکر.

لكن الأذکار المأثورة فیہ أفضل ومنها التحریض علی الوضوء حينئذ وعلی الصلاة وإن قلت (شرح النووی، کتاب صلاة المسافرين، باب الحث علی صلاة الوقت وإن قلت)

بعد زندہ کیا، اور اسی کی طرف (مرنے کے بعد) لوٹ کر جانا ہے (بخاری) ۱  
اس طرح کی حدیث حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۲

## سو کر اٹھنے کی ایک اور مسنون دعاء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیدار ہونے پر یہ دعاء پڑھنی چاہئے کہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي فِي جَسَدِي، وَرَدَّ عَلَيَّ رُوحِي وَأَذِنَ لِي  
بِذِكْرِهِ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اُس اللہ کے ہیں، جس نے میرے جسم کو عافیت عطا فرمائی، اور مجھ پر میری روح کو لوٹا دیا، اور مجھے اپنا ذکر کرنے کی توفیق بخشی (ترمذی) ۳

۱ عن حذيفة رضى الله عنه، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أخذ مضجعه من الليل، وضع يده تحت خده، ثم يقول: اللهم باسمك أموت وأحيا وإذا استيقظ قال: الحمد لله الذي أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور (بخاری، رقم الحديث ۶۳۱۴، باب وضع اليد اليمنى تحت الخد الأيمن)

۲ عن أبي ذر رضى الله عنه، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أخذ مضجعه من الليل قال: اللهم باسمك أموت وأحيا فإذا استيقظ قال: الحمد لله الذي أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور (بخاری، رقم الحديث ۶۳۲۵، باب ما يقول إذا أصبح)

۳ عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " إذا قام أحدكم عن فراشه ثم رجع إليه فلينفضه بصنفة إزاره ثلاث مرات، فإنه لا يدرى ما خلفه عليه بعد، فإذا اضطجع فليقل: باسمك ربى وضعت جنبى، وبك أرفعه، فإن أمسكت نفسى فارحمها، وإن أرسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين، فإذا استيقظ فليقل: الحمد لله الذى عافانى فى جسدى، ورد على روحى وأذن لى بذكره (ترمذى، رقم الحديث ۳۴۰۱، ابواب الدعوات)

قال الترمذى: وفى الباب عن جابر، وعائشة، " وحدث أبو هريرة حديث حسن، وروى بعضهم هذا الحديث وقال: فلينفضه بداخله إزاره.

وقال الحافظ العسقلانى: هذا حديث حسن من هذا الوجه بهذا السياق، وأصل شطره الأول صحيح (نتائج الأفكار، ج ۱، ص ۱۱۳)



## سوکر اٹھنے کی تیسری مسنون دعاء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب بیدار ہوتے تو یہ دعاء فرماتے کہ:

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي، وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ، اللَّهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا، وَلَا تُرْغُ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي، وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ.

ترجمہ: آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ پاک ہیں، اے اللہ! میں آپ سے اپنے گناہ کی معافی مانگتا ہوں، اور میں آپ سے آپ کی رحمت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میرے علم میں زیادتی فرمائیے، اور میرے دل کو آپ ہدایت دینے کے بعد گمراہ نہ کیجئے، اور مجھے اپنے پاس سے رحمت ہیہ (وعطا) کیجئے، بے شک آپ بہت ہیہ (وعطا) فرمانے والے ہیں (سنن کبریٰ نسائی، ابوداؤد، ابن حبان، بیہقی، حاکم) ۱

## تہجد میں سوکر اٹھنے کی مسنون دعاء

اگر کوئی رات کو تہجد کے لئے بیدار ہو تو اس وقت بیدار ہونے کے بعد کی بھی کئی مسنون دعاؤں کا ذکر احادیث میں ملتا ہے، جن میں سے بعض دعاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا استيقظ من الليل قال: لا إله إلا أنت سبحانك، اللهم إني أستغفرك لذنبك، وأسألك رحمتك، اللهم زدني علما، ولا ترغ قلبي بعد إذ هديتني، وهب لي من لذك رحمة إنك أنت الوهاب (سنن کبریٰ نسائی، رقم الحدیث ۱۰۶۳۵؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۰۶۱؛ ابن حبان، رقم الحدیث ۵۵۳۱؛ شعب الایمان، رقم الحدیث ۷۳۳؛ مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۹۸۱)

قال الحافظ: هذا حديث حسن، أخرجه النسائي في الكبرى (نتائج الافكار لابن حجر، ج ۱، ص ۱۱۸؛ الناشر: دار ابن كثير) وقال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه.

حضرت عاصم بن جمید سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ: بِمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلْتَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ عَشْرًا، وَيَحْمَدُ عَشْرًا، وَيُسَبِّحُ عَشْرًا، وَيُهَلِّلُ عَشْرًا، وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا، وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ضَيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سنن نسائي) ۱

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کا قیام کس طرح شروع فرمایا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم نے میرے سے ایسی چیز کے متعلق سوال کیا ہے، جس کے متعلق کسی نے بھی اب تک میرے سے سوال نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس مرتبہ تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کہتے، اور دس مرتبہ حمد (یعنی الحمد للہ) کہتے، اور دس مرتبہ تسبیح (یعنی سبحان اللہ) کہتے، اور دس مرتبہ تہلیل (یعنی لا إله إلا الله) کہتے، اور دس مرتبہ استغفار کہتے، اور یہ دعاء پڑھتے کہ:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ضَيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

اے اللہ! میری مغفرت فرما دیجئے، مجھے ہدایت دے دیجئے، مجھے رزق عطا فرما دیجئے، مجھے عافیت عطا فرما دیجئے، میں قیامت کے دن کی تنگی سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں (نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد)

۱ رقم الحدیث ۱۶۱۷، باب ذکر ما یستفتح به القیام، ابوداؤد، باب ما یستفتح به الصلاة من الدعاء؛ ابن ماجہ، رقم الحدیث ۱۳۵۶، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۵۱۰۲۔  
فی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن۔

## تہجد میں سوکر اٹھنے کی دوسری مسنون دعاء

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارکہ میں سویا کرتا تھا، میں سنتا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی رات کو نماز کے لیے بیدار ہوتے تو کافی دیر تک یہ دعاء پڑھتے کہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، سبحان اللہ العظیم و بحمده

(مسند احمد) ۱

## تہجد میں سوکر اٹھنے کی تیسری مسنون دعاء

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کی نماز کے لیے اُٹھتے تھے، تو یہ دعاء پڑھتے تھے کہ:

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ،  
أَنْتَ قِيَامُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ  
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ،  
وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ  
حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ،  
وَإِلَيْكَ أُنَبِّئُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاعْفِرْ لِي مَا

۱ عن ربیعة بن کعب الأسلمی قال: كنت أنام فی حجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکنت أسمعہ إذا قام من اللیل یصلی یقول: "الحمد لله رب العالمین"، الهوی، قال: ثم یقول: "سبحان الله العظیم وبحمده"، الهوی (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۶۵۷۴)  
فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح علی شرط مسلم، صحابیہ من رجالہ، وبقیة رجالہ ثقات رجال للشیخین.

قَدَّمْتُ وَأَخْرُتُ، وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.  
 ترجمہ: اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں، تو ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے،  
 اور تیرے لیے تمام تعریفیں ہیں، تو ہی آسمانوں اور زمین کو قائم رکھنے والا ہے، اور  
 تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں، تو آسمانوں اور زمین اور ان میں جو چیزیں موجود  
 ہیں، ان کا رب ہے، تیری ذات حق ہے، اور تیرا وعدہ حق ہے، اور تیرا فرمان حق  
 ہے، اور تجھ سے ملاقات حق ہے، اور جنت حق ہے، اور جہنم حق ہے، اور قیامت حق  
 ہے، اے اللہ! تیرے لیے ہی میں اسلام لایا، اور تجھ ہی پر ایمان لایا، اور تجھ پر ہی  
 میں نے توکل اختیار کیا، اور تیری ہی طرف میں نے توبہ اور رجوع کیا، اور تیری  
 ہی مدد سے میں نے (دشمنوں سے) مقابلہ کیا، اور تیری ہی طرف میں نے اپنے  
 معاملات کو فیصلے کے لیے پیش کیا، پس تو میری مغفرت فرمادے، اُن کمزوریوں کی  
 جو پہلے اور بعد میں مجھ سے سرزد ہوئیں، اور جو میں نے خفیہ اور علانیہ کیں، تو ہی  
 میرا معبود ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں (مسلم) ۱

## تہجد میں سو کر اٹھنے کی چوتھی مسنون دعاء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے  
 اٹھتے تھے، تو نماز کے شروع میں یہ دعاء پڑھتے تھے کہ:

اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيلَ، وَمِيكَائِيلَ، وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ  
 وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا  
 كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ،  
 إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ.

۱ رقم الحدیث ۷۶۹، ۱۹۹ "کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الدعاء في صلاة الليل  
 وقيامه؛ موطا امام مالک، رقم الحدیث ۴۵۱.

ترجمہ: اے اللہ! جبریل اور میکائیل اور اسرافیل کے رب، آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، چھپی ہوئی اور ظاہر چیز کے جاننے والے، تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان چیزوں میں فیصلہ فرمائے گا، جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں، مجھے اپنے حکم خاص سے ان چیزوں میں حق کی ہدایت عطا فرما دیجئے، جس میں اختلاف ہو، بے شک تو جسے چاہتا ہے، صراطِ مستقیم کی ہدایت عطا فرماتا ہے (مسلم) ۱

## سوکر اٹھنے کے بعد آنکھوں پر ہاتھ پھیرنا

سوکر اٹھنے کے اسلامی آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ اٹھتے ہی اپنے ہاتھ اپنی آنکھوں پر پھیر لے، تاکہ نیند کا خمار ٹوٹ جائے۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اِنْتَصَفَ اللَّيْلِ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ، اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يَمْسُحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ (مسلم، رقم الحديث ۷۶۳، ۱۸۲)

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے، یہاں تک کہ جب آدھی رات ہو گئی، یا اس سے پہلے یا اس کے بعد کچھ وقت تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، پھر اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنے چہرے سے نیند کا اثر مل کر ختم کرنے

۱۔ أبو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف، قال: سألت عائشة أم المؤمنين، بأى شيء كان نبي الله صلى الله عليه وسلم يفتح صلاته إذا قام من الليل؟ قالت: كان إذا قام من الليل افتتح صلاته: اللهم رب جبرائيل، وميكائيل، وإسرافيل، فاطر السموات والأرض، عالم الغيب والشهادة، أنت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون، اهدني لما اختلف فيه من الحق بإذنك، إنك تهدي من تشاء إلى صراط مستقيم (مسلم، رقم الحديث ۲۰۰، ۷۷۰)

(مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ نیند سے بیدار ہونے پر جب اٹھنے کا ارادہ ہو، تو اپنے ہاتھوں کو آنکھوں پر مل لینا بہتر ہے، تاکہ نیند کا خمار ٹوٹ جائے، اور شیطان کا غلبہ دور ہو جائے۔ ۱

## جاگنے کے بعد برتن میں ہاتھ دھوئے بغیر نہ ڈالنا

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ سوکر اٹھنے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر کسی برتن میں نہ ڈالے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَلَا يَغْمِسُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيَّن بَاتَتْ يَدُهُ (مسلم، رقم الحديث ۸۷، ۲۷۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو، تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے، یہاں تک کہ اس کو تین مرتبہ دھولے، کیونکہ اسے

معلوم نہیں کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ سوکر اٹھنے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر کسی برتن وغیرہ میں ڈالنا مناسب نہیں، ایسی ضرورت پڑنے پر پہلے ہاتھوں کو دھولینا چاہئے۔ ۲

## جاگنے کے بعد مسواک کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کو سونے سے پہلے، اور سوکر اٹھنے کے بعد، مسواک کرنا

۱۔ قوله فجعل يمسح النوم عن وجهه معناه أثر النوم وفيه استحباب هذا واستعمال المجاز (شرح النووي، باب صلاة النبي صلى الله عليه وسلم ودعائه بالليل)

۲۔ ويستحب أن يغسل ثلاثاً، لقول النبي (صلى الله عليه وسلم) " فلا يغمس يده في الإناء حتى يغسلها ثلاثاً (شرح السنة للإمام البغوي، ج ۲، ص ۷۷، باب غسل دم الحيض)

ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرُقُدُ، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ  
تَسَوَّكَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۹۲۱) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو جاتے تھے، پھر جب سو کر اُٹھتے تو مسواک  
کرتے تھے، پھر وضو کرتے تھے (مسند احمد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ،  
فَيَسْتَيْقِظُ إِلَّا اسْتَاكَ قَبْلَ الْوُضُوءِ (مسند احمد، رقم الحديث  
۲۵۲۷۳) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن میں اور رات میں جب بھی سو کر اُٹھتے تھے،  
تو وضو سے پہلے مسواک کرتے تھے (مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

وَيَنَامُ وَطَهُورُهُ مُغَطَّى عِنْدَ رَأْسِهِ، وَسِوَاكُهُ مَوْضُوعٌ، حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ  
سَاعَتَهُ الَّتِي يَبْعَثُهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيُسَبِّغُ الْوُضُوءَ (سنن أبي  
داؤد، رقم الحديث ۱۳۴۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو جاتے، اور آپ کے وضو کا پانی آپ کے سر  
کی طرف ڈھکا ہوا رکھا ہوتا، اور آپ کی مسواک بھی رکھی ہوتی، یہاں تک کہ رات  
میں جس وقت اللہ چاہتا آپ کو اٹھا دیتا، پھر آپ مسواک کرتے اور اچھی طرح  
وضو کرتے (ابوداؤد)

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

۲ فی حاشیة مسند احمد: حسن لغيره.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشْوُصُ  
فَأَهَّ بِالسَّوَاكِ (بخاری) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک  
سے صاف فرمایا کرتے تھے (بخاری)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۲

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَنَامُ إِلَّا وَالسَّوَاكُ  
عِنْدَهُ، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ بَدَأَ بِالسَّوَاكِ (مسند احمد) ۳

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کے وقت مسواک ضرور ہوا  
کرتی تھی، پھر جب آپ بیدار ہوتے، تو پہلے مسواک فرماتے (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ:

۱ رقم الحدیث ۱۱۳۶، کتاب الجمعة، باب طول القيام في صلاة الليل، دار طوق النجاة،  
بيروت.

۲ عن ابن شهاب، قال: حدثني حميد بن عبد الرحمن بن عوف، أن رجلا من  
أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قال: قلت وأنا في سفر مع رسول الله صلى الله  
عليه وسلم: واللله لأرقين رسول الله صلى الله عليه وسلم لصلاة حتى أرى فعله، فلما  
صلى صلاة العشاء وهي العتمة، اضطجع هويا من الليل، ثم استيقظ فنظر في الأفق،  
فقال: " (ربنا ما خلقت هذا باطلا) حتى بلغ (إنك لا تخلف الميعاد)، ثم أهوى  
رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى فراشه، فاستل منه سواكاً، ثم أفرغ في قده من  
إداوة عنده ماء فاستن، ثم قام فصلى حتى قلت: قد صلى قدر ما نام، ثم اضطجع حتى  
قلت: قد نام قدر ما صلى، ثم استيقظ ففعل كما فعل أول مرة، وقال مثل ما قال، ففعل  
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث مرات قبل الفجر (سنن النسائي، رقم الحدیث  
۱۶۲۶)

۳ رقم الحدیث ۵۹۷۹.

فی حاشیة مسند احمد: إسناده حسن.



لَقَدْ كُنْتُ أَسْتَنُّ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ وَبَعْدَ مَا أَسْتَيْقِظُ وَقَبْلَ مَا أَكُلُ وَبَعْدَ مَا  
أَكُلُ حِينَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا  
قَالَ (مسند احمد) ۱

ترجمہ: میں سونے سے پہلے اور سوکر اٹھنے کے بعد؛ اور کھانے سے پہلے؛ اور  
کھانے سے فارغ ہو کر مسواک کرتا ہوں، جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم سے اس بارے میں آپ کا ارشاد سنا (مسند احمد)

اگرچہ مسواک وضو کے ساتھ کرنا سنت ہے، لیکن مذکورہ احادیث کے پیش نظر بہت سے اہل  
علم حضرات نے فرمایا کہ سوکر اٹھنے کے بعد وضو سے پہلے بھی مسواک کرنا سنت و مستحب ہے،  
اور پھر وضو کے ساتھ دوبارہ مسواک کرنی چاہئے۔ ۲

## بیدار ہونے کے بعد اہتمام سے ناک صاف کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا اسْتَيْقِظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ  
فَلْيَسْتَنْشِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خِيَاشِيمِهِ (مسلم، رقم  
الحديث ۲۳۸، ۲۳۹)

۱ رقم الحديث ۹۱۹۲، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ له، شعب الايمان للبيهقي، رقم  
الحديث ۲۵۱۶.

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، وهذا إسناد قوى، الحسن بن سوار صدوق لا بأس به، ومن  
فوقه ثقات من رجال الشيخين. اللیث: هو ابن سعد، وخالد بن یزید: هو الجمحی المصری .

وقال الهیثمی: رواه أحمد، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۲۱، باب فی السواک)  
۲ يستحب الاستیباک بعد النوم وقبله اقتداء بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لحدیث أن النبی صلی  
اللہ علیہ وسلم: كان إذا قام من اللیل یشوص فاه بالسواک، وحدث عائشة -رضی اللہ عنہا :-  
أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم كان لا یرفد من لیل أو نهار إلا تسوک قبل أن یوضأ (الموسوعة  
الفقهیة الكويتیة، ج ۲، ص ۱۹، و ص ۲۰، السواک قبل النوم وبعده، مادة "نوم")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ تین مرتبہ اپنی ناک جھڑک لے، کیونکہ شیطان ناک کے سوراخوں پر رات گزارتا ہے (مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَنْثِرُوا مَرَّتَيْنِ بِالْغَتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا

(مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۱۱) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو یا تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر اسے خوب اچھی طرح صاف کیا کرو (مسند احمد)

وضو کرتے وقت ناک میں پانی ڈالنا تو مستقل سنت ہے، جو صفائی کے لئے مقرر کیا گیا ہے، لیکن مذکورہ احادیث کے پیش نظر بعض اہل علم حضرات نے فرمایا کہ جاگنے کے بعد وضو کرنے سے پہلے ناک کو جھڑکنے کا حکم مستقل ہے، جو وضو کا حصہ نہیں، جس کا مقصد شیطان کے اثر کو دور کرنا ہے، اس لئے اگر سہولت ممکن ہو تو وضو سے پہلے بھی تین مرتبہ ناک جھڑک لے، ورنہ وضو کے دوران تو تین مرتبہ ناک صاف کر ہی لینا چاہئے۔ ۲

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده قوى.

۲ والمراد أن ذلك يشرع في الوضوء كما بينه في حديث أبي داود الطيالسي وهو إذا توضأ أحدكم وانتثر فليقل ذلك مرتين أو ثلاثا قال ابن حجر: وإسناده حسن لكن قوله في الحديث المار إذا استيقظ أحدكم من منامه فليستنثر ثلاثا فإن الشيطان إلخ يقتضى عدم اختصاص الأمر بالوضوء وعليه فالمراد الاستنثار في الوضوء للتنظيف وللمتيقظ لطرده الشيطان ذكره ابن حجر وظاهر الأمر الوجوب فليزوم من قال بوجوب الاستنشاق كاحمد القول بوجوبه واستدل الذاهبون للندب بقول المصطفى صلى الله عليه وسلم للأعرابي في خبر الترمذى وغيره توضأ كما أمرك الله فأحاله على الآية ولا ذكر للاستنشاق ولا للانتثار فيها ونوزع باحتمال أن يراد بالأمر ما هو أعم من آية الوضوء فقد أمر الله تعالى باتباع نبيه ولم يحك أحد ممن وصف وضوءه أنه ترك الاستنشاق بل ولا المضمضة وبه رد على من لم يوجب المضمضة أيضا ذكره ابن حجر ويسن كونه بيده اليسرى كما بوب عليه النسائي وأخرجه مقيدا بها (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۱۰۰۳)

## بیدار ہونے کے بعد پیشاب پاخانہ کے تقاضہ سے فارغ ہونا

بیدار ہونے کے بعد اور خاص طور پر صبح کو نیند سے اُٹھنے کے بعد وضو وغیرہ سے پہلے پیشاب، پاخانے سے فارغ ہونا چاہئے، کیونکہ جو کچھ روزانہ کھایا پیا جاتا ہے اس کا عمدہ حصہ جسم کی غذاء بن جاتا ہے، باقی خراب حصہ پیشاب، پاخانے کی شکل میں آنتوں اور مثانہ میں جمع رہتا ہے، رات بھر سونے اور لمبے وقفہ کی وجہ سے اس کو صبح نیند سے اٹھتے ہی خارج کرنے کا معمول بنانا صحت کے لئے بھی مفید ہے، اور اس تقاضے کو نماز سے پہلے پورا کر لینے کا شریعت کی طرف سے بھی حکم ہے۔

البتہ ابتدائے اسلام میں گھروں میں بیٹ الخلاء کا رواج نہیں تھا، اس لئے یہ تقاضا پورا کرنے کے لئے گھروں سے باہر جنگل وغیرہ میں جانا پڑتا تھا۔ ۱  
حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَزْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَوَّكَ قَالَ : الْمُغِيرَةُ  
فَتَبَرَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْغَائِطِ فَحَمَلَتْ مَعَهُ  
إِدَاوَةً قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ (مسلم، رقم الحديث ۱۰۵ "۲۷۴")

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں شرکت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے پہلے قضاے حاجت کے لئے باہر نکلے، میں لوٹا اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہولیا (مسلم)

حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حِينَ نَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ

۱۔ قالت عائشة رضی اللہ عنہا: وكنا لا نخرج إلا ليلا إلى ليل، وذلك قبل أن نتخذ الكنف قريبا من بيوتنا، قالت: وأمرنا أمر العرب الأول في البرية قبل الغائط، وكنا ننادى بالكنف أن نتخذها عند بيوتنا (بخاری، رقم الحديث ۲۱۲۱)

قَبْضٌ أُرْوَاهُ حِينَ شَاءَ، وَرَدَّهَا حِينَ شَاءَ، فَقَبَضُوا حَوَائِجَهُمْ،  
وَتَوَضَّعُوا إِلَيَّ أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَضَّتْ، فَقَامَ فَصَلَّى (بخاری، رقم  
الحديث ۷۴۷۱)

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ایک مرتبہ سفر میں) نماز کے وقت  
سوتے رہ گئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تمہاری روحوں کو  
جب چاہے قبض کر لیتا ہے اور جب چاہے واپس لوٹا دیتا ہے، پھر انہوں نے  
قضائے حاجت کی، اور وضو کیا، یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہو کر روشن ہو چکا  
تھا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، اور آپ نے نماز پڑھائی (بخاری)

اس طرح کی احادیث اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔ ۱

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْأَرْقَمِ كَانَ يَوْمَ أَصْحَابِهِ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَوْمًا  
فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا وَجَدَ أَحَدٌ الْغَائِطَ فَلْيَبْدَأْ بِهِ قَبْلَ الصَّلَاةِ (ابن حبان) ۲

۱ عن عمران بن حصين، قال: سرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة أو قال: في  
سرية فلما كان آخر السحر عرسنا، فما استيقظنا حتى أيقظنا حر الشمس فجعل الرجل منا يثب  
فزعا دهشا، فلما استيقظ رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرنا فارتحلنا ثم سرنا حتى ارتفعت  
الشمس، فقضى القوم حوائجهم ثم أمر بلالا فأذن فصلينا ركعتين ثم أمر فأقام فصلى الغداة، فقلنا:  
يا نبي الله ألا نقضيهما لوقتتهما من الغدا؟ فقال لهم صلى الله عليه وسلم: أينهاكم الله عن الربا  
ويقبله منكم؟ (سنن الدارقطني، رقم الحديث ۱۴۴۱)

۲ رقم الحديث ۲۰۷۱، سنن الترمذی، رقم الحديث ۱۴۲، ابوداؤد، رقم الحديث ۸۸،  
مستدرک حاکم، رقم الحديث ۵۹۷.

فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحيح.

وقال الترمذی: وفي الباب عن عائشة، وأبي هريرة، وثوبان، وأبي أمامة، حديث عبد الله بن الأرقم  
حديث حسن صحيح هكذا روى مالك بن أنس، ويحيى بن سعيد القطان، وغير واحد من الحفاظ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کی امامت کیا کرتے تھے، ایک دن (فجر کی) نماز کا وقت ہو گیا، تو آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے، پھر واپس تشریف لا کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو بیٹ الخلاء کا تقاضا ہو، تو وہ نماز سے پہلے بیٹ الخلاء سے فارغ ہو جائے (ابن حبان، ترمذی، ابوداؤد، حاکم)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَقُومُ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَهُوَ حَاقِنٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ (ابن ماجہ، رقم الحدیث ۲۱۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص (نماز کے لئے) اس حال میں کھڑا نہ ہو کہ وہ اپنے پیشاب، پاخانہ کے تقاضے کو دبائے ہوئے ہو، یہاں تک کہ وہ (پیشاب پاخانہ کے تقاضے سے فارغ ہو کر) ہلکا نہ ہو جائے (ابن ماجہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔ ۱

### ﴿ گزشتہ صفحے کا لقیہ حاشیہ ﴾

عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عبد الله بن الأرقم، وروى وهيب، وغيره، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن رجل، عن عبد الله بن الأرقم وهو قول غير واحد من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، والتابعين، وبه يقول أحمد، وإسحاق، قالوا: لا يقوم إلى الصلاة وهو يجد شيئاً من الغائط والبول، وقالوا: إن دخل في الصلاة فوجد شيئاً من ذلك، فلا ينصرف ما لم يشغله "وقال بعض أهل العلم: لا بأس أن يصلي وبه غائط أو بول ما لم يشغله ذلك عن الصلاة.

وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه، وله شهود بأسانيد صحيحة. وقال الذهبي: على شرطهما.

۱ عن أبي أمامة عن النبي ﷺ أنه قال: " لا يأتي أحدكم الصلاة وهو حاقن (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۲۲۱) في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

(نہی أن يصلي الرجل وهو حاقن) وفي رواية وهو حاقن حتى يتخفف والحاقد من حبس بوله كالحاقب بموحدة للغائط (هـ عن أبي أمامة) الباهلي رمز المصنف لحسنه (فيض القدير، تحت رقم الحدیث ۹۵۵۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ  
إِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ إِلَّا خَبَثَانَ الْغَائِطِ  
وَالْبَوْلِ (ابن حبان) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے  
کوئی بھی کھانا موجود ہوتے ہوئے نماز کے لئے کھڑا نہ ہو، اور نہ ناپاک چیزوں  
یعنی پاخانہ اور پیشاب کو دبا کر نماز کے لئے کھڑا ہو (ابن حبان، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔ ۲  
معلوم ہوا کہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد پیشاب پاخانہ کے تقاضہ سے فارغ ہونا چاہئے،  
اور اس تقاضہ سے فارغ ہو کر ہی وضو وغیرہ کر کے نماز پڑھنی چاہئے۔

## وضو یا غسل کرنا

صبح کو بیدار ہونے کے بعد مذکورہ امور سے فارغ ہونے کے بعد نماز پڑھنے کے لئے وضو کرنا  
چاہئے، اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل کرنا چاہئے۔

یہ حدیث شریف پہلے گزر چکی ہے، اور آگے بھی آتی ہے کہ وضو کرنے سے شیطان کی طرف  
سے گدّی پر لگائی ہوئی ایک گرہ کھل جاتی ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ يَنَامُ أَوْلَاهُ وَيَقُومُ آخِرَهُ، فَيُصَلِّي، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيَّ فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَدَّنَ

۱ رقم الحدیث ۲۰۷۳، مسلم، رقم الحدیث ۶۷۰ "۵۶۰"۔

فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحيح

۲ عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " لا يصل أحدكم وهو

يدافعه الأخبثان (صحيح ابن حبان، رقم الحدیث ۲۰۷۲)

فی حاشیة ابن حبان: إسناده قوى.

الْمُؤَذِّنُ وَقَبَّ، فَإِنْ كَانَ بِهِ حَاجَةٌ، اغْتَسَلَ وَإِلَّا تَوَضَّأَ وَخَرَجَ (بخاری،  
رقم الحدیث ۱۱۳۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اول حصہ میں سوتے تھے، اور آخری  
حصہ میں بیدار ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے، پھر اپنے بستر کی طرف لوٹ جاتے تھے،  
پھر جب مؤذن (فجر کی) اذان دیتا تھا، تو اٹھ کھڑے ہوتے تھے، پھر اگر آپ کو  
ضرورت ہوتی تھی، تو غسل کر لیتے تھے، ورنہ وضو کر کے (نماز کے لئے) نکل  
جاتے تھے (بخاری)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ  
مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ، وَيَصُومُ (بخاری) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں فجر ہو جاتی تھی کہ آپ اپنی زوجہ  
مطہرہ (سے حق زوجیت) کی وجہ سے (رات کو) جنبی ہو جاتے تھے، پھر (طلوع  
فجر کے بعد) آپ غسل کرتے تھے، اور آپ روزہ سے ہوتے تھے (بخاری، ترمذی)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ صبح کو بیدار ہونے کے بعد نماز سے پہلے وضو کرنا چاہئے، اور  
غسل کی حاجت ہو تو غسل کرنا چاہئے۔

## فجر کی نماز پڑھنا

صبح کو بیدار ہونے کے بعد وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر وقت پر فجر کی نماز پڑھنی چاہئے، جس کی

۱ رقم الحدیث ۱۹۲۶، کتاب الصوم، باب الصائم یصبح جنباً، واللفظ له، سنن الترمذی، رقم  
الحدیث ۷۷۹.

قال الترمذی: حدیث عائشة وأم سلمة حدیث حسن صحیح، والعمل علی هذا عند أكثر أهل العلم  
من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وغیرہم، وهو قول سفیان، والشافعی، وأحمد، وإسحاق،  
"وقد قال قوم من التابعین: إذا أصبح جنباً یقضی ذلك اليوم، والقول الأول أصح (سنن الترمذی)

بڑی تاکید اور فضیلت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ  
يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ  
انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ  
فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلَانَ  
(بخاری) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی سوتا ہے، تو شیطان اس کی گدی (یعنی گردن) پر تین گرہ لگا دیتا ہے، اور ہر گرہ پر یہ کہہ دیتا ہے کہ آپ پر رات لمبی ہے، پس آپ سوتے رہئے۔

پھر اگر وہ شخص بیدار ہوتا ہے، اور اللہ کا ذکر کرتا ہے، تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ (اٹھ کر) وضو کرتا ہے، تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ نماز پڑھ لیتا ہے، تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، پھر وہ تروتازہ اور پاکیزہ النفس ہو کر صبح کرتا ہے، ورنہ خبیث النفس اور کابل ہو کر صبح کرتا ہے (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح کو فجر کے وقت وضو وغیرہ کرنے کے بعد فجر کی نماز پڑھنی چاہئے، جس سے نفس میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔

فجر کی نماز کو بروقت اور مرد حضرات کو باجماعت پڑھنے کی شریعت میں بڑی اہمیت ہے۔

چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الصُّبْحِ، فَقَالَ:

۱ رقم الحدیث ۱۱۴۲، واللہ للہ، مسلم رقم الحدیث ۷۷۷۔



أَشَاهِدُ فَلَانًا، قَالُوا: لَا، قَالَ: أَشَاهِدُ فَلَانًا، قَالُوا: لَا، قَالَ: إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ، وَلَوْ تَعَلَّمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَيْتُمُوهُمَا، وَلَوْ حَبَّوْا عَلَى الرُّكْبِ وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَابْتَدَرْتُمُوهُ، وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهَوَ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ تَعَالَى

(ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۵۴، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۲۶۵) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دن فجر کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا کہ کیا فلاں حاضر ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا کہ کیا فلاں حاضر ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقین پر ان دو (عشاء اور فجر کی) نمازوں سے زیادہ بھاری اور کوئی نماز نہیں ہے، اور اگر تم ان دونوں نمازوں میں پائے جانے والے اجر و ثواب کو جان لو، تو ان نمازوں میں ضرور آؤ، اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹ کر کیوں نہ ہو، اور بے شک پہلی صف (درجہ و مقام کے اعتبار سے) فرشتوں کی صف کی طرح ہوتی ہے، اور اگر تم پہلی صف کی فضیلت کو جان لو، تو تم ضرور اس کے لئے پیش قدمی کرو گے، اور ایک آدمی کی دوسرے آدمی کے ساتھ مل کر (باجماعت) نماز پڑھنا اس کے تنہا نماز پڑھنے سے زیادہ پاکیزہ ہے، اور دو آدمیوں کامل کر (باجماعت) نماز پڑھنا ایک آدمی کے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھنے سے زیادہ پاکیزہ ہے، اور جتنے بھی زیادہ لوگ ہوں، تو وہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے (ابوداؤد)

اس طرح کی احادیث تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ اور سندوں سے بھی مروی

۱ فی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن.

ہیں۔ ۱

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا إِذَا فَقَدْنَا الْبِنْسَانَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ أَسَانًا بِهِ الظَّنُّ

(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۲۰۹۹) ۲

ترجمہ: ہم جب فجر اور عشاء کی نماز میں کسی انسان کو موجود نہیں پاتے تھے، تو ہمیں

اس سے بدگمانی ہونے لگتی تھی (ابن حبان)

حضرت عبدالرحمن بن ابوعمرہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْمَسْجِدَ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، فَقَعَدَ وَحَدَهُ،

فَقَعَدْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ، يَا ابْنَ أَخِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ،

وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ (مسلم، رقم

الحدیث ۲۶۰، ۲۵۶)

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں داخل

ہوئے، اور تنہا بیٹھ گئے، پس میں بھی اُن کے ساتھ بیٹھ گیا، تو آپ نے فرمایا کہ

اے میرے بھائی کے بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

ہوئے سنا ہے کہ جس نے جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، تو گویا کہ اس

نے آدھی رات عبادت کر لی، اور جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی،

۱ عن أبي هريرة، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ليس صلاة أثقل على

المنافقين من الفجر والعشاء، ولو يعلمون ما فيهما لأتوهما ولو حيوًا، لقد هممت أن

أمر المؤذنين، فيقيم، ثم أمر رجلاً يؤم الناس، ثم أخذ شعلاً من نار، فأحرق على من لا

يخرج إلى الصلاة بعد (بخاری، رقم الحدیث ۲۵۷)

۲ فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحیح علی شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشیخین غیر عبد

الجبار بن العلاء، فإنه من رجال مسلم وحده.

تو گویا کہ اس نے پوری رات نماز پڑھی (اور عبادت کی) (مسلم)

حضرت ابو عبد الرحمن سے روایت ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ، قَالَ: لَأَنْ أُصَلِّيَهُمَا فِي جَمَاعَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُحْيِيَ مَا بَيْنَهُمَا (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ) ۱

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں فجر اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لوں، یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس کے مقابلہ میں کہ میں ان دونوں نمازوں کے درمیان (پوری رات) جاگ کر عبادت کروں (ابن ابی شیبہ)

اس طرح کی روایت اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۲

مذکورہ احادیث و روایات سے فجر کی نماز کی اہمیت اور فضیلت معلوم ہوئی، لہذا صبح وقت پر اٹھ کر فجر کی نماز کو ادا کرنا چاہئے۔

## فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكَعَتِي الْفَجْرِ، فَإِنْ كُنْتُ

۱ رقم الحدیث ۳۳۷۷، فی التخلّف فی العشاء والفجر، وَفَضَّلِي حُضُورِهِمَا.

۲ عن ابن أبي لیلی، عن عمر، قال: لأن أشهد العشاء والفجر في جماعة أحب إلي من أن أحيي ما بينهما (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، رقم الحدیث ۳۳۷۸، فی التخلّف فی العشاء والفجر، وَفَضَّلِي حُضُورِهِمَا)

عن یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب، قال: كان عمر إذا هبط من السوق مر على الشفاء ابنة عبد الله، فمر عليها يوما من رمضان، فقال: أين سليمان؟ ابنتها، قالت: نائم، قال: وما شهد صلاة الصبح؟ قالت: لا، قام بالناس الليلة، ثم جاء فضر برأسه، فقال عمر: شهود صلاة الصبح أحب إلي من قيام ليلة حتى الصبح (ايضاً، رقم الحدیث ۳۳۷۹)

عن الحسن، قال: لأن أشهد العشاء والفجر في جماعة أحب إلي من أن أحيي ما بينهما (ايضاً، رقم الحدیث ۳۳۸۰)

مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي، وَإِلَّا اضْطَجَعَ (مسلم) ۱  
ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب (فرضوں سے پہلے) فجر کی دو رکعت سنتیں پڑھ  
لیا کرتے تھے، تو اگر میں بیدار ہوتی، تو مجھ سے بات چیت کر لیتے تھے، ورنہ لیٹ  
جایا کرتے تھے (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فجر کی دو رکعتوں کے بعد فرضوں سے پہلے دائیں جانب  
لیٹنے کی قولی حدیث بھی مروی ہے۔ ۲  
جس کے پیش نظر بعض فقہائے کرام فجر کی سنتوں کے بعد اگر وقت ہو، تو کچھ دیر کے لئے  
لیٹ جانے کو مستحب قرار دیتے ہیں، جبکہ بیشتر فقہائے کرام اس کو مستحب قرار نہیں دیتے۔  
بہر حال اگر وقت میں گنجائش ہو، اور بالخصوص جبکہ ضرورت محسوس ہو، تو فجر کی سنتوں کے بعد  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی نیت سے کچھ دیر لیٹ جانا ثواب سے خالی نہیں، بشرطیکہ اس  
لیٹنے سے نماز قضاء نہ ہوتی ہو، اور نیند میں مشغولی لازم نہ آتی ہو۔ ۳  
ملاحظہ رہے کہ فجر کی نماز کا وقت فجر طلوع ہونے سے لے کر سورج طلوع ہونے تک جاری رہتا  
ہے، اس درمیان جب بھی فجر کی نماز پڑھ لی جائے، ادا ہو جاتی ہے۔

۱ رقم الحدیث ۱۳۳۱، ۴۳۳، باب صلاة الليل، وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في  
الليل، واللفظ له؛ بخاری، رقم الحدیث ۱۱۶۸۔

۲ عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا صلى أحدكم  
الركعتين قبل صلاة الصبح، فليضطجع على جنبه الأيمن (مسند أحمد، رقم الحدیث  
۹۳۶۸)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

۳ قوله: (ثم اضطجع) واعلم أن الحنفية رأوا الاضطجاع بعد سنة الفجر جائزاً، ولم يروه سنة  
مقصودة في حقه صلى الله عليه وسلم أما لو أراد أحد أن يقتدى بعبادات النبي صلى الله عليه وسلم  
يؤجر أيضاً، ويصير مقصوداً في حقه. وقال إبراهيم النخعي: إنه بدعة. ثم نسب إلينا أن الاضطجاع  
بدعة عندنا، مع أن الحنفية لم يقولوا به (فيض الباري شرح البخاري  
، للكشميري، ج ۱، ص ۲۱، باب قراءة القرآن بعد الحدث وغيره)

والاضطجاع بعد سنة الفجر -على صورة لا ينتقض معها الوضوء -مندوب لفعل النبي (الموسوعة  
الفقهية الكويتية، ج ۵، ص ۱۱۱، مادة "اضطجاع")

البتہ فجر کی نماز وقت شروع ہونے کے بعد جلدی اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے یا کچھ تاخیر سے روشنی ہو جانے کے بعد؟ اس سلسلہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تاخیر سے روشنی میں پڑھنا افضل ہے، اور دوسرے فقہائے کرام کے نزدیک جلدی اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے۔ ۱

## سوتے ہوئے کو نماز کے لئے بیدار کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةً عَلَيَّ فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُؤْتِرَ أَبْقَنْتُنِي فَأَوْتَرْتُ (بخاری، رقم الحدیث ۵۱۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو نفل) نماز پڑھ رہے ہوتے تھے، اور میں آپ کے بستر پر سامنے لیٹی ہوئی ہوتی تھی، پھر جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے، تو مجھے بیدار کر دیا کرتے تھے، پھر میں وتر پڑھ لیا کرتی تھی (بخاری)

اس طرح کی احادیث اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔ ۲

### ۱ التعلیس أو الإسفار بالفجر:

یرى جمهور الفقهاء أن التعلیس: أى أداء صلاة الفجر بغلس أفضل من الإسفار بها؛ لقوله صلى الله عليه وسلم: أفضل الأعمال الصلاة في أول وقتها. وقال الحنفية: ندب تأخير الفجر إلى الإسفار، لقوله عليه الصلاة والسلام: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر. قال الزيلعي: ولا يؤخرها بحيث يقع الشك في طلوع الشمس، بل يسفر بها بحيث لو ظهر فساد صلاحه يمكنه أن يعيدها في الوقت بقراءة مستحبة. ويستثنى من الإسفار صلاة الفجر بمزدلفة يوم النحر، حيث يستحب فيها التعلیس عند الجميع (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱، ص ۳۲۱، و ۳۲۲، مادة "الصلوات الخمس المفروضة")

۲ عن عبيد الله قال: سمعت القاسم بن محمد يحدث، عن عائشة قالت: لقد رأيتموني معترضة بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم ورسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي فإذا أراد أن يسجد غمز رجلى فضممتها إلى، ثم يسجد (سنن النسائي، رقم الحدیث ۱۶۷)

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ مِنْ آخِرِ  
اللَّيْلِ نَظَرَ، فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي، وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً أَيَقْظِنِي

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۱۲۶۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے آخری حصہ میں اپنی (نفل) نماز پوری کر لیا کرتے تھے، تو دیکھتے تھے کہ اگر میں بیدار ہوتی، تو مجھ سے بات کر لیا کرتے تھے، اور اگر میں سوئی ہوتی تھی تو مجھے بیدار کر دیا کرتے تھے (ابوداؤد)

فجر سے پہلے تہجد اور رات کی عبادت نفل عمل ہے، جس کے لئے بیوی کو بیدار کرنا ضروری نہیں، اگرچہ کوئی عذر نہ ہو، تو افضل ضرور ہے، اور وتروں کی تاکید زیادہ ہے، اس لئے اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وتر کی نماز نہیں پڑھی ہوتی تھی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں ان کو بیدار کر دیتے تھے، تاکہ وہ وتر کا وقت ختم اور فجر کا وقت شروع ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیں۔

اور فجر کی نماز فرض ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کا وقت ہونے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہر حال بیدار کر دیا کرتے تھے۔

جس سے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز کے لئے بیوی وغیرہ کو بیدار کر دینا چاہئے۔ ۱

### ﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا موسى بن أيوب، حدثني عمي إياس بن عامر، سمعت علي بن أبي طالب، يقول :  
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسبح من الليل، وعائشة معترضة بينه وبين القبلة  
(مسند احمد، رقم الحدیث ۷۷۲)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده حسن فی الشواهد.

عن مسروق، عن عائشة رضی اللہ عنہا، قالت : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم  
يصلی وسط السریر، وأنا مضطجعة بينه وبين القبلة، تكون لی الحاجة، فأكره أن أقوم  
فأستقبله، فأنسل انسلالا (بخاری، رقم الحدیث ۶۲۷۶)

۱ واستدل به علی استحباب جعل الوتر آخر الليل سواء المتجهد وغيره ومحله إذا وثق أن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ اگر کوئی عاقل، بالغ شخص بیمار و مریض ہو، جس کو بیدار کرنے سے طیب نے منع کیا ہو، تو پھر اس کو بیدار نہیں کرنا چاہئے۔ ۱

### ﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

یستقیظ بنفسه أو بإيقاظ غيره واستدل به على وجوب الوتر لكونه صلى الله عليه وسلم سلك به مسلك الواجب حيث لم يدعها نائمة للوتر وأبقاها للتهجد وتعقب بأنه لا يلزم من ذلك الوجوب نعم يدل على تأكيد أمر الوتر وأنه فوق غيره من النوافل الليلية وفيه استحباب إيقاظ النائم لإدراك الصلاة ولا يختص ذلك بالمفروضة ولا بخشية خروج الوقت بل يشترع ذلك لإدراك الجماعة وإدراك أول الوقت وغير ذلك من المنسوبات قال القرطبي ولا يبعد أن يقال إنه واجب في الواجب مندوب في المنسوب لأن النائم وإن لم يكن مكلفا لكن مانعه سريع الزوال فهو كالغافل وتنبه الغافل واجب (فتح الباری لابن حجر، ج ۲، ص ۴۸۷، و ص ۴۸۸، قوله باب إيقاظ النبي صلى الله عليه وسلم أهله بالوتر)

هل يجب إيقاظ النائم الذي لم يصل؟ فنقول: أما الأول الذي نام بعد الوجوب عاصيا، فيجب إيقاظه من باب النهي عن المنكر.

وأما الذي نام قبل الوقت فلا؛ لأن التكليف لم يتعلق به، لكن إذا لم يخش عليه ضررا فالأولى إيقاظه؛ لئلا ينال الصلاة في الوقت، قال صلى الله عليه وسلم: (رحم الله امرءا قام من الليل فصلى، ثم أيقظن زوجته فصلت، فإن أبت نضح في وجهها الماء)، فإذا كان هذا في قيام الليل، فما ظنك بالفريضة (إبراز الحكم من حديث رفع القلم لتقى الدين السبكي، ج ۱، ص ۲۰، الوجه التاسع والعشرون)

۱ الإيقاظ في اللغة مصدر أيقظه: إذا نبهه من نومه ولا يختلف معناه في الفقه عنه في اللغة.

الحكم الإجمالي:

ترد على الإيقاظ الأحكام الشرعية التالية - فيكون فرضا، إذا ترتب على نومه ترك فرض أو كان في تركه تعريض حياته لخطر محقق.

- وقد يكون واجبا، إذا كان يغلب على الظن أن تركه نائما قد يعرضه لخطر، أو يغلب على الظن أن تركه يفوت فرضا عليه إن نام بعد دخول الوقت.

- وقد يكون سنة، كإيقاظ من نام بعد صلاة العصر أو بعد صلاة الفجر؛ لورود أخبار بالنهي عن النوم في هذين الوقتين وكذلك يندب الإيقاظ لغسل يديه أو ثوبه من بقايا الطعام - لا سيما اللحم - لورود النهي عن النوم على تلك الحال. قال: من بات، وفي يده غمر، فأصابه شيء فلا يلو من إلا نفسه. - وكذلك إيقاظ من نام في المحراب أو في قبلة المصلين في الصف الأول.

- وقد يكون حراما، كما لو كان في إيقاظه ضرر محقق، كالمريض إذا نهى الطبيب عن إيقاظه. هذا ولا بد من مراعاة القاعدة الشرعية في دفع الضرر الأكبر بارتكاب ما هو أخف منه؛ لأنه يرتكب أهون الضررين.

﴿بقي حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## فجر کی نماز کے لئے جاتے وقت کی مسنون دعاء

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح فجر کی نماز کو جاتے وقت یہ دعاء فرمائی کہ:

اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي لِسَانِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِي نُورًا، وَمِنْ أَمَامِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا، اللَّهُمَّ اعْطِنِي نُورًا.

ترجمہ: اے اللہ! میرے دل میں نور کر دیجئے، اور میری زبان میں نور کر دیجئے، اور میری نظر میں نور کر دیجئے، اور میرے پیچھے نور کر دیجئے، اور میرے آگے نور کر دیجئے، اور میرے اوپر نور کر دیجئے، اور میرے نیچے نور کر دیجئے، اور مجھے عظیم نور عطا کر دیجئے (مسلم) ۱

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

علیٰ أنه إذا انتفى سبب مما سبق، فإن الأصل كراهة إيقاظ النائم لما فيه من الإيذاء، ولما ورد من أخبار تراعى فيها حال النائم، كمنع السلام على النائم، وخفض الصوت لمن يصلى جهرا بحضرة نائم.

من مواطن البحث:

يذكر الفقهاء حكم الإيقاظ في كتاب الصلاة، حين الكلام على أوقاتها، بمناسبة التعرض لكراهة النوم قبل الصلاة خوف تضييعها بخروج الوقت (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۷، ص ۲۲۰، مادة "إيقاظ")

۱ عن عبد الله بن عباس، أنه رقد عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فاستيقظ فتسوك وتوضأ وهو يقول: (إن في خلق السماوات والأرض واختلاف الليل والنهار لآيات لأولى الألباب) فقرأ هؤلاء الآيات حتى ختم السورة، ثم قام فصلى ركعتين، فأطال فيهما القيام والركوع والسجود، ثم انصرف فنام حتى نفخ، ثم فعل ذلك ثلاث مرات ست ركعات، كل ذلك يستاك ويتوضأ ويقرأ هؤلاء الآيات، ثم أوتر بثلاث، فأذن المؤذن فخرج إلى الصلاة، وهو يقول: اللهم اجعل في قلبي نوراً، وفي لساني نوراً، واجعل في سمعي نوراً، واجعل في بصري نوراً، واجعل من خلفي نوراً، ومن أمامي نوراً، واجعل من فوقني نوراً، ومن تحتي نوراً، اللهم أعطني نوراً (مسلم، رقم الحديث ۷۶۳ "۱۹۱")



## نمازِ فجر سے قبل رزق میں برکت کا وظیفہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں تنگ دست ہو گیا ہوں۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ فرشتوں کی دعاء سے اور مخلوق کی اُس تسبیح سے جس کے ذریعے انہیں رزق دیا جاتا ہے، کیوں غافل ہو؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ میں نے (اس موقعہ کو) غنیمت سمجھا، اور عرض کیا کہ اللہ کے رسول! وہ (دعاء اور تسبیح) کیا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر کے بیٹے! صبح طلوع ہونے کے بعد فجر کی نماز پڑھنے تک سومرتہ (یہ کلمات پڑھو گے تو) دنیا آپ کے پاس ذلیل و حقیر ہو کر آئے گی، اور ہر تسبیح سے ایک فرشتہ تخلیق پائے گا جو قیامت تک تسبیح کرے گا۔

وہ کلمات یہ ہیں کہ:

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ، اسْتَغْفِرُ اللَّهَ.  
(موطامالک، رقم الحدیث ۳۸۷) ۱

۱۔ عبد اللہ بن نافع الجمحی المدنی، قراب (حدیثنا) علی بن محمد بن أحمد بن یعقوب . عن محمد بن عبد اللہ بن نعیم النیسابوری، أخبرنا محمد بن أحمد النضر ابادی، حدیثنا العباس بن حمزة، حدیثنا أحمد بن خالد الشیبانی، حدیثنا عبد اللہ بن نافع الجمحی المدنی، عن مالک بن أنس، عن نافع، عن ابن عمر، قال شهدت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وأتاه رجل، فقال یا رسول اللہ قُلْتُ ذَاتَ یَدَیْ . فقال ین أنت عن صلاۃ الملائکة، وتسیب الخلاق التي بها یرزقون؟ قال ابن عمر فاغتنمت، فقلت یا رسول اللہ ما هو؟ فقال یا ابن عمر من حین یطلع الصبح إلى حین یصلی الفجر، سبحان اللہ و بحمده سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ، مائة مرة تأتيک الدنيا صاغرة راغمة، ویخلق من کل (تسیب) ملک یسبح إلى یوم القیامة (موطامالک، رقم الحدیث ۳۸۷)

مگر ملحوظ رہے کہ اس روایت کی بعض سندوں کے راویوں پر محدثین نے کلام کیا ہے، اور ان کو ضعیف اور ان کی وجہ سے اس حدیث کو بھی ضعیف و غریب قرار دیا ہے۔ ۱۔  
لیکن مذکورہ کلمات سے مخلوق کو رزق دیے جانے کی صحیح سند کے ساتھ حدیث مروی ہے، جس سے ان کلمات میں رزق میں برکت کی تاثیر ہونے کی تائید ہوتی ہے۔ ۲۔

۱۔ وفيه إسحاق بن إبراهيم الطبري وقد ورد من طريق أخرى الله أعلم بها، قال السيوطي: ورواه الحاكم في تاريخه من طريق آخر، فيه الجوباري.  
قلت: قال الحافظ ابن حجر في لسان الميزان: أخرجه الدارقطني في الرواة عن مالك من طريق إسحاق بن إبراهيم الطبري، وقال: لا يصح عن مالك ولا أظن إسحاق لقي مالكا وقد رواه جماعة بأسانيد كلها ضعاف، ثم أخرجه من وجه آخر عن إسحاق بن إبراهيم المذكور عن عبد الله بن الوليد العدني عن مالك وأخرجه من طريق إبراهيم ابن جعفر بن أحمد بن أيوب عن أحمد بن حرب عن عبد الله بن الوليد ثم ذكر أنه روى عن عبد المجيد بن عبد العزيز بن أبي رواد عن مالك بزيادة، انتهى، وقضيته أن هذا الحديث ضعيف لا موضوع، وقال الحافظ العراقي في تخريج الإحياء أخرجه المستغفري في الدعوات وقال غريب من حديث مالك ولا أعراف له أصلا في حديث مالك، ولأحمد من حديث عبد الله بن عمرو، إن نوحا قال لابنه أمرك بلا إله إلا الله الحديث ثم قال: وبسبحان الله وبحمده فإنها صلاة كل شيء وبها يرزق الخلق، وإسناده صحيح انتهى، وكأنه أورد حديث أحمد شاهدا للحديث والله تعالى أعلم (تنزيه الشريعة المرفوعة، ج ۲، ص ۳۱۸)

۲۔ عن عبد الله بن عمرو، قال: أتى النبي صلى الله عليه وسلم أعرابي، عليه جبة من طيالسة، مكفوفة بديباج، أو مزرورة بديباج، فقال: إن صاحبكم هذا يريد أن يرفع كل راع ابن راع، ويضع كل فارس ابن فارس فقام النبي صلى الله عليه وسلم مغضبا، فأخذ بمجامع جبته فاجتذبه، وقال: " لا أرى عليك ثياب من لا يعقل"، ثم رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجلس، فقال:

إن نوحا عليه السلام لما حضرته الوفاة، دعا ابنه، فقال: إنني قاصر عليكم الوصية، أمر كما بائنتين، وأنها كما عن اثنتين، أنها كما عن الشرك والكبر، وأمر كما بلا إله إلا الله، فإن السماوات والأرض وما فيهما لو وضعت في كفة الميزان، ووضعت له إله إلا الله في الكفة الأخرى، كانت أرجح، ولو أن السماوات والأرض كانتا حلقة، فوضعت له إله إلا الله عليهما، لقصمتها، أو لقصمتها، وأمر كما بسبحان الله وبحمده، فإنها صلاة كل شيء، وبها يرزق كل شيء (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۰۱) ۷۔

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح.

## فجر کی نماز کے بعد کی مسنون دعاء

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد یہ دعاء کرتے تھے کہ:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِزْقًا طَيِّبًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا.  
ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے پاکیزہ رزق، اور نفع دینے والے علم، اور قبول ہونے والے عمل کا سوال کرتا ہوں (طبرانی) ۱

## فجر کی نماز کے بعد کا ایک مسنون ذکر

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ قَالَ فِي ذُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَانَ كَعَتَاقِ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ (سنن ابن ماجہ) ۲

ترجمہ: جس نے فجر کی نماز کے بعد یہ کلمات پڑھے کہ:

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے

۱ عن أم سلمة: كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم يقول بعد صلاة الفجر: اللهم،  
إني أسألك رزقا طيبا، وعِلْمًا نافعًا، وعَمَلًا متقبلا (المعجم الصغير للطبراني، رقم  
الحديث ۷۳۵)

قال الهيثمي: رواه الطبراني في الصغير، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث  
۱۶۹۷۶، باب الدعاء في الصلاة وبعدها)

۲ رقم الحديث ۳۷۹۹، كتاب الادب، باب فضل لا إله إلا الله.

ملک و حکومت ہے، اسی کے لئے ہر تعریف ہے، اور اسی کے قبضہ قدرت میں ہر خیر ہے، اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے“  
تو اس کو حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے غلام آزاد کرنے کے برابر اجر حاصل ہوگا (ابن ماجہ)

## صبح کے وقت میں برکت کا ہونا

صبح کا وقت بہت بابرکت ہے، کئی احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي

بُكُورِهَا (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۲۲۳۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی کہ اے اللہ! میری امت کے لئے اُن کی

صبح میں برکت عطا فرمائیے (ابن ماجہ)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي

بُكُورِهَا (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۳۲۰) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی کہ اے اللہ! میری امت کے لئے

اُن کی صبح میں برکت عطا فرمائیے (مسند احمد)

اور حضرت صحز غامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي

بُكُورِهَا، قَالَ: وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً، أَوْ جَيْشًا، بَعَثَهُمْ أَوَّلَ النَّهَارِ،

۱ فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیرہ.

وَكَانَ صَخْرٌ رَّجُلًا تَاجِرًا، وَكَانَ إِذَا بَعَثَ تِجَارَةً بَعَثَهُمْ أَوَّلَ النَّهَارِ،  
فَأَثَرِي وَكَثُرَ مَالُهُ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۲۱۲) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی کہ اے اللہ! میری امت کے لئے  
اُن کی صبح میں برکت عطا فرمائیے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی کوئی چھوٹا  
یا بڑا لشکر روانہ کرتے تو انہیں صبح بھیجتے، اور حضرت صحرا ایک تاجر آدمی تھے، اور وہ  
بھی جب تاجروں کو بھیجتے تو شروع دن میں ہی بھیجا کرتے تھے، پس وہ امیر ہو گئے  
اور ان کے پاس مال کی کثرت ہو گئی (ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صبح کے وقت میں برکت ہوتی ہے۔ ۲

اور صبح کے وقت سے مراد فجر کی نماز کے بعد کا وقت ہے۔ ۳

کھلی آنکھوں صبح کے کاموں کی برکت کا مشاہدہ بھی کیا جاسکتا ہے، جو لوگ صبح سویرے کام  
کے عادی ہوتے ہیں ان کے پورے دن میں برکت رہتی ہے اور اس کے برخلاف جو لوگ  
صبح بڑھ کر اور سو کر گزار دیتے ہیں ان کے سارے کام ویسے ہی پڑے رہتے ہیں اور ختم نہیں  
ہوتے، اور ایسے لوگوں کے دن بھر کے معمولات و مشاغل اور رزق میں بے برکتی، اور جسم میں  
سستی رہتی ہے۔

لہذا صبح کے وقت کو کارآمد بنانا چاہئے، اور اسے فضول ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

۱ قال الترمذی: وفي الباب عن علي، وابن مسعود، وبريدة، وأنس، وابن عمر، وابن عباس،  
وجابر:.. حديث صخر الغامدي حديث حسن، ولا نعرف لصخر الغامدي عن النبي صلى الله عليه  
وسلم غير هذا الحديث، وقد روى سفيان الثوري، عن شعبة، عن يعلى بن عطاء هذا الحديث.

۲ (اغدوا) اذهبوا وقت الغداة وهي أول النهار فليس معنى الغدو هنا معناه فيما قبله كما ظن  
(في طلب العلم) أي في طلب تحصيله بكرة النهار أي أوله (فإني سألت ربي أن يبارك لأمتي في  
بكورها) أي فيما تفعله في أول النهار أي سألته فأعطاني ذلك وفي القاموس الغدوة بالضم البكرة  
أو ما بين صلاة الفجر وطلوع الشمس (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحدیث ۱۲۱۲)

۳ (بكر) بکوراً خرج أول النهار قبل طلوع الشمس (المعجم الوسيط، ج ۱، ص ۱۴۰، مادة  
”بكر“)

## صبح کو چہل قدمی (Walking) کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ فِي السَّفَرِ مَشَى

(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ۶۹۵۱) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جب فجر کی نماز ادا کر لیتے، تو (کچھ دور)

پیدل چلتے (طبرانی)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ فِي سَفَرٍ مَشَى عَنْ

رَأْسِهِ، قَلِيلًا (حلیۃ الاولیاء، ج ۸، ص ۱۸۰)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جب صبح کی نماز ادا کر لیتے، تو اپنی سواری سے

اتر کر تھوڑا سا پیدل چلتے تھے (طبرانی)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ فِي السَّفَرِ

مَشَى. زَادَ فِيهِ غَيْرُهُ قَلِيلًا وَنَاقْتُهُ تُقَادُ (السنن الكبرى للبيهقي، رقم الحديث

۱۰۳۳۸) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جب فجر کی نماز ادا کر لیتے، تو پیدل چلتے

۱ قال الطبرانی: لم يرو هذا الحديث عن يحيى بن سعيد إلا سليمان بن بلال، ولا عن سليمان إلا ابن المبارك، ولا عن ابن المبارك إلا محمد بن أعين، تفرد به: محمد بن عبد الله بن قهزاذ.

قال الهيثمي: رواه الطبرانی في الأوسط، وفيه محمد بن علي المروزي، وفيه كلام، وقد وثق (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۵۳۱۳، باب المشى عن الرواحل)

۲ وقال الالبانی: وقال أبو نعیم: "تفرد به عبد الله بن المبارك". قلت: وهو ثقة إمام من رجال الشيخين وكذلك من فوقه. ومن دونه ثقتان فالسند صحيح (سلسلة الاحاديث الصحيحة،

تحت رقم الحديث ۲۰۷۷)

تھے، اور بعض روایات میں ہے کہ تھوڑا سا پیدل چلتے تھے، اور آپ کی سواری کو آپ کے پیچھے پیچھے ہنکایا جاتا تھا (طبرانی)  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فجر کی نماز کے بعد کچھ دیر پیدل چلنے سے معلوم ہوا کہ فجر کے بعد کچھ دیر کے لئے پیدل چلنا اور چہل قدمی کرنا سنت سے ثابت ہے۔ ۱

## صبح کا ناشتہ (Breakfast) کرنا

احادیث سے صبح کے ناشتہ کا ثبوت بھی ملتا ہے، جس کو عربی میں ”غداء“ کہا جاتا ہے۔  
 حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

فَاتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى بِنَا أَهْلَهُ، فَإِذَا ثَلَاثَةٌ أَعْنَزٍ،  
 فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْتَلِبُوا هَذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا، فَكُنَّا  
 نَحْتَلِبُهُ، فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ نَصِيْبَهُ، وَنَرْفَعُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبَهُ، فَيَجِيءُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ  
 اللَّيْلِ فَيَسْلِمُ تَسْلِيمًا، لَا يُوقِظُ النَّائِمَ وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ، ثُمَّ يَأْتِي  
 الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَأْتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُهُ (ترمذی، رقم الحدیث  
 ۲۷۱۹) ۲

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ ہمیں اپنے گھر  
 تشریف لے گئے، وہاں تین بکریاں تھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان

۱ (کان إذا صلى الغداة في سفر مشى عن راحلته قليلا) الرحلة الناقة التي تصلح لأن ترتحل  
 فظاهر صنيع المصنف أن هذا هو الحديث بتمامه والأمر بخلافه بل بقيته كما وقفت عليه في سنن  
 البيهقي وناقته تقاد ولعل المصنف حذفه سهوا.

(حل) من حديث سليمان بن بلال عن يحيى بن سعيد عن أنس قال: غريب من حديث سليمان  
 ويحيى (هق عن أنس) ورواه الطبراني في الأوسط بلفظ كان إذا صلى الفجر في السفر مشى. قال  
 الحافظ العراقي: وإسناده جيد (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۶۷۴۲)

۲ قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح.

بکریوں کا اپنے اور میرے لئے دودھ نکال لیا کرو، پس ہم ان بکریوں کا دودھ نکالتے، اور ہر ایک اپنے حصے کا دودھ پی لیتا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ رکھ دیتے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے کہ سونے والا نہ جاگتا اور جاگنے والا سن لیتا، پھر مسجد جاتے اور نماز پڑھتے پھر واپس آتے اور اپنے حصے کا دودھ پیتے (ترمذی)

اس حدیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ناشتہ میں دودھ کا نوش فرمانا معلوم ہوا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ناشتہ صبح کو جلدی بلکہ فجر کی نماز سے پہلے بھی کیا جاسکتا ہے، اسی لئے کئی احادیث میں سحری کے کھانے کو ناشتہ قرار دیا گیا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے نفلی روزے رکھنا سب کو معلوم ہے۔ اے

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِذْ تَحَلْنَا مِنْ مَكَّةَ، فَأَحْيَيْنَا، أَوْ: سَرِينَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى أَظْهَرْنَا وَقَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ، فَرَمَيْتُ بِبَصْرِي هَلْ أَرَى مِنْ ظِلِّ قَاوِي إِلَيْهِ، فَإِذَا صَخْرَةٌ أَتَيْتَهَا فَنَظَرْتُ بِقِيَّةِ ظِلِّ لَهَا فَسَوَّيْتُه، ثُمَّ فَرَشْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ، ثُمَّ قُلْتُ لَهُ: اضْطَجِعْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، فَاضْطَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ أَنْظُرُ مَا حَوْلِي هَلْ أَرَى مِنَ الطَّلَبِ أَحَدًا، فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ يَسُوقُ غَنَمَهُ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيدُ مِنْهَا الَّذِي أَرَدْنَا، فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غَلَامُ، قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، سَمَاءُ فَعَرَفْتُهُ، فَقُلْتُ: هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: فَهَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ، ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ، ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ كَفَّيْهِ،

اے عن العریاض بن ساریة قال: دعانی رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السحور في رمضان، فقال: هلم إلى الغداء المبارك (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۲۳۳۳)



فَقَالَ: هَكَذَا، ضَرَبَ إِحْدَى كَفَيْهِ بِالْأُخْرَى، فَحَلَبَ لِي كُثْبَةً مِّنْ لَبَنٍ، وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً عَلَى فَمِهَا خِرْقَةٌ، فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، فَاذْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَافَقْتُهُ قَدْ اسْتَيْقِظَ، فَقُلْتُ: اِشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيْتُ (بخاری، رقم الحدیث ۳۶۵۲)

ترجمہ: ہم (یعنی میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت) مکہ سے چلے، تو ہم رات بھر جاگتے رہے، یا رات اور دن چلتے رہے، یہاں تک کہ دن چڑھ گیا، اور ٹھیک دوپہر کا وقت ہو گیا، پھر میں نے اپنی نظر دائیں بائیں ڈالی کہ ہمیں کوئی سایہ مل جائے، جہاں ہم آرام کریں، تو میں نے ایک پتھر دیکھا، تو میں اس کی طرف گیا، تو میں نے اس کا سایہ دیکھا، میں نے وہاں سے جگہ صاف کی، پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہیں چادر وغیرہ بچھا کر آپ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! آپ لیٹ جائیے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے، پھر میں ادھر ادھر دیکھتا ہوا چلا کہ کوئی مجھے دکھائی دے، اتفاق سے بکریوں کا ایک چرواہا نظر پڑا جو اپنی بکریوں کو اسی پتھر کے پاس ہانکے جا رہا تھا، وہ بھی اس پتھر سے وہی چاہتا تھا، جو ہم نے چاہا تھا (یعنی سایہ حاصل کرنا چاہتا تھا) میں نے اس سے معلوم کیا کہ تو کس کا بیٹا ہے؟ اس نے کہا کہ فلاں قریشی کا، اس نے اس کا نام بتلایا، میں نے اس کو پہچان لیا، پھر میں نے اس سے معلوم کیا کہ کیا تیری بکریوں میں کچھ دودھ ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں ہے، میں نے کہا کہ کیا تو ہمارے لئے دودھ نکال لے گا؟ اس نے کہا کہ جی ہاں! پھر میں نے اس سے بکری کے پاؤں باندھنے کو کہا، پھر میں نے اس کو بکری کے تھن سے گردوغبار صاف کرنے کو کہا، پھر میں نے اس کو اس طرح ایک ہتھیلی پر دوسری ہتھیلی مار کر اپنے ہاتھ جھاڑنے کو کہا، پھر اس نے

میرے لئے ایک برتن میں دودھ نکالا، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چڑے کا برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا، جس کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا، پھر میں نے (پانی لیکر) دودھ میں ڈالا جس سے وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا (اور کچی لسی بن گئی) پھر میں اس کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، میں نے آپ کو بیدار پایا، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ دودھ نوش فرمائیے، تو آپ نے وہ دودھ نوش فرمالیا، جس سے میں خوش ہو گیا (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ ہجرت کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ناشتہ میں دودھ نوش فرمایا تھا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی عذر سے ناشتہ میں تاخیر ہو جانے میں بھی حرج نہیں، اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ اور دوسری غذاؤں کو صاف ستھرا رکھنا چاہئے، اور اس کو گرد و غبار وغیرہ سے بچانا چاہئے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گرمی وغیرہ کے موسم میں دودھ میں پانی شامل کر لینا مناسب ہے، جس کو آج کل کچی لسی کہا جاتا ہے، اس سے دودھ کی خاصیت ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔

دودھ عمدہ مشروب ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین غذا بھی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

لَيْسَ شَيْءٌ يَجْزِي مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرُ اللَّبَنِ (سنن الترمذی) ۱

ترجمہ: کھانے اور پینے (دونوں کی بیک وقت) کی ضرورت پوری کرنے کے

لئے دودھ سے زیادہ کوئی چیز کفایت کرنے والی نہیں ہے (ترمذی)

موجودہ تحقیق بھی دودھ کے اندر بے شمار فوائد و منافع کو تسلیم کرتی ہے۔

اور دودھ میں کئی قسم کے عمدہ و ٹامنز پائے جاتے ہیں۔

۱ رقم الحدیث ۳۴۵۵، باب ومن سورة الهاكم التكاثر.

قال الترمذی: هذا حديث حسن.

اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ناشتہ میں مختلف میوؤں کا مشروب تناول فرمانا بھی ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْتَبِذُ لَهُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَيَشْرَبُهُ إِذَا أَصْبَحَ يَوْمَهُ ذَلِكَ، وَاللَّيْلَةَ الَّتِي تَجِيءُ، وَالغَدَّ وَاللَّيْلَةَ الْآخِرَى، وَالغَدَّ إِلَى الْعَصْرِ، فَإِنْ بَقِيَ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ، أَوْ أَمَرَ بِهِ فَصَبَّ (مسلم، رقم الحديث ۷۹ "۲۰۰۳")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات کے شروع میں نبید (یعنی میوے کا مشروب) تیار کیا جاتا تھا، جس کو آپ اُس دن صبح ہونے پر نوش فرماتے تھے، اور آنے والی (یعنی اگلی) رات میں بھی نوش فرماتے تھے، اور اگلے دن بھی، اور اس کے بعد والی (یعنی تیسری) رات کو بھی، اور اس سے اگلے (یعنی تیسرے) دن عصر تک، پھر اگر اس میں سے کچھ باقی رہ جاتا تھا، تو خادم کو پلا دیتے تھے، یا اس کو پھینکنے کا حکم فرما دیتے تھے (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِقَاءٍ يُوسِكِي أَعْلَاهُ وَلَهُ عَزْلَاءُ، نَنْبِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً، وَنَنْبِذُهُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً (مسلم، رقم الحديث ۸۵ "۲۰۰۵")

ترجمہ: ہم رسول اللہ کے لئے ایک مشکیزے میں نبید بناتے تھے اور اس مشکیزے کے اوپر کے حصہ کو باندھ دیتے تھے اور اس مشکیزے میں نیچے سے (پانی لینے کے لئے ٹوٹی نما) سوراخ تھا، صبح کو ہم نبید بھگوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کو پی لیتے اور شام کو نبید بھگوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو پی لیتے تھے (مسلم)

اور بعض روایات میں مشکیزہ کے بجائے پتھر کے برتن میں نبید بنانے کا ذکر ہے۔ ۱۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

ثُمَّ تَبِيدُ لَهُ بِاللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ تَغْدَى فَشَرِبَ عَلَيَّ غَدَائِهِ (ابوداؤد) ۲  
ترجمہ: پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات میں نبید تیار کرتی تھیں، پس  
جب آپ صبح کرتے، تو اپنے ناشتہ کے ساتھ اس کو نوش فرماتے تھے (ابوداؤد)

نبید کسی بھی قسم کے برتن میں بنانا اور پینا جائز ہے، بشرطیکہ اس میں نشہ آور کیفیت نہ ہو۔ ۳  
نبید سے مراد ایسا مشروب ہے، جو پانی میں کشش، منفی، کھجور، چھوڑا یا دوسرا کوئی میوہ، وغیرہ  
ڈال کر تیار کیا جاتا ہے، مثلاً رات کو پانی میں اس طرح کا کوئی میوہ ڈال کر چھوڑ دیا جاتا ہے،  
اور صبح ہونے پر اس مشروب کو استعمال کر لیا جاتا ہے، اس مشروب میں میوے کے ضروری  
اجزاء اور وٹامنز شامل ہو جاتے ہیں، اور پانی کے ساتھ رقیق اور نرم ہو کر جسم میں اچھے طریقہ  
سے سرایت کرتے ہیں، عرب میں اس طرح کے نبید والے مشروب کا رواج تھا، نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم عام طور سے صبح کو ناشتہ میں اسی قسم کا مشروب نوش فرمایا کرتے تھے، جس کا نہار منہ  
نوش کرنا صحت کے لئے زیادہ مفید ہوتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دن میں بھی ضرورت  
پڑنے پر اس کو استعمال فرمایا کرتے تھے، اور دوسرے، تیسرے دن اس وقت تک اس کو  
استعمال فرماتے رہتے تھے، جب تک وہ باسی ہونے کی وجہ سے نشہ کی کیفیت سے محفوظ  
رہتا تھا۔

۱۔ عن جابر بن عبد الله، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يبيد له في تور من  
حجارة (مسلم، رقم الحديث ۱۹۹۹) ۶۱

عن جابر بن عبد الله، قال: كان يبيد لرسول الله صلى الله عليه وسلم في سقاء، فإذا لم  
يجدوا سقاء يبيد له في تور من حجارة (ابوداؤد، رقم الحديث ۳۷۰۲)

۲۔ رقم الحديث ۳۷۱۲، باب في صفة البيد.

۳۔ عن ابن بريدة، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كنت  
نهيتكم عن الأشربة في ظروف الأدم، فاشربوا في كل وعاء غير أن لا تشربوا مسكرا  
(مسلم، رقم الحديث ۱۹۹۹) ۶۵

اور آخری حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مشروب کے ساتھ ناشتہ میں دوسری چیزیں بھی تناول کی جاسکتی ہیں۔ ۱

آج کل عام معاشرہ میں احادیث میں مذکور اس طرح کے دیسی اور مقوی و عمدہ مشروبات اور دیسی دودھ کے بجائے بازار کے مصنوعی مشروبات (مثلاً کولڈ ڈرنک، جوس وغیرہ) کا استعمال زیادہ ہے، جو کہ صحت کے لئے مفید ہونے کے بجائے مضر ہیں، ان کے بجائے مسنون مشروبات کو اختیار کرنا چاہئے۔

اس کے علاوہ قولی احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح نہار منہ عجوہ کھجور کے استعمال کو بھی انتہائی مفید قرار دیا ہے، اگر کسی کو میسر ہوں تو ان کا ناشتہ بھی انتہائی فائدہ مند ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءً

- أَوْ إِنَّهَا تَبْرِئَانِي - أَوَّلَ الْبُكْرَةِ (مسلم) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عالیہ مقام کی عجوہ میں شفاء ہے، یا بیزہر کا توڑ ہے، صبح کے اول حصہ میں (یعنی نہار منہ کھانے میں) (مسلم، مسند احمد)

۱ (ونہیتکم عن النبید) أى عن إلقاء التمر والزبيب وغيرهما من الحلاوى فى الماء (إلا فى سقاء) أى قربة، فإنه جلد رقيق لا يجعل الماء حارا، فلا يصير مسكرا عن قريب، بخلاف سائر الظروف، فإنها تجعل الماء حارا فيصير النبید مسكرا، فرخص لهم شرب النبید من كل ظرف، ما لم يصير مسكرا فقال (فاشربوا فى الأسقية) أى الظروف والأوانى (كلها) فيه تغليب لما عرف من تعريف السقاء (ولا تشرّبوا مسكرا)، قال الطيبى: وذلك أن السقاء يبرد الماء فلا يشتد ما يقع فيه اشتداد ما فى الظروف والأوانى، فيصير خمرا، والحاصل أن المنهى هو المسكر لا الظروف بعينها (مرقاة، باب زيارة القبور، الفصل الأول)

النبید فى اللغة من النبذ بمعنى الترك، يقال: نبذته نبذا: ألقيته، وهو فى الاصطلاح ما يلقى من التمر أو الزبيب ونحوهما أو الحبوب فى الماء ليكسبه من طعمه، والانتباز اتخاذ النبید (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۹، ص ۲۶۰، النبید، حرف الالف)

۲ رقم الحديث ۲۰۳۸، واللفظ له، مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۱۸۷.

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

اگرچہ ہر کھجور میں شفاء ہے، لیکن عجوة کھجور میں دوسری کھجوروں کے مقابلہ میں اضافی شفاء ہے، جس کا حدیث میں ذکر کیا گیا۔ ۱

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمْرَاتٍ عَجْوَةً، لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ سُوءٌ وَلَا سِحْرٌ (بخاری، رقم

الحدیث ۵۴۴۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر دن صبح کے وقت میں سات عجوة کھجوریں کھالیں، اسے اس دن زہر اور جادو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا (بخاری)

ویسے تو ہر کھجور غذا نیت سے بھر پور اور مفید پھل اور میوہ ہے، اور اس کا نہار منہ استعمال انتہائی مفید ہے، کیونکہ سوکراٹھنے اور کھانے کے طویل وقفہ کے بعد جسم کو حرارت غریزیہ کی ضرورت ہوتی ہے، جو کھجور کے ذریعہ سے بہت عمدہ طریقہ پر حاصل ہوتی ہے، اور کھجور کے ذریعہ سے روزہ افطار کرنے میں بھی یہ حکمت موجود ہے۔

۱ (وعن عائشة -رضی اللہ تعالیٰ عنہا: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال: إن في عجوة العالية) : اسم موضع بالمدينة (شفاء) : أي شفاء زائدا بالنسبة إلى عجوة غيرها، أو تقييد للإطلاق السابق. وقال النووي رحمه الله: العالية ما كان من الحوائط والقرى والعمران من جهة المدينة العليا مما يلي نجداء، والسافلة من الجهة الأخرى مما يلي تهامة، وأدنى العالية ثلاثة أميال، وأبعدها ثمانية من المدينة (وانها) : أي: عجوة العالية (ترياق) : بكسر التاء ويضم معجون معروف ينفع لأنواع السم. وقال النووي: هو بكسر التاء وضمها لغتان، ويقال درياق أيضا وقوله: (أول البكرة) : بضم الموحدة ظرف أي: أكلها في أول الصبح يفيد كالترياق: وقال الطيبي: هو ظرف للخبر على تأويل أنها نافعة للسم كقوله تعالى: (وهو الله في السموات) أي: معبود فيها، وهذه الجملة معطوفة على الأولى إما على سبيل البيان، كما في قوله تعالى: (وإن من الحجارة لما يتفجر منه الأنهار) أو على أنه من عطف خاص على العام اختصاصا ومزية، كما في قوله -صلى الله عليه وسلم -ومن كانت هجرته لدنيا يصيبه أو امرأة يتزوجها. (رواه مسلم) (مراقبة ج ۷ ص ۲۷۰، كتاب الاطعمة)

اور سات عدد عجوہ کھجور کے نہار منہ کھانے کی جو خاصیت گزشتہ احادیث میں بیان کی گئی، یہ مذکورہ کھجور کی مخصوص تاثیر ہے، اور عجوہ کھجور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مدینہ منورہ میں لگایا تھا۔

اور اگر کسی کو عجوہ کھجور میسر نہ ہوں، تو دوسری کھجوروں کا ناشتہ میں استعمال بھی بہت مفید ہے، اور اگر کھجوروں کے ساتھ دودھ بھی نوش کیا جائے، تو اس کی طاقت و خاصیت انتہائی مقوی و مفید بن جاتی ہے، نیز کھجور کورات میں پانی میں بھگو کر بھی مشروب بنانا ممکن ہے۔ ۱

اس کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ناشتہ میں مرغی وغیرہ کا سالن استعمال کرنا بھی ثابت ہے۔ ۲

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَغَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱ (وعن سعد) : أى : ابن أبى وقاص أحد العشرة - رضی اللہ عنہ - قال : سمعت رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - يقول : من تصبح : بتشديد الموحدة (ببيع تمرات) : الباء للتعدية أى : يأكلها فى الصباح قبل أن يطعم شيئا، وقوله : (عجوة) : بالجر على أنه عطف بيان لتمرات، وهو نوع جيد من تمر المدينة، لونه أسود كذا فى روضة الأحباب، وفى نسخة بالإضافة، وقال ابن الملك : عجوة نصب على التمييز . (لم يضره) : بتشديد الراء المفتوحة وفى نسخة بضمها، وأما كسرها فغير صحيح مع الضمير (ذلك اليوم سم) : بفتح السين ويجوز تفلثها (ولا سحر) : فى النهاية : العجوة نوع من تمر المدينة أكبر من الصبحانى يضرب إلى السواد من غرس النبى - صلی اللہ علیہ وسلم - . قال المظهر : يحتمل أن يكون فى ذلك النوع من التمر ما يدفع السم والسحر، وأن يكون رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - قد دعا لذلك النوع من التمر بالبركة وبما كون فيه من الشفاء، وقال النووى فيه فضيلة تمر المدينة وعجوتها، وفضيلة التصحيح بسبع تمرات منه، وتخصيص عجوة المدينة، وعدد التسبيع من الأمور التى علمها الشارع لا نعلم نحن حکمتها، فيجب الإيمان بها واعتقاد فضلها والحكمة فيها، وهذا كأعداد الصلاة ونصب الزكاة وغيرها (مرقاة ج ص ۷۵، ۲۷۰، كتاب الاطعمة)

۲ عن أبى قلابه، عن زهدم، قال : لما قدم أبو موسى أكرم هذا الحى من جرم، وأنا لجلوس عنده، وهو يتغدى دجاجا، وفى القوم رجل جالس، فدعاه إلى الغداء (بخارى، رقم الحديث ۲۳۸۵)

(مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۸۳۷، بخارى، رقم الحديث ۲۲۷۹) ۳

۳ فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرطهما.

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیلولہ (یعنی دوپہر کا آرام) اور صبح کا کھانا (ناشتہ) جمعہ کی نماز کے بعد کھایا کرتے تھے (مسند احمد، بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ صبح کے ناشتہ کا اصل وقت فجر کے بعد ہے، اور ضرورت کی وجہ سے تاخیر سے کرنا بھی صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

## صبح ہونے پر دنیا کے مقابلہ میں دین کو ترجیح دینا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتْنًا كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُؤْمِسِي كَافِرًا، أَوْ يُؤْمِسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا (مسلم، رقم الحدیث ۱۸۶، ۱۱۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن تاریک فتنوں کے آنے سے پہلے پہلے نیک اعمال کرو، جو اندھیری رات کی تہ بتہ (اور اوپر نیچے) تاریکیوں کی طرح ہوں گے، آدمی صبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافر، یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر، دنیا کے چند ٹکڑوں کے بدلے میں اپنا دین بیچتا پھرے گا (مسلم)

معلوم ہوا کہ فتنوں کے دور میں صبح شام دین فروشی عام ہوگی، آج کل فتنوں کا دور دورہ ہے، روزانہ صبح اور شام ہونے پر اپنے ایمان کو بچانے کی فکر و اہتمام کرنا چاہئے، کہ کہیں کسی وقت اس فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔

## صبح ہونے پر زبان کی حفاظت کا عہد کرنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكْفِرُ اللِّسَانُ فَنَقُولُ: اتَّقِ اللَّهَ



فِيْنَا فَيَأْتِمَانَا نَحْنُ بِكَ، فَإِنْ اسْتَقَمَّتْ اسْتَقَمْنَا وَإِنْ أَعْوَجَجَتْ  
أَعْوَجَجْنَا (سنن الترمذی) ۱

ترجمہ: جب ابن آدم صبح کرتا ہے، تو تمام اعضاء زبان کے سامنے تذلل اور  
تواضع (وعاجزی) اختیار کر کے کہتے ہیں کہ آپ ہمارے بارے میں اللہ سے  
ڈرنا، کیونکہ بس ہم تو آپ کے رحم و کرم پر ہیں، اگر آپ درست رہیں، تو ہم بھی  
درست رہیں گے، اور اگر آپ ٹیڑھی ہو گئیں، تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے  
(ترمذی، مسند احمد، ابویعلیٰ)

مطلب یہ ہے کہ ہر روز صبح ہونے پر تمام اعضاء زبان سے درست رہنے اور ٹیڑھا نہ ہونے کی  
مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں، کیونکہ زبان کی وجہ سے دوسرے اعضاء اچھا اور بہتر کلام کرنے  
کی صورت میں سلامت رہتے ہیں، اور غلط کلام کرنے کی صورت میں مختلف طریقوں سے  
نقصان اور ضرر اٹھاتے ہیں، چنانچہ زبان کی بے احتیاطی یا بے احتیاطی سے جسم کے  
کسی حصہ پر ضرب یا زخم لگ جاتا ہے، یا اس کی صلاحیت ضائع ہو جاتی ہے، اور وہ عضو مفلوج  
وتلف ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات قتل تک نوبت پہنچ جانے سے تمام اعضاء ہی کا کام تمام  
ہو جاتا ہے، جس کی آج کے معاشرہ میں بے شمار مثالیں اور نمونے ملتے ہیں۔  
اس لئے ہر دن صبح ہونے پر زبان کا احتیاط کے ساتھ استعمال کرنے کا عزم و عہد کرنا چاہئے۔

## صبح ہونے پر ابلیس کے لشکر سے حفاظت کا اہتمام کرنا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا أَصْبَحَ ابْلِيسُ بَنْتُ جُنُودَهُ،

۱ رقم الحدیث ۲۴۰۷، ابواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان؛ مسند احمد، رقم الحدیث

۱۱۹۰۸؛ مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۱۱۸۵.

فی حاشیة مسند احمد: إسناده حسن.

وفی حاشیة مسند ابی یعلیٰ: إسناده صحيح.

فَيَقُولُ: مَنْ أَصَلَ الْيَوْمَ مُسْلِمًا الْبَسْتُهُ النَّجَاحَ، قَالَ: فَيَخْرُجُ هَذَا،  
 فَيَقُولُ: لَمْ أَزَلْ بِهِ حَتَّى طَلَّقَ امْرَأَتَهُ، فَيَقُولُ: أَوْشَكَ أَنْ يَتَزَوَّجَ،  
 وَيَجِيءُ هَذَا فَيَقُولُ: لَمْ أَزَلْ بِهِ حَتَّى عَقَّ وَالِدَيْهِ، فَيَقُولُ: أَوْشَكَ  
 أَنْ يَبْرَأَ، وَيَجِيءُ هَذَا، فَيَقُولُ: لَمْ أَزَلْ بِهِ حَتَّى أَشْرَكَ فَيَقُولُ: أَنْتَ  
 أَنْتَ، وَيَجِيءُ، فَيَقُولُ: لَمْ أَزَلْ بِهِ حَتَّى زَنَيْتُ فَيَقُولُ: أَنْتَ أَنْتَ،  
 وَيَجِيءُ هَذَا، فَيَقُولُ: لَمْ أَزَلْ بِهِ حَتَّى قَتَلْتُ فَيَقُولُ: أَنْتَ أَنْتَ،  
 وَيُلْبِسُهُ النَّجَاحَ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۶۱۸۹) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابلیس صبح کرتا ہے، تو اپنے لشکر کو  
 (مختلف اطراف میں) پھیلا دیتا ہے، پھر (لشکر کے واپس آنے کے بعد) کہتا  
 ہے کہ جس نے آج مسلمان کو گمراہ کیا، اس کو میں تاج پہناؤں گا، پھر لشکر میں سے  
 ایک ابلیس نکل کر کہتا ہے کہ میں برابر کوشش میں لگا رہا، یہاں تک کہ اس شخص نے  
 اپنی بیوی کو طلاق دے دی، تو ابلیس کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ شخص (دوبارہ) نکاح  
 کر لے، پھر لشکر میں سے ایک اور ابلیس آتا ہے، اور وہ کہتا ہے کہ میں برابر کوشش  
 میں لگا رہا، یہاں تک اُس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی، تو ابلیس کہتا ہے کہ  
 ممکن ہے کہ وہ والدین کا فرمانبردار ہو جائے، پھر لشکر میں سے ایک اور ابلیس آتا  
 ہے، اور وہ کہتا ہے کہ میں برابر کوشش میں لگا رہا، یہاں تک کہ وہ شرک میں مبتلا  
 ہو گیا، تو ابلیس کہتا ہے کہ تُو نے بڑا اچھا کام کیا، پھر لشکر میں سے ایک اور ابلیس آتا  
 ہے، اور کہتا ہے کہ میں برابر کوشش میں لگا رہا، یہاں تک کہ اس نے زنا کر لیا، تو  
 ابلیس کہتا ہے کہ تُو نے بھی بڑا اچھا کام کیا، پھر لشکر میں سے ایک اور ابلیس آتا  
 ہے، اور وہ کہتا ہے کہ میں برابر کوشش میں لگا رہا، یہاں تک کہ اس نے قتل کر دیا، تو

۱ فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحيح.

ابلیس کہتا ہے کہ تو نے تو بڑا ہی اچھا کام کیا، اور پھر ابلیس اس کو (شاباشی و اعزازی کا) تاج پہناتا ہے (ابن حبان)

مذکورہ احادیث میں جو گناہ ذکر کئے گئے، وہ آج کل بہت عام ہیں، خاص طور پر مسلمان کو قتل کرنے کا گناہ بہت کثرت سے پایا جا رہا ہے، جس پر ابلیس بہت زیادہ خوش ہوتا ہے۔ اس لئے صبح ہونے پر ابلیس کی گمراہی اور بہکاوے سے بچنے کا اہتمام اور فکر کرنی چاہئے، تاکہ دن میں ابلیس کے بہکاوے سے حفاظت رہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

پہلا حصہ دن کا یارب آج کے	بہتری کا ہو سبب حق میں مرے
پہلے حصے میں ہو اس دن کی صلاح	مجھ کو اور ہو پچھلے حصے میں فلاح
آخری حصے کو اس کے اے خدا	کامیابی کا مری باعث بنا
الغرض از ابتدا تا انتہاء	ہو یہ دن یارب مرے حق میں بھلا

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

## (فصل نمبر ۱۱)

## نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع و غروب کے وقت نماز پڑھنا

دن، رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں، اور ہر نماز اپنے وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے، اس لئے ہر نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا چاہئے، اور اس کو قضا ہونے سے بچانا چاہئے، جس میں فجر کی نماز بھی داخل ہے، لیکن سونے کی حالت میں کیونکہ انسان مرفوع القلم ہوتا ہے، اور شریعت کے بہت سے احکام کا مکلف نہیں ہوتا، اسی وجہ سے اگر کوئی شخص اپنی طرف سے نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے، اور اس سے غفلت و سستی اختیار نہ کرے، اس کے باوجود اتفاق سے کسی نماز کے وقت سوتا رہ جائے اور اس کی آنکھ نہ کھلے، یا نماز پڑھنا یاد نہ رہے، اور نماز کا وقت اسی حال میں ختم ہو جائے، تو وہ گناہ گار نہیں ہوتا، بشرطیکہ بیدار ہونے اور یاد آنے کے بعد جلد از جلد اس قضا شدہ نماز کو پڑھ لے۔

اور اگر بیدار ہونے اور یاد آنے کے باوجود وقت پر نماز نہ پڑھے، یا سونے میں کوتاہی سے کام لے، مثلاً نماز کا وقت داخل ہو جانے کے باوجود اس نماز کو ادا کئے بغیر سو جائے، جس کی وجہ سے نماز قضا ہو جائے، تو وہ گناہ گار ہوتا ہے۔

اور ایسی صورت میں توبہ و استغفار کے ساتھ اسے قضا شدہ نماز کا پڑھنا پھر بھی ضروری رہتا ہے۔ ا

۱۔ الوجه السادس والعشرون.

قوله: (وعن النائم حتى يستيقظ) يقتضى ارتفاع تكليفه حالة النوم، وقد اتفق الفقهاء على أنه لو نام من أول وقت الصلاة إلى آخره وجب عليه بعد أن يستيقظ قضاء الصلاة، وذلك مجمع عليه؛ لقوله صلى الله عليه وسلم: (من نام عن صلاة أو نسيها فليصلها إذا ذكرها).

ولكن اختلفوا: هل ذلك بأمر جديد أو بالأمر الأول؟ والمشهور أنه بأمر جديد، وهو الوارد في الحديث، فلا يعارض رفع القلم عنه حالة النوم. وقيل: الأول وهذا القول يحتمل أمرين: أحدهما: أن يقال: الأمر الأول يقتضى الوجوب عليه والنوم مانع، فإذا زال المانع عمل المقتضى عمله،

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آگے دلائل کے ساتھ اس مسئلہ کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وتعلق ذلك الوجوب الذي اقتضاه الأول، وإن لم يتعلق به حالة النوم، وهذا لم أر من صرح به، ولكنه محتمل أن يقال، وإذا قيل به لا يعارض قوله: (رفع القلم عن ثلاثة) لأن المراد به عدم التعلق حالة الصبا والنوم والجنون، غاية ما في الباب اختلاف حكمهم في ذلك، فالصبي والمجنون لا يثبت حكم الخطاب في حقهم بعد ذلك؛ لأنهم ليسا من أهل الخطاب، فليس المقتضى في حقهم ثابته، وانتفاء التكليف في حقهم لانتهاء المقتضى لا لقيام المانع، والنائم لقرب استيقاظه من أهل الخطاب، ولكن لا يتعلق به حالة النوم للغفلة كالمساهي، فإذا زال النوم ظهر أثر الخطاب. الأمر الثاني: مما يحتمله هذا القول: أن وجوب الصلاة ثبت في حقه حالة النوم، وهذا ظاهر كلام الفقهاء، ويؤول كلامهم إلى: أن معنى الوجوب ثبوتها في الذمة، ويفرقون بين الوجوب ووجوب الأداء، فأصل الوجوب مع النوم، والمراد به ما ذكرناه، ووجوب الأداء لا يحصل مع النوم، ولذلك قالوا في وجوب الزكاة: إنها تجب على الصحيح بحولان الحول قبل التمكن، وإن كان التمكن شرطاً، ولكنه شرط في وجوب الأداء لا في الوجوب بمعنى الثبوت في الذمة، وإذا فسروا وجوب الصلاة على النائم بمعنى ثبوتها في ذمته، صارت كالدبون التي ثبتت في الذمة ولا يستدعي التكليف، والتحققت بخطاب الوضع، فلا تعارض قوله: (رفع القلم عن ثلاثة) لأنه إنما اقتضى خطاب التكليف.

فإن قيل: فكان ينبغي ثبوت هذا المعنى في الصبي والمجنون قلت: لما كان زمن الصبا والجنون يطول، كان في ذلك مشقة، فلم يتعلق بذمتهم أيضاً.

الوجه السابع والعشرون

إذا دخل على المكلف وقت الصلاة وتمكن من فعلها وأراد أن ينام قبل فعلها؛ فإن وثق من نفسه أن يستيقظ قبل خروج الوقت بما يمكنه أن يصلي فيه -جاء، وغلام لا يجز، وكذا لو لم يتمكن، ولكن بمجرد دخول الوقت قصد أن ينام، فإن بمجرد دخول الوقت حصل الوجوب، ولكن التمكن شرط في الاستقرار، فإن الصلاة تجب بأول الوقت، وتستقر بمضى زمان يتسع فعلها، فمتى قصد النوم بعد الوجوب ومضى زمان التمكن أولاً كان الحكم كما ذكرناه. وحيث نقول بالإثم فهنا إثم؛ أحدهما: إثم ترك الصلاة.

الثاني: التسبب إليه.

فأما إثم التسبب عليه فهو الذي أوردناه بقولنا: إنه يأتى بالنوم.

فإن قيل: إما أن يأتى قبل النوم، أو حالة النوم، لا سبيل إلى الأول، لأن سبب التفويت لم يوجد، ولا إلى الثاني، لعدم تكليف النائم، والإثم بلا تكليف محال.

قلنا: لا مانع من الإثم أول النوم وقبيله؛ أما أوله فلا لأنه مقدور، لأن الفرض كذلك، وهو سبب للفتوات وهو قادر على دفعه، فأول جزء منه يقارنه بالإثم بالخطاب السابق، والمحذور أن يوجد خطاب حالة النوم. وأما قبيله فلا لأنه إذا قصد ترك الصلاة وتعاطى أسبابه من التهيؤ للنوم أثم. وإذا

﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## نماز کا وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہونا

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر فرض نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا ضروری ہے، اور بغیر شرعی عذر کے اس کو قضاء کر دینا سخت گناہ ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا (سورہ نساء آیت ۱۰۳)

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض کی گئی ہے (سورہ نساء)

لہذا ہر نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ثبت الإثم عليه بأول النوم فلا مانع من انسحاب حكم المعصية وإن لم يكن حالة النوم عاصيا بالفعل، لكنه كسائر العصاة.

وهذه المعصية بالنسب إلى تفويت الصلاة لا تساوي المعصية بترك الصلاة، فإن مفسدة الترك لم تتحقق بعد، وقد يستيقظ على خلاف ظنه، فإن استيقظ وصلى في الوقت لم يحصل له إثم ترك الصلاة، وأما ذلك الإثم الذي حصل فلا يرتفع إلا بالاستغفار عنه. بلى، عندنا في كونه كبيرة نظر؛ فإن كان حصل فلا يرتفع إلا بالاستغفار عنه. بلى، عندنا في كونه كبيرة نظر؛ فإن كان صغيرة وهو الأقرب فيزول بعدم الاصرار.

وإذا صلى والحالة هذه في بقية الوقت: هل تكون صلاحه أداء أو قضاء؟ يحتمل أن يأتي فيه ما قاله القاضى أبو بكر والغزالي فيما إذا ظن المكلف أنه لا يعيش إلى آخر الوقت ثم عاش وصلى؟ قال القاضى: هي قضاء. وقال الغزالي: هي أداء؛ إذ لا عبرة بالظن البين خطؤه. وههنا يحتمل أن يقال بذلك، ويحتمل أن يفرق بأنه هناك لما ظن أنه لا يعيش تضيق عليه، وهنا لم يتضيق عليه، بل هو مخاطب بأحد الأمرين؛ إما أن يعجل الصلاة، وإما أن لا ينام، ومعصيته بتفويت أحد الأمرين؛ والوقت لم يتغير في حقه.

وإن لم يستيقظ إلا بعد الوقت فقد حصل إثم ترك الصلاة وهو كبيرة، ولكننا متى نحكم بذلك؟ يحتمل أن يقال بخروج الوقت. وإن كان نائماً تبين لنا أن إثم التفويت حصل بأوله. ويحتمل أن يقال: إنه يحصل وهو نائم؛ لأن سببه صادر منه، وهو بصفة التكليف. ويبعد أن يقال: إنه لا يحصل حتى يستيقظ فيتعلق ذلك الإثم؛ فإنه لا معنى لذلك، وقد يموت في نومه (إبراز الحكم من حديث رفع القلم لتقى الدين السبكي، ج ۱، ص ۱۸، الی ص ۲۰)

## نماز کا نیند سے بہتر ہونا

دوسری بات یہ ہے کہ نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا نیند سے بہتر ہے، اسی لئے فجر کا وقت جو کہ عام طور پر نیند کا وقت ہوتا ہے، اس وقت کی اذان میں مؤذن یہ کلمات کہتا ہے کہ:

الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ. الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ.

یعنی نماز نیند سے بہتر ہے، نماز نیند سے بہتر ہے۔ ۱

لہذا نماز کے وقت پر نیند کے مقابلہ میں نماز کو ترجیح دینی چاہئے، اور نیند کے مقابلہ میں نماز کو وقت پر پڑھنے کی اہمیت اور فکردل میں ہونی چاہئے، جس سے نماز کے وقت بیدار ہونے میں مدد ملتی ہے۔

## فجر کی نماز کا انتہائی اہم ہونا

تیسری بات یہ ہے کہ یوں تو پانچ وقت کی فرض نمازیں ہی اپنی جگہ بڑی اہم ہیں، لیکن بعض جہات سے فجر کی نماز کو بروقت اور مرد حضرات کو باجماعت پڑھنے کی بڑی اہمیت ہے۔

چنانچہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الصُّبْحَ، فَقَالَ:

أَشَاهِدُ فَلَانَ، قَالُوا: لَا، قَالَ: أَشَاهِدُ فَلَانَ، قَالُوا: لَا، قَالَ: إِنَّ هَاتَيْنِ

الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ، وَلَوْ تَعَلَّمُونَ مَا فِيهِمَا

لَأَتَيْتُمُوهُمَا، وَلَوْ حَبَوَّا عَلَى الرُّكْبِ وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلَى مِثْلِ

صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَأَبْتَدَرْتُمُوهُ، وَإِنَّ صَلَاةَ

۱ عن ابي محذورة، قال كنت أؤذن في زمن النبي صلى الله عليه وسلم في صلاة

الصبح، فإذا قلت: حي على الفلاح، قلت: الصلاة خير من النوم، الصلاة خير من النوم

الأذان الأول (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۳۷۸)

في حاشية مسند احمد: حديث صحيح بطرقه.

الرَّجُلُ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَىٰ مِنْ صَلَاتِهِ وَحَدَّةٍ، وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَىٰ مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ تَعَالَىٰ

(ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۵۴، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۲۶۵) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دن فجر کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا کہ کیا فلاں حاضر ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا کہ کیا فلاں حاضر ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقین پر ان دو (عشاء اور فجر کی) نمازوں سے زیادہ بھاری اور کوئی نماز نہیں ہے، اور اگر تم ان دونوں نمازوں میں پائے جانے والے اجر و ثواب کو جان لو، تو ان نمازوں میں ضرور آؤ، اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹ کر کیوں نہ ہو، اور بے شک پہلی صف (درجہ و مقام کے اعتبار سے) فرشتوں کی صف کی طرح ہوتی ہے، اور اگر تم پہلی صف کی فضیلت کو جان لو، تو تم ضرور اس کے لئے پیش قدمی کرو گے، اور ایک آدمی کی دوسرے آدمی کے ساتھ مل کر (باجماعت) نماز پڑھنا اس کے تنہا نماز پڑھنے سے زیادہ پاکیزہ ہے، اور دو آدمیوں کا مل کر (باجماعت) نماز پڑھنا ایک آدمی کے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھنے سے زیادہ پاکیزہ ہے، اور جتنے بھی زیادہ لوگ ہوں، تو وہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے (ابوداؤد)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خواب کے ذیل میں روایت ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو عذاب میں مبتلا دیکھا تھا کہ:

أَمَّا الَّذِي يُبْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ، فَإِنَّهُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ، فَيَرْفُضُهُ، وَيَنَامُ عَنِ

الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ (بخاری، رقم الحدیث ۱۱۳۳)

ترجمہ: جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا، وہ ایسا شخص تھا جو قرآن کو حاصل کر کے

۱ فی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن.



پھر اُس کو چھوڑ دیتا تھا، اور فرض نماز چھوڑ کر سوتا رہتا تھا (بخاری)  
اس میں وہ شخص بھی داخل ہے، جو کہ سُستی و غفلت کی وجہ سے عشاء کی نماز پڑھے  
بغیر سوجائے، اور اس کو قضا کر دے، اور وہ بھی داخل ہے، جو سُستی و غفلت کی وجہ سے فجر کی  
نماز کے وقت پڑ کر سوتا ہے۔ ۱

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ  
فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ  
فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ (مسلم، رقم الحديث ۲۶۰ "۶۵۶")

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے  
جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ لی، تو گویا کہ اس نے آدھی رات عبادت  
کر لی، اور جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لی، تو گویا کہ اس نے پوری  
رات نماز پڑھی (اور عبادت کی) (مسلم)

اس لئے فجر کی نماز کو اپنے وقت پر اور مرد حضرات کو باجماعت پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

## سوتے وقت گڈی پر شیطان کا تین گرہیں لگانا

چوتھی بات یہ ہے کہ سوتے وقت انسان کی گدی پر شیطان لمبی نیند کے لئے تین گرہیں  
لگا دیتا ہے، جو بیدار ہونے پر اللہ کا ذکر کرنے سے کھلنا شروع ہوتی ہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

يُعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ ثَلَاثَ عُقَدٍ إِذَا نَامَ، بِكُلِّ  
عُقْدَةٍ يَضْرِبُ عَلَيْكَ لَيْلًا طَوِيلًا، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهُ انْحَلَّتْ

۱ (وینام) ڈاھلا (عن الصلاة المكتوبة) العشاء حتى يخرج وقتها، أو الصبح. لأنها التي تفوت  
بالنوم غالباً (ارشاد الساری، باب عقد الشيطان على قافية الرأس إذا لم يصل بالليل)

عُقْدَةٌ، وَإِذَا تَوَضَّأَ اِنْحَلَّتْ عَنْهُ عُقْدَتَانِ، فَإِذَا صَلَّى اِنْحَلَّتِ الْعُقْدَةُ، فَاصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلَانَ  
(مسلم، رقم الحدیث ۲۰۷۷، بخاری، رقم الحدیث ۱۱۴۲)

ترجمہ: شیطان تم میں سے کسی کی گدی پر سونے کے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے، ہر گرہ پر یہ کہہ کر پھونک دیتا ہے کہ تمہاری رات لمبی ہے، پھر جب وہ سونے والا بیدار ہوتا ہے، پھر وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے، تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، اور جب وضو کرتا ہے، تو اس کی دو گرہیں کھل جاتی ہیں، پھر جب نماز بھی پڑھ لیتا ہے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں، اور وہ تروتازہ اور پاکیزہ طبیعت کے ساتھ صبح کرتا ہے، ورنہ نفس کے خبیث اور کاہل (وسست) ہونے کی حالت میں صبح کرتا ہے (مسلم، بخاری)

لہذا نماز کے وقت بیدار ہونے پر فوراً اللہ کا ذکر کرنا چاہئے، اور اس کے بعد وضو وغیرہ کر کے نماز پڑھنی چاہئے، ورنہ شیطان کی طرف سے لمبی نیند کی گدی پر لگائی ہوئی گرہیں کھلتی نہیں ہیں، اور سستی و کاہلی پیدا ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں نماز کا وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔

## نماز کے وقت سوتے رہنے پر کان میں شیطان کا پیشاب کرنا

پانچویں بات یہ ہے کہ جو شخص صبح کو نماز کے لئے نہیں اٹھتا، اور وہ اسی حال میں لیٹے رہ کر نماز کا وقت گزار دیتا ہے، تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذِكْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقِيلَ: مَا زَالَ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحَ، مَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقَالَ: بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ (بخاری،

رقم الحدیث ۱۱۴۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ وہ سوتا رہا، یہاں تک کہ صبح ہوگئی، نماز کے لئے کھڑا نہ ہوا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذَكَرُوا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا، أَوْ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ فَلَانًا نَامَ الْبَارِحَةَ وَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى أَصْبَحَ. قَالَ: بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۷۵۳۷) ۱

ترجمہ: لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا، یا ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! فلاں آدمی رات بھر سوتا رہا اور نماز بھی نہیں پڑھی، یہاں تک کہ صبح ہوگئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے

اس کے کان میں پیشاب کر دیا (مسند احمد)

اس لئے نماز کے وقت آنکھ کھلنے پر فوراً ذکر اللہ (مثلاً بیدار ہونے کی مسنون دعاء) کر کے کھڑا ہو جانا چاہئے، اور وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر نماز پڑھنی چاہئے، اس سے شیطان کا زور ٹوٹ جاتا ہے، ورنہ شیطان کی لگائی ہوئی گرہ نہیں کھلتی، اور اوپر سے وہ کان میں پیشاب بھی کر دیتا ہے، جس سے سُستی و کاہلی واقع ہوتی ہے، اور نماز کا وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔

## نماز کے لئے بیدار ہونے کی فکر کرنا

چھٹی بات یہ ہے کہ سونے اور نیند کے لئے ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ نماز کے وقت تک نیند کا تقاضا پورا ہو جائے، اور نماز کے وقت آنکھ کھل جائے، جس میں یہ بھی داخل ہے کہ اٹھ کر نماز کو وقت پر پڑھنے کی فکر و ارادہ ہو، اور نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد اس کو ادا کرنے

۱ فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیرہ.

بغیر نہ سویا جائے، نیز عشاء کے بعد جلد از جلد سویا جائے، اور اگر نماز کے وقت سوتے رہ جانے اور بیدار نہ ہونے اور اس طرح نماز کا وقت ہاتھ سے چلے جانے کا خطرہ ہو، اور ممکن ہو تو کسی کو نماز کے وقت بیدار کرنے کا کہہ دیا جائے، یا الارم وغیرہ لگا لیا جائے۔

چنانچہ حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ

وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا (بخاری، رقم الحدیث ۵۳۵، ترمذی، رقم الحدیث ۱۶۸) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو اور عشاء کی نماز

کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے تھے (بخاری، ترمذی)

عشاء سے پہلے سونے کے ناپسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے مکروہ یا قضاء ہونے، یا جماعت چھوٹ جانے کا اندیشہ ہے۔

اور عشاء کے بعد دنیاوی گفتگو یا دنیاوی کاموں میں مشغولی کے نتیجے میں فجر کی نماز کے وقت

تک نیند کا تقاضا پورا نہ ہونے کی وجہ سے نماز کے وقت بیدار نہ ہونے کا خطرہ ہے۔ ۲

۱ قال الترمذی: وفي الباب عن عائشة، وعبد الله بن مسعود، وأنس، حديث أبي برة حديث حسن صحيح وقد كره أكثر أهل العلم النوم قبل صلاة العشاء، ورخص في ذلك بعضهم، وقال عبد الله بن المبارك: أكثر الأحاديث على الكراهية، ورخص بعضهم في النوم قبل صلاة العشاء في رمضان.

۲ قوله والحديث بعدها أي المحادثه وسيأتي بعد أبواب أن هذه الكراهية مخصوصة بما إذا لم يكن في أمر مطلوب وقيل الحكمة فيه لتلا يكون سببا في ترك قيام الليل أو للاستغراق في الحديث ثم يستغرق في النوم فيخرج وقت الصبح (فتح البارى لابن حجر، قوله باب ما يكره من النوم قبل العشاء)

قوله وكان يكره النوم قبلها والحديث بعدها لأن النوم قبلها قد يؤدي إلى إخراجها عن وقتها مطلقا أو عن الوقت المختار والسمر بعدها قد يؤدي إلى النوم عن الصبح أو عن وقتها المختار أو عن قيام الليل وكان عمر بن الخطاب يضرب الناس على ذلك ويقول أسمرا أول الليل ونوما آخره وإذا تقرر أن علة النهي ذلك فقد يفرق فارق بين الليالي الطوال والقصار ويمكن أن تحمل الكراهة عليا لاطلاق حسما للمادة لأن الشيء إذا شرع لكونه مظنة قد يستمر فيصير مثنة والله أعلم (فتح البارى لابن حجر، قوله باب ما يكره من السمر بعد العشاء)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ، اضْطَجَعَ عَلَى يَمِينِهِ، وَإِذَا عَرَّسَ قُبِيلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ (مسلم، رقم الحديث ۶۸۳، ۳۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تھے، پھر رات کے وقت سوتے تھے، تو اپنی دائیں کروٹ پر سوتے تھے، اور جب صبح سے کچھ دیر پہلے سوتے تھے تو اپنی کہنی کو کھڑا کر کے اپنے سر کو اپنی دائیں ہتھیلی پر رکھ کر سوتے تھے (مسلم)

یہ مضمون تھوڑے بہت فرق کے ساتھ اور روایات میں بھی آیا ہے۔<sup>۱</sup> نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح فرق کے ساتھ سونے کی وجہ یہ تھی کہ جب رات کا کافی وقت باقی اور صبح کا وقت دور ہوتا تھا، تو آرام کے ساتھ سونے کی صورت میں صبح کی نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ نہیں ہوتا تھا، اور جب صبح کا وقت قریب ہوتا تھا، تو کہنی کھڑی کر کے ہتھیلی پر سر رکھ کر سونے کی وجہ یہ تھی تاکہ غفلت کی نیند کی وجہ سے صبح کی نماز فوت نہ ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی عام معمول کے مطابق سوئے اور نماز کے وقت بیدار ہو جانے کی عادت و معمول ہو، تب تو خیر ہے، ورنہ اگر نماز فوت ہونے کا خوف ہو، خواہ تاخیر سے سونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے، تو سوتے وقت اپنی طرف سے نماز کے وقت بیدار

۱۔ عن أبي قتادة، عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثله. وزاد قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا عرس وعليه ليل أو سد يمينه، وإذا عرس الصبح وضع رأسه على كفه اليميني، وأقام ساعده (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۲۵۳۶)

فی حاشیة مسند احمد: إسنادہ صحیح علی شرط مسلم.

عن أبي قتادة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا عرس بليل اضْطَجَعَ عَلَى يَمِينِهِ، وَإِذَا عَرَّسَ قَبْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعِيهِ نَصْبًا، وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يَخْرُجْ جَاهُ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۶۳۱)

ہو جانے کا کوئی اہتمام و انتظام کرنا چاہیے۔ ۱  
حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سِرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً، فَقَالَ: بَعْضُ الْقَوْمِ: لَوْ  
عَرَسْتُمْ بِنَا يَارَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: أَخَافُ أَنْ تَنَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ  
بِلَالٌ: أَنَا أَوْ قِظْتُكُمْ، فَاصْطَجِعُوا، وَأَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهُ إِلَى رَاحِلَتِهِ،  
فَعَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ طَلَعَ  
حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَقَالَ: يَا بِلَالُ، أَيْنَ مَا قُلْتِ؟ قَالَ: مَا أَلْقَيْتُ عَلَيَّ  
نَوْمَةً مِثْلُهَا قَطُّ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ، وَرَدَّهَا  
عَلَيْكُمْ حِينَ شَاءَ، يَا بِلَالُ، قُمْ فَأَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلَاةِ فَتَوَضَّأْ، فَلَمَّا  
ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَاضَتْ، قَامَ فَصَلَّى (بخاری، رقم الحديث ۵۹۵)

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کے وقت سفر کر رہے تھے، تو بعض  
لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اگر ہمیں کچھ آرام کروادیں، تو نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ تم نماز کے وقت سوتے نہ رہ جاؤ، حضرت  
بلال نے عرض کیا: کہ میں تمہیں جگا دوں گا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام  
لیٹ کر سو گئے، حضرت بلال نے اپنی پیٹھ کا اپنے کجاوے (یعنی جانور پر رکھی  
جانے والی نشست) سے سہارا لے لیا، تو آپ کی آنکھوں پر نیند غالب آگئی اور  
آپ بھی سو گئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، اور سورج طلوع ہو چکا تھا،

۱ (کان إذا عرس) بالتشديد أى نزل وهو مسافر آخر الليل للاستراحة والتعريس نزل  
المسافر آخر الليل نزله للنوم والاستراحة (وعليه ليل) وفي رواية للترمذى بليل أى زمن ممتد منه  
(توسد يمينه) أى يده اليمنى أى جعلها وسادة لرأسه ونام نوم المتمكن لاعتماده على الانتباه وعدم  
فوت الصبح لبعده (وإذا عرس قبل الصبح) أى قبيله (وضع رأسه على كفه اليمنى وأقام ساعده)  
لئلا يتمكن من النوم فتوته الصبح كما وقع فى قصة الوادى فكان يفعل ذلك لأنه أعون على  
الانتباه وذلك تشريع وتعليم منه لأئمة لئلا ينقل بهم النوم فيفوتهم أول الوقت (فيض القدير شرح  
الجامع الصغير، رقم الحديث ۶۷۴۵)

آپ نے فرمایا کہ اے بلال! آپ کا وعدہ کہاں گیا؟ حضرت بلال نے عرض کیا کہ مجھے ایسی شدید نیند کبھی نہیں آئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تمہاری روحوں کو جب چاہے (نیند طاری کر کے) قبض کر لیتا ہے اور جب چاہے تم پر (بیدار کر کے) واپس لوٹا دیتا ہے۔ اے بلال! آپ کھڑے ہو کر لوگوں کے لیے نماز کی اذان دیجیے، پھر آپ نے وضو کیا، پھر جب سورج بلند ہو گیا، اور روشنی پھیل گئی، تو آپ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سورج طلوع ہونے یعنی فجر کی نماز کا وقت نکل جانے کے بعد بیدار ہوئے تھے۔

اور مسند احمد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ:

ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ، وَصَلُّوا الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلُّوا الْفَجْرَ، ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْنَا. فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: فَرَطْنَا فِي صَلَاتِنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَقُولُونَ؟ إِنْ كَانَ أَمْرُ دُنْيَاكُمْ فَشَأْنُكُمْ، وَإِنْ كَانَ أَمْرُ دِينِكُمْ فَأَيُّيَّ. قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَرَطْنَا فِي صَلَاتِنَا. فَقَالَ: لَا تَفْرِيطُ فِي النَّوْمِ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقِظَةِ، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَصَلُّوْهَا، وَمِنَ الْغَدِ وَقْتَهَا (مسند احمد) ۱

ترجمہ: پھر حضرت بلال نے اذان دی، اور سب نے فجر سے پہلے کی دو رکعتیں پڑھیں، پھر فجر کی نماز پڑھی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم سوار ہو گئے، اور بعض صحابہ نے بعض کو کہا کہ ہم نے (نماز کا وقت گزرنے کے بعد بیدار ہو کر) اپنی نماز میں کوتاہی سے کام لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اگر تمہاری دنیا کا معاملہ ہو، تو تمہیں کہنے کا حق ہے، اور اگر تمہارے دین کا معاملہ

۱ رقم الحدیث ۲۲۵۴۶.

فی حاشیة مسند احمد: إسنادہ صحیح علی شرط مسلم.

ہو، تو اس کا حق مجھے ہے، ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے اپنی نماز میں کوتاہی کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند میں (سوتے رہ جانے کی وجہ سے نماز قضا ہونے پر) کوتاہی نہیں ہوتی، کوتاہی تو بیداری کی حالت میں (نماز قضا کر دینے سے) ہوتی ہے، پس جب ایسا ہو جائے (یعنی تم اتفاقاً نماز کے وقت سوتے رہ جاؤ) تو تم (بیدار ہونے پر) اس نماز کو پڑھ لو، اور اگلے دن اس کے وقت میں بھی (پڑھ سکتے ہو) (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ جب نماز کے وقت سوتے رہ جانے کی وجہ سے نماز کے فوت و قضا ہو جانے کا ڈر ہو، تو اٹھ کر نماز پڑھنے کا ارادہ کر کے اور کسی کو بیدار کرنے اور جگانے کے لیے مقرر کر کے سونا چاہیے، جس میں آج کل کا ”الارم“ (Alarm) بھی داخل ہے، پھر اس کے باوجود بھی اگر آنکھ نہ کھلے اور سوتے رہ جانے کی وجہ سے نماز قضا ہو جائے، تو نماز کو قضا کرنے کا گناہ نہیں ہوگا، بشرطیکہ وقت پر آنکھ نہ کھلی ہو، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔ اور اگر وقت پر آنکھ کھل گئی، اور شعور ہونے کے باوجود پھر بھی غفلت و لاپرواہی اختیار کی اور دوبارہ سو گیا، جب کہ اٹھ کر نماز پڑھنے میں کوئی معقول اور واقعی عذر بھی نہیں تھا، سوائے سستی، کاہلی یا غفلت کے، جس کی وجہ سے نماز قضا ہو گئی، تو پھر گناہ گار ہوگا۔ ۱

۱۔ لا یعلم خلاف بین الفقہاء فی أن تأخیر الصلاة عن وقتها بدون عذر ذنب عظیم، لا یرفع إلا بالتوبة والندم علی ما فرط من العبد، وقد سمی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من فعل ذلك بأنه مفرط أی مقصر، حیث قال: لیس التفریط فی النوم، إنما التفریط فی اليقظة. أما تأخیرها بعذر النسيان، فلا تعلم خلافاً بین الفقہاء أيضاً فی أن العبد غیر مؤاخذ علی هذا التأخیر لقوله صلی اللہ علیہ وسلم: رفع عن أمتی الخطأ والنسيان وما استكرهوا علیہ. وأما تأخیرها بعذر النوم، فالذی يفهم من قوله صلی اللہ علیہ وسلم: لیس فی النوم تفریط، إنما التفریط فی اليقظة، فإذا نسی أحدكم صلاة أو نام عنها فليصلها إذا ذكرها. أن النوم الذی یرتب علیہ تأخیر الصلاة عن وقتها لا يؤاخذ علیہ العبد، ولا يعتبر مفرطاً، وقد نام النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن صلاة الصبح فی حدیث التعریس عن أبی قتادة قال: سرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلة، فقال بعض القوم: لو عرست بنا یا رسول اللہ، قال: أخاف أن تناموا ﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



## نیندا اور بھول میں نماز قضاء ہونے پر کوتاہی و گناہ نہ ہونا

ساتویں بات یہ ہے کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سونے والا سونے سے پہلے نماز کے لئے جاگنے کے ارادہ و اہتمام میں کوتاہی سے کام نہ لے، یا کسی عذر کی وجہ سے دیر سے سوئے، اور پھر وہ نماز کے وقت میں سوتا رہ جائے، یا اس کو نماز پڑھنا یاد نہ رہے، اور اسی حالت میں نماز کا وقت گزر جائے، تو وہ کوتاہی کرنے والا اور گناہ گار شمار نہیں ہوتا، بشرطیکہ یاد آنے یا بیدار ہونے کے بعد جلد از جلد اس نماز کو پڑھ لے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ حُنَيْنٍ سَارَ لَيْلَةً حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكُرَى عَرَسَ وَقَالَ: لِبَلَالٍ اِحْتِالًا لَنَا اللَّيْلَ، فَصَلَّى بِلَالٍ مَا قُدِرَ لَهُ وَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَقَارَبَ الصُّبْحُ اسْتَسْنَدَ بِلَالٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ يُوَاجِهُ الْفَجْرَ فَعَلَبَتْ بِلَالٌ عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَسْنِدٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن الصلاة، قال بلال: أنا أوقظكم، فاضطجعوا، وأسند بلال ظهره إلى راحلته، فغلبته عيناه فنام، فاستيقظ النبي صلى الله عليه وسلم وقد طلع حاجب الشمس فقال: يا بلال أين ما قلت؟ فقال: ما ألقيت على نومة مثلها قط، قال: إن الله قبض أرواحكم حين شاء، وردها عليكم حين شاء، يا بلال قم فأذن الناس بالصلاة، فتوضأ، فلما ارتفعت الشمس، وابتاضت، قام فصلى بالناس .  
غير أنه يفهم من هذا الحديث أنه إذا غلب على ظنه أنه لو نام تفوته الصلاة يكلف أحداً يبايظاه، وهو ما يفهم من مذهب الحنفية والمالكية . وقد قال الحنفية: إنه يكره النوم قبل صلاة العشاء، وهو مذهب مالك والشافعية وأحمد، لحديث أنه صلى الله عليه وسلم كان يكره النوم قبلها والحديث بعدها . وفى قول للشافعية يكره النوم قبل الصلاة فى جميع الأوقات، والظاهر عندهم كراهة النوم بعد دخول الوقت، أما قبل دخوله فجائز عندهم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۷، ص ۸۷، مادة، أوقات الصلاة، تأخير الصلاة بلا عذر)

حَتَّىٰ ضَرَبْتَهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَوْلَهُمْ اسْتِيقَاطًا فَفَزِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ : أَيْ  
 بِلَالٍ " فَقَالَ بِلَالٌ أَخَذَ بِنَفْسِي الْيَدِىَّ أَخَذَ بِنَفْسِكَ بِأَبِي أَنْتَ  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ : اِقْتَادُوا رَوَاحِلَكُمْ ثُمَّ تَوَضَّأُوا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِلَالٌ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَقَالَ : مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ أَوْ نَامَ  
 عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ : وَأَقِمِ الصَّلَاةَ  
 لِلذِّكْرِى (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۲۰۶۹) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حنین کے غزوہ سے واپس لوٹے تو رات کو  
 سفر کیا، یہاں تک کہ جب آپ کو لمبے سفر کی وجہ سے تھکن ہوگئی، تو آرام کیا، اور  
 حضرت بلال سے فرما دیا کہ ہمارے لئے آپ رات کو (جاگ کر) پہرہ دو، تو  
 حضرت بلال نے جتنی مقدر میں تھی، جاگ کر نماز پڑھی، اور رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سو گئے، جب صبح کا وقت قریب آیا، تو حضرت بلال اپنی  
 سواری کے کجاوہ (ونشت) پر سہارا لے کر طلوع فجر کے انتظار میں بیٹھ گئے، تو  
 آپ کی آنکھوں پر نیند غالب آگئی، اور وہ اسی حال میں اپنے کجاوہ سے ٹیک  
 لگائے ہوئے سو رہے تھے، پھر (فجر کی نماز کے وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور آپ کے صحابہ اور حضرت بلال میں سے کوئی بھی بیدار نہیں ہو سکا، یہاں تک  
 کہ اُن پر سورج کی دھوپ پڑی، تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 بیدار ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا کہ اے بلال! تو حضرت بلال نے عرض کیا کہ مجھ کو بھی اسی چیز نے پکڑ لیا  
 تھا، جس نے اے اللہ کے رسول! آپ کو پکڑ لیا تھا (یعنی نیند نے) رسول اللہ صلی

۱ فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی سواریوں کو یہاں سے لے کر چلو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، اور حضرت بلال کو اذان و اقامت کا حکم فرمایا، پھر نماز کھڑی کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کو بھول جائے، یا نماز کے وقت سوتا رہ جائے، تو اس نماز کو یاد آنے (یا بیدار ہونے پر) پڑھ لے، کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ تم نماز کو میری یاد کے لئے قائم کرو (ابن

حبان)

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اس موقع پر سورج طلوع ہونے بلکہ دھوپ کے اپنے اوپر پڑنے کے بعد بیدار ہوئے تھے، اور فجر کی نماز قضاء ہو چکی تھی، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کھلنے کے بعد صحابہ کرام سے یہ بھی فرمایا کہ تم اس جگہ سے منتقل ہو جاؤ، جس میں تمہیں غفلت واقع ہوئی، پھر آگے ایک جگہ پہنچ کر نماز پڑھی۔ ۱

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت ذی مخمر حبشی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کے واقعہ میں روایت ہے کہ:

فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَرَطْنَا، قَالَ: لَا، قَبَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
أَرْوَاحَنَا وَقَدْ رَدَّهَا إِلَيْنَا، وَقَدْ صَلَّيْنَا (مسند احمد) ۲

ترجمہ: تو ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! ہم نے (فجر کی نماز

۱ عن ابي هريرة، في هذا الخبر، قال: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تحولوا عن مكانكم الذي أصابتكم فيه الغفلة، قال فأمر بلالا فأذن وأقام وصلى (ابوداؤد، رقم الحديث ۴۳۶)

۲ رقم الحديث ۱۶۸۲۲، المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ۴۶۶۲، مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ۱۰۷۳.

في حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

وقال الهيثمي: رواه أحمد والطبراني في الأوسط، ورجال أحمد ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۹۲، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

کے وقت سوتے رہ جانے کی وجہ سے) کوتاہی کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، اللہ عزوجل نے ہماری روحوں کو (نیند کی وجہ سے) قبض کر لیا تھا، اور (پھر جس وقت چاہا) اُن کو ہماری طرف لوٹا دیا (یعنی ہمیں بیدار کر دیا) اور ہم نے نماز پڑھ لی (مسند احمد، طبرانی)

اور حضرت زید بن اسلم سے مروی ایک مرسل روایت میں فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کے واقعہ میں مروی ہے کہ:

فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ . ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ، وَقَدْ رَأَى مِنْ فَرَغِهِمْ. فَقَالَ:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَنَا، وَلَوْ شَاءَ لَرَدَّهَا إِلَيْنَا فِي حِينٍ غَيْرِ هَذَا . فَإِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، أَوْ نَسِيَهَا، ثُمَّ فَرَعَ إِلَيْهَا، فَلْيُصَلِّهَا، كَمَا كَانَ يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا (موطا مالک، رقم الحديث ۳۶"۱۱"، باب النوم عن الصلاة)

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، اور آپ نے لوگوں کی گھبراہٹ کو دیکھ لیا تھا، پھر فرمایا کہ اے لوگو! بے شک اللہ نے ہماری روحوں کو (نیند کی وجہ سے) قبض کر لیا تھا، اور اگر اللہ چاہتا، تو اُن روحوں کو اس وقت کے علاوہ (کسی اور وقت) لوٹاتا (یعنی اس کے بھی بعد بیدار کرتا) پس جب تم میں سے کوئی نماز سے سوتا رہ جائے، یا نماز کو بھول جائے، پھر نماز کے لئے گھبرا کر اُٹھے، تو (یاد آئے یا بیدار ہونے پر) اس نماز کو پڑھ لے، جیسا کہ وہ اس کے وقت میں پڑھا کرتا تھا (موطا مالک)

اس طرح کی حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هَذِهِ الْأَرْوَاحَ عَارِيَّةَ فِي أَجْسَادِ الْعِبَادِ يَقْبِضُهَا  
وَيُرْسِلُهَا إِذَا شَاءَ.

ترجمہ: اے لوگو! یہ روہیں (اللہ کی طرف سے) بندوں کے جسموں میں عاریت  
(وامانت) ہیں، اللہ جب چاہے اُن کو (نیند کی وجہ سے) قبض کر لیتا ہے، اور  
جب چاہے (بیدار کر کے) واپس کر دیتا ہے (بزار) ۱

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا  
التَّفْرِيطُ فِيمَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى  
حِينَ يَنْتَبِهُ لَهَا (نسائی، رقم الحدیث ۶۱۵، باب فِيمَنْ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند کی حالت میں (نماز قضا  
ہو جائے تو) کوتاہی شمار نہیں ہوتی، کوتاہی تو اس شخص کی ہے کہ جس نے نماز نہیں  
پڑھی، یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ گیا، جبکہ وہ نماز کے وقت جاگا ہوا بھی تھا  
(نسائی)

۱۔ وحدثنا عمر بن محمد بن محمد بن الحسن، حدثنا أبي عن عتبة أبي عمرو، عن  
الشعبي، عن أنس، قال: كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فقال: من  
يكلأنا الليلة؟ فقلت: أنا فنام ونام الناس ونمت فلم نستيقظ إلا بحر الشمس فقال: أيها  
الناس إن هذه الأرواح عارية في أجساد العباد يقبضها ويرسلها إذا شاء فاقضوا  
حوادثكم على رسلكم فقضينا حوائجنا على رسلنا وتوضأنا وتوضأ النبي صلى الله عليه  
وسلم وصلى ركعتي الفجر قبل الصلاة، ثم صلى بنا (مسند البزار، رقم الحدیث  
۷۴۷۴)

قال البزار: وهذا الحديث لا نعلم رواه عن الشعبي، عن أنس إلا عتبة، ولا حدث به إلا محمد بن  
الحسن الأسدي.

وقال الهيثمي: رواه البزار، وفيه عتبة أبو عمرو وروى عن الشعبي وروى عنه محمد بن الحسن  
الأسدي، ولم أجد من ذكره، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث  
۱۸۰۲، باب فِيمَنْ نَامَ عَنِ صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا)

اور صحیح مسلم میں یہ حدیث ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

أَمَّا إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلَى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَنْتَبِهَ لَهَا (مسلم) ۱

ترجمہ: خبردار ہو جاؤ کہ نیند میں تفریط (کوٹاہی) نہیں ہے، تفریط (کوٹاہی) تو اس شخص پر ہے کہ جس نے نماز نہیں پڑھی، یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ گیا، پس جس شخص نے (نیند کی وجہ سے) نماز نہیں پڑھی، تو اسے چاہئے کہ جب بیدار ہو، تو اس وقت نماز پڑھے (مسلم)

اور سنن ترمذی میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوْمَهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ. فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقْظَةِ. فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً، أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا (ترمذی) ۲

ترجمہ: لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی نیند کی وجہ سے نماز رہ جانے کا ذکر کیا۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند میں کوٹاہی نہیں کہلاتی، بلکہ کوٹاہی تو جاگتے میں کہلاتی ہے، پس جب تم میں سے کوئی نماز کو بھول جائے، یا نماز کے وقت سوتا رہ جائے، تو اسے چاہیے کہ جب اسے یاد آئے (یا بیدار ہو) تو اس نماز کو پڑھے (ترمذی)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح کے واقعہ کے ذیل میں اللہ کی طرف سے اس طرح بیدار ہونے اور یاد آنے کے بعد نماز پڑھ لینے کی رعایت پر بہت زیادہ خوش ہونے کی

۱ رقم الحدیث ۱۵۹۴، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها.

۲ رقم الحدیث ۱۷۷، باب ما جاء في النوم عن الصلاة.

روایت بھی مروی ہے۔ ۱

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی وقت اتفاق سے کوئی نماز کے وقت سوتا رہ جائے اور اس کی آنکھ نہ کھلے، یا نماز پڑھنا یاد نہ رہے، اور اسی حال میں نماز کا وقت ختم ہو جائے، تو اس کو نماز قضا کرنے کا گناہ نہیں ہوتا، بشرطیکہ بیدار ہونے اور اسی طرح یاد آنے کے بعد اس نماز کو پڑھ لے۔

## یاد آنے یا بیدار ہونے پر جلد نماز پڑھنا

آٹھویں بات یہ ہے کہ اگر کوئی اپنی طرف سے غفلت اختیار نہ کرے، اور پھر نماز کے وقت سوتا رہ جائے، یا نماز پڑھنا بھول جائے، تو بیدار ہونے اور یاد آنے کے بعد جلد از جلد اس نماز کو پڑھ لینا چاہئے، اور مزید تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا

إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ (صحیح مسلم) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نماز کو بھول گیا (خواہ جاگتے

ہوئے یا سوتے رہ جانے کی وجہ سے) تو اسے چاہئے کہ جب اسے نماز یاد آئے

(اور نیند سے بیدار ہو) تو اسی وقت اس نماز کو پڑھ لے، اس کا کفارہ اس کے

علاوہ اور کوئی نہیں ہے (مسلم)

۱ عن ابن عباس، قال: "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر، فعمس من

الليل فرقد، فلم يستيقظ إلا بالشمس"، قال: "فأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم

بلا لا فاذن، فصلى ركعتين" قال: فقال ابن عباس: "ماتسرنى الدنيا وما فيها بها -

يعنى الرخصة (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۳۳۹)

فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیره.

۲ رقم الحديث ۱۱۰۲، باب قضاء الصلاة الفاتنة واستحباب تعجيل قضائها.

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا

فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا (صحیح مسلم) ۱

ترجمہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نماز کو بھول گیا یا نماز کے وقت

سوتا رہ گیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب اسے نماز یاد آئے (یا بیدار ہو) تو اس نماز

کو پڑھ لے (اور اس میں کوتاہی سے کام نہ لے) (مسلم)

اور صحیح مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ غَفَلَ عَنْهَا

فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُنُورِي (صحیح مسلم) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز سے

سوتا رہ جائے یا اس سے غافل رہے تو اسے چاہئے کہ جب اسے نماز یاد آئے

(اور بیدار ہو تو) اسی وقت اس نماز کو پڑھ لے، کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ نماز کو میری

یاد کے لئے قائم کرو (مسلم)

اور حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرِهِ الَّذِي نَامُوا فِيهِ

حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْكُمْ

أَرْوَاحَكُمْ، فَمَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا اسْتَيْقَظَ، وَمَنْ نَسِيَ

صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۸۹۵) ۳

۱۔ رقم الحدیث ۱۱۰۳، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها.

۲۔ رقم الحدیث ۱۱۰۴، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها.

۳۔ فی حاشیة مسند ابی یعلیٰ: إسناده صحیح.

وقال الهیثمی: رواه أبو یعلیٰ والطبرانی فی الکبیر، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم

الحدیث ۱۸۰۳، باب فیمن نام عن صلاة أو نسيها)



ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس سفر میں جس میں وہ سورج طلوع ہونے تک سوتے رہ گئے تھے، فرمایا کہ تم (سونے کی وجہ سے) فوت ہو گئے تھے، تو اللہ نے تمہاری طرف تمہاری روحوں کو (بیدار کر کے) لوٹا دیا ہے، پس جو کوئی نماز سے سوتا رہ جائے، تو اسے چاہئے کہ جب بیدار ہو تو نماز پڑھ لے، اور جو کوئی نماز بھول جائے، تو اسے چاہئے کہ جب یاد آئے، تو نماز پڑھ لے (ابو بکر)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَانَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَكْلُونَا فَقَالَ بِلَالٌ: أَنَا، فَنَامُوا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقِظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: افْعَلُوا كَمَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ، قَالَ: فَفَعَلْنَا، قَالَ: فَكَذَلِكَ فَافْعَلُوا لِمَنْ نَامَ أَوْ نَسِيَ (سنن ابی داود، رقم الحدیث ۴۴۷)

ترجمہ: (صلح) حدیبیہ کے زمانہ میں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا پہرہ کون دے گا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں، پس سب لوگ سوتے رہے، یہاں تک کہ سورج نکل آیا، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، تو فرمایا کہ تم ویسا ہی کرو، جیسا کرتے تھے (یعنی حسب معمول نماز پڑھو) پس ہم نے ایسا ہی کیا، پس اسی طرح جب کوئی سوتا رہ جائے یا بھول جائے تو تم بھی ایسا ہی کرو (ابوداؤد)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورج طلوع ہونے کے بعد بیدار ہوئے تھے، اور آپ نے وضو وغیرہ کر کے اسی وقت فجر کی قضا نماز پڑھ لی تھی۔

اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا

فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا (مسند البزار، رقم الحديث ۳۶۹۳) ۱  
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی نماز بھول جائے، یا نماز سے سوتا رہ جائے، تو اسے چاہئے کہ جب اُسے نماز یاد آئے (یا بیدار ہو) تو وہ نماز پڑھ لے (بزار)

اس طرح کی احادیث حضرت سمرہ بن جندب اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی سندوں سے بھی مروی ہیں۔ ۲  
اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَامَ عَنِ الْوُتْرِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ (ترمذی، رقم الحديث ۳۶۵)  
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو وتر کی نماز سے سوتا رہ گیا، یا اس کو بھول گیا، تو اسے چاہئے کہ جب یاد آئے، اور جب بیدار ہو، تو وتر کی نماز پڑھ لے (ترمذی)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ زَوْجِي صَفْوَانَ بْنِ الْمَعْطَلِ يَضُرُّنِي إِذَا صَلَّيْتُ وَيُفْطِرُنِي إِذَا صُمْتُ وَلَا يُصَلِّي صَلَاةَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ . قَالَ وَصَفْوَانُ عِنْدَهُ . قَالَ فَسَأَلَهُ عَمَّا قَالَتْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا

۱ قال الهيثمي: رواه البزار، ورجاله موثقون (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۰۳، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

۲ عن سمرة بن جندب، قال: أحسبه مرفوعاً، "من نسي صلاة فليصلها حين يذكرها، ومن الغد للوقت (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۰۲۵)

في حاشية مسند أحمد: صحيح لغيره.

عن عمران بن حصين قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من نسي صلاة فليصلها إذا ذكرها (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۳۱۵)

قَوْلُهَا يَضْرِبُنِي إِذَا صَلَّيْتُ فَإِنَّهَا تَقْرَأُ بِسُورَتَيْنِ وَقَدْ نَهَيْتُهَا. قَالَ فَقَالَ لَوْ كَانَتْ سُورَةً وَاحِدَةً لَكَفَتِ النَّاسَ . وَأَمَّا قَوْلُهَا يُفْطِرُنِي فَإِنَّهَا تَنْطَلِقُ فَتَصُومُ وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَا أَصْبِرُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَوْمَئِذٍ لَا تَصُومُ امْرَأَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا . وَأَمَّا قَوْلُهَا إِنِّي لَا أَصَلِّي حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاكَ لَا نَكَاذُ نَسْتَيْقِظُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ . قَالَ فَيَاذَا اسْتَيْقِظْتَ فَصَلِّ

(سنن أبی داود) ۱

ترجمہ: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور ہم اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، اس عورت نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے شوہر صفوان بن معطل مجھے مارتے ہیں، جب میں نماز پڑھتی ہوں، اور جب میں (نفل) روزہ رکھتی ہوں تو وہ روزہ توڑ دیتے ہیں، اور فجر کی نماز سورج طلوع ہونے سے پہلے نہیں پڑھتے۔

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ (اس خاتون کے شوہر) حضرت صفوان اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بیوی کی شکایت کے متعلق معلوم کیا تو حضرت صفوان نے عرض کیا کہ ان کو نماز پڑھنے پر مارنے کی وجہ تو یہ ہے کہ یہ نماز میں دو (لمبی لمبی) سورتیں پڑھتی ہیں، اور میں نے ان کو ان لمبی سورتوں کے پڑھنے سے منع کر رکھا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک ہی

۱ رقم الحدیث ۲۴۶۱، باب الْمَرْأَةُ تَصُومُ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۱۷۵۹، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۵۴۶.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه (حوالہ بالا) و فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غير عبد الله بن أحمد، فقد أخرج له النسائي، وهو ثقة، وقد توبع.

سورت ہو تو بھی لوگوں کو کافی ہے (لہذا شوہر کی اجازت کے بغیر دو لمبی لمبی سورتیں پڑھنے کی ضرورت نہیں)

رہی ان کی روزہ توڑ وادینے کی شکایت تو یہ خود جا کر (نظمی) روزہ رکھ لیتی ہیں، اور میں جوان آدمی ہوں، مجھ سے (صحبت کئے بغیر) صبر نہیں ہوتا (اور ان کے روزہ رکھنے کی وجہ سے میرے حق زوجیت کے تقاضہ کے پورا ہونے میں خلل آتا ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت کسی دن کا (نظمی) روزہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی۔

اور رہی ان کی یہ شکایت کہ میں سورج طلوع ہونے سے پہلے نماز نہیں پڑھتا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ایسے گھر والے ہیں کہ جن کے بارے میں (رات کو دیر تک کام کاج کی مشغولیت) سب کو معلوم ہے، جس کی وجہ سے سورج طلوع ہونے سے پہلے ہماری آنکھ نہیں کھل پاتی (اور ایسا شخص شریعت کی نظر میں معذور ہے، اور گناہ گار نہیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ بیدار ہوں، تو اس وقت نماز پڑھ لیا کریں (ابوداؤد، حاکم، مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کسی نماز کو بھول جائے، یا کسی نماز کے وقت سوتا رہ جائے، تو یاد آنے یا آنکھ کھلنے پر جلد از جلد اس نماز کو پڑھ لینا چاہئے، اور مزید تاخیر نہیں کرنی چاہئے، ایسی صورت میں امید ہے کہ وہ گناہ گار نہیں ہوگا۔

۱۔ الوجه الثامن والعشرون

إذا أراد أن ينام قبل الوقت، ويغلب على ظنه أن نومه يستغرق الوقت، لم يمتنع عليه ذلك؛ لأن التكليف لم يتعلق به بعد، ويشهد له ما ورد في الحديث: أن امرأة عابت زوجها بأنه ينام حتى تطلع الشمس فلا يصلي الصبح إلا ذلك الوقت، فقال: إنا أهل بيت معروف لنا ذلك - أي: ينامون من الليل حتى تطلع الشمس - فقال النبي صلى الله عليه وسلم: (إذا استيقظت فصل. (أو ما هذا معناه) (إبراز الحكم من حديث رفع القلم لتقى الدين السبكي، ج ۱، ص ۲۰)

## طلوع یا غروب کے وقت آنکھ کھلنے پر فجر یا عصر پڑھنا

اب آخر میں یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ مذکورہ احادیث میں نماز کے وقت سوتے رہ جانے یا بھول جانے والے شخص کو بیدار ہوتے ہی اور یاد آجاتے ہی نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اور ان احادیث میں سورج غروب یا طلوع ہونے کے وقت کی کوئی قید نہیں لگائی گئی، لہذا اگر کوئی فجر یا عصر کے وقت سوتا رہ گیا، یا اسے نماز پڑھنا یاد نہ رہا، اور آنکھ کھلنے اور یاد آنے کے فوراً بعد اس نے نماز پڑھنا شروع کی، مگر نماز کے درمیان سورج طلوع یا غروب ہو گیا، تو کیا اس کی نماز درست اور ادا ہو جائے گی، یا کہ نہیں؟

تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ کئی احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ اگر کسی نے عصر کی نماز پڑھنا شروع کی، اور مثلاً ایک رکعت یا اس سے زیادہ پڑھنے کے بعد سورج غروب ہو گیا، یا کسی نے فجر کی نماز پڑھنا شروع کی، اور مثلاً ایک رکعت پڑھنے کے بعد سورج طلوع ہو گیا، تو اس کی نماز درست ہو جائے گی۔

چنانچہ حضرت عطاء بن یسار، حضرت بسر بن سعید اور حضرت اعرن رحمہم اللہ، یہ تمام تابعین حضرات، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ، وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ  
(بخاری، رقم الحدیث ۵۷۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فجر کی ایک رکعت سورج طلوع ہونے سے پہلے پالی، تو اس نے فجر کی نماز کو پالیا، اور جس نے عصر کی ایک رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے پالی، تو اس نے عصر کی نماز کو پالیا (بخاری)

اور حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ، قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَلْيَتِمَّ صَلَاتَهُ، وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَلْيَتِمَّ صَلَاتَهُ (بخاری، رقم الحديث ۵۵۶، نسائی، رقم الحديث ۵۱۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عصر کی نماز کے سجدہ (یعنی ایک رکعت) کو سورج غروب ہونے سے پہلے پالے، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی عصر کی نماز کو پورا کرے، اور جب فجر کی نماز کے سجدہ (یعنی ایک رکعت) کو سورج طلوع ہونے سے پہلے پالے، تو اسے چاہئے کہ اپنی فجر کی نماز کو پورا کرے (بخاری، نسائی)

اور حضرت ابوسلمہ کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ إِلَّا أَنْ يَقْضَى مَا فَاتَهُ (القراءة خلف الامام للبخاری، رقم الحديث ۱۳۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز کی ایک رکعت پالی، تو اُس نے نماز پالی، مگر یہ کہ جو (نماز کا حصہ) اُس سے رہ جائے، وہ اُسے (قضاء کے طور پر) پڑھ لے (قراءة خلف الامام)

اور حضرت بشیر بن نہیک رحمہ اللہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلَّى يَعْينِي رَكْعَتِي الصُّبْحِ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَلْيَتِمَّ صَلَاتَهُ (مسند احمد) ۱

۱ رقم الحديث ۸۰۵۶.

فی حاشیة مسند احمد: صحیح.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فجر کی دو رکعت نماز کو پڑھنا شروع کیا، پھر سورج طلوع ہو گیا، تو اُسے چاہئے کہ وہ اپنی (فجر کی) نماز پوری کرے (مسند احمد)

اور حضرت بشیر بن نہیک کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَلْيُصَلِّ إِلَيْهَا أُخْرَى (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۱۵۸۱) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے (فجر کی) نماز کی ایک رکعت پالی، پھر سورج طلوع ہوا، تو اُسے چاہئے کہ اُس (ایک رکعت) کے ساتھ دوسری (رکعت) ملا لے (اور اس طرح دونوں رکعتیں مکمل کر لے) (ابن حبان)

اور حضرت ابوصالح رحمہ اللہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ أَوْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ (مسند البزار، رقم الحدیث ۹۲۵۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے صبح کی نماز کی ایک رکعت پالی، تو اُس نے (فجر کی) نماز پالی، اور جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک یا دو رکعتیں پالیں، تو اُس نے (عصر کی) نماز

۱ فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحيح على شرط الصحيح.

پالی (بزار)

اس طرح کی اور بھی روایت ہے۔ ۱

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ  
الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ  
الْفَجْرِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَرَكْعَةً بَعْدَ مَا تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ  
أَدْرَكَهَا (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۱۵۸۲) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی، تو اُس نے (عصر کی) نماز پالی، اور جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی، اور ایک رکعت سورج طلوع ہونے کے بعد پائی، تو اُس نے (فجر کی) نماز پالی (ابن حبان)

ملاحظ رہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سمیت، اس حدیث کو نقل کرنے والے متعدد تابعین حضرات ہیں۔

۱ عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال : " من أدرك ركعة من صلاة الصبح قبل طلوع الشمس ، فقد أدرك الصلاة ، ومن أدرك ركعتين من العصر ، قبل أن تغيب الشمس ، فقد أدرك الصلاة (مسند أحمد، رقم الحديث ۹۹۱۸)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح دون قولہ " : ركعتين من العصر " فهی رواية شاذة، تفرد بها أبو صالح دون أصحاب أبي هريرة عنه.

لیکن حضرت ابوصالح کی مسند بزار کی روایت میں ایک یاد رکھتوں کا ذکر ہے، جیسا کہ پہلے گزرا، اور مطلب یہ ہے کہ جس نے عصر کی ایک یاد رکھتیں پڑھ لیں، پھر سورج غروب ہوا، اور ظاہر ہے کہ اس اعتبار سے یہ الفاظ شاذ نہیں ہیں، اور ایک یاد رکھتوں کا ذکر بطور تمثیل کے ہے، ورنہ بعض روایات میں رکعت اور رکعتیں وغیرہ کی قید کے بغیر نماز کے دوران طلوع یا غروب ہونے پر نماز پالینے یا مکمل کر لینے کا حکم مذکور ہے۔

۲ فی حاشیة ابن حبان : (مسند صحیح علی شرطہما.



اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی یہی مضمون مروی ہے۔ ۱  
حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ، اس طرح کی حدیث حضرت  
عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے بھی صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔  
چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ  
سَجْدَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، أَوْ مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ، فَقَدْ  
أَدْرَكَهَا، وَالسَّجْدَةُ إِنَّمَا هِيَ الرَّكْعَةُ (مسلم، رقم الحديث ۲۰۸)

۱۔ عن زيد بن أسلم، عن عبد الرحمن بن الأعرج، وفلان يشهدان على أبي هريرة،  
أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من أدرك ركعة من صلاة الفجر قبل أن تطلع  
الشمس لم تفته، ومن أدرك ركعة من صلاة العصر قبل أن تغيب الشمس لم تفته  
(المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث ۲۹۴۲)

عبد الرزاق عن الثوري عن الأعمش عن ذكوان عن أبي هريرة قال من أدرك ركعة من  
الفجر قبل طلوع الشمس فقد أدركها ومن أدرك من العصر ركعتين قبل غروب  
الشمس فقد أدركها (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۲۲۲۸)

عبد الرزاق عن الثوري عن الأعمش عن أبي هريرة قال من أدرك ركعة من الفجر قبل  
طلوع الشمس فقد أدرك ومن أدرك من العصر ركعتين قبل غروب الشمس فقد  
أدرك (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۲۲۲۹)

عن أبي رافع، عن أبي هريرة، أن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: من صلى ركعة من  
صلاة الصبح، ثم طلعت الشمس فليتم صلاته كلا الإسنادين صحيحان، فقد احتجا  
جميعاً بخلاس بن عمرو وشاهدا (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۰۱۳)

عن أبي رافع، عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ، عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنه  
قال: من أدرك من صلاة الغداة ركعة قبل أن تطلع الشمس فليصل إليها أخرى (شرح  
معاني الآثار، رقم الحديث ۲۳۲۸)

عن الزهري، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم قال: من أدرك ركعة من صلاة الغداة قبل أن تطلع الشمس فقد أدركها، ومن  
أدرك ركعة من صلاة العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدركها قال البخاري تابعه  
معمر، عن الزهري، ورواه، عطاء بن يسار، وكثير بن سعيد وأبو صالح، والأعرج، وأبو  
رافع، ومحمد بن إبراهيم، وابن عباس عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم  
(القراءة خلف الامام للبخاري، رقم الحديث ۱۲۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عصر کے سجدہ (یعنی ایک رکعت) کو سورج غروب ہونے سے پہلے پالیا، یا صبح (یعنی فجر) کے سجدہ (یعنی ایک رکعت) کو سورج طلوع ہونے سے پہلے پالیا، تو اس نے عصر اور فجر کو پالیا، اور سجدہ سے مراد رکعت ہے (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ۱  
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد، حضرت طاووس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَهَا " يُرَوَى ذَلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَهَا (مسند احمد) ۲

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت کو پالیا تو اس نے عصر کی نماز کو پالیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت کو پالیا، تو اس نے فجر کی نماز کو پالیا (مسند احمد)

اور حضرت طاووس رحمہ اللہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا (مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث ۲۲۲۷)

۱ عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من أدرك ركعة من الفجر قبل أن تطلع الشمس فقد أدركها، ومن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدركها (نسائی، رقم الحدیث ۵۵۱)

۲ رقم الحدیث ۷۷۹۸.

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت کو پالیا، تو اس نے فجر کی نماز کو پالیا (عبدالرزاق) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت سالم رحمہ اللہ سے مسئلہ روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا إِلَّا أَنَّهُ يَقْضِي مَا فَاتَهُ (نسائی، رقم الحدیث ۵۵۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی نماز کی ایک رکعت کو (وقت کے اندر) پالیا، تو اس نے اس نماز کو پالیا، مگر یہ کہ جو حصہ اس کا فوت ہو گیا، اس کو وہ قضا کرے گا (نسائی)

مذکورہ صحیح اور صریح احادیث اور ان کے ساتھ سونے والے کو بیدار ہونے اور بھول جانے والے کو یاد آنے کے فوراً بعد نماز پڑھنے کے حکم والی احادیث کے پیش نظر حنفیہ کے مشہور قول کے علاوہ دیگر محدثین و جمہور فقہائے کرام (شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ وغیرہ) کے نزدیک اگر کسی عذر (مثلاً سوتے ہوئے رہنے یا بھول جانے کی وجہ) سے فجر یا عصر کی نماز میں تاخیر ہوگئی اور طلوع یا غروب ہونے میں اتنا وقت باقی رہ گیا کہ عصر کی نماز پڑھنے کے دوران سورج غروب ہو جائے گا، یا فجر کی نماز پڑھنے کے دوران سورج طلوع ہو جائے گا، تو تب بھی عصر اور فجر کی نماز پڑھ لینی چاہئے، اور اگر نماز کے دوران سورج غروب یا طلوع ہو گیا، تو تب بھی اس کی عصر اور فجر کی نماز درست اور فریضہ ادا ہو جائے گا، اور یہ نماز باطل یا فاسد شمار نہیں ہوگی، اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ ۱

۱۔ وفي هذه النصوص كلها: دليل صريح على أن من صلى ركعة من الفجر قبل طلوع الشمس ثم طلعت الشمس أنه يتم صلاته وتجزئه، وكذلك كل من طلعت عليه الشمس وهو في صلاة الفجر فإنه يتم صلاته وتجزئه، وكذلك كل من طلعت عليه الشمس وهو في صلاة الفجر فإنه يتم صلاته وتجزئه، وهو قول جمهور العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعدهم (فتح الباری - لابن رجب، کتاب الصلاة) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

### وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

وقال الرافعي احتج الشافعي بهذا الحديث على أن وقت العصر يبقى إلى غروب الشمس واحتج به أيضا على أن من صلى في الوقت ركعة والباقي خارج الوقت تكون صلاته جائزة مؤداة وعلى أن المعمور إذا زال عنده وقد بقى ن الوقت قدر ركعة كما إذا أفاق المجنون أو بلغ الصبي تلممه تلك الصلاة وعلى أن من طلعت عليه الشمس وهو في صلاة الصبح لا تبطل صلاته خلافا لقول بعضهم قال وفي الجمع بين هذه الاحتجاجات توقف انتهى والبعض المشار إليهم هم الحنفية وقال الشيخ أكمل الدين في شرح المشارق في الجواب عنهم فحمل الحديث على أن المراد فقد أدرك ثواب كل الصلاة باعتبار نيته لا باعتبار عمله وإن معنى قوله فليتم صلاته أي ليات بها على وجه التمام في وقت آخر قلت وهذا تأويل بعيد يرده بقية طرق الحديث وقد أخرج الدارقطني من حدث أبي هريرة مرفوعا إذا صلى أحدكم ركعة من صلاة الصبح ثم طلعت الشمس فليصل إليها أخرى قال ابن عبد البر لا وجه لدعوى النسخ في حديث الباب لأنه لم يثبت فيه تعارض بحيث لا يمكن الجمع ولا لتقديم حديث النهي عن الصلاة عند طلوع الشمس وعند غروبها عليه لأنه يحمل على التطوع فائدة روى أبو نعيم في كتاب الصلاة الحديث بلفظ من أدرك ركعتين قبل أن تغرب الشمس وركعتين بعد ما غابت الشمس لم تفته العصر (تنوير الحوالك شرح موطا مالك للسيوطي، ج ۱، ص ۱۹، باب وقوت الصلاة)

لو دخل في الصبح أو العصر أو غيرهما وخروج الوقت وهو فيها لم تبطل صلاته سواء كان صلى في الوقت ركعة أو أقل أو أكثر لكن هل تكون أداء أم قضاء فيه خلاف سنوضحه حيث ذكره المصنف إن شاء الله تعالى هذا مذهبا وبه قال جمهور العلماء.

وقال أبو حنيفة تبطل الصبح لأنها عبادة يبطلها الحدث فبطلت بخروج الوقت فيها كطهارة مسح الخف: دليلا حديث أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال "من أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك العصر ومن أدرك ركعة من الصبح قبل أن تطلع الشمس فقد أدرك الصبح" رواه البخاري ومسلم والجواب عن مسألة الخف أن صلاته إنما بطلت هناك لبطلان طهارته وهنا لم تبطل طهارته والله أعلم (المجموع شرح المذهب، ج ۳، ص ۴۷، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

فصل: ولو طلعت الشمس وهو في صلاة الصبح، أتمها. وقال أصحاب الرأي: تفسد؛ لأنها صارت في وقت النهي. ولنا، ما روى أبو هريرة، عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: إذا أدرك أحدكم سجدة من صلاة العصر، قبل أن تغيب الشمس، فليتم صلاته، وإذا أدرك سجدة من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس، فليتم صلاته. متفق عليه. وهذا نص في المسألة، يقدم على عموم غيره (المغني لابن قدامة، ج ۲، ص ۸۱، فصل طلعت الشمس وهو في صلاة الصبح)

وَبِهِ يَقُولُ أَصْحَابُنَا، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، وَمَعْنَى هَذَا  
الْحَدِيثِ عِنْدَهُمْ لِصَاحِبِ الْعُدْرِ، مِثْلُ الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ، أَوْ  
يَنَسَاهَا فَيَسْتَيْقِظُ، وَيَذْكُرُ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا (سنن  
ترمذی) ۱

ترجمہ: اور اس (فجر اور عصر کی نماز کے درمیان غروب یا طلوع ہونے کی صورت  
میں نماز درست ہو جانے کے) باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث  
بھی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے، اور اسی کے مطابق  
ہمارے (محدثین) اصحاب کا قول ہے، اور امام شافعی اور امام احمد اور امام اسحاق کا  
بھی قول ہے، اور اس حدیث کے ان حضرات کے نزدیک معنی یہ ہیں کہ کوئی  
صاحبِ عذر ہو، مثلاً کوئی شخص نماز کے وقت سوتا رہ گیا، یا بھول گیا، پھر وہ بیدار  
ہوا، اور اسے یاد آیا، سورج کے طلوع ہونے کے وقت اور سورج کے غروب  
ہونے کے وقت (تو وہ اسی وقت فجر و عصر کی نماز پڑھ لے، خواہ درمیان میں  
سورج طلوع یا غروب ہو جائے) (ترمذی)

اور امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ مَنْ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَهُوَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ،  
أَنَّ صَلَاتَهُ لَا تَبْطُلُ، وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَقَالَ أَصْحَابُ  
الرَّأْيِ: تَبْطُلُ صَلَاتُهُ، وَاتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ الشَّمْسَ لَوْ غَرَبَتْ وَهُوَ فِي  
صَلَاةِ الْعَصْرِ، أَنَّ صَلَاتَهُ لَا تَبْطُلُ (شرح السنة للبغوی) ۲

ترجمہ: اور اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص فجر کی نماز میں ہو، اور  
اسی درمیان سورج طلوع ہو جائے، تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی، اور اکثر اہل علم

۱ تحت رقم الحدیث ۱۸۶، باب ما جاء فيمن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس.

۲ ج ۲، ص ۲۴۹، ۲۵۰، باب من أدرك شيئا من الوقت.

حضرات کا یہی قول ہے، اور اصحابِ رائے کا کہنا یہ ہے کہ اس کی نماز باطل ہو جائے گی، لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر عصر کی نماز کے دوران سورج غروب ہو جائے، تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی (بخاری)

محدثین و جمہور فقہائے کرام کے علاوہ حنفیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ عصر کی نماز کے دوران سورج غروب ہو جائے، تو عصر کی نماز درست ہو جاتی ہے، اور فجر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج طلوع ہو جائے، تو فجر کی نماز درست نہیں ہوتی، اور اس کو دوبارہ پڑھنے کا حکم ہوتا ہے۔<sup>۱</sup> لیکن بعض فقہائے احناف اور بالخصوص امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد، حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق فجر کی نماز پڑھتے ہوئے اگر سورج طلوع ہو جائے، تو فجر کی نماز فاسد نہیں ہوتی، بلکہ ادا ہو جاتی ہے، اور ساری نماز کو قضا کر دینے کے مقابلہ میں بہتر ہے کہ نماز کا کچھ حصہ اپنے وقت میں ادا کر لیا جائے۔<sup>۲</sup>

۱ (قوله أو طلعت الشمس في الفجر) یعنی طلوعها مفسد، فإذا طلعت بعدما قعد قدر التشهد قبل أن يسلم فسدت عند أبي حنيفة خلافا لهما. ولنستطرد ذكر الخلاف حيث لم يذكر في الكتاب. فمذهب الشافعي وغيره عدم فساد الصلاة بطلوع الشمس فيها تمسكا بقوله -صلى الله عليه وسلم -من أدرك ركعة من الصبح قبل أن تطلع الشمس فقد أدركها (فتح القدير لابن الهمام، ج ۱، ص ۳۸۶، كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة) وإذا أشرقت الشمس وهو في صلاة الفجر بطلت (مراقى الفلاح، ج ۱، ص ۷۶) الوجه الثالث: فيه دليل صريح في أن من صلى ركعة من العصر ثم خرج الوقت قبل سلامه لا تبطل صلاته وهذا بالإجماع، وأما في الصبح فكذلك عند الشافعي ومالك وأحمد -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ-، وعند أبي حنيفة -رَحِمَهُ اللَّهُ- تبطل صلاة الصبح بطلوع الشمس فيها (البنایة شرح الهدایة، ج ۲، ص ۲۳، كتاب الصلاة، باب المواقيت)

۲ اور اسی وجہ سے اگر کوئی عاقل شخص سورج طلوع ہونے کے وقت فجر کی نماز پڑھنا چاہے، تو اسے منع نہ کرنا مناسب ہے، کہ کہیں بعد میں بالکل بھی نہ پڑھے۔

وعن أبي يوسف أن من صلى ركعة من الفجر ثم طلعت الشمس لم تفسد صلاته، ولكنه يلبث كذلك إلى أن ترتفع الشمس وتبيض ثم تتم الصلاة (المحيط البرهاني، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي تكره فيها الصلاة)

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اسی لئے بعض مشائخ احناف نے صبح اور صبحِ احادیث کے پیش نظر فرمایا کہ اگرچہ عین سورج طلوع ہونے کے وقت نماز پڑھنا منع ہے، لیکن اگر کسی نے فجر کی نماز اس حالت میں پڑھی کہ نماز پڑھنے کے دوران سورج طلوع ہو گیا، تو اس سے فجر کی نماز کا فریضہ درست ہو جائے گا (ملاحظہ ہو: درسِ ترمذی، جلد ۱ صفحہ ۴۳۹، ۴۴۰) ۱۔

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وعن أبي يوسف أن الفجر لا يفسد بطلوع الشمس ولكنه يصبر حتى إذا ارتفعت الشمس أتم صلاته وكأنه استحسَن هذا ليكون مؤدياً بعض الصلاة في الوقت ولو أفسدناها كان مؤدياً جميع الصلاة خارج الوقت وأداء بعض الصلاة في الوقت أولى من أداء الكل خارج الوقت (المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

وعن أبي يوسف رحمه الله أن الفجر لا يفسد بطلوع الشمس ولكنه يصبر حتى إذا ارتفعت الشمس أتم صلاته وكأنه استحسَن هذا ليكون مؤدياً بعض الصلاة في الوقت ولو أفسدها كان مؤدياً جميع الصلاة خارج الوقت وأداء بعض الصلاة في الوقت أولى من أداء الكل خارج الوقت كذا في المبسوط (كشف الاسرار، باب تقسيم المأمور به في حكم الوقت)

وروى عن أبي يوسف أن الفجر لا تفسد بطلوع الشمس لكنه يصبر حتى ترتفع الشمس فيتم صلاته؛ لأننا لو قلنا كذلك لكان مؤدياً بعض الصلاة في الوقت، ولو أفسدنا لوقع الكل خارج الوقت، ولا شك أن الأول أولى والله أعلم (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل شرائط أركان الصلاة)

قوله "بطلت" وعن أبي يوسف لا تبطل ولكن يصبر حتى إذا ارتفعت الشمس أتم حموى عن كشف الأصول ذكره السيد وروى عن أبي يوسف أيضاً جواز الفجر إذا لم يكن تأخيرها إلى الطلوع قصداً (حاشية الطحطاوى على مراعى الفلاح، ج ۱، ص ۱۸۶)

وفى القنية كسالى العوام إذا صلوا الفجر وقت الطلوع لا ينكر عليهم؛ لأنهم لو منعوا يتركونها أصلاً ظاهراً ولو صلوها تجوز عند أصحاب الحديث والأداء الجائز عند البعض أولى من الترك أصلاً (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الاوقات المنهى عن الصلاة فيها)

۱۔ وانت تعلم ما فيه من الاختلال وتزويق المقال فان قولهم النهى عن الافعال الشرعية يقتضى صحتها فى انفسها ينادى باعلى نداء على جواز الصلاتين كلتيهما وان اعتراضهما حرمة بعراض التشبه بعبدة الشمس فادعاء المعارضة بينهما باطل، وان قطع النظر عن ذلك فلا وجه لعدم الجواز فى الفجر والجواز فى العصر، فان الوقت شرط لكلتيهما (الكوكب الدرى، على جامع الترمذى للجنجوى ج ۱ ص ۱۰۳)

فالمعنى ان من لحق بركعة من الفجر قبل طلوع الشمس فقد ادرك الفجر بمعنى ان النائم مثلاً والساهى او المقصر اذا شرع فى الصلاة والباقي من الوقت لم يكن الا قدر ركعة لو صلى واتم

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور کئی صحیح احادیث کے زیادہ موافق اور فجر اور عصر کی نماز کی اہمیت و تاکید کے پیش نظر ہمارے نزدیک بھی یہی موقف راجح ہے کہ سورج کے غروب و طلوع ہونے کے وقت نماز پڑھنا اور عصر و فجر کی نماز میں اتنی تاخیر کرنا گناہ ہے کہ نماز کے دوران سورج غروب یا طلوع

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾  
 صلاتہ جازت صلاتہ، واما ان صلاتہ هل ہی مکروہة  
 اولاً فامر آخر لم یحث عنه ہنا وحاصلہ ان ہذہ الروایۃ تبنی عن فراغ الذمۃ لمن صلی فی شیئ  
 من ہذین الوقتین وان لم یخل فعلہ ذلک من کراہۃ ولا یعارضہ حدیث النہی عن الصلاة فی الوقتین  
 لان النہی عن الافعال الشرعیۃ لما کان ہو المبنی عن صحتها کان مؤدی الروایتین ہو الجواز غیر  
 ان الروایۃ الاولی لم تعرض عن القبح المجاور بخلاف الثانية فانہا اظهرت صفة الصلاة فی ہذین  
 الوقتین او یقال من ہنا لیست للجنس بل ہی ہنا للنوع یعنی اذا ادرك الصبی او اسلم الکافر او  
 طهرت الحائض والنفساء والوقت من الفجر والعصر باق مقدار التحريم ای التمكن فیہ من  
 التحريمۃ بعد الطہارۃ فقد ادرك هؤلاء الجماعة الفجر والعصر فوجبت علیہم ہذا ولعل اللہ  
 یحدث بعد ذلک امر (الکوکب الدرۃ، علی جامع الترمذی للجنجوعی ج ۱ ص ۱۰۵)

قال العبد الضعیف عفا اللہ عنہ: والذی یترجح بحسب الادلۃ من مجموع الروایات فی المسأله،  
 مع مرعلة اصول الحنفیۃ ہو: جواز الاتمام لمن صلی رکعۃ من الفجر، او العصر، قبل الطلوع  
 او الغروب، فان الامر بالمساک عن الصلاة وقطعها فی الفجر انما هو لنہی الصلاة فی الاوقات  
 الثلاث؛ ، ویمعارض ہذا النہی النہی عن ابطال العمل، وقد صرح فی الدرالمختار وغیرہ: انہ یلزم  
 نفل شرع فیہ قصد، ولو عند غروب وطلوع واستواء علی الظاہر، ای ظاہر الروایۃ عن الامام،  
 لقولہ تعالیٰ: لا تبطلوا اعمالکم، ونقل ابن عابدین عن صاحب البحر ان قطع الصلاة بغير عذر حرام،  
 فالنہیان: ای النہی عن الصلاة فی الاوقات الثلاثة، والنہی عن ابطال العمل قد تعارض، فبقی  
 حدیث الباب، ای حدیث الادراک والاتمام سالماً من المعارض، فیحکم بہ، وبطریق آخر: ان  
 ابطال العمل بغير عذر ممنوع، والعذر فی ہذہ المسأله عند من قال بقطع الصلاة عند الطلوع انما  
 ہو کراہۃ الوقت، لکن دل احادیث الباب بسائر طرقها ان الشارع لم یعتبر ہذا العذر فی حق  
 مدرک الركعۃ قبل الطلوع، كما دل القیاس عند الحنفیۃ علی عدم اعتباره فی حق مدرک الركعۃ  
 قبل الغروب، بل فی حق من شرع العصر فی وقت صحیح، ثم مدها الی الغروب ایضاً، فبقی العمل  
 علی النہی عن ابطال العمل، فیؤمر باتمام الصلاة فی الفجر والعصر کلیہما، واللہ اعلم (فتح  
 الملہم، المجلد الرابع ص ۲۸۷، باب من ادرك رکعۃ من الصلاة فقد ادرك)

وجملۃ الکلام أن الحدیث لا یفرق بین الفجر والعصر، وظاہرہ موافق لما ذهب الیہ الجمهور،  
 وتفریق الحنفیۃ باشتمال العصر علی الوقت الناقص دون الفجر عمل یأحدی القطعتین وترک  
 للأخری بنحو من القیاس، وذا لا یرد علی الطحاوی، فإنه ذهب الی النسخ بالکلیۃ من الأحادیث  
 التی وردت فی النہی عن الصلاة عند طلوع الشمس وعند غروبها، إلا أن المعروف من مذهب  
 الحنفیۃ خلافہ، فإنہم قائلون فی العصر بصحتها (فیض الباری شرح البخاری، ج ۲ باب من أدرك  
 رکعۃ من العصر قبل الغروب)



ہو جائے، لیکن اگر کسی عذر مثلاً سوتے رہ جانے یا بھول جانے وغیرہ کی وجہ سے تاخیر ہوگئی اور پھر کسی نے عصر کی نماز پڑھنا شروع کی، اور درمیان میں سورج غروب ہو گیا، یا فجر کی نماز پڑھنا شروع کی، اور درمیان میں سورج طلوع ہو گیا، تو اس کی عصر و فجر کی نماز درست قرار دے دی جائے گی، اور اس کو یہ نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ۱۔

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

۱۔ مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل جو طلوع یا غروب کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت پر بہت زور دیا جاتا ہے، بہت سی مساجد میں طلوع کے وقت اعلانات کئے جاتے ہیں، اور بعض مساجد میں طلوع کے وقت مخصوص بلب چلا کر لوگوں کو نماز پڑھنے سے روکا جاتا ہے، اور مزید برآں احتیاط کی خاطر طلوع و غروب سے کئی کئی منٹ پہلے یہ عمل کیا جاتا ہے، اس طرح کارطز غلط پڑتی ہے، کیونکہ اولاً تو بہت سے لوگ اور گھروں میں خواتین ایسے ہوتے ہیں، جن کی اسی وقت آنکھ تھکتی ہے، اور ایسے لوگوں کو فجر یا عصر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج طلوع یا غروب ہو جائے، تو احادیث کی رو سے ان کی نماز درست ہو جاتی ہے، اور ساری نماز کو قضا کر دینے سے، بہتر یہ ہے کہ کچھ حصہ وقت میں اداء ہو جائے۔

دوسرے بہت سے عوام ایسے بھی ہوتے ہیں، کہ اگر ان کو اس وقت نماز پڑھنے سے روک دیا جائے، تو پھر وہ دوسرے اوقات میں بھی نماز نہیں پڑھتے، جن کو نماز سے منع نہ کرنے کا حکم بعض مشائخ حنفیہ نے بھی بیان کیا ہے۔

تیسرے احتیاط کو ملحوظ رکھ کر طلوع یا غروب سے جتنی دیر پہلے طلوع یا غروب کا حکم لگایا جاتا ہے، اتنی دیر میں تو طلوع یا غروب سے پہلے وقت کے اندر ادا نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے، مثلاً پانچ منٹ یا اس سے کچھ کم و بیش وقت پہلے سورج طلوع ہونے کا حکم لگادینے سے، جو لوگ نماز ادا پڑھ سکتے ہیں، وہ بھی رک جاتے ہیں، اور اس طرح ان کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔

جن اوقات نماز کے نقشوں میں اس طرح کی احتیاط شامل کی گئی ہے، ان سے بھی اس طرح کی خرابی لازم آتی ہے، حالانکہ سورج طلوع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورج کا کنارہ اُفق پر ظاہر ہو چکا ہے، اور سورج غروب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورج کا اوپر والا کنارہ غائب ہو چکا ہے، اور جب تک سورج کا کچھ حصہ اُفق پر موجود ہے، اس کو غروب کا اور جب تک سورج کا اوپر والا کنارہ اُفق پر ظاہر نہیں ہوا، اس کو طلوع کا نام دینا ہی غلط ہے، اور احتیاط کا معاملہ اس سے الگ ہے، اس پر اہل علم حضرات کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد رضوان

ولا ننہی کسالی العوام عن صلاة الفجر "وقت الطلوع لأنهم قد يترونها بالمرة والصحة على قول مجتهد أولى من الترك (مراقی الفلاح، جزء ۱ صفحہ ۷۶)

(عند الطلوع) أى ظهور شىء من جرم الشمس من الأفق (مجمع الانهر، ج ۱، ص ۷۳، کتاب الصلاة، الأوقات المنهى عن الصلاة فيها)

الغروب "هو أول زمان بعد غيبوبة تمام جرم الشمس (حاشية الطحطاوى على مراقی الفلاح، ج ۱، ص ۶۳۱، کتاب الصوم)

قوله إذا وجبت أى غابت وأصل الوجوب السقوط والمراد سقوط قرص الشمس (فتح الباری لابن حجر، ج ۲، ص ۲۲، قوله باب وقت المغرب)

والمعنى: إذا سقط قرص الشمس وذهب فى الأرض وغاب عن أعین الناس (فتح الباری لابن رجب، ج ۲، ص ۳۵۱، کتاب مواقیب الصلاة، باب وقت المغرب)

## (فصل نمبر ۱۲)

## صبح اور شام کے مسنون اذکار اور دعائیں

کئی احادیث میں صبح اور شام کی مختلف مسنون اور قیمتی دعائیں اور اذکار آئے ہیں، جن کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے، حسبِ موقع ان میں سے جتنی اور جوئی چاہیں، دعائیں اور اذکار کیے جاسکتے ہیں۔

## رات و دن (Day and Night) کا شکر ادا کرنے کی مسنون دعاء

حضرت عبداللہ بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت یہ کلمات کہے، تو اُس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا، اور جس نے یہ کلمات شام کے وقت کہے، تو اس نے اس رات کا شکر ادا کر دیا، وہ کلمات یہ ہیں کہ:

اللَّهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِي مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحَدَّكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ،  
فَلَكَ الْحَمْدُ، وَلَكَ الشُّكْرُ.

ترجمہ: اے اللہ! میرے ساتھ جس نعمت نے بھی صبح کی، وہ تھا آپ کی طرف سے ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں، پس تمام تعریفیں آپ ہی کے لئے ہیں، اور آپ کے لئے ہی شکر ہے (ابوداؤد) ۱

۱ عن عبد الله بن غنم البياضی، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: من قال حين يصبح اللهم ما أصبح بي من نعمة فمنك وحدك، لا شريك لك، فلك الحمد، ولك الشكر، فقد أدى شكر يومه، ومن قال مثل ذلك حين يمسي فقد أدى شكر ليلته (ابوداؤد، رقم الحديث ۵۰۷۳)

قال الحافظ العسقلانی: إسناده جيد.

قال الإمام النووي في "الأذكار لم يضعفه أبو داود (روضة المحدثين، تحت رقم الحديث ۴۶۲۵)

اور شام کو دعاء کرتے وقت ”اللَّهُمَّ“ کے بعد ”أَصْبَحَ“ کی جگہ ”أَمْسَى“ کے الفاظ کہنے چاہئیں۔ ۱

یعنی شام کے وقت اس طرح الفاظ ادا کرے کہ:

اللَّهُمَّ مَا أَمْسَى بِي مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحَدَّكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ،  
فَلَكَ الْحَمْدُ، وَلَكَ الشُّكْرُ.

## صبح و شام اور سونے سے پہلے کی ایک مسنون دعاء

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح اور شام اور بستر پر آنے کے وقت یہ دعاء پڑھنے کی تعلیم فرمائی کہ:

اللَّهُمَّ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكِهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكَه.

ترجمہ: اے اللہ! غیب اور ظاہر کو جاننے والے، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، ہر چیز کے رب اور اس کے مالک، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں آپ کے ذریعہ سے اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے پناہ طلب کرتا ہوں (مسند احمد) ۲

۱ لکن يقول أمسي بدل أصبح (مرقاة، كتاب اسماء الله تعالى، باب ما يقول عند الصباح والمساء والمنام)

۲ عن يعلى بن عطاء، قال: سمعت عمرو بن عاصم بن عبد الله، قال: سمعت أبا هريرة، يقول: قال أبو بكر: يا رسول الله، قل لي شيئاً أقوله إذا أصبحت وإذا أمسيت، قال: قل: اللهم عالم الغيب والشهادة، فاطر السماوات والأرض، رب كل شيء ومليكه، أشهد أن لا إله إلا أنت، أعوذ بك من شر نفسي، ومن شر الشيطان وشركه، وأمره أن يقول: إذا أصبح وإذا أمسى، وإذا أخذ مضجعه (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح.

## صبح و شام سو مرتبہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمَسِّي: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ، لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلٍ مِمَّا جَاءَ بِهِ، إِلَّا أَحَدًا قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ، أَوْ زَادَ عَلَيْهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۸۸۳۵) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت اور شام کے وقت سو مرتبہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ پڑھا، تو قیامت کے دن کوئی بھی اُس کے برابر فضیلت لے کر نہیں آئے گا، سوائے اُس شخص کے، کہ جس نے یہی کلمات کہے ہوں، یا اس سے زیادہ تعداد میں کہے ہوں (مسند احمد)

بعض روایات میں مندرجہ ذیل کلمات کو صبح، شام سو سو مرتبہ پڑھنے کا ذکر ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. ۲

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

۲ عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: " من قال: لا إله إلا الله، وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير مائة مرة إذا أصبح، ومائة إذا أمسى، لم يأت أحد بأفضل منه إلا من قال أفضل من ذلك (السنن الكبرى للنسائي، رقم الحديث ۱۰۳۳۵)

عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير، مائة مرة في كل يوم، لم يسبقه أحد كان قبله، ولا يدره أحد بعده، إلا بأفضل من عمله (مسند احمد، رقم الحديث ۶۷۷۰، السنن الكبرى للنسائي، رقم الحديث ۱۰۳۳۷)

فی حاشیة مسند احمد: صحيح، وهذا إسناده حسن.

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ایک روایت میں صبح اور شام کے وقت ان ہی مذکورہ کلمات یعنی "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" کو سو مرتبہ پڑھنے کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اُس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگوں کے برابر کیوں نہ ہوں۔ ۱

## صبح و شام کا سید الاستغفار

حضرت ہدایت بن ابی اسحق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سید الاستغفار اور ایسے کلمات کہ جو شام کے وقت کہے، اور (رات میں) فوت ہو جائے، تو جنت میں داخل ہو جائے یا اہل جنت میں سے ہو جائے، اور اگر صبح کے وقت یہ کلمات کہے، اور اس دن فوت ہو جائے، تو یہی مذکورہ فضیلت پائے، وہ کلمات یہ ہیں کہ:

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أُبُوءُ لَكَ بِبِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ لَكَ بِذُنُوبِي فَاعْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ.

ترجمہ: اے اللہ! آپ میرے رب ہیں، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ نے مجھے پیدا کیا، اور میں آپ کا بندہ ہوں، اور میں اپنی استطاعت (وحیثیت) کے

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وقال الالبانی ایضاً: قلت: وليس المراد من الحديث أن يقول المائتي مرة في وقت واحد كما تبادل بعض المعاصرين ممن ألف في سنية السبحة وإنما تقسيمها على الصباح والمساء، فقد جاء ذلك صريحاً في رواية شعبة عن عمرو بن شعيب به، ولفظه "من قال .. مائة مرة إذا أصبح، ومائة مرة إذا أمسى". .. أخرجه النسائي (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۷۶۲) ۱  
عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من قال حين يصبح: سبحان الله وبحمده مئة مرة وإذا أمسى مئة مرة غفرت ذنوبه وإن كانت أكثر من زبد البحر (ابن حبان، رقم الحديث ۸۵۹)  
في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

مطابق آپ کے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، میں آپ کے سامنے اپنے اوپر آپ کی نعمتوں کا اعتراف کرتا ہوں، اور میں آپ کے سامنے اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں، پس آپ مجھے معاف فرمادیجیے، اس لیے کہ آپ کے علاوہ گناہوں کو کوئی معاف کرنے والا نہیں، میں آپ کی پناہ لیتا ہوں، ہر اُس شے سے جو میں نے کیا (بخاری) ۱

## صبح و شام، اللہ کی رضا والے کلمات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان بندہ بھی صبح ہونے کے وقت اور شام ہونے کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات کہتا ہے، تو اللہ پر یہ حق ہے کہ اس کو قیامت کے دن اپنی رضا نصیب فرمادے، وہ کلمات یہ ہیں کہ:

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا.  
ترجمہ: میں اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی (اور خوش) ہوں (مسند احمد) ۲

۱ عن شداد بن أوس، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال " :سيد الاستغفار : اللهم أنت ربى، لا إله إلا أنت، خلقتنى وأنا عبدك، وأنا على عهدك ووعدك ما استطعت، أبوء لك بنعمتك على، وأبوء لك بذنبي فاغفر لى، فإنه لا يغفر الذنوب إلا أنت، أعوذ بك من شر ما صنعت . إذا قال حين يمسى فمات دخل الجنة - أو : كان من أهل الجنة - وإذا قال حين يصبح فمات من يومه مثله (بخاری، رقم الحدیث ۲۳۲۳)

۲ عن أبي سلام، قال : مر رجل فى مسجد حمص، فقالوا : هذا خادم النبى، صلى الله عليه وسلم، قال : فقلت لى، فقلت : حدثنى حديثا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم، لا يتداوله بينك وبينه الرجال، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "ما من عبد مسلم يقول حين يصبح وحين يمسى ثلاث مرات : رضيت بالله رباً، وبالإسلام ديناً، وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبياً، إلا كان حقاً على الله أن يرضيه يوم القيامة (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۹۶۷)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح لغيره.

## صبح و شام کے وقت کی ایک مسنون دعاء

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو صبح اور شام یہ دعا پڑھنے کی وصیت فرمائی کہ:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ، أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ، وَلَا تَكْلِبْنِيْ إِلَى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ.

ترجمہ: یا حی! یا قیوم! میں آپ کی رحمت کے ذریعہ سے آپ سے مدد طلب کرتا ہوں، میری حالت کی مکمل اصلاح فرما دیجئے، اور مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میرے نفس کے حوالہ نہ فرمائیے (حاکم، نسائی، بزار) ۱

## صبح و شام کے وقت کی دوسری مسنون دعاء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو یہ دعاء سکھاتے تھے کہ صبح کے وقت یہ کہنا چاہئے کہ:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا، وَبِكَ اَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ

۱ حدیثی عثمان بن عبد اللہ بن مویب، قال: سمعت أنس بن مالك، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لفاطمة " ما يمنعك أن تسمعي ما أوصيك به أن تقولِي إذا أصبحت، وإذا أمسيت: يا حي يا قيوم برحمتك أستغيث، أصلح لي شأني كله، ولا تكلني إلى نفسي طرفة عين (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۲۰۰۰، السنن الكبرى للنسائی، رقم الحدیث ۱۰۳۳۰، واللفظ له؛ مسند بزار، رقم الحدیث ۶۳۶۸)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه. وقال المنذرى: رواه النسائي والبزار بإسناد صحيح والحاكم وقال صحيح على شرطهما (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحدیث ۹۸۳، كتاب النوافل) وقال الهيثمي: رواه البزار، ورجالہ رجال الصحیح غير عثمان بن مویب، وهو ثقة (معجم الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۰۰۸)

وَالْيَكِ الْمَصِيرُ.

ترجمہ: اے اللہ ہم نے آپ کے (نام کے) ساتھ صبح کی، اور آپ کے (نام کے) ساتھ ہم نے شام کی، اور ہم آپ کے (نام کے) ساتھ زندہ ہوتے ہیں، اور آپ کے (نام کے) ساتھ ہم فوت ہوتے ہیں، اور آپ کی طرف ہی لوٹنا ہے۔

اور جب شام ہو تو یہ کہنا چاہئے کہ:

اللَّهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ  
وَالْيَكِ النُّشُورُ.

ترجمہ: اے اللہ! ہم نے آپ کے (نام کے) ساتھ شام کی، اور آپ کے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی، اور آپ کے (نام کے) ساتھ ہم زندہ ہوتے ہیں، اور آپ کے (نام کے) ساتھ ہم فوت ہوتے ہیں، اور آپ کی طرف ہی جمع ہونا ہے (ترمذی، ابوداؤد، مسند احمد) ۱

## صبح و شام کے وقت کی تیسری مسنون دعاء

حضرت عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور شام کے وقت یہ دعاء پڑھتے تھے کہ:

أَصْبَحْنَا عَلَىٰ فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ، وَعَلَىٰ كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ، وَعَلَىٰ دِينِ

۱ عن أبي هريرة، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم أصحابه يقول: "إذا أصبح أحدكم فليقل: اللهم بك أصبحنا، وبك أمسينا، وبك نحيا، وبك نموت، وإليك المصير، وإذا أمسى فليقل: اللهم بك أمسينا، وبك أصبحنا، وبك نحيا، وبك نموت، وإليك النشور" (ترمذی، رقم الحدیث ۳۳۹۱، ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۰۶۸، مسند احمد، رقم الحدیث ۸۶۴۹) قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وفی حاشیة مسند احمد: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم



نَبِينَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلَى مِلَّةِ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.

ترجمہ: ہم نے صبح کی، فطرتِ اسلام پر، کلمہ اخلاص پر، اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر اور اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر جو انتہائی موحد اور مسلم تھے، اور مشرکین میں سے نہ تھے (مسند احمد) ۱  
شام کے وقت ”أَصْبَحْنَا“ کی جگہ ”أَمْسَيْنَا“ کہنا چاہئے۔

## صبح و شام کے وقت کی چوتھی مسنون دعاء

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام ہونے کے وقت یہ دعاء پڑھا کرتے تھے کہ:

أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمَلِكُ لِلَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ.

ترجمہ: ہم نے شام کی، اور ملک نے شام کی اللہ کے لئے، اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں (مسند احمد) ۲

۱ عن ابن عبد الرحمن بن أبزي، عن أبيه، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: "أصبحنا على فطرة الإسلام، وعلى كلمة الإخلاص، وعلى دين نبينا محمد صلى الله عليه وسلم، وعلى ملة أبينا إبراهيم حنيفا مسلما، وما كان من المشركين (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۳۶۳)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، وهذا إسناد حسن، رجاله ثقات.  
وقال الهيثمي: رواه أحمد والطبرانی، ورجالهما رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۰۰۳)

۲ عن ابن مسعود، قال: كان رسول الله ﷺ إذا أمسى قال: أمسينا وأمسى الملك لله، والحمد لله، لا إله إلا الله وحده لا شريك له (مسند احمد، رقم الحديث ۳۱۹۲)

فی حاشیة مسند احمد: إسنادہ صحیح علی شرط مسلم.

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح ہونے پر یہ دعاء کیا کرتے تھے کہ:

أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمَلِكُ لِلَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذَا  
الْيَوْمِ، وَمِنْ خَيْرِ مَا فِيهِ، وَخَيْرِ مَا بَعْدَهُ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ،  
وَالْهَرَمِ، وَسُوءِ الْعُمُرِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَالِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

ترجمہ: ہم نے صبح کی، اور ملک نے صبح کی اللہ کے لئے، اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، میں آپ سے اس دن کے خیر کا سوال کرتا ہوں، اور اس دن میں جتنی خیر کی چیزیں ہیں، ان کا سوال کرتا ہوں، اور اس کے بعد میں جو خیر کی چیزیں ہیں، ان کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ کے ذریعہ سے سستی اور برے بڑھاپے اور بری عمر اور دجال کے فتنہ اور عذابِ قبر سے پناہ طلب کرتا ہوں (ابن حبان) ۱

شام کے وقت یہ دعاء پڑھنے کی صورت میں ”أَصْبَحَ“ کی جگہ ”أَمْسَى“ اور ”أَصْبَحْنَا“ کی جگہ ”أَمْسَيْنَا“ پڑھنا چاہئے۔ ۲

۱ عن عبد الله بن مسعود، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يقول إذا أصبح: أصبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمَلِكُ لِلَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذَا الْيَوْمِ، وَمِنْ خَيْرِ مَا فِيهِ، وَخَيْرِ مَا بَعْدَهُ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَسُوءِ الْعُمُرِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَالِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَإِذَا أَمْسَى، قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ: وَحَدَّثَنِي زُبَيْدٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِيهِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۹۶۳)

فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

۲ عن عبد الله بن مسعود، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذا أمسى قال: أمسينا وأمسى الملك لله والحمد لله، لا إله إلا الله وحده لا شريك له قال الحسن: فحدثني الزبيد أنه حفظ عن إبراهيم في هذا: له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، اللهم أسألك خیر هذه الليلة، وأعوذ بك من شر هذه الليلة، وشر ما بعدها اللهم إني أعوذ بك من الكسل وسوء الكبر، اللهم إني أعوذ بك من عذاب في النار وعذاب في القبر (مسلم، رقم الحديث ۷۴، ”۲۷۲۳“، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل)

## صبح و شام کی ایک جامع مسنون دعاء

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور شام کو یہ دعاء کبھی نہیں چھوڑتے تھے کہ:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اللَّهُمَّ  
أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي، اللَّهُمَّ اسْتُرْ  
عَوْرَاتِي، وَآمِنْ رَوْعَاتِي، واحفظني من بين يدي، ومن خلفي، وعن  
يميني، وعن شمالي، ومن فوقي، وأعوذ بك أن أعتال من تحتي.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے دنیا میں اور آخرت میں عفو (دورگزر) اور عافیت (وسلامتی) کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں آپ سے اپنے دین میں اور اپنی دنیا میں اور اپنے گھر والوں میں اور اپنے مال میں عفو (دورگزر) اور عافیت (وسلامتی) کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میری ہر چھپانے والی چیز کو چھپا دیجئے اور میرے دل کو مامون کر دیجئے، اور اے اللہ! میری حفاظت فرمائیے میرے سامنے سے اور میرے پیچھے سے اور میرے دائیں سے اور میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں کہ شیچے (یعنی زمین میں دھنسنے وغیرہ) سے ہلاک کیا جاؤں (ابن ماجہ، ابوداؤد) ۱۔

مذکورہ دعاء ہر قسم کے شر و بلاء سے بچنے کے لئے بہت جامع اور مسنون دعاء ہے۔

۱۔ ابن عمر يقول: لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يدع هؤلاء الدعوات حين يمسي، وحين يصبح: اللهم إني أسألك العفو والعافية في الدنيا والآخرة، اللهم أسألك العفو والعافية في ديني ودنياي وأهلي ومالي، اللهم استر عوراتي، وآمن روعاتي، واحفظني من بين يدي، ومن خلفي، وعن يميني، وعن شمالي، ومن فوقي، وأعوذ بك أن أعتال من تحتي قال وكيع يعني الخسف (ابن ماجه، رقم الحديث ۳۸۷۱، واللفظ لهُ؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۵۰۷۴)

ملفوظ رہے کہ اہل علم حضرات نے صبح اور شام کے وقت درود شریف پڑھنے کو بھی مستحب قرار دیا ہے۔ ۱

خلاصہ یہ کہ صبح اور شام کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی جامع، مبارک اور مفید ترین دعاؤں کا پڑھنا منقول ہے، جن کے پڑھنے سے نہ صرف یہ کہ آخرت کے بیش بہا انعامات اور اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے، بلکہ اسی کے ساتھ دنیا میں بھی امن و سلامتی اور شر و فتن سے سلامتی و عافیت حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

۱ تستحب الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم خارج الصلاة في كل الأوقات، وتؤكد في مواطن منها: يوم الجمعة وليسائها، وعند الصباح، وعند المساء، وعند دخول المسجد، والخروج منه، وعند قبره صلى الله عليه وسلم وعند إجابة المؤذن، وعند الدعاء، وبعده وعند السعي بين الصفا والمرورة، وعند اجتماع القوم، وتفريقهم، وعند ذكر اسمه صلى الله عليه وسلم وعند الفراغ من التلبية، وعند استلام الحجر، وعند القيام من النوم، وعقب ختم القرآن، وعند اللهم والشدائد، وطلب المغفرة، وعند تبليغ العلم إلى الناس، وعند الوعظ، وإلقاء الدرس، وعند خطبة الرجل المرأة في النكاح.

وفى كل موطن يجتمع فيه لذكر الله تعالى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۷، مادة "الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم")

## (فصل نمبر ۱۳)

## نیند (Sleep) سے وضو ٹوٹنے کے احکام

نیند یا سونے کو عربی زبان میں ”نوم“، انگریزی زبان میں ”Sleep“ کہا جاتا ہے، اور نوم کے عربی لغت میں معنی سکون و اطمینان کے آتے ہیں۔

## نیند کی حقیقت اور اس کے ابتدائی درجات

نیند ایسی طبعی حالت کا نام ہے، جو انسان پر بلا اختیار طاری ہوتی ہے، اور اس کے ذریعہ سے انسان کے حواس، اور عقل سلامت ہونے کے باوجود، عمل اور ادراک کرنے سے رک جاتے ہیں، اور عاقل، بالغ شخص حقوق کی ادائیگی سے عاجز ہو جاتا ہے۔

اور سائنسی اعتبار سے نیند کا سبب مخصوص بخارات کا دماغ کی طرف چڑھنا ہے، جس کے نتیجے میں دماغ کے اعصاب اور انسان کے جسم کے اعضاء کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔<sup>۱</sup> نیند کا بالکل ابتدائی درجہ آنکھوں کا نماریا آنکھوں کی غنودگی کہلاتا ہے، جس کو عربی زبان میں

۱۔ النوم اسم مصدر للفعل: نام، ینام. وهو في أصل اللغة: الهدوء، والسكون. يقال: نامت السوق: كسدت، والرياح: سكنت، والبحر: هداً.

كما يقال: استنام إليه: سكن: أي اطمأن إليه..

وفى الاصطلاح عرف النوم بتعريفات منها: هو فطرة طبيعية تحدث للإنسان بلا اختيار منه، تمنع الحواس الظاهرة والباطنة عن العمل مع سلامتها، وتمنع استعمال العقل مع قيامه، فيعجز المكلف عن أداء الحقوق.

ومنها: النوم حالة طبيعية تتعطل معها القوى بسبب ترقى البخارات إلى الدماغ ومنها قولهم: هو استرخاء أعصاب الدماغ بسبب الأبخرة الصاعدة من المعدة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۲، ص ۱۵، ۱۶، مادة ”نوم“)

النوم عارض طبعي يطرأ على الإنسان بالضرورة فيعطل العقل عن الإدراك، ويعجز عن الفهم في حال النوم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۲، ص ۲۳، مادة ”نوم“)

”نعاس“ کہا جاتا ہے، اس حالت میں نیند کے بالکل ابتدائی اثرات پیدا ہوتے ہیں، اور وہ آنکھوں تک محدود ہوتے ہیں، اور اس حالت میں انسان ایک حد تک حاضرین کے کلام اور آوازوں کو سنتا ہے، مگر پوری طرح سمجھنے پر قادر نہیں ہوتا، اس کے بعد جب ان اثرات میں کچھ ترقی ہوتی ہے، اور یہ اثرات سر تک پہنچ جاتے ہیں، مثلاً جب کوئی بیٹھ کر بغیر سہارے کے سوتا ہے، تو اس کا سر دائیں بائیں حرکت کرتا ہے، جس کو دماغ کا خماریا غنودگی کہا جاتا ہے، یہ حالت، نعاس اور نوم کی حالتوں کے بین بین اور درمیان میں ہوتی ہے۔

ایسی حالتوں کو انگریزی زبان میں Sleepiness یا Drowsiness، یا Behalfasleep کہا جاتا ہے۔

اور جب نیند کے اثرات ترقی کر کے اپنی انتہاء و کمال کو پہنچ جاتے ہیں، یعنی دل پر بھی اثر انداز ہو جاتے ہیں، اور انسان مختلف قسم کے خواب دیکھنا شروع کر دیتا ہے، تو یہ کامل نیند کہلاتی ہے، اور اس کو عربی زبان میں ”نوم“ اور انگریزی زبان میں (Sleep) کہا جاتا ہے۔ ا

۱ کتاب آداب النوم: ہو غشية ثقيلة تهجم على القلب فتقطعه عن المعرفة بالأشياء ولذا قيل هو آفة لأن النوم أخو الموت، وقيل النوم مزيل للقوة والعقل، وقيل مغط لهما، أما السنة ففي الرأس والنعاس في العين. قيل السنة هي النعاس، وقيل هي ريح النوم تبدو في الوجه ثم تبعث إلى القلب فينعس الإنسان فينام، كذا في المصباح مع زيادة حكاية أنه مغط للعقل قال الفقهاء: الجنون يزيل العقل، والسكر والإغماء يغلبانه، والنوم يستره، وعلامة النوم الرؤيا، وعلامة النعاس سماع كلام الحاضرين وإن لم يفهم معناه (دليل الفالحين، ج ۵ ص ۲۹۳، كتاب آداب النوم) وعلامة النوم الرؤيا، وعلامة النعاس سماع كلام الحاضرين وإن لم يفهمه (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج ۲ ص ۲۴۴، باب ما يقوله عند نومه)

هذا (باب) حكم (الوضوء من النوم) الكثير والقليل (و) باب (من لم ير من النعسة والنعستين) تشبيه نعسة على وزن فعلة مرة من النعس من نعس بفتح العين ينعس من باب نصر ينصر، (أو الخفقة وضوء) من خفق بفتح الفاء يخفق خفقة إذا حرك رأسه وهو ناعس، أو الخفقة النعسة، فلو زادت الخفقة على الواحدة أو النعسة على الاثنتين يجب الوضوء لأنه حينئذ يكون نائما مستغفرا، وآية النوم الرؤيا، وآية النعاس سماع كلام الحاضرين وإن لم يفهمه (إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، ج ۱ ص ۲۸۴، باب الوضوء من النوم، ومن لم ير من النعسة والنعستين أو الخفقة وضوء)

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## نیند سے وضو ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا حکم

جمہور فقہاء و محدثین اور اکثر اہل علم حضرات کے نزدیک نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، البتہ وضو اس نیند سے ٹوٹتا ہے، جس میں گہرا پن اور غفلت پائی جائے، اور یہ کیفیت کس قسم کی نیند میں پائی جاتی ہے، اور کس قسم کی نیند میں نہیں پائی جاتی؟ اس میں فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں۔

لیکن انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی نیند سے بہر حال وضو نہیں ٹوٹتا، کیونکہ صحیح احادیث کے مطابق نیند کی حالت میں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی صرف آنکھیں سوتی ہیں، دل نہیں سوتا، اس لئے ان پر نیند کی حالت میں غفلت طاری نہیں ہوتی، اور ان کے حواس اور ادراک معطل نہیں ہوتے۔ ۱

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الألفاظ ذات الصلة: أ- النعاس: النعاس في اللغة: من نعس نعسا، ونعاسا: فترت حواسه، وهو بداية النوم.

وفي الاصطلاح: هو قليل نوم لا يشتهه على صاحبه أكثر ما يقال عنده، أو هو ریح لطيفة تأتي من قبل الدماغ فتغطي العين ولا تصل إلى القلب، فإن وصلت إليه كان نوما.

والعلاقة بين النعاس والنوم: أن النعاس مبدأ النوم.

ب- السنة: السنة لغة: هي من وسن يوسن وسنا وسنة: أخذ في النعاس.

وفي الاصطلاح: فتور يعتري الإنسان ولا يفقد معه عقله والعلاقة بين السنة والنوم: أن السنة مبدأ النوم.

ج- الإغماء: الإغماء: هو فقد الحس والحركة. كالغشى.

وفي الاصطلاح: آفة في القلب أو الدماغ تعطل القوى المدركة والمحركة عن أفعالها مع بقاء العقل مغلوبا. والعلاقة بين النوم والإغماء: أن كلا منهما يعطل القوى المدركة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۲، ص ۱۶، مادة "نوم")

۱- النوم ناقض للوضوء في الجملة في قول عامة أهل العلم إلا ما حكى عن أبي موسى الأشعري - رضی اللہ عنہ - وأبى مجلز وحמיד الأعرج: أنه لا ينقض الوضوء. وعن سعيد بن المسيب: أنه كان ينام مرارا مضطجعا ينتظر الصلاة ثم يصلي ولا يعيد الصلاة.

واستدل الجمهور بحديث: العين وكاء السه فمن نام فليتوضأ، وخبر: إن العينين وكاء السه، فإذا

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

## نیند سے وضو ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کی احادیث و روایات

پہلے اس سلسلہ میں چند احادیث و روایات ذکر کی جاتی ہیں، جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ مذکورہ مسئلہ کے متعلقہ پہلوؤں کا ذکر کیا جائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ، وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ

(بخاری، رقم الحدیث ۷۲۸۱)

ترجمہ: فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے تھے، تو بعض فرشتوں نے کہا کہ سوئے ہوئے ہیں، اور بعض نے کہا کہ آنکھ سوئی ہے، اور دل بیدار ہے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے تو تھے، لیکن اس طرح سوئے ہوئے تھے کہ آپ کی صرف آنکھیں سوئی ہوئی تھیں، مگر دل سویا ہوا نہیں تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے معراج کے واقعہ کی ایک لمبی حدیث میں مروی ہے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

نامت العینان استطلق الوكاء .

ثم اختلفوا في بعض التفاصيل (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۲، ص ۲۰، مادة "نوم")  
النوم، وهو ناقض للوضوء في الجملة، في قول عامة أهل العلم، إلا ما حكى عن أبي موسى الأشعري وأبي مجلز وحמיד الأعرج، أنه لا ينقض. وعن سعيد بن المسيب، أنه كان ينام مرارا مضطجعا ينتظر الصلاة، ثم يصلي ولا يعيد الوضوء. ولعلهم ذهبوا إلى أن النوم ليس بحدث في نفسه، والحدث مشكوك فيه، فلا يزول عن اليقين بالشك. ولنا: قول صفوان بن عسال: "لكن من غائط وبول ونوم" وقد ذكرنا أنه صحيح وروى علي -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: العین وكاء السه، فمن نام فليتوضأ رواه أبو داود، وابن ماجه؛ ولأن النوم مظنة الحدث، فأقم مقامه، كالتقاء الختانين في وجوب الغسل أقيم مقام الإنزال (المغنى لابن قدامة، ج ۱، ص ۱۲۸، مسألة زوال العقل هل ينقض الوضوء)



کہ:

وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذَلِكَ  
الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ (بخاری، رقم الحدیث ۳۵۷۰)  
ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوئی ہوئی تھیں، اور دل سویا ہوا نہیں تھا،  
اور اسی طریقہ سے انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوئی ہیں، اور ان کے دل نہیں  
سوتے (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَنَامُ عَيْنِي، وَلَا يَنَامُ قَلْبِي  
(مسند احمد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھ سوئی ہے، اور میرا دل  
نہیں سوتا (مسند احمد، ابن خزیمہ، ابن حبان)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ حَتَّى نَفَخَ، ثُمَّ قَامَ، فَصَلَّى  
(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۴۷۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے، یہاں تک کہ آپ کو خراٹے آنے لگے،  
پھر آپ اٹھ گئے، پھر (وضو کئے بغیر) نماز پڑھی (ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى نَفَخَ، فَأَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

۱ رقم الحدیث ۷۴۱۷، صحیح ابن خزیمہ، رقم الحدیث ۴۸، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث  
۶۳۸۶.

فی حاشیة مسند احمد: إسناده قوى.

وقال شعيب الانواط: إسناده حسن على شرط مسلم (حاشیة صحیح ابن حبان)

وقال محمد مصطفى الأعظمی: إسناده صحیح (حاشیة صحیح ابن خزیمہ)

(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۹۱۲) ۱

ترجمہ: پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے (اور سو گئے) یہاں تک کہ آپ کو خراٹے آنے لگے، پھر آپ کے پاس مؤذن آیا، پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے، اور وضو نہیں کیا (مسند احمد)

حضرت عکرمہ بن خالد مخزومی رحمہ اللہ، حضرت سعید بن جبیر سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ:

حَتَّىٰ إِذَا أَضَاءَ الْفَجْرُ، قَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ وَضَعَ جَنْبَهُ فَنَامَ، حَتَّى سَمِعْتُ فِخْخِيخَهُ، ثُمَّ جَاءَهُ بِلَالٌ، فَأَذَنَهُ بِالصَّلَاةِ، فَخَرَجَ فَصَلَّى وَمَا مَسَّ مَاءٌ " فَقُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ: مَا أَحْسَنَ هَذَا فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ قُلْتُ ذَاكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: مَهْ إِنَّهَا لَيْسَتْ لَكَ وَلَا لِأَصْحَابِكَ، إِنَّهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ كَانَ يَحْفَظُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۳۳۹۰) ۲

ترجمہ: یہاں تک کہ جب فجر ظاہر ہوگئی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، پھر (فجر کی) دو رکعتیں پڑھیں، پھر اپنے پہلو پر لیٹ کر سو گئے، یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی، پھر آپ کے پاس حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے، جنہوں نے آپ کو نماز کی اطلاع دی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، پھر نماز پڑھی، اور آپ نے پانی کو نہیں چھوا (یعنی وضو نہیں کیا، حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ) میں نے حضرت سعید بن جبیر سے عرض کیا کہ یہ کتنی اچھی بات ہے؟ (جس میں سونے کے بعد وضو کا ذکر نہیں پایا جاتا) تو حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ یاد رکھو، اللہ کی قسم! میں نے یہ بات حضرت ابن عباس سے ذکر کی تھی،

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

۲ فی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن.

تو حضرت ابن عباس نے فرمایا تھا کہ یہ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے جائز نہیں (کہ سونے کے بعد وضو کئے بغیر نماز پڑھ لیں) بے شک یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی، کیونکہ آپ کو (نیند میں سب کچھ) یاد ہوتا تھا (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند میں قلبی غفلت پیدا نہیں ہوتی تھی، اور آپ کو نیند کی حالت میں بھی رتخ وغیرہ خارج ہونے کا علم ہوتا تھا۔

نیند چونکہ بذات خود وضو ٹوٹنے کا سبب نہیں، بلکہ اصل سبب غفلت کا پیدا ہونا اور اعضاء بشمول مقعد (یعنی ہوا خارج ہونے والے مقام) کا ڈھیلا ہونا ہے، جس میں رتخ وغیرہ خارج ہونے کا عادتاً اندیشہ ہوتا ہے، اس لئے نبی تو اس کیفیت سے محفوظ ہیں، لیکن دوسرے انسان محفوظ نہیں، اس لئے عام لوگوں کے حق میں شریعت کی طرف سے بذات خود نیند کو ہی وضو ٹوٹنے کا سبب قرار دے دیا گیا، جیسا کہ شرعی سفر کو مشقت کے قائم مقام قرار دے کر قصر کا سبب قرار دے دیا گیا ”والتابت عادة كالمتيقن“ ا

۱ ثم النوم نفسه ليس بحدث، وإنما الحدث ما لا يخلو النائم عنه فأقيم السبب الظاهر مقامه كما في السفر ونحوه (تبيين الحقائق، ج ۱ ص ۱۰، كتاب الطهارة، نواقض الوضوء) فقال الحنفية: النوم الناقض هو ما كان مضطجعاً أو متكئاً أو مستنداً إلى شيء لو أزيل منه لسقط، لأن الاضطجاع سبب لاسترخاء المفاصل فلا يعرى عن خروج شيء عادة، والتابت عادة كالمتيقن. والاتكاء يزيل مسكة اليقظة، لزوال المقعدة عن الأرض. بخلاف النوم حالة القيام والقعود والرکوع والسجود في الصلاة وغيرها، لأن بعض الاستمساك باق، إذ لو زال لسقط، فلم يتم الاسترخاء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱ ص ۱۱۵، مادة ”حدث“)

(مفاصله) جمع مفصل، وهو رؤس العظام والعروق، يعني أن الاضطجاع سبب لاسترخاء المفاصل فلا يخلو عن خروج شيء من الرياح عادة، أي هو من عادة النائم المضطجع، والتابت بالعادة كالمتيقن به. واعلم أنه اختلف الناس في انتقاض الوضوء بالنوم على أقوال ثمانية، ذكرها النووي في شرح مسلم، وتبعه غيره، وهذه الأقوال ترجع إلى ثلاثة: الأول أن النوم ينقض الوضوء مطلقاً على كل حال قليلة وكثيرة. والثاني أنه لا ينقض مطلقاً. والثالث الفرق بين قليل النوم وكثيره، وهو قول فقهاء الأمصار، والصحابة الكبار، والتابعين، وهو قول الأئمة الأربعة، وهذا هو الحق، فالنوم ليس بحدث أي ليس بناقض للوضوء بنفسه، بل لأنه سبب لاسترخاء المفاصل الداعى للخروج

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُؤْتِرَ؟ قَالَ: تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي

(بخاری، رقم الحدیث ۳۵۶۹)

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں (اور اٹھ کر وضو کئے بغیر فجر کی نماز پڑھ لیتے ہیں، تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھ سوتی ہے، اور میرا دل نہیں سوتا (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ جانتی تھیں کہ سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے کے بعد وضو کئے بغیر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو ان کو شبہ پیدا ہوا، جس کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھ سوتی ہے، اور میرا دل نہیں سوتا، یعنی مجھے نیند میں ایسی قلبی غفلت پیدا نہیں ہوتی، جو وضو ٹوٹنے کا سبب ہے۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے دل نیند کی حالت میں بھی بیدار اور متیقظ رہتے ہیں، اور انہیں ریح خارج ہونے نہ ہونے کا نیند میں بھی پتہ چلتا ہے، اور اسی وجہ سے ان کی نیند سے ان کا وضو نہیں ٹوٹتا، اور یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو خواب میں بھی وحی کے ذریعہ سے احکام عطا کئے جاتے ہیں، اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی خواب والی وحی اور اس کے یاد رہنے میں کوئی غلطی نہیں ہوتی، جس طرح سے کہ جاگتے ہوئے ہونے کی حالت میں وحی میں غلطی نہیں ہوتی۔

ساتھ ہی مذکورہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی خصوصیت ہے

﴿گزشتہ صفحہ کا لقیہ حاشیہ﴾

عادة (مرعاة المفاتيح، ج ۲ ص ۳۳، كتاب الطهارة، باب ما يوجب الوضوء) والمعنى: أن اليقظة هي الحافظة لما يخرج، والنائم قد يخرج منه الشيء ولا يشعر به فاعتبر النوم ونحوه ناقضا للوضوء مع أنه قد لا يخرج من دبره شيء أثناء النوم.

قال القرافي: النوم ليس حدثا في نفسه فهو يوجب الوضوء لكونه مظنة الريح للحدیث السابق (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۸ ص ۱۴۶، مادة "مظنة")

کہ ان کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ۱

حضرت زربن حمیش رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ: كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا مُسَافِرِينَ أَنْ نَمْسَحَ  
عَلَى خِفَافِنَا وَلَا نَنْزِعَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ إِلَّا مِنْ جَنَابَةِ

(نسائی) ۲

ترجمہ: میں نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے خفین پر مسح کے بارے

۱۔ وفيه: أنه صلى الله عليه وسلم لا يتنقض وضوؤه بالنوم لكون قلبه لا ينام، وهذا من خصائص الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، كما ثبت في الصحيح من قوله: (وذلك الأنبياء تمام أعينهم ولا تنام قلوبهم)، وفيه: أن النوم ناقض للطهارة (عمدة القارى للعيني، ج ۷ ص ۲۰۳، كتاب التهجيد، باب قيام النبي صلى الله عليه وسلم بالليل في رمضان وغيره)

قال بعض علمائنا: وإنما لم يتوضأ وقد نام حتى نفيخ؛ لأن النوم لا ينقض الطهر بنفسه، بل لأنه مظنة خروج الخارج، ولما كان قلبه - عليه السلام - يقظان لا ينام ولم يكن نومه مظنة في حقه، فلا يؤثر، ولعله أحس بتيقظ قلبه بقاء طهره، وهذا من خصائصه عليه السلام. قال الطيبي: فيقظة قلبه تمنعه من الحدث وما منع النوم قلبه ليعى الوحي إذ أوحى إليه في المنام. اهـ. فالوضوء الأول إما لتنقض آخر، أو لتجديد وتنشيط، والله أعلم (مرقاة المفاتيح، ج ۳ ص ۹۰۳، باب صلاة الليل)

كان يوحى إليه في نومه كما يوحى إليه في يقظته، ورؤيا الأنبياء وحى، ولهذا كانت تنام أعينهم ولا تنام قلوبهم، فكانوا يخشون أن يقطعوا عليه الوحي إليه بإيقاظه.

ولا تنافى بين نومه حتى طلعت الشمس وبين يقظة قلبه؛ فإن عينيه تنامان، والشمس إنما تدرک بحاسة البصر لا بالقلب (فتح البارى لابن رجب، ج ۲ ص ۲۷۱)

محمد، قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم، قال: توضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج إلى المسجد، فوجد المؤذن قد أذن، فوضع جنبه فنام حتى عرف منه النوم، وكانت له نومة تعرف، كان ينفخ إذا نام ثم قام فصلى بغير وضوء قال إبراهيم: إن النبي صلى الله عليه وسلم، ليس كغيره قال محمد: ويقول إبراهيم نأخذ بلغنا أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن عيني تنامان ولا ينام قلبي فالنبي صلى الله عليه وسلم في هذا ليس كغيره، فأما من سواه، فمن وضع جنبه فنام، فقد وجب عليه الوضوء، وهو قول أبي حنيفة رضى الله عنه (الآثار لمحمد بن الحسن، تحت رقم الحديث ۱۶۵، ج ۱ ص ۲۳۲، باب النوم قبل الصلاة وانتقاض الوضوء منه)

۲۔ رقم الحديث ۱۲۷، باب التوقيت فى المسح على الخفين للمسافر، ترمذى، رقم الحديث ۹۶؛ ابن ماجه، رقم الحديث ۲۷۸

قال الترمذى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم مسافر ہوں، تو اپنے موزوں پر مسح کریں، اور ان کو نہ اتاریں تین دن تک پیشاب پاخانے سے بھی اور نیند سے بھی، مگر یہ کہ جنابت لاحق (یعنی غسل واجب) ہو جائے (نسائی: ترمذی: ابن ماجہ)

اور حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا، أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا، ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، إِلَّا مِنْ جَنَابَةِ، لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ، وَبَوْلٍ، وَنَوْمٍ (ابن ماجہ) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم اپنے موزوں کو اتار نہ کریں، تین دن تک مگر یہ کہ جنابت لاحق (یعنی غسل واجب) ہو جائے، لیکن پاخانے سے، اور پیشاب سے اور نیند سے (ابن ماجہ، مسند احمد)

جس نے وضو کرنے کے بعد خفین یعنی چڑے کے موزے پہنے ہوں، وہ اگر مسافر ہو، تو تین دن اور مقیم ہو تو ایک دن تک مسح کرتے رہنا جائز ہے، ایسا شخص جب پیشاب، پاخانہ یا نیند کرے، تو ان تینوں چیزوں کی وجہ سے اس کو وضو کے وقت موزے اتارنا ضروری نہیں، بلکہ موزوں کے اوپر سے مسح کرنا درست ہے، لیکن جنابت کی حالت میں جبکہ غسل واجب ہو، تو موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں۔

اس حدیث میں پیشاب، پاخانہ کے ساتھ نیند کو بھی ذکر کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ جس طرح پیشاب، پاخانہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح نیند سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ۲

۱ رقم الحدیث ۴۷۸، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۰۹۱.

حدیث صحیح لغیرہ، وهذا إسناد حسن.

۲ النوم، وهو ناقض للوضوء في الجملة، في قول عامة أهل العلم، إلا ما حكى عن أبي موسى الأشعري وأبي مجلز وحמיד الأعرج، أنه لا ينقض. وعن سعيد بن المسيب، أنه كان ينام مرارا مضطجعا ينتظر الصلاة، ثم يصلی ولا يعيد الوضوء. ولعلمهم ذهبوا إلى أن النوم ليس بحدت في

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

وَكَاءُ السَّهِّ الْغَيْنَانُ، فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ (سنن ابی داود، رقم الحدیث ۲۰۳،

مسند احمد، رقم الحدیث ۸۸۷)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنکھیں، ڈبر (یعنی مقعد) کا بندھن ہیں (یعنی انسان جب تک جاگ رہا ہو، اسے اپنا وضو ٹوٹنے کی خبر ہو جاتی ہے اور سوتے ہوئے کچھ پتہ نہیں چلتا) پس جو شخص سو جائے اسے چاہئے کہ (بیدار ہونے کے بعد) وضو کر لے (مسند احمد، ابو داؤد)

اس حدیث کو بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

اور اس طرح کی حدیث حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

نفسه، والحدث مشکوك فيه، فلا يزول عن اليقين بالشك. ولنا: قول صفوان بن عسال: " لكن من غائط وبول ونوم " وقد ذكرنا أنه صحيح وروى علي -رضى الله عنه -عن النبي -صلى الله عليه وسلم -قال: العين وكاء السه، فمن نام فليتوضأ رواه أبو داود، وابن ماجه؛ ولأن النوم مظنة الحدث، فأقيم مقامه، كالتقاء الختانين في وجوب الغسل أقيم مقام الإنزال (المعنى لابن قدامة، ج ۱، ص ۱۲۸، مسألة زوال العقل هل ينقض الوضوء)

۱ في حاشية مسند احمد: إسناده ضعيف، بقية يدللس تدليس التسوية وهو شر أنواعه، فيشترط من مثله التصريح بالسماع في جميع طبقات السند، والوضين بن عطاء مختلف فيه، وقد قال الحافظ في "التقريب": "سوء الحفظ، وعبد الرحمن بن عائذ حديثه عن علي مرسل، قال ابن أبي حاتم في "العلل، سألت أبي عن حديث رواه بقية عن الوضين بن عطاء، عن محفوظ بن علقمة، عن ابن عائذ، عن علي، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وعن حديث أبي بكر بن أبي مریم عن عطية بن قيس، عن معاوية، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ": العين وكاء السه"، فقال: ليسا بقويين، وسئل أبو زرعة عن حديث ابن عائذ عن علي بهذا الحديث فقال: ابن عائذ عن علي مرسل. قلنا: قوله: "السُّهُ وَكَاءُ الْعَيْنِ" كذا وقع في الأصول الخطية للمسند مقلوباً، وهو خطأ والصواب "العين وكاء السه".

وأخرجه الطبراني في "مسند الشاميين" من طريق علي بن بحر، بهذا الإسناد.

وأخرجه أبو داود، وابن ماجه، والطحاوي في "مشكل الآثار والطبراني، والدارقطني والحاكم في معرفة علوم الحديث" والبيهقي من طرق. بقية بن الوليد، به.

اور اس حدیث کو بھی بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱  
لیکن اس کے برعکس حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ حدیث کو کئی محدثین اور اہل علم  
حضرات نے حسن قرار دیا ہے، اور اس حدیث سے کئی فقہائے کرام نے استدلال کیا ہے۔ ۲

۱۔ قال عبد الله بن أحمد: وجدت هذا الحديث في كتاب أبي بخط يده: حدثنا بكر  
بن يزيد، وأظنى قد سمعته منه في المذاكرة فلم أكتبه، وكان بكر ينزل المدينة، أظنه  
كان في المحنة كان قد ضرب علي هذا الحديث في كتابه قال: حدثنا بكر بن يزيد،  
قال: أخبرنا أبو بكر يعني ابن أبي مریم، عن عطية بن قيس الكلبي، أن معاوية بن أبي  
سفيان، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن العينين وكاء السه، فإذا نامت  
العينان استطلق الوكاء (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۸۷۹)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده ضعيف لضعف أبي بكر بن أبي مریم. وبكر بن يزيد: هو الطويل  
الحمصي نزيل بغداد، من رجال "التعجيل"، وترجم له الخطيب في "تاريخه"، روى عنه جمع،  
وذكره ابن حبان في "الثقات".

وأخرجه الخطيب في "تاريخه" من طريق عبد الله بن أحمد، بهذا الإسناد.

وأخرجه الدارمي وأبو يعلى، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار"، والطبراني في "الكبير"، وفي  
مسند "الشاميين"، والدارقطني في "السنن" والبيهقي في "السنن" من طريقين عن أبي بكر بن  
أبي مریم، به. وزاد الطبراني: "فمن نام فليتوضأ".

وأخرجه البيهقي في "السنن" من طريق الوليد بن مسلم، عن مروان بن جناح، عن عطية بن قيس،  
عن معاوية موقوفاً، وقال: قال الوليد بن مسلم: ومروان أثبت من أبي بكر بن أبي مریم.  
وقد سلف من حديث علي بن أبي طالب برقم وإسناده ضعيف كذلك، ونقل الحافظ في  
"التلخيص" عن الإمام أحمد قوله: حديث علي أثبت من حديث معاوية في هذا الباب.

۲۔ واحتج أصحابنا بحديث علي رضی اللہ عنہ (العينان وكاء السه فمن نام فليتوضأ) وهو  
حديث حسن كما سبق بيانه وبحديث صفوان (لكن من غائط أو بول أو نوم) وهو حديث حسن  
سبق بيانه وفي المسألة أحاديث كثيرة ولأن النائم غير الممكن يخرج منه الريح غالباً فأقام الشرع  
هذا الظاهر مقام اليقين كما أقام شهادة الشاهدين التي تفيد الظن مقام اليقين في شغل الذمة  
(المجموع شرح المذهب، ج ۲، ص ۱۸)

عن علي رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم: "وكاء السه العينان؛ فمن نام  
فليتوضأ". (قلت: إسناده حسن، وكذا قال النووي، وحسنه المنذرى وابن الصلاح). إسناده:  
حدثنا حيوة بن شريح الحمصي - في آخرين - قالوا: ثنا بقیة عن الوضیب بن عطاء عن محفوظ بن  
علقمة عن عبد الرحمن بن عائذ عن علي بن أبي طالب.

وهذا إسناده حسن؛ حيوة وبقية ثقتان تقدما؛ وإنما يخشى من بقية التدليس، وقد صرح بالتحديث  
في غير هذه الرواية كما يأتي.

﴿بقية حاشیة اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



اور ہمارے نزدیک اس حدیث کا حسن ہونا راجح ہے، بالخصوص جبکہ اس کی تائید اور احادیث و روایات کے مفہوم و مضمون سے بھی ہوتی ہے، جن میں نیند سے وضو ٹوٹنے کا ذکر ہے۔

مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کسی چیز کو منہ سے ڈوری وغیرہ باندھ کر بند کر دیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کے اندر کی چیز باہر خارج نہیں ہوتی، اسی طرح سے مقعد (یعنی رتخ خارج ہونے والے مقام) کا سوراخ جس سے اس کو بند رکھا جاتا ہے، وہ آنکھیں یعنی بیداری ہے، اور جب نیند کی غفلت کی وجہ سے آنکھوں کا بندھن ٹوٹ جاتا ہے، یعنی نیند میں آنکھیں بند ہو جاتی ہیں، تو یہ وضو ٹوٹ جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

اور مذکورہ حدیث میں کیونکہ نوم کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ حکم اس

#### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

والوضین بن عطاء مختلف فیہ؛ وقد وثقه أحمد وابن معین و دحیم وغیرہم۔  
وقال الأجرى عن المؤلف: إنه "صالح الحديث". وضعفه ابن سعد والجوزجانی وغیرہما. وقال ابن عدی: "ما أرى بأحاديثه بأساً". قلت: فهو حسن الحديث على أقل الدرجات إذا لم يظهر خطؤه. ومحفوظ بن علقمة وشيخه عبد الرحمن بن عائذ؛ وثقهما النسائي وابن حبان، ووثق الأول ابن معين أيضا ودحيم وغیرہما.

والآخر قيل: إنه صحابي؛ لكن قال الحافظ في "التلخيص": "هو تابعي معروف عن علي، لكن قال أبو زرعة: لم يسمع منه. وفي هذا النفي نظر؛ لأنه يروى عن عمر، كما جزم به البخاري."  
والحديث أخرجه ابن ماجه عن محمد بن المصفي الحمصي، والدارقطني عن سليمان بن عمر الأقطع، والبيهقي عن أبي عتبة - وأسمه أحمد بن الفرج -، وكذا الحاكم في "علوم الحديث" عن إبراهيم بن موسى الفراء، وأحمد عن علي بن بحر، كلهم عن بقیة... ثم قال الحاكم: "هذا حديث مروى من غير وجه؛ لم يذكُر فيه": فمن نام فليتوضأ "غير إبراهيم بن موسى الرازي؛ وهو ثقة مأمون!" كذا قال! وهذه الزيادة ثابتة من جميع الوجوه التي سقناها إلى بقیة، وقد صرح بالتحديث في رواية علي بن بحر، وهو ثقة اتفاقاً، وجعله بعضهم من أقران أحمد في الفضل والصلاح؛ فزالت بذالك شبهة تدليس. ولذلك قال النووي في "المجموع" "إسناده حسن"، وحسنه من قبل: المنذرى وابن الصلاح، كما ذكره الحافظ. وأما قول الصنعاني فيه: "حسنه الترمذی!" فما أراه إلا وهماً؛ لأنه لم يذكر ذلك أحد غيره، كالحافظ والزيلي وغيرهما، وليس الحديث في "سنن الترمذی". والله أعلم.

وللحديث شاهد من حديث معاوية، سوف نتكلم عليه إن شاء الله في "صحيح الدارمي"، وقد قال أحمد: "حديث علي أثبت من حديث معاوية في هذا الباب (صحيح أبي داود للالباني، تحت رقم الحديث ۱۹۹، باب الوضوء من النوم)

وقت ہے، جبکہ نوم یعنی نیند کی حقیقت پائی جائے، اور نیند کے ابتدائی درجات یعنی اونگھ وغیرہ اس سے خارج ہیں۔ ۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ عَلَيَّ مِنْ نَامٍ سَاجِدًا  
وُضُوءًا، حَتَّى يَضْطَجِعَ، فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ، اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ

(مسند احمد) ۲

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سجدہ میں سونے والے پر وضو ضروری نہیں ہے، یہاں تک کہ وہ لیٹ نہ جائے، پس جب وہ لیٹ جائے، تو اس کے اعضاء

کے جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں (مسند احمد، ابن ابی شیبہ)

اس حدیث کی سند کو محدثین نے فی نفسہ ضعیف قرار دیا ہے۔ ۳

۱۔ قوله " : وكاء السه " مبتدأ، و " العينان " خبره . السه : حلقة الدبر، وهو من الاست، وأصلها سته بوزن فرس، وجمعها أستاه كأفراس فحذفت الهاء و عوض منها الهمزة فقبل : است، فإذا رددت إليها الهاء وهي لامها وحذفت العين التي هي التاء، انحذفت الهمزة التي جىء بها عوض الهاء، فتقول : سه بفتح السين، ويروى : وكاء الست بحذف الهاء وإثبات العين، والمشهور الأول، و " الواك " بكسر الواو : الحفظ الذى تشد به الصرة والكيس وغيرهما، ومعنى الحديث : أن الإنسان مهما كان مستيقظا كانت إسته كالمشودة الموكء عليها، فإذا نام انحل وكاؤها، كنى بهذا اللفظ عن الحدث وخروج الريح، وهو من أحسن الكنايات وألطفها، حيث جعل اليقظة للإست كالواكء للقربة، كما أن الواكء يمنع ما فى القربة أن يخرج، كذلك اليقظة تمنع الاست أن تحدث إلا باجتهاد، وكنى بالعين عن اليقظة؛ لأن النائم لا عين له تبصر.

وقد استدل بهذا الحديث من زعم أن قليل النوم وكثيره ناقص، وعلى أى هيئة كانت . والجواب: أن هذا النوع لا يسمى نوما مطلقا، وإنما يسمى نعاسا، وذلك لأنه إذا وجد منه النوم عدم معه التماسك أصلا (شرح ابى داؤد للعيني، ج ۱ ص ۴۶۷، ۴۶۸، باب الوضوء من النوم)

۲۔ رقم الحديث ۲۳۱۵، مصنف ابن ابى شيبه، رقم الحديث ۱۴۰۷، مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَيَّ مِنْ نَامٍ سَاجِدًا وَقَاعِدًا وَضُوءًا.

۳۔ فى حاشية مسند احمد: إسناده ضعيف، يزيد بن عبد الرحمن -وهو أبو خالد الدالانى- مختلف فيه، قال أحمد وابن معين والنسائى : ليس به بأس، وقال أبو حاتم : صدوق ثقة، وقال أبو أحمد الحاكم : لا يتابع فى بعض حديثه، وقال ابن سعد : منكر الحديث، وقال ابن عبد البر : ليس

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ بھی یہ مضمون مروی ہے، اگرچہ وہ روایت موقوف یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَنْ نَامَ وَهُوَ جَالِسٌ فَلَا وُضُوءَ عَلَيْهِ، فَإِنْ اضْطَجَعَ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۱

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو سو جائے اور وہ بیٹھا ہوا ہو، تو اس پر وضو نہیں، اور جو لیٹ جائے (اور سو جائے) تو اس پر وضو ہے (ابن ابی شیبہ) اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَامَ جَالِسًا فَلَا وُضُوءَ عَلَيْهِ وَمَنْ وَضَعَ جَنْبَهُ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ (سنن الدارقطنی) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیٹھ کر سویا تو اس پر وضو نہیں ہے،

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

بحجة، وقال ابن حبان في "الضعفاء": "كان كثير الخطأ فاحش الوهم، خالف الثقات في الروايات حتى إذا سمعها المبتدئ في هذه الصناعة، علم أنها معمولة ومقلوبة لا يجوز الاحتجاج به إذا وافق، وكيف إذا انفرد، وقال ابن عدی: في حديثه لين إلا أنه يُكتب حديثه .

وقال الترمذی في "العلل الكبير": "سألت محمد بن إسماعيل عن هذا الحديث فقال: هذا لا شيء، رواه سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن ابن عباس، قوله، ولم يذكر فيه أبا العالية، ولا أعراب لآبي خالد سماعا من قتادة، وأبو خالد صدوق، وإنما يهم في الشيء .

وقال أبو داود: هو حديث منكر لم يروه إلا يزيد أبو خالد الدالاني عن قتادة، وقال أيضاً: وذكر حديث يزيد الدالاني لأحمد بن حنبل، فانتهرني استعظماً له، وقال: ما ليزيد الدالاني يدخل على أصحاب قتادة ولم يعبأ بالحديث .

وهو في "المصنف" لابن أبي شيبه ومن طريقه أخرجه أبو يعلى، والطبراني . وأخرجه عبد بن حميد، وأبو داود، والترمذی، والطبراني، وابن عدی والدارقطنی والبيهقي من طرق عن عبد السلام بن حرب، بهذا الإسناد. وقال الدارقطنی: لا يصح .

۱ رقم الحديث ۱۴۰۹، مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَيَّ مِنْ نَامَ سَاجِدًا وَقَاعِدًا وُضُوءَ .

۲ رقم الحديث ۵۹۹، المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ۶۰۶۰ .

اور جو لیٹ (کرسو) گیا، تو اس پر وضو ہے (دارقطنی، طبرانی)  
اس حدیث کی سند بھی فی نفسہ ضعیف ہے، لیکن اس کی تائید دیگر روایات سے ہوتی ہے۔ ۱  
لیٹ کر سونے میں کیونکہ غفلت پائی جاتی ہے، اس لئے لیٹ کر سونے کی حالت میں وضو  
ٹوٹنے کا حکم بیان کیا گیا۔

حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے موقوفاً مروی ہے کہ:

قَالَا: مَنْ نَامَ عَلَى كُلِّ حَالٍ لَا يَعْقِلُ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ (مسند الحارث) ۲  
ترجمہ: حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جو شخص  
کسی بھی حالت میں ایسے طریقہ پر سو گیا کہ اس کو شعور (ادراک) نہیں رہا، تو اس  
پر وضو ہے (مسند الحارث)

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى عَلَى مَنْ نَامَ قَاعِدًا وَضُوءًا (مصنف ابن  
ابی شیبہ) ۳

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، بیٹھ کر سونے والے شخص پر وضو ضروری  
خیال نہیں فرماتے تھے (ابن ابی شیبہ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَنَامُ جَالِسًا، ثُمَّ يُصَلِّيُ وَلَا يَتَوَضَّأُ (مؤطا مالک، رقم  
الحدیث ۵۸)

ترجمہ: حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ بیٹھ کر سو جاتے تھے، پھر نماز پڑھ لیتے تھے، اور

۱ قال الہیثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، وفيه الحسن بن أبی جعفر الجفیری، ضعفه البخاری  
وغیره، وقال ابن عدی: له أحادیث صالحه، ولا يعتمد الکذب (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث  
۱۲۸۷، باب فی الوضوء من النوم)

۲ رقم الحدیث ۸۸، باب ما جاء فی النوم.

۳ رقم الحدیث ۱۴۱۲، مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَيَّ مِنْ نَامَ سَاجِدًا وَ قَاعِدًا وَضُوءًا.

وضو نہیں کرتے تھے (موظا امام مالک)

اور ایک تیسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ جَالِسٌ فَلَا يَتَوَضَّأُ، وَإِذَا نَامَ مُضْطَجِعًا  
أَعَادَ التَّوَضُّؤَ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۴۸۴)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ کر سوجاتے تھے، پھر وضو نہیں کرتے تھے،

اور جب لیٹ کر سوتے تھے، تو وضو کا اعادہ کرتے تھے (عبدالرزاق)

مذکورہ روایات کی بعض سندوں میں اگرچہ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن یہ سب مل کر آپس میں قوت حاصل کر لیتی ہیں، اور ان کے ذریعہ مخصوص نیند سے وضو ٹوٹنے پر استدلال کرنے میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُونَ ثُمَّ يُصَلُّونَ  
وَلَا يَتَوَضَّئُونَ (مسلم) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سوجاتے تھے، پھر نماز پڑھ لیتے

تھے اور وضو نہیں کرتے تھے (مسلم، مسند احمد، ترمذی)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

۱ رقم الحديث ۱۲۵ "۳۷۶"، مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۹۴، سنن ترمذی، رقم الحديث ۷۸.

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

وقال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح، وسمعت صالح بن عبد الله، يقول: سألت عبد الله بن المبارك عن نام قاعدا معتمدا؟ فقال: لا وضوء عليه، وقد روى حديث ابن عباس، سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن ابن عباس قوله، ولم يذكر فيه أبا العالية، ولم يرفعه "واختلف العلماء في الوضوء من النوم، فرأى أكثرهم: أن لا يجب عليه الوضوء إذا نام قاعدا أو قائما حتى ينام مضطجعا، وبه يقول الثوري، وابن المبارك، وأحمد" وقال بعضهم: إذا نام حتى غلب على عقله وجب عليه الوضوء، وبه يقول إسحاق"، وقال الشافعي: من نام قاعدا فرأى رؤيا أو زالت مقعدته لو سن النوم، فعليه الوضوء.

كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُونَ الْعِشَاءَ  
الْآخِرَةَ حَتَّى تَخْفِقَ رُءُوسُهُمْ، ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّئُونَ (ابوداؤد، رقم  
الحديث ۲۰۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام (بیٹھ کر) عشاء کی نماز کا انتظار  
کر رہے ہوتے تھے، یہاں تک کہ ان کے سر جھک جاتے تھے، پھر وہ نماز پڑھ  
لیتے تھے، اور وضو نہیں کرتے تھے (ابوداؤد)

اور حضرت قتادہ کی سند سے حضرت انس یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کرام سے  
روایت ہے کہ:

أَنَّهُمْ كَانُوا يَضَعُونَ جُنُوبَهُمْ فَيَنَامُونَ مِنْهُمْ مَنْ يَتَوَضَّأُ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا  
يَتَوَضَّأُ (مسند ابی یعلیٰ) ۱

ترجمہ: صحابہ کرام لیٹ کر سو جاتے تھے، پھر بعض تو وضو کرتے تھے، اور بعض وضو  
نہیں کرتے تھے (ابویعلیٰ، بزار)

بعض صحابہ کرام کے وضو کرنے اور بعض کے وضو نہ کرنے کی بظاہر وجہ یہی تھی کہ جو حضرات  
غفلت کی نیند سو جاتے تھے، وہ وضو کر لیا کرتے تھے، اور جو غفلت کی نیند نہیں سوتے تھے، بلکہ  
ویسے ہی یا صرف غنودگی کی حالت میں لیٹے رہتے تھے، وہ وضو کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔ ۲

۱ رقم الحديث ۳۱۹۹، مسند البزار، رقم الحديث ۷۰۷۷.

قال حسين سليم أسد: [إسناده صحيح (تعلیق ابی یعلیٰ)]

وقال الهيثمي: رواه البزار، ورجاله رجال الصحيح.

ورواه أبو يعلى عن أنس. وعن أناس من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- كانوا يضعون  
جنوبهم فينامون، فمنهم من يتوضأ، ومنهم من لا يتوضأ.

ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۸۹، ورقم الحديث ۱۲۹۰، باب  
فی الوضوء من النوم)

۲ فی هذا الحديث من الفقه أن عين النوم ليس بحدث ولو كان حدثا لكان على أي حال وجد  
ناقصا للطهارة كسائر الأحداث التي قليتها وكثيرها وعمدها وخطؤها سواء في نقض الطهارة،

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض تابعین سے بھی ایسی کئی روایات مروی ہیں کہ جن میں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر یا رکوع وسجدہ کی حالت میں سونے سے وضو نہ ٹوٹنے کا اور لیٹ کر سو جانے کی صورت میں وضو ٹوٹ جانے کا حکم مذکور ہے۔ ۱

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وانما هو مظنة للحدث موهم لوقوعه من النائم غالباً فإذا كان بحال من التماسك والاستواء في القعود المانع من خروج الحدث منه كان محكوماً له بالسلامة، وبقاء الطهارة المتقدمة فإذا زال عن مستوى القعود بأن يكون مضطجعاً أو راکعاً أو ساجداً أو قائماً أو مائلاً إلى أحد شقيه أو على حال يسهل معها خروج الحدث من حيث لا يشعر بذلك كان أمره محمولاً على أنه قد أحدث لأنه قد يكون منه الحدث في تلك الحالة غالباً ولو كان نوم القاعد ناقضاً للطهارة لم يجز على عامة أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بين أظهرهم والوحي ينزل عليه أن يصلوا محدثين بحضرتهم فدل على أن النوم إذا كان بهذه الصفة غير ناقض للطهور (معالم السنن للخطابي، ج ۱، ص ۱۷، ومن باب الوضوء من النوم)

۱۔ حدثنا إسماعيل بن عياش، عن شرحبيل بن مسلم، ومحمد بن زياد الألهاني قالا: كان أبو أمامة ينام وهو جالس حتى يمتلئ نوماً، ثم يقوم فيصلي ولا يتوضأ (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۱۴۱۳، من قال ليس على من نام ساجداً وقاعداً وضوءاً) حدثنا زيد بن الحباب، قال: أخبرني مالك بن أنس، قال: أخبرني زيد بن أسلم، أن عمر بن الخطاب، قال: من وضع جنبه فليتوضأ (أيضاً رقم الحديث ۱۴۱۴) حدثنا وكيع، عن ابن عون. وابن إدريس، عن هشام، عن ابن سيرين، قال: سألت عبيدة عنه؟ فقال: هو أعلم بنفسه (أيضاً رقم الحديث ۱۴۱۵) حدثنا هشيم، قال: أخبرنا عبد الملك، عن عطاء، أنه قال: من نام ساجداً، أو قائماً، أو جالساً فلا وضوء عليه، فإن نام مضطجعاً فعليه الوضوء (أيضاً رقم الحديث ۱۴۱۶) حدثنا هشيم، قال: أخبرنا مغيرة، عن إبراهيم، مثله (أيضاً رقم الحديث ۱۴۱۷) حدثنا ابن علية، عن أيوب، عن عكرمة؛ أنه كان لا يرى بأساً بالنوم في القعود، ويكرهه في الاضطجاع (أيضاً رقم الحديث ۱۴۱۸) حدثنا ابن إدريس، عن هشام، قال: رأيت ابن سيرين يخفق برأسه، ثم يقوم فيصلي (أيضاً رقم الحديث ۱۴۱۹) حدثنا وكيع، عن شعبة، قال: ذاکرته الحكم وحمادا فقالا: ليس عليه الوضوء حتى يضع جنبه (أيضاً رقم الحديث ۱۴۲۱) حدثنا أبو الأحوص، عن أبي حمزة، عن إبراهيم، قال: إذا نام الرجل قائماً، أو قاعداً لم يجب عليه الوضوء، فإذا وضع جنبه وجب عليه الوضوء (أيضاً رقم الحديث ۱۴۲۲)

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور بعض آثار میں بغیر کسی قید کے یا بیٹھ کر سونے کی صورت میں وضو ٹوٹنے کا حکم مذکور ہے۔ ۱۔ اور ہمارے نزدیک ان روایات و آثار کا مطلب یہ ہے کہ جب تک کوئی غفلت کی نیند نہ سوتے، یا بالفاظ دیگر اونگھ وغیرہ سے آگے بڑھ کر مکمل نیند یا نوم میں داخل نہ ہو جائے، اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا، اور یہ حالت چونکہ عموماً لیٹ کر سونے میں پائی جاتی ہے، اس لئے بعض روایات میں لیٹنے کا ذکر کر دیا گیا، اور بعض حضرات نے یہ سمجھا کہ اگر کوئی لیٹے بغیر بھی کسی طرح پر ایسی نیند سوتے، تو بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

### ﴿ گزشتہ صفحے کا ایتھہ حاشیہ ﴾

حدثنا يحيى بن سعيد ، عن طارق بياح النوى ، قال : حدثتني منيعة ابنة ارقاص ، عن أبيها ؛ أن أبا موسى كان ينام بينهن حتى يغط ، فنبهه ، فيقول : هل سمعتموني أحدث؟ فنقول : لا ، فيقوم فيصلي (ايضاً رقم الحديث ۱۴۲۶)

محمد، قال : أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم، قال : إذا نمت قاعداً أو قائماً أو راكعاً أو ساجداً أو راكباً فليس عليك وضوء قال محمد : وبه نأخذ، فإذا وضع جنبه فنام وجب عليه الوضوء . وهو قول أبي حنيفة رضي الله عنه (الآثار لمحمد بن الحسن، تحت رقم الحديث ۱۶۶ ، ج ۱ ص ۴۳۶، باب النوم قبل الصلاة وانتقاض الوضوء منه) ۱۔ حدثنا هشيم ، وابن عليه ، عن الجريري ، عن خالد بن غلاق العيشي ، عن أبي هريرة ، قال : من استحق نوماً فقد وجب عليه الوضوء . زاد ابن عليه : قال الجريري : فسألنا عن استحقات النوم ؟ فقالوا : إذا وضع جنبه (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۱۴۲۷ ، من كان يقول إذا نام فليتوضأ)

حدثنا عبد الله بن إدريس ، عن ليث ، عن طاووس ؛ أنه سئل عن الرجل ينام وهو جالس؟ قال : إنما هو وكاء ، فإذا ضيعته . أي : يقول : يتوضأ (ايضاً رقم الحديث ۱۴۲۸) حدثنا وكيع ، عن عمر بن الوليد الشني ، عن عكرمة ، قال : إنما هو وكاء فإذا نام توضأ (ايضاً رقم الحديث ۱۴۲۹)

حدثنا ابن إدريس ، عن هشام ، عن الحسن ، قال : كان يرى علي من نام جالساً وضوء (ايضاً رقم الحديث ۱۴۳۰)

حدثنا حفص ، عن أشعث ، وعمرو ، عن الحسن ، أنه كان يقول : من دخله النوم فليتوضأ (ايضاً رقم الحديث ۱۴۳۱)

حدثنا وكيع ، عن سعيد ، عن قتادة ، عن سعيد بن المسيب ، والحسن قالا : إذا خالط النوم قلبه قائماً ، أو جالساً توضأ (ايضاً رقم الحديث ۱۴۳۲)

حدثنا عفان ، قال : حدثنا أبان العطار ، عن هشام بن عروة ، عن أبيه ، قال : إذا استنقل نوماً وهو قاعد توضأ (ايضاً رقم الحديث ۱۴۳۳)



## نیند سے وضو ٹوٹنے کے متعلق فقہائے کرام کے اقوال

نیند سے وضو ٹوٹنے کے بارے میں تو جمہور فقہائے کرام اور اکثر اہل علم حضرات متفق ہیں، جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، لیکن کس کیفیت و نوعیت کی نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور کس سے وضو نہیں ٹوٹتا؟ اس بارے میں فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں۔

چنانچہ حنفیہ کے نزدیک لیٹ کر یا تکیہ و ٹیک لگا کر یا کسی چیز کی طرف دائیں، بائیں یا پشت سے اس طرح سہارا لے کر سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کہ اگر اس چیز کا سہارا ہٹایا جائے، تو یہ سونے والا شخص زمین پر گر پڑے، کیونکہ لیٹ کر سونا ایسی غفلت والی نیند کا سبب ہے، جس میں اعضاء اور بالخصوص مقعد (یعنی پیٹ سے ہوا خارج ہونے والے حصہ) کی پکڑ ڈھیلی ہو جاتی ہے، جو کہ عادتاً ریح وغیرہ خارج ہونے کا سبب ہے۔

اور تکیہ و ٹیک لگا کر یا کسی چیز کا کمر یا پہلو سے سہارا لے کر اس طرح سونا کہ وہ تکیہ و ٹیک یا سہارا اگر ہٹا لیا جائے، تو وہ سونے والا شخص گر پڑے، اس میں بھی مذکورہ کیفیت پائی جاتی ہے۔ اور کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر یا کوع کی حالت میں یا مرد کے مسنون سجدہ کی حالت میں سونے میں یہ کیفیت نہیں پائی جاتی، اس لئے ان حالتوں میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اگرچہ نماز میں سوئے یا غیر نماز میں۔

لیکن اگر سجدہ میں اس طرح سوئے کہ اپنے پیٹ یا کہنیوں کو زمین پر ٹیک لے، جس طرح کہ عموماً عورتیں سجدہ کرتی ہیں، تو پھر زمین پر سہارا حاصل ہو جاتا ہے، اور یہ مرد کے سجدہ کی مسنون کیفیت نہیں، اس لئے اس طرح سجدہ میں سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی بیٹھ کر اپنی ران وغیرہ پر اس طرح سہارا لگا کر سوئے کہ اس کا مقعد (یعنی پیٹ سے ہوا خارج ہونے والا حصہ) زمین پر ٹکا ہوا نہ ہو، مثلاً دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر مقعد زمین سے ہٹا کر بیٹھے، تو اس طرح بیٹھ کر سونے سے حنفیہ کے نزدیک ریح یہ ہے کہ

وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

اور اگر کوئی کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر بغیر سہارے کے سوئے، پھر وہ زمین پر گر پڑے، تو اگر وہ گرنے سے پہلے یا گرتے وقت یا گر کر فوراً بیدار ہو جائے، تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا، ورنہ وضو ٹوٹ جاتا ہے، الا یہ کہ کوئی کسی چیز کا سہارا لے کر اور ٹیک لگا کر ایسے طریقہ سے سوئے کہ اس کا پورا مقعد زمین یا کسی چیز پر ٹکا ہوا ہو، مثلاً کوئی شخص کرسی یا گاڑی وغیرہ کی سیٹ پر بیٹھے

۱۔ واختلفت عباراتهم في كيفية النوم الناقض للوضوء :

فقال الحنفية: النوم الناقض هو ما كان مضطجعا أو متكنا أو مستندا إلى شيء لو أزيل منه لسقط، لأن الاضطجاع سبب لاسترخاء المفاصل فلا يعرى عن خروج شيء عادة، والثابت عادة كالمتيقن. والاتكاء يزيل مسكة اليقظة، لزوال المقعدة عن الأرض. بخلاف النوم حالة القيام والقعود والركوع والسجود في الصلاة وغيرها، لأن بعض الاستمساك باق، إذ لو زال لسقط، فلم يتم الاسترخاء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱، ص ۱۱۵، مادة "حدث")

أ- النوم: اختلف الفقهاء في نقض الوضوء بالنوم إلى رأيين:

الرأى الأول: يرى جمهور الفقهاء الحنفية والمالكية والشافعية والحنابلة أن النوم ناقض للوضوء في الجملة، واستدلوا بحديث "العين وكاء السه، فمن نام فليتوضأ" وحديث إن العينين وكاء السه، فإذا نامت العينان استطلق الوكاء" ثم اختلفوا في بعض التفاصيل: أما الحنفية فالنائم عندهم إما أن يكون مضطجعا أو متوركا، أو يكون مستندا على شيء لو أزيل عنه لسقط، أو نام قائما أو راكبا أو ساجدا.

أ- فإن كان مضطجعا أو متوركا نقض وضوؤه لحديث "إنما الوضوء على من نام مضطجعا" إن من اضطجع استرخت مفاصله غاية الاسترخاء بحالة الاضطجاع، فيكون بمظنة خروج الريح. ب- والحق به من نام متوركا لزوال مقعديهما من الأرض.

وإن كان مستندا إلى شيء لو أزيل عنه لسقط: فهذا لا يخلو: إما أن يكون مقعدته زائلة من الأرض أو لا، فإن كانت زائلة نقض بالإجماع بين أئمتهم، وإن كانت غير زائلة ذكر القدرى أنه ينقض، وهو مروى عن الطحاوى.

وقال الزيلعي: الصحيح أنه لا ينقض، ورواه أبو يوسف عن أبي حنيفة.

ج- وإن كان النائم قائما أو راكبا أو ساجدا، فإنه إن كان في الصلاة لا ينتقض وضوءه؛ لقوله صلى الله عليه وسلم "لا وضوء على من نام قائما أو راكبا أو ساجدا" وإن كان خارج الصلاة، فكذلك على الصحيح إن كان على هيئة السجود بأن كان رافعا بطنه عن فخذه مجافيا عضديه عن جنبه وإلا انتقض وضوءه.

د- واختلفوا في المريض إذا كان يصلى مضطجعا فنام، قال الزيلعي: فالصحيح انتفاض وضوئه؛ للحديث "إنما الوضوء على من نام مضطجعا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳، ص ۳۸۷ و ۳۸۸، مادة "وضوء" نواقض الوضوء)

ٹیک لگا کر اس طرح سوئے کہ اس کا پورا مقعد کسی چیز پر ٹکا ہوا ہو، یا مثلاً گھٹنے کھڑے کر کے ہاتھوں سے پکڑ لے، اور گھٹنوں پر سر رکھ کر سو جائے، یا چوڑی مار کر کہنیوں سے رانوں پر ٹیک لگا کر سو جائے، لیکن پورا مقعد زمین یا کسی چیز پر ٹکا ہوا ہو، یا اپنے مقعد کو ایڑی وغیرہ سے دبا رکھا ہو، جس سے ریح خارج ہونے کا خدشہ نہ ہو، تو پھر وضو نہیں ٹوٹتا، جیسا کہ پہلے گزرا۔

اور اس کی وجہ وہی ہے جو پہلے ذکر کی گئی کہ نیند سے بذات خود وضو نہیں ٹوٹتا، بلکہ یہاں وضو ٹوٹنے کا اصل سبب اعضاء ڈھیلے ہونے کی وجہ سے ریح وغیرہ کے عادتاً خارج ہونے کا امکان ہے، جس کو وضو ٹوٹنے کے قائم مقام قرار دے دیا گیا ہے ”کالسفر و نحوہ“

لہذا وضو بھی ایسی گہری نیند سے ٹوٹے گا کہ جس میں ایسی غفلت پائی جاتی ہو کہ اس میں اپنے اختیار کے بغیر ریح خارج ہونے کا امکان ہو، اور اس طرح کی نیند کی مختلف شکلیں وہی ہیں، جن میں وضو ٹوٹنے کا ذکر کیا گیا۔

اور مذکورہ صورتوں اور شکلوں کے پیش نظر اس سلسلہ میں پائی جانے والی مختلف روایات اور آثار میں بھی اجتماع، تطبیق اور اتفاق ہو جاتا ہے۔ ا

ا ہ۔ ولو نام قاعدا أو قائما فسقط علی وجهه أو جنبه، إن انتبه قبل سقوطه، أو حالة سقوطه، أو سقط نائما وانتبه من ساعته - لا ينتقض الوضوء، وإن استقر بعد السقوط نائما ثم انتبه انتقض؛ لوجود النوم مضطجعا، وعن أبي يوسف: ينتقض بالسقوط؛ لزوال الاستمساك حيث سقط.

وعن محمد بن الحسن: إن انتبه قبل أن تزایل مقعدته الأرض لم ينتقض، وإن زایلها وهو نائم انتقض، وهو مروى عن أبي حنيفة وقال الزيلعي: والظاهر الأول.

وقال الحنفية: الصحيح أن النوم نفسه ليس بحدث، وإنما الحدث: ما لا يخلو عنه النائم، فأقيم السبب الظاهر - وهو النوم هنا - مقامه كالسفر ونحوه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۳ ص ۳۸۷ و ص ۳۸۸، مادة ”وضوء“ نواقض الوضوء)

الاستناد في غير الصلاة:

أ - استناد النائم المتوضئ:

ذهب الحنفية في ظاهر الرواية، والشافعية، وهو رواية للحنابلة إلى أنه إذا نام مستندا إلى شيء - بحيث لو زال لسقط - لا ينتقض وضوء المستند في الأصح، وعليه عامة المشايخ، وهذا إذا لم تكن مقعدته زائلة عن الأرض وإلا نقض اتفاقا.

﴿بقية حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ تفصیل تو حنفیہ کے نزدیک تھی۔

اور مالکیہ کے نزدیک ایسی ثقیل و گہری نیند جس میں اس کو اپنے قریب کی بلند آواز سنائی نہ دے، یا اس کے ہاتھ میں کوئی چیز ہو، اور وہ گر پڑے، اور اسے اس کا علم نہ ہو، تو ایسی نیند سے

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

وذهب المالكية، وهو غير ظاهر الرواية عند الحنفية إلى أنه ينقض الوضوء، لأنه يعتبر من النوم الثقيل، فإن كان لا يسقط فهو من النوم الخفيف الذي لا ينقض. والمذهب عند الحنابلة أن نوم المستند قليلا كان أو كثيرا ينقض (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴ ص ۱۰۶، مادة "استناد")

وَأما من نام واضعا أليته على عقبية وصار شبه المنكب على وجهه واضعا بطنه على فخذيته لا ينتقض وضوءه كذا في النهاية والمعراج وعزاه في فتح القدير إلى الذخيرة ثم قال: وفي غيرها لو نام متربعا ورأسه على فخذيته نقض، وهذا يخالف ما في الذخيرة اهـ.

وفي المحيط لو نام قاعدا واضعا أليته على عقبية شبه المنكب قال محمد عليه الوضوء وقال أبو يوسف: لا وضوء عليه، وهو الأصح اهـ. فأفاد أن في المسألة اختلافا بين الصحابين وأن ما في النهاية وغيرها هو الأصح أطلق في المضطجع فشمّل المريض إذا نام في صلاته مضطجعا وفيه خلاف والصحيح النقص وقيل لا؛ لأن نومه قاعدا كنوم الصحيح قائما، وأما التورك فلفظ مشترك، فإن كان بمعنى أن جلسته تكشف عن المخروج كما إذا نام على أحد رجليه أو معتمدا على أحد مرفقيه فهذا ناقض، وهو مراد المصنف بدليل ما علل به في الكافي

وإن كان بمعنى أن يسط قدميه من جانب ويلصق أليته بالأرض فهذا غير ناقض كما في الخلاصة ولم يذكر المصنف الاستناد إلى شيء لو أزيل عنه لسقط؛ لأنه لا ينقض في ظاهر المذهب عن أبي حنيفة إذا لم تكن مقعدته زائلة عن الأرض كما في الخلاصة وبه أخذ عامة المشايخ، وهو الأصح كما في البدائع، وإن كان مختار القدوري النقص، وأما إذا كانت مقعدته زائلة، فإنه ينقض اتفاقا، وهو بمعنى التورك فلذا تركه وفي الخلاصة، ولو نام على رأس التنور وهو جالس قد أدلى رجليه كان حدثا وفي المبتغي، ولو نام محتبيا ورأسه على ركبتيه لا ينقض وفي المحيط لو نام على دابة، وهي عريانة قالوا إن كان في حالة الصعود والاستواء لا يكون حدثا، وإن كان في حالة الهبوط يكون حدثا؛ لأن مقعدته متجافية عن ظهر الدابة اهـ.

وفي هذه المواضع التي يكون فيها حدثا فهو بمعنى التورك فلم يخرج عن كلام المصنف وقيد المصنف بنوم المضطجع والمتورك؛ لأنه لا ينقض نوم القائم ولا القاعد، ولو في السراج أو المحمل كما في الخلاصة ولا الراكع ولا الساجد مطلقا إن كان في الصلاة

وإن كان خارجا فكذلك إلا في السجود، فإنه يشترط أن يكون على الهيئة المسنونة له بأن يكون رافعا بطنه عن فخذيته مجافيا عضديه عن جنبيه، وإن سجد على غير هذه الهيئة انتقض وضوءه؛ لأن في الوجه الأول الاستمساك باق والاستطلاق منعدم بخلافه في الوجه الثاني (البحر الرائق شرح

كنز الدقائق، ج ۱، ص ۲۰، كتاب الطهارة، نواقض الوضوء)

وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

اور اگر ایسی نیند نہ ہو، بلکہ اس سے کمزور درجہ کی نیند ہو، تو اس سے مالکیہ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ پھر بھی وضو کر لینا بہتر ہے۔ ۱

اور شافعیہ کے نزدیک ہر قسم کی نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، مگر جس نے اپنے مقعد کو زمین یا کسی اور چیز سے ٹکا رکھا ہو، تو بہر حال اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ ۲

۱ البتہ بعض مالکیہ کے نزدیک اگر لیٹ کر یا سجدہ کی حالت میں سوئے، تو غیر ثقیل یا غیر شدید نیند سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

وذهب المالكية إلى أن الناقض هو النوم الثقيل بأن لم يشعر بالصوت المرتفع، بقربه، أو بسقوط شيء من يده وهو لا يشعر، طال النوم أو قصر. ولا ينقض بالخفيف ولو طال، ويندب الوضوء إن طال النوم الخفيف (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱، ص ۱۱۶، مادة "حدث")  
وللمالكية طريقتان في اعتبار النوم ناقضا:

الأولى: طريقة اللحى، وظاهر هذه الطريقة: أن المعتبر في النقص صفة النوم ولا عبرة بهيئة النائم من اضطجاع أو قيام أو غيرهما، فمتى كان النوم ثقيلًا: نقض، سواء كان النائم مضطجعا أو ساجداً أو جالسا أو قائما، وعلامة النوم الثقيل هو ما لا يشعر. صاحبه بصوت مرتفع أو كان بيده مروحة فسقطت ولم يشعر بها، وإن كان النوم غير ثقيل فلا ينتقض على أى حال.

الطريقة الثانية: اعتبر بعضهم صفة النوم مع الثقل، وصفة النائم مع النوم غير الثقيل، وقالوا: إن النوم ثقيل يجب منه الوضوء على أى حال، وأما غير الثقيل فيجب الوضوء فى الاضطجاع والسجود، ولا يجب فى القيام والجلوس. وعزى هذه الطريقة لعبد الحق وغيره.

ولكن الطريقة الأولى هى الأشهر عندهم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳، ص ۳۸۸ و ص ۳۸۹، مادة "وضوء" نواقض الوضوء)

۲ وعند الشافعية خمسة أقوال: الصحيح منها أن من نام ممكنا مقعدته من الأرض أو نحوها لم ينتقض وضوءه، وإن لم يكن ممكنا ينتقض على أية هيئة كان فى الصلاة وغيرها لحديث أنس قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ينتظرون العشاء فينأمون، أحسبه قال: قعودا حتى تخفق رء وسهم ثم يصلون ولا يتوضئون. وروى عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: ليس على من نام قائما أو قاعدا وضوء حتى يضع جنبه إلى الأرض ويندب الوضوء عندهم إلا مع التمكين خروجا من الخلاف (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱، ص ۱۱۶، مادة "حدث")

﴿بقية حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حنا بلہ کے نزدیک اس سلسلہ میں یہ تفصیل ہے کہ لیٹ کر سونے سے بہر حال وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

### ﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

وقال الشافعية: إن النوم ينقض الوضوء كيفما كان إلا نوم المتمكن مقعده من الأرض أو غيرها، فلا ينقض وضوءه، وإن استند إلى ما لو زال لسقط لأمن خروج شيء حينئذ من دبره. ولا عبرة لاحتمال خروج شيء من قبله، لأنه نادر، والنادر لا حكم له، ولأثر أنس رضي الله عنه قال: "كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ينامون ثم يصلون ولا يتوضئون" وفي رواية: "كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ينتظرون العشاء الآخرة حتى تخفق رء وسهم" وحمل على نوم المتمكن مقعده في الأرض جمعا بين الحديثين، ودخل في ذلك ما لو نام محتبيا. وذكر النووي مسائل تتعلق بالتفريع على المذهب، وهو أن نوم المتمكن مقعده لا ينقض وغيره ينقض:

المسألة الأولى: قال الشافعي في الأم والمختصر والأصحاب: يستحب للنام ممكنا أن يتوضأ؛ لاحتمال خروج حدث، وللخروج من خلاف العلماء.

المسألة الثانية: لو تيقن النوم وشك هل كان ممكنا أم لا فلا وضوء عليه.

المسألة الثالثة: نام جالسا فرالت ألياه أو إحداهما عن الأرض، فإن زالت قبل الانتباه انتقض؛ لأنه مضى لحظة وهو نام غير ممكن، وإن زالت بعد الانتباه أو معه، أو لم يدر أيهما سبق لم ينتقض؛ لأن الأصل الطهارة.

المسألة الرابعة: نام ممكنا مقعده من الأرض مستندا إلى حائط أو غيره لا ينتقض وضوءه، سواء أكان بحيث لو وقع الحائط لسقط أم لا، وهذا لا خلاف فيه بين أصحابنا.

المسألة الخامسة: قليل النوم وكثيره عندنا سواء، نص عليه الشافعي والأصحاب، فنوم لحظة ونوم يومين سواء في جميع التفصيل والخلاف.

المسألة السادسة: قال أصحابنا: لا فرق في نوم القاعد الممكن بين قعوده مترعا أو مفترشا أو متوركا أو غيره من الحالات بحيث يكون مقعده لاصقا بالأرض أو غيرها متمكنا، وسواء القاعد على الأرض وراكب السفينة، والبعير وغيره من الدواب، فلا ينتقض الوضوء بشيء من ذلك، نص عليه الشافعي في الأم، واتفق عليه الأصحاب.

ولو نام محتبيا - وهو أن يجلس على ألييه رافعا ركبتيه محتويا عليهما بيديه أو غيرهما - ففيه ثلاثة أوجه حكاه الماوردي والرويانى: أحدها: لا ينتقض كالمترع، والثاني: ينتقض كالمضطجع، والثالث: إن كان نحيف البدن بحيث لا تنطبق ألياه على الأرض انتقض، وإلا فلا، والمختار الأول.

المسألة السابعة: إذا نام مستلقيا على قفاه وألصق ألييه بالأرض فإنه يستبعد خروج الحدث منه، ولكن اتفق الأصحاب على أنه ينتقض وضوءه؛ لأنه ليس كالجالس الممكن، فلو استنفر وتلجم بشيء فالصحيح المشهور الانتقاض أيضا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۳ ص ۳۹۰، مادة "وضوء" نواقض الوضوء)

اور اگر بیٹھ کر زیادہ سوئے، تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور کم سوئے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔  
اور کھڑے ہو کر یا رکوع یا سجدہ کی حالت میں سونے سے وضو ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کے بارے میں  
حتیابہ کی دونوں قسم کی روایات ہیں۔ ۱۔

۱۔ وأما الحنبلة فقسما النوم إلى ثلاثة أقسام:

الأول: نوم المضطجع فينقض به الوضوء قليلا كان أو كثيرا أخذنا لعموم الحديثين السابقين .  
الثاني: نوم القاعد، فإن كان كثيرا نقض بناء على الحديثين، وإن كان يسيرا لم ينقض لحديث أنس  
الذي ذكره الشافعية .

الثالث: ما عدا هاتين الحالتين، وهو نوم القائم والراكع والساجد . وقد روى عن أحمد في هذه  
الحالات روايتان : إحداهما : ينقض مطلقا للعموم في الحديثين، والثانية : لا ينقض، إلا إذا كثر،  
لحديث ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسجد وينام ثم يقوم فيصلي فقلت له:  
صليت ولم تتوضأ، وقد نمت، فقال إنما الوضوء على من نام مضطجعا فإنه إذا اضطجع استرخت  
مفاصله.

والعبارة في تحديد الكثير واليسير في الصحيح عندهم العرف (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱، ص  
۱۱۶، مادة "حدث")

وقال الحنبلة: النوم ينقسم إلى ثلاثة أقسام:

أ - نوم المضطجع، فينقض الوضوء يسيره وكثيره في قول كل من يقول بنقضه بالنوم.  
ب - ونوم القاعد إن كان كثيرا نقض، وإن كان يسيرا لم ينقض.

واستدلوا بعموم حديث " : فإذا نامت العينان استطلق الوكاء " وحديث " : فمن نام فليتوضأ ."  
وقول صفوان بن عسال -رضى الله عنه " :- كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمرنا إذا كنا  
سفرا أن لا نزع خفافنا ثلاثة أيام ولياليهن إلا من جنابة، ولكن من غائط وبول ونوم " وقالوا : وإنما  
خصصناهما في اليسير : لحديث أنس -رضى الله عنه " :- كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه  
وسلم ينامون ثم يقومون فيصلون ولا يتوضئون " وليس فيه بيان كثرة ولا قلة، فإن النائم يخفق رأسه  
في يسير النوم، فهو يقين في اليسير فيعمل به، وما زاد عليه فهو محتمل لا يترك له العموم  
المتيقن، ولأن نقض الوضوء بالنوم يعلل بإفضائه إلى الحدث، ومع الكثرة والغلبة يفضى إليه، ولا  
يحس بخروجه منه، بخلاف اليسير، ولا يصح قياس الكثير على اليسير لاختلافهما في الإفضاء إلى  
الحدث، وعن الإمام أحمد: ينقض، وعنه: لا ينقض نوم الجالس ولو كان كثيرا.

واختاره الشيخ ابن تيمية، وحكى عنه لا ينقض غير نوم المضطجع.

ج - وما عدا هاتين الحالتين هو "نوم القائم والراكع والساجد" فروى عن أحمد في جميع ذلك  
روايات إحداهما: ينقض وهو المذهب؛ لأنه لم يرد في تخصيصه من عموم أحاديث النقض نص، ولا  
هو في معنى المنصوص؛ لكون القاعد متحفظا لاعتماده بمحل الحدث إلى الأرض، والراكع  
والساجد ينفرج محل الحدث منهما.

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور یہ بات مخفی نہیں کہ فقہائے حنفیہ نے نیند سے وضو ٹوٹنے، نہ ٹوٹنے کی جو شکلیں اور صورتیں بیان فرمائی ہیں، اور جو تقسیم فرمائی ہے، وہ نیند سے وضو ٹوٹنے کے سبب کے زیادہ لائق ہیں۔ ملحوظ رہے کہ جس نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس نیند سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے، یعنی اگر کسی نے عذر کی وجہ سے تیمم کیا ہوا تھا، اور پھر وہ ایسی نیند سو گیا، جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، تو اس سے اس کا تیمم بھی ٹوٹ جائے گا۔

آخر میں یہ بات ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ اگر کوئی وضو یا تیمم کی حالت میں بے ہوش

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

والثانية: لا ينقض إلا إذا كفر، وعليه جمهور الأصحاب.  
 والثالثة: لا ينقض نوم الراكع، وينقض نوم الساجد.  
 وأما نوم القاعد المستند والمحتبى فقد اختلف الحنابلة في أثره على الموضوع .  
 فالصحيح من المذهب أنه ينقض يسيره؛ لأنه معتمد على شيء فهو كالمضطجع.  
 وعن أحمد: لا ينقض يسيره.  
 قال أبو داود: سمعت أحمد قيل له: الموضوع من النوم؟ قال: إذا طال، قيل: فالمحتبى؟ قال:  
 يتوضأ، قيل: فالمتکء؟ قال: الاتكاء شديد، والمتساند كأنه أشد - یعنی من الاحتباء - ورأى منها  
 كلها الموضوع إلا أن يغفو قليلا .  
 وقال ابن قدامة: والأولى أنه متى كان معتمدا بمحل الحدث على الأرض أن لا ينقض منه إلا  
 الكثير؛ لأن دليل انتفاء النقص في القاعد لا تفریق فيه فيسوی بین أحواله.  
 ثم اختلف علماء الحنابلة في تحديد الكثير من النوم الذي ينقض الموضوع .  
 فقال أبو يعلى: ليس للقليل حد يرجع إليه، وهو على ما جرت به العادة، وقيل: حد الكثير: ما يتغير  
 به النائم عن هيئته: مثل أن يسقط على الأرض، ومنها أن يرى حلما .  
 وقال ابن قدامة: والصحيح أنه لا حد له؛ لأن التحديد إنما يعرف بتوقيف، ولا توقيف في هذا،  
 فمتى وجدنا ما يدل على الكثرة: مثل سقوط المتمكن وغيره انتقض وضوءه، وإن شك في كثرته  
 لم ينتقض وضوءه؛ لأن الطهارة متيقنة فلا تزول بالشك .  
 وقال: من لم يغلب على عقله فلا وضوء عليه؛ لأن النوم الغلبة على العقل، وقال بعض أهل اللغة في  
 قوله تعالى: (لا تأخذه سنة ولا نوم) : هي ابتداء النعاس في الرأس، فإذا وصل إلى القلب صار نوما،  
 ولأن الناقض زوال العقل، ومتى كان ثابتا وحسه غير زائل، مثل من يسمع ما يقال عنده ويفهمه فلم  
 يوجد سبب النقص من حقه .  
 وإن شك: هل نام أم لا، أو خطر بباله شيء لا يدري أرويا هو أم حديث نفس؟ فلا وضوء  
 عليه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۳ ص ۳۹۲ و ص ۳۹۳، مادة "وضوء" نواقض الموضوع)



ہو جائے، تو بے ہوش ہو جانے سے بھی وضو اور تیمم ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ بے ہوشی میں نیند سے زیادہ غفلت پائی جاتی ہے۔ ۱

اور وہ بے ہوشی خواہ شراب یا کوئی اور نشہ آور چیز کے استعمال کرنے سے ہو، یا پھر دورہ وغیرہ پڑنے سے، یا کسی چوٹ و حادثہ وغیرہ کے اثر سے، یا کمزوری و بیماری کی وجہ سے، سب کا حکم برابر ہے، مگر شرط یہی ہے کہ واقعتاً بے ہوشی ہو، جس میں نیند جیسی کیفیت پیدا ہوئی ہو۔

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

۱ اثر الإغماء في العبادات البدنية:

أ- في الوضوء والتيمم: أجمع الفقهاء على أن الإغماء ناقض للوضوء قياساً على النوم، بل هو أولى، لأن النائم إذا أوقظ استيقظ بخلاف المغمى عليه. ونص الفقهاء على أن كل ما يبطل الوضوء يبطل التيمم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۵، ص ۲۶۸، مادة "إغماء")

## (فصل نمبر ۱۴)

## نیند میں احتلام کے احکام

نیند میں احتلام بھی نیند کے احکام سے تعلق رکھتا ہے، اس لئے موضوع کی مناسبت سے اس مسئلہ کی بھی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

## منی، مذی اور ودی کی حقیقت

پیشاب کے علاوہ، مرد و عورت کے پیشاب کے راستہ سے خارج ہونے والا سیال مادہ (Substance Liquid) عام طور پر تین طرح کا ہو سکتا ہے، جس میں سے ایک منی کہلاتا ہے، جس کو انگریزی زبان میں Semen کہا جاتا ہے۔

یہ شہوت کی تکمیل کے موقع پر خارج ہونے والا مادہ ہے، جس میں توالد و تناسل کے اجزاء یعنی جنسی خلیے (Germ Cell) شامل ہوتے ہیں، اور اس کے خارج ہونے پر ابھری ہوئی شہوت کی تسکین ہو جاتی ہے، یعنی وہ شہوت ٹھنڈی ہو جاتی ہے، یہ مادہ شرعی زبان میں منی کہلاتا ہے، جس کے خارج ہونے پر غسل واجب ہو جاتا ہے، اور یہ مادہ شرعاً ناپاک ہے۔

منی (Semen) کے علاوہ ایک دوسرا مادہ مذی کہلاتا ہے، جس کو انگریزی زبان میں Pre-ejaculate کہا جاتا ہے۔

یہ شہوت کے موقع پر خارج ہونے والا مادہ ہے، مگر اس کے خارج ہونے پر ابھری ہوئی شہوت کی تسکین نہیں ہوتی، اور اس کی مقدار عموماً منی کی مقدار سے کم ہوتی ہے، یہ مادہ شرعی زبان میں مذی کہلاتا ہے، جس کے خارج ہونے پر غسل واجب نہیں ہوتا، البتہ یہ مادہ شرعاً ناپاک ہوتا ہے، اور اس کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

منی (Semen) اور مذی کے علاوہ ایک تیسرا مادہ ”ودی“ کہلاتا ہے، جو عام طور پر پیشاب

کے بعد یا کوئی بوجھ وغیرہ اٹھانے کے وقت بغیر شہوت کے خارج ہونے والا مادہ ہے، اور اس کی مقدار بھی عموماً منی کی مقدار سے کم ہوتی ہے، اور شرعی اعتبار سے اس کا حکم بھی منی کی طرح ہے، کہ یہ مادہ شرعاً ناپاک ہے، اور اس کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، مگر اس کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

منی اور ودی کا مادہ عام طور پر منی کے مقابلہ میں رقیق اور پتلا ہوتا ہے، اور منی کا مادہ عام طور پر تیزی اور شدت کے ساتھ خارج ہوتا ہے، جبکہ منی اور ودی میں یہ کیفیت نہیں پائی جاتی۔ ۱۔

۱ و "الْمَنَى" مَا يَخْرُجُ مِنَ الذَّكَرِ عِنْدَ الْمَلَاعِبَةِ، وَالْوَدَى مِنْهُ بَعْدَ الْبَوْلِ، وَالْمَنَى: مَا يَخْرُجُ عِنْدَ الْجَمَاعِ. يُقَالُ: مَنَى، وَأَمْنَى، وَوَدَى وَأَوْدَى، وَمَذَى وَأَمَذَى، وَقَدْ أَنْكَرَ أَوْدَى. وَقَالَ الْأَبْهَرِيُّ: وَذَى بِالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَلَا نَعْلَمُهُ مِنْ أَيْنَ قَالَ ذَلِكَ.

و "الْمَنَى" من منى الله الشئ إذا قدره وهياه ليكون منه المولد. وسمى المنى مذياً لبياضه شبه بالعسل الماذى وهو الأبيض، ويشبه أن يكون من قولهم: مذيت فرسى وأمذيته: إذا أرسلته ليرعى، وتركته يذهب حيث شاء.

و "الودى" من قولهم: ودى الشئ إذا سأل، ومنه: الأودى لسيالانه بالماء (مشكلات موطأ مالك بن أنس، للبطلبيوسى، ج ۱، ص ۶۳)

مذاء): بالتشديد والمد: أى كثير المنى بالمعجمة من أمذى وهو أرق من المنى يخرج عند الملاعبة أو النظر. قال ابن حجر: وهو ماء رقيق أصفر يخرج عند الشهوة الضعيفة وفي حكمه الودى بالمهمله. وهو ماء أبيض نخين يخرج عقب البول أو عند حمل شيء ثقيل (مراقبة المفاتيح، ج ۱، ص ۳۵۹، كتاب الطهارة، باب ما يوجب الوضوء)

الفروق بين المنى والمنى والودى:-

المنى: هو السائل المنوى الذى تفرزه غداتا البروستاتا والحوصلة المنوية وتختلط به والنطف الذكورية التى تم تكوينها بالخصيتين (ثم خزنت فى نهاية البربخ وبداية الوعاء الناقل) وسحبت أثناء عملية الإنزال بواسطة انقباض العضلات التى تحيط بالأوعية أو القنوات الناقلة تحت تأثير هرمون الأوكسى توسن (Oxytocin)) والهرمونات الجنسية فى خراج المنى فى نهاية عملية الجماع أو الإثارة الجنسية للذكر. والسائل المنوى لونه أبيض تتراوح كميته ما بين 3-6 مل لتر أو أكثر بقليل، قلووى التركيب ويحتوى على النطف الذكورية التى يصل عددها إلى مئات الملايين وهى تعادل 10% من حجم السائل المنوى. وكذلك يحتوى السائل المنوى على مواد غذائية ومنشطة للنطف الذكورية وبعض الهرمونات -وخروجه من الذكر يوجب الغسل.

المنى: هو سائل لزج صافى غير كدر يفرز بكمية قليلة جداً من قناة الغدة البولية التناسلية أثناء أو قبل العملية الجنسية وأحياناً بعد البول وكما أسلفنا فإن وظيفته هو تنظيف مجرى القناة البولية

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور عورت کی آگے والی شرم گاہ سے خارج ہونے والا ایک سیال مادہ لیکوریا Leukorrhea کہلاتا ہے، جو عام طور سے بیماری کے سبب سے خارج ہوتا ہے، شرعی اعتبار سے اس کا حکم بھی ودی کی طرح ہے، کہ یہ مادہ شرعاً ناپاک ہے، اور اس کے عام حالات میں خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ۱

## منی، مذی اور ودی سے متعلق احادیث و روایات

اس تمہید کے بعد پہلے منی، مذی اور ودی کے سلسلہ میں چند احادیث و روایات ذکر کی جاتی ہیں، جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ نیند میں احتلام کے احکام کا ذکر کیا جائے گا۔  
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ رَجُلًا أَنْ يُسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِمَكَانِ ابْنَتِهِ، فَسَأَلَ فَقَالَ: تَوَضَّأَ وَأَغْسَلَ ذَكَرَكَ (بخاری، رقم الحدیث ۲۶۹)

ترجمہ: مجھے کثرت سے مذی خارج ہوتی تھی، تو میں نے ایک آدمی کو کہا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرے، آپ کی بیٹی (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کی

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

التناسلية وترطيب الأحمال أو القضيب، وخروجه لوحده دون المنى يوجب الوضوء. الودى: هو عبارة عن سائل منوى يخرج من غير شهوة أو رغبة جنسية (بدون تدفق) نتيجة للاقباضات اللاإرادية للمعضلات والتي تحيط بالأوعية والقنوات للجهاز التناسلى للذكر، ويخرج غالباً مع أو بعد التبول. وله علة أسباب منها عدم الجماع لفترة طويلة فتتجمع هذه السوائل إلى موقع التخزين (نهاية البربخ) فيخرج جزء من هذه السوائل إلى الوعاء الناقل ثم إلى الخارج بشكل غير اعتيادى نتيجة لضغط السوائل داخل هذه الأوعية. والفرق الرئيسى بينه وبين المنى أنه يخرج دون أن تكون هناك أية إثارة جنسية، ويخرج بشكل لا إرادى من الذكر وبدون تدفق ويكون أقل بكثير من كمية السائل المنوى (المختصر المفيد فى تحديد جنس الوليد، لعبد الرحمن عبد الله اليحى، ج ۱، ص ۴۶، و ۴۷)

۱ البتہ اگر کوئی شرعی معذور ہو کہ ہر وقت اس کی شرم گاہ سے یرطوبت جاری ہوتی ہو، تو پھر اس کا حکم معذروں والا ہے۔

وجہ سے (مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کرنے میں حیا آتی تھی) انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کر لیجئے اور اپنے ذکر (یعنی عضوِ مخصوص) کو دھو لیجئے (بخاری)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْيِ، فَقَالَ: مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوءُ، وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ (سنن الترمذی) ۱  
ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (بالواسطہ) مذی کے بارے میں سوال کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مذی سے وضو (ٹوٹ جاتا) ہے، اور منی سے غسل (لازم ہو جاتا) ہے (ترمذی)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۲  
مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ مذی کے نکلنے سے صرف وضو ٹوٹتا ہے، مگر غسل واجب نہیں ہوتا، جبکہ منی کے خارج ہونے سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔  
حضرت خرشہ بن حر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

۱ رقم الحدیث ۱۱۴، باب ما جاء في المني والمذي.

قال الترمذی: وفي الباب عن المقداد بن الأسود، وأبي بن كعب، هذا حديث حسن صحيح وقد روى عن علي بن أبي طالب، عن النبي صلى الله عليه وسلم من غير وجه: من المذي الوضوء، ومن المني الغسل، وهو قول عامة أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، والتابعين، وبه يقول سفيان، والشافعي، وأحمد، وإسحاق.

۲ عن سهل بن حنيف، قال: كنت ألقى من المذي شدة وعناء، فكنت أكثر منه الغسل، فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم، وسألته عنه، فقال: إنما يجزئك من ذلك الوضوء، فقلت: يا رسول الله، كيف بما يصيب ثوبي منه، قال: يكفيك أن تأخذ كفا من ماء فتنضح به ثوبك حيث ترى أنه أصاب منه، هذا حديث حسن صحيح، لا نعرفه إلا من حديث محمد بن إسحاق في المذي مثل هذا "وقد اختلف أهل العلم في المذي يصيب الثوب، فقال بعضهم: لا يجزئ إلا الغسل، وهو قول الشافعي، وإسحاق، وقال بعضهم: يجزئه النضح "وقال أحمد: أرجو أن يجزئه النضح بالماء (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۱۵)

سُئِلَ عُمَرُ عَنِ الْمَذْيِ؟ فَقَالَ: ذَاكَ الْفَطْرُ، وَمِنْهُ الْوُضُوءُ (مصنف ابن

ابی شیبہ، رقم الحدیث ۹۷۵، فی المنی وَالْمَذْيِ وَالْوَدْيِ)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مذی کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ یہ آغاز (یا افتتاح) ہے (یعنی اس سے شہوت کا آغاز ہوتا ہے، شہوت کی تکمیل نہیں ہوتی) اور اس سے وضو کرنی ہوتی ہے (ابن ابی شیبہ)

اور حضرت ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ کی ایک روایت کے آخر میں ہے کہ:

ثُمَّ أَتَيْتُ عُمَرَ، فَسَأَلْتُهُ؟ فَقَالَ: لَيْسَ عَلَيْكَ فِي ذَلِكَ غُسْلٌ،

ذَلِكَ النَّشْرُ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۹۷۶، فی المنی وَالْمَذْيِ

وَالْوَدْيِ)

ترجمہ: پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور میں نے اُن سے مذی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ پر اس میں غسل واجب نہیں، یہ (شہوت کی) حرکت ہے (شہوت کی تکمیل نہیں) (ابن ابی شیبہ)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَذْيِ؟ فَقَالَ: ذَاكَ النَّشَاطُ، فِيهِ

الْوُضُوءُ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۹۸۳، فی المنی وَالْمَذْيِ وَالْوَدْيِ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذی کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ یہ تو حرکت (یعنی جوش یا بشارت) ہے، جس میں وضو کا حکم ہے (ابن ابی شیبہ)

حضرت عبد ربہ بن موسیٰ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَلْمَنِىُّ مِنْهُ الْغُسْلُ، وَالْمَذْيُ وَالْوَدْيُ يُتَوَضَّأُ

مِنْهُمَا (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۹۸۲، فی المنی وَالْمَذْيِ وَالْوَدْيِ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ منیٰ کی وجہ سے غسل ہوتا ہے، اور مذی اور ودی کی وجہ سے وضو کیا جاتا ہے (ابن ابی شیبہ)

اور عبد ربہ بن موسیٰ کی والدہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنِ الْمَذْيِ، فَقَالَتْ: إِنَّ كُلَّ فَحْلٍ يَمْدِي، وَإِنَّهُ الْمَذْيُ وَالْوَدْيُ وَالْمَنِيُّ، فَأَمَّا الْمَذْيُ فَالرَّجُلُ يَلَاعِبُ امْرَأَتَهُ فَيُظْهِرُ عَلَيَّ ذَكَرَهُ الشَّيْءُ فَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَأُنْثِيَّتِهِ وَيَتَوَضَّأُ، وَأَمَّا الْوَدْيُ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْبَوْلِ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَأُنْثِيَّتِهِ وَيَتَوَضَّأُ وَلَا يَغْتَسِلُ، وَأَمَّا الْمَنِيُّ الْأَعْظَمُ مِنْهُ الشَّهْوَةُ وَفِيهِ الْغُسْلُ (اللاوسط لابن المنذر، رقم الحديث ۲۵)

ترجمہ: انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مذی کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ فحل (یعنی بالغ مرد و عورت) کو مذی آتی ہے، اور بے شک مذی اور ودی اور منی (یہ تین چیزیں ہیں) پس مذی تو وہ ہوتی ہے جو (مثلاً) مرد اپنی بیوی سے چھیڑ چھاڑ کرے، پھر اس کے عضوِ تناسل پر کوئی چیز ظاہر ہو جائے، تو یہ اپنے عضوِ تناسل اور خصیتین کو دھولے گا، اور وضو کرے گا، اور ودی پیشاب کے بعد ہوتی ہے، جس میں اپنے عضوِ تناسل اور خصیتین کو دھولے گا، اور وضو کرے گا، اور غسل نہیں کرے گا، اور منی بڑی شہوت ہوتی ہے، اور اس میں غسل کرے گا (ابن المنذر)

اور حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ:

هِيَ ثَلَاثَةُ الْمَذْيِ، وَالْوَدْيِ، وَالْمَنِيِّ،

فَأَمَّا الْمَذْيُ.....!.....فَهُوَ الَّذِي يَكُونُ مَعَ الْبَوْلِ وَبَعْدَهُ فِيهِ غَسْلٌ

۱۔ قال حبيب الرحمان الاعظمى فى تعليق المصنف لعبدالرزاق: ليس هنا فى الاصل بياض، بل انا تركت البياض لان تفسيره وحكمه اسقطهما الناسخ خطأ فيما ارى واسقط كلمة "اما الودى" قبل التفسير الذى ذكره، فلترجع نسخة اخرى.

الْفَرْجِ وَالْوُضُوءِ أَيضًا.

وَأَمَّا الْمَنِيُّ : فَهُوَ الْمَاءُ الدَّفِئُ الَّذِي يَكُونُ فِيهِ الشَّهْوَةُ ، وَمِنْهُ يَكُونُ

الْوَلَدُ فَفِيهِ الْغُسْلُ (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۶۱۱)

ترجمہ: یہ تین چیزیں ہوتی ہیں، ایک مذی، ایک ودی اور ایک منی، پس مذی (تو شہوت میں بغیر قوت کے خارج ہونے والی چیز ہے، جس سے شہوت ٹھنڈی نہیں ہوتی، جس میں شرم گاہ کو دھوئے گا، اور وضو بھی کرے گا، اور ودی) وہ ہوتی ہے، جو پیشاب کے ساتھ اور پیشاب کے بعد خارج ہوتی ہے، اس میں بھی شرم گاہ کو دھوئے گا، اور وضو کرے گا، اور منی وہ پانی ہے، جو کوکر (قوت کے ساتھ) خارج ہوتی ہے، جس میں شہوت (پوری) ہوتی ہے، اور اس میں اولاد ہوتی ہے (یعنی اس مادہ میں جنین Embryo ہوتے ہیں) اس میں غسل ہے (عبدالرزاق)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : أَلْمَنِيُّ وَالْوَدِيُّ وَالْمَذِيُّ ، فَأَمَّا الْمَنِيُّ فَفِيهِ الْغُسْلُ ، وَأَمَّا الْمَذِيُّ وَالْوَدِيُّ فَفِيهِمَا الْوُضُوءُ ، وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ (مصنف

ابن ابی شیبہ، رقم الحديث ۹۸۹، فی المنی وَالْمَذِيُّ وَالْوَدِيُّ)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ منی، ودی اور مذی (یہ تین

چیزیں ہیں) پس منی میں تو غسل ہے، اور مذی اور ودی میں وضو ہے، اور اپنے

عضو تناسل کو بھی دھوئے گا (ابن ابی شیبہ)

اس طرح کی روایات حضرت عکرمہ، حضرت مجاہد، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت حسن رحمہم

اللہ سے بھی مروی ہیں۔ ا

ا عَنْ عَكْرَمَةَ ، قَالَ : الْمَنِيُّ وَالْوَدِيُّ وَالْمَذِيُّ ، فَأَمَّا الْمَنِيُّ فَفِيهِ الْغُسْلُ ، وَأَمَّا الْمَذِيُّ وَالْوَدِيُّ

فِيغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحديث ۹۸۵، فی المنی وَالْمَذِيُّ وَالْوَدِيُّ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



مذکورہ احادیث و روایات سے منی، مذی اور ودی میں فرق کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ منی کے خارج ہونے پر تو غسل واجب ہوتا ہے، لیکن مذی اور ودی کے خارج ہونے پر غسل واجب نہیں ہوتا، صرف وضو ٹوٹتا ہے، اور یہ مادہ شرعاً ناپاک ہوتا ہے۔

## احتلام سے غسل کے متعلق احادیث و روایات

منی، مذی اور ودی میں فرق اور ان کے احکام کے بعد احتلام سے غسل واجب ہونے نہ ہونے کے متعلق احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَرَأَى بَلَلًا، وَلَمْ يَرَ أَنَّهُ اِحْتَلَمَ، اِغْتَسَلَ، وَإِذَا رَأَى أَنَّهُ قَدْ اِحْتَلَمَ، وَلَمْ يَرَ بَلَلًا، فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۶۱۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے اپنی نیند سے بیدار ہو، اور وہ (لباس یا جسم پر) تری دیکھے، اور اُسے احتلام کا ہونا یاد نہ ہو (تو وہ) غسل کرے، اور جب اُسے احتلام کا ہونا یاد ہو، اور وہ تری نہ دیکھے، تو اُس پر غسل لازم نہیں (ابن ماجہ)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

جَاءَتْ أُمُّ سَلِيمٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عن مجاهد، قال: المنى والودی والمذی، ففي المنى الغسل، والودی والمذی الوضوء (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۹۸۷، فی المنی والمذی والودی) عن سعید بن جبیر؛ أنه قال فی المذی: یغسل الحشفة ثلاثا، ويتوضأ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۹۸۸، فی المنی والمذی والودی) عن الحسن: فی المذی والودی، قال: یغسل فرجه، ويتوضأ وضوءه للصلاة (شرح معانی الآثار، رقم الحدیث ۲۶۱)

رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ  
غُسْلِي إِذَا احْتَلَمْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ  
فَغَطَّتْ أُمَّ سَلَمَةَ، تَعْنِي وَجْهَهَا، وَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْتَحْتَلِمُ  
الْمَرْأَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ، تَرَبَّتْ يَمِينُكَ، فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدَهَا (بخاری، رقم  
الحديث ۱۳۰)

ترجمہ: حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ کے رشتہ سے  
خالہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، اور کہنے لگیں کہ اے اللہ کے  
رسول! بے شک اللہ حق بات سے نہیں شرماتا، تو یہ بتائیے کہ کیا عورت پر جبکہ اُسے  
احتلام ہو جائے (یعنی اُسے خواب میں قضائے شہوت ہو جائے) غسل ہے؟ نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہ پانی (یعنی منی) کو دیکھے (تو غسل کرنا ہوگا)  
تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا منہ چھپا لیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے  
رسول! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
جی ہاں، تمہارا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو جائے، ورنہ عورت کی اولاد اس کے مشابہ  
کیوں ہوتی؟ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ اولاد جس طرح بعض اوقات مرد کے مشابہ ہوتی ہے، اسی طرح عورت کے  
بھی مشابہ ہوتی ہے، کیونکہ اس کی ولادت میں مرد اور عورت دونوں کے نطفے کے اجزاء  
(جنین Embryo) شامل ہوتے ہیں۔

اور یہ بات موجودہ میڈیکل سائنس (Medical Science) میں بھی تسلیم کی گئی ہے۔  
اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
ارشاد ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

عَلَيْهَا الْغُسْلُ إِذَا وَجَدَتِ الْمَاءَ، فَقَالَتْ أُمَّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَهَلْ لِلْمَرْأَةِ مَاءٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَنَّى يُشْبِهُهَا  
 وَلَدَهَا هُنَّ شَقَائِقُ الرَّجَالِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۷۱۸) ۱  
 ترجمہ: عورت پر غسل واجب ہوگا، جبکہ وہ پانی (یعنی احتلام کے اثرات) کو  
 پائے، حضرت ام سلمہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا عورت کو بھی احتلام  
 ہوتا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس کی اولاد اس عورت کے مشابہ  
 کہاں سے ہو جاتی ہے؟ عورتیں تو (اس سلسلہ میں) مردوں کے مشابہ (اور ان  
 کے مثل) ہوتی ہیں (مسند احمد)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَّلَ وَلَا  
 يَذْكُرُ احْتِلَامًا قَالَ: يَغْتَسِلُ، وَعَنِ الرَّجُلِ يَرَى أَنَّهُ قَدْ احْتَلَمَ، وَلَا  
 يَرَى بَلَلًا، قَالَ: لَا غُسْلَ عَلَيْهِ.

فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ تَرَى ذَلِكَ شَيْءٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّمَا  
 النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرَّجَالِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۶۱۹۵، سنن ابی داؤد،  
 رقم الحديث ۲۳۶) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا، جو  
 (بیدار ہونے کے بعد) تخری (یعنی منی کے اثرات) پائے، لیکن اس کو احتلام  
 (یعنی شہوت والا خواب) ہونا یاد نہ ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ غسل  
 کرے گا، اور اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا، جس کو (خواب میں) احتلام  
 ہو، لیکن وہ (بیدار ہونے کے بعد) تخری (یعنی منی کے اثرات) نہ پائے، نبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر غسل نہیں ہے، تو حضرت ام سلیم نے عرض

۱ فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح دون قولہ: "هِنَّ شَقَائِقُ الرَّجَالِ" فحسن لغیرہ

۲ فی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن لغیرہ.

کیا کہ کیا عورت پر بھی یہ دیکھنے پر کچھ ہوگا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں، بس عورتیں تو (اس سلسلہ میں) مرد حضرات کے مشابہ ہیں (مسند احمد، ابوداؤد)

عورتوں کے مرد حضرات کے مشابہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مرد حضرات میں مادہ منویہ ہوتا ہے، اسی طرح عورتوں میں بھی مادہ منویہ ہوتا ہے، اور جس طرح مرد حضرات کے مادہ منویہ میں جراثیم ہوتے ہیں، جو اولاد کا سبب بنتے ہیں، اسی طرح خواتین کے مادہ منویہ میں بھی ہوتے ہیں۔ اور یہ بات موجودہ میڈیکل سائنس (Medical Science) سے بھی طے شدہ ہے، جس کو انہوں نے مختصراً X - Chromosomes اور Y - Chromosomes کا نام دیا ہے۔

## نیند میں احتلام سے متعلق چند مسائل

احادیث و روایات کے بعد اب احتلام سے غسل واجب ہونے نہ ہونے کے بارے میں فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں چند مسائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱..... بالغ مرد یا عورت جب سوتے ہوئے خواب میں مباشرت کرنے کا عمل دیکھے، اور اس کی منی خارج ہو جائے، تو اسے احتلام کہا جاتا ہے۔ ۱

مسئلہ نمبر ۲..... احتلام جس طرح بالغ مرد کو ہوتا ہے، اسی طرح بالغ عورت کو بھی ہو سکتا ہے۔

۱ احتلام:

التعريف: من معانى الاحتلام فى اللغة رؤيا المباشرة فى المنام . ويطلق فى اللغة أيضا على الإدراك والبلوغ . ومثله الحلم . وهو عند الفقهاء اسم لما يراه النائم من المباشرة، فيحدث معه إنزال المنى غالبا .

الألفاظ ذات الصلة: أ - الإنماء - يذكّر الاحتلام ويراد به الإنماء ، إلا أن الإنماء أعم منه، إذ لا يقال لمن أمنى فى اليقظة محتلم .

ب - الجنابة: أعم من وجه من الاحتلام فقد تكون من الاحتلام، وقد تكون من غيره كالنقاء الختانيين كما أن الاحتلام قد يكون بلا إنزال فلا تحصل الجنابة .

ج - البلوغ: البلوغ يحصل بعلامات كثيرة منها الاحتلام، فهو علامة البلوغ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۹۵، مادة، احتلام)

وہ الگ بات ہے کہ مرد کے مقابلہ میں عورت کو احتلام کی نوبت کم آتی ہے۔ ۱۔  
مسئلہ نمبر ۳..... نیند میں ایسا احتلام کہ جس میں منی خارج ہو جائے، اس سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ ۲۔

مسئلہ نمبر ۴..... اگر بالغ مرد یا عورت بیدار ہو کر اپنے جسم یا کپڑے پر منی کے اثرات دیکھے، لیکن اسے احتلام یا دنہ ہو، تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے، اور اس کے برعکس اگر خواب میں احتلام دیکھے، لیکن بیدار ہونے کے بعد جسم یا کپڑے پر منی وغیرہ کے اثرات نہ پائے، تو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا۔ ۳۔

پھر حنفیہ کے نزدیک اس مسئلہ کی کئی صورتیں ہیں، جن میں سے بعض صورتوں میں بالاتفاق غسل واجب ہے، اور بعض میں بالاتفاق غسل واجب نہیں، اور بعض صورتوں میں غسل

۱۔ ممن یكون الاحتلام؟

الاحتلام كما يكون من الرجل يكون من المرأة، فقد روى مسلم والبخارى أن أم سليم حدثت أنها سألت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت: هل على المرأة من غسل إذا هي احتملت؟ قال: نعم إذا رأت الماء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۹۶، مادة، احتلام)

۲۔ اتفق الفقهاء على أن خروج المنى من موجبات الغسل، بل نقل النووي الإجماع على ذلك، ولا فرق في ذلك بين الرجل والمرأة في النوم أو اليقظة، والأصل في ذلك حديث أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إنما الماء من الماء، ومعناه - كما حكاه النووي - يجب الغسل بالماء من إنزال الماء الدافق وهو المنى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳، ص ۱۹۷، مادة، غسل)

۳۔ لو استيقظ النائم ووجد المنى، ولم يذكر احتلاماً فعليه الغسل، ومن احتلم ولم يجد منياً فلا غسل عليه، لما روت عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم سئل عن الرجل يجد البلل ولا يذكر احتلاماً؟ قال: يغتسل، وعن الرجل يرى أنه قد احتلم ولم يجد بللاً؟ قال: لا غسل عليه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳، ص ۱۹۷، مادة "غسل")

الاحتلام بلا إنزال: من احتلم ولم يجد منياً فلا غسل عليه. قال ابن المنذر: أجمع على هذا كل من أحفظ عنه من أهل العلم ولو استيقظ ووجد المنى ولم يذكر احتلاماً فعليه الغسل، لما روت عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم سئل عن الرجل يجد البلل ولا يذكر الاحتلام، قال: يغتسل، وعن الرجل يرى أنه احتلم ولا يجد البلل قال: لا غسل عليه ولا يوجد من يقول غير ذلك، إلا وجها شاذاً للشافعية، وقولا للمالكية (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۹۶، مادة، احتلام)

واجب ہونے نہ ہونے میں حنفیہ کا اختلاف ہے۔

جن صورتوں میں حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق غسل واجب ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)..... اس نکلنے والے مادہ کے مٹی ہونے کے بارے میں یقین یا غالب گمان

ہو، خواہ احتلام ہونا یاد ہو یا یاد نہ ہو۔

(۲)..... مذی ہونے کا یقین یا غالب گمان ہو، اور احتلام ہونا یاد ہو۔

(۳)..... مذی اور مٹی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد ہو۔

(۴)..... مٹی اور ودی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد ہو۔

(۵)..... مذی اور ودی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد ہو۔

(۶)..... مٹی، مذی اور ودی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد ہو۔

ان تمام مذکورہ چھ صورتوں میں حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق غسل واجب ہے، کیونکہ پہلی صورت میں تو مٹی کا یقین یا غالب ہونے کی وجہ سے غسل واجب ہونا متعین ہے، اور باقی تمام صورتوں میں احتلام یاد ہونے اور مٹی یا مذی کا شک پائے جانے کی وجہ سے غسل واجب ہونے کو ترجیح حاصل ہے۔ ۱

۱۔ إذا استيقظ الرجل ووجد على فراشه بللاً وهو يذكر احتلاماً، إن تيقن أنه منى أو تيقن أنه مذى أو شك أنه منى أو مذى، فعليه الغسل، وليس في هذا إيجاب الغسل بالمذى بل فيه إيجاب الغسل بالمنى.

لأن سبب خروج المنى قد وجد وهو الاحتلام، فالظاهر خروجه إلا أن طبع المنى الرقة بإطالة المدة، فالظاهر أنه منى إلا أنه رق قبل أن يستيقظ، وإن تيقن أنه ودى لا غسل عليه (المحيط البرهاني، ج ۱ ص ۸۵، كتاب الطهارات، الفصل الثالث في تعليم الاغتسال)

اعلم أن هذه المسألة على أربعة عشر وجهاً؛ لأنه إما أن يعلم أنه منى أو مذى أو ودى أو شك في الأولين أو في الطرفين أو في الأخيرين أو في الثلاثة، وعلى كل إما أن يتذكر احتلاماً أو لا فيجب الغسل اتفاقاً في سبع صور منها وهي ما إذا علم أنه مذى، أو شك في الأولين أو في الطرفين أو في الأخيرين أو في الثلاثة مع تذكر الاحتلام فيها، أو علم أنه منى مطلقاً (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۳، كتاب الطهارة، سنن الغسل)

والمراد باليقين هنا غلبة الظن لأن حقيقة اليقين متعذرة مع النوم (حاشية الطحطاوى على المرقى،

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حنفیہ کے نزدیک مندرجہ ذیل صورتوں میں بالاتفاق غسل واجب نہیں۔

(۱)..... ودی ہونے کا یقین یا غالب گمان ہو، اور احتلام ہونا یاد ہو یا نہ ہو۔

(۲)..... مذی ہونے کا یقین یا غالب گمان ہو، اور احتلام ہونا یاد نہ ہو۔

(۳)..... مذی اور ودی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد نہ ہو۔

ان مذکورہ تینوں صورتوں میں حنفیہ کے نزدیک غسل واجب نہیں ہوتا، کیونکہ احتلام یاد نہ ہونے اور منی کا شک نہ پائے جانے کی وجہ سے غسل واجب ہونے کی کوئی وجہ ترجیح نہیں پائی

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ج ۱ ص ۹۹، فصل مایوجب الاغتسال)

علامہ شامی رحمہ اللہ نے منحة الخالق میں صاحب بحر کے اس قول کے ضمن میں کہ ”جب مذی کا یقین ہو اور احتلام یاد ہو، تو بالاتفاق غسل واجب ہے“ فرمایا کہ علامہ ابن امیر حاج نے حلیہ شرح منیہ میں یہ مسئلہ ذکر کیا ہے، اور اس میں بالاجماع وجوب غسل کا ذکر کیا ہے، پھر اس کے بعد فرمایا کہ یہ حکم اکثر کتب معتبرہ کے مطابق ہے، جبکہ فتاویٰ ظہیریہ وغیرہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت امام ابو یوسف اور طرفین کے نزدیک اختلافی ہے، اس لئے یہ احتمال موجود ہے کہ امام ابو یوسف سے دو قسم کی روایات مروی ہوں، اور مختلفات میں یہ بات مذکور ہے کہ جب احتلام ہونے کا یقین ہو، اور مذی ہونے کا بھی یقین ہو، تو بالاتفاق غسل واجب نہیں۔

فیجب الغسل اتفاقا فیما إذا تیقن أنه منی وتذكر الاحتلام أو لا وفيما إذا تیقن أنه مذی وتذكر الاحتلام أو شک أنه منی أو مذی أو منی أو ودی. أو مذی أو ودی وتذكر الاحتلام فی الكل ولا یجب الغسل اتفاقا فیما إذا تیقن أنه ودی وتذكر الاحتلام أو لا أو شک أنه مذی أو ودی ولم یتذكر الاحتلام أو تیقن أنه مذی ولم یتذكر الاحتلام، ویجب الغسل عندهما لا عند أبی یوسف فیما إذا شک أنه منی أو مذی أو منی أو ودی ولم یتذكر الاحتلام فیهما (البحر الرائق، ج ۱ ص ۵۸، کتاب الطهارة، موجبات الغسل)

(قوله: وفيما إذا تیقن أنه مذی وتذكر الاحتلام) أقول: ذكر العلامة ابن أمیر حاج فی الحلیة شرح المنیة هذه المسألة وذكر وجوب الغسل فیها بالاجماع ثم قال بعده هذا علی ما فی کثیر من الکتب المعتبرة وفي المصنفی ذکر فی الحصر والمختلف والفتاوی الظہیریة أنه إذا استیقظ فرأى مذیا وقد تذكر الاحتلام أو لم یتذكر فلا غسل علیه عند أبی یوسف وقال علیه الغسل. فیحتمل أن یكون عن أبی یوسف روايتان وذكر فی المختلفات إذا تیقن بالاحتلام وتیقن أنه مذی، فإنه لا یجب الغسل عندهم جمیعا اهـ.

أقول: وعلی ما فی المصنفی یجری الخلاف أيضا فیما إذا شک أنه مذی أو ودی مع تذكر الاحتلام وذلك بالطریق الأولى (منحة الخالق علی البحر الرائق، ج ۱، ص ۵۸، کتاب الطهارة، موجبات الغسل)

جاتی۔ ۱

اور مندرجہ ذیل صورتوں میں غسل واجب ہونے نہ ہونے کے درمیان حنفیہ کا اختلاف ہے۔

(۱)..... منی یا مذی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد نہ ہو۔ ۲

(۲)..... منی یا ودی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد نہ ہو۔

(۳)..... منی، مذی اور ودی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد نہ ہو۔

ان مذکورہ تینوں صورتوں میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک احتیاطاً غسل واجب ہے، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک غسل واجب نہیں، ان صورتوں میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ نے احتلام نہ ہونے کے باوجود منی کا شک پائے جانے کی وجہ سے احتیاطاً غسل واجب ہونے کو ترجیح دی ہے، جبکہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے احتلام یاد نہ ہونے کی وجہ سے غسل واجب نہ ہونے کو ترجیح دی ہے، اور شک کے کمزور ہونے کی وجہ سے غسل کو واجب نہیں کیا ”لأن الأصل براءة الذمة فلا يجب إلا بيقين، وهو القياس“ ۳

۱۔ ولا يجب اتفاقاً فيما إذا علم أنه ودي مطلقاً، وفيما إذا علم أنه مذى أو شك في الأخيرين مع

عدم تذكر الاحتلام (ردالمحتار، ج ۱، ص ۶۳، کتاب الطهارة، سنن الغسل)

وإن رأى بللاً إلا أنه لم يتذكر الاحتلام، فإن تيقن أنه (مذى) لا يجب الغسل.

لأن سبب خروج المنى ههنا لم يوجد، فلا يمكن أن يقال بأنه منى ثم رق لطول المدة، بل هو مذى حقيقة، والمذى لا يوجب الغسل (المحيط البرهاني، ج ۱، ص ۸۵، کتاب الطهارات، الفصل الثالث

في تعليم الاغتسال)

۲۔ البتہ بعض مشائخ حنفیہ کی تفریح کے مطابق اس صورت میں اگر سونے سے پہلے عضو تاسل میں انتشار موجود تھا، تو

بالا اتفاقاً غسل واجب نہیں، ورنہ واجب ہے۔

إذا استيقظ الرجل من منامه فوجد على طرف إحليله منى أو مذى فإنه يغتسل إلا أن يكون قد انتشر ذكره قبل النوم فلما استيقظ وجد البلة فهانئ لا غسل عليه لأنه إذا كان منتشرًا قبل النوم فما وجد من البلة بعد الانتباه يكون من آثار ذلك الانتشار فلا يلزمه الغسل إلا أن يكون أكثر رآيه أنه منى فحينئذ يلزمه الغسل،\* أما إذا كان ذكره ساكناً حين نام يجعل تلك البلة منياً ويلزمه الغسل\* قال شمس الأئمة الحلواني رحمه الله تعالى هذه مسألة يكثر وقوعها والناس عنها غافلون فلا بد من

حفظها (فتاوى قاضى خان، ج ۱، ص ۴۳، فصل فيما يوجب الغسل)

۳۔ مشائخ حنفیہ کا فتویٰ ان صورتوں میں اگرچہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول پر ہے، لیکن بعض مشائخ کے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



اور حنفیہ کے علاوہ دیگر فقہائے کرام کے اقوال اس سلسلہ میں حنفیہ سے کچھ مختلف ہیں۔ چنانچہ مالکیہ کے نزدیک اگر منی اور مذی وغیرہ ہونے میں شک ہو، اور کسی جانب رجحان نہ ہو تو احتیاطاً غسل واجب ہے، اور کسی ایک کی طرف رجحان ہو تو اسی کے مطابق حکم ہوگا۔

اور شافعیہ کے نزدیک اگر خارج ہونے والے مادہ میں منی اور غیر منی (یعنی مذی، ودی) کا

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

زردیک اگر کسی شخص کو ان میں سے کوئی صورت ایسے مقام پر پیش آجائے، جہاں اسے غسل کرنے میں حیا آتی ہو، یا اس کے دل میں یہ خوف ہو کہ غسل کرنے سے وہاں کے لوگوں کو بدکاری وغیرہ کا شبہ پیدا ہوگا، تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر عمل کر لینا جائز ہے۔

وان شك أنه منى أو مذى، قال أبو يوسف رحمه الله: لا يوجب الغسل حتى يتيقن بالاحتلام، وقالوا يجب الغسل، هكذا ذكر شيخ الإسلام رحمه الله (المحيط البرهاني، ج ۱ ص ۸۵، كتاب الطهارات، الفصل الثالث في تعليم الاغتسال)

ويجب الغسل عندهما لا عند أبي يوسف فيما إذا شك أنه منى أو مذى أو منى أو ودى ولم يتذكر الاحتلام فيهما (البحر الرائق، ج ۱ ص ۵۹، كتاب الطهارات، موجبات الغسل)

ويجب عندهما فيما إذا شك في الأولين أو في الطرفين أو في الثلاثة احتياطاً، ولا يجب عند أبي يوسف للشك في وجود الموجب (رد المحتار، ج ۱ ص ۶۳، كتاب الطهارة، سنن الغسل)

وان شك أنه منى أو ودى فكذلك عندهما وقال أبو يوسف لا يجب عليه حتى يتذكر الاحتلام لأن الأصل براءة الدمة فلا يجب إلا بيقين، وهو القياس وهما أخذاً بالاحتياط لأن النائم غافل والمنى قد يرقق بالهواء فيصير مثل المذى فيجب عليه احتياطاً (درر الحکام شرح غرر الاحکام، ج ۱ ص ۱۹، كتاب الطهارة، موجبات الغسل)

ومنها مستيقظ وجد بثوبه أو فخذ به بللا ولم يتذكر احتلاماً وشك في أنه مذى أو منى يجب عندهما لاحتمال انفصاله عن شهوة ثم نسي ورق هو بالهواء خلافاً له، وفيه نظر، فإن هذا الاحتمال ثابت في الخروج كذلك كما هو ثابت في الانفصال كذلك فالحق أنها ليست بناء عليه بل هو يقول لا يثبت وجوب الغسل بالشك في وجود الموجب وهما احتياط لقيام ذلك الاحتمال، وقياساً على ما لو تذكر الاحتلام ورأى ماء رقيقاً حيث يجب اتفاقاً حملاً للرقعة على ما ذكرنا (فتح

القدیر، ج ۱ ص ۶۲، كتاب الطهارات، فصل في الغسل)

وقال في "الينابيع" "يعمل بقول أبي يوسف في نفي وجوب الغسل إذا كان في بيت إنسان ويستحى منه أو يخاف أن تقع في قلبه ريبة بأنه طاف حول أهل بيته (البنایة شرح الهدایة، كتاب الطهارات، فصل في الغسل)

## احتمال ہو تو معتد قول کے مطابق وضو اور غسل کے درمیان اختیار ہوگا۔ ۱

۱۔ الغسل منه:

إذا استيقظ إنسان من نومه ووجد في ثوبه أو فخذيه بللا ولم يتذكر احتلاما فقد نص الحنفية على أنه يجب عليه الغسل لاحتمال انفصاله عن شهوة ثم نسي ورق هو بالهواء .

وقال أبو يوسف : لا يجب عليه الغسل، ولو تيقن أنه مذى لا يجب اتفاقا، قال أبو علي الدقاق : لو أغشى عليه فأفاق فوجد مذيا، أو كان سكران فأفاق فوجد مذيا لا غسل عليه، ولا يشبه النائم إذا استيقظ فوجد على فراشه مذيا حيث كان عليه الغسل إن تذكر الاحتلام بالإجماع لأنه في النوم ظهر تذكر، ثم إنه يحتمل أنه منى رق بالهواء أو للغذاء فاعتبرناه منيا احتياطا ولا كذلك السكران والمغشى عليه، لأنه لم يظهر فيهما هذا السبب .

وقال المالكية : إن شك من وجد بفرجه أو ثوبه أو فخذيه شيئا من بلل أو أثر مذى أو منى وكان شكه مستويا اغتسل وجوبا للاحتياط كمن تيقن الطهارة وشك في الحدث، وهذا هو المشهور، وروى عن ابن زياد أنه لا يلزمه إلا الوضوء مع غسل ذكره وإن ترجح لديه أحدهما عمل بمقتضى الراجح .

ونص الشافعية على أنه إن احتتمل كون الخارج منيا أو غيره كودى أو مذى تخير بين الغسل والوضوء على المعتمد، فإن جعله منيا اغتسل أو غيره توضأ وغسل ما أصابه، لأنه إذا أتى بمقتضى أحدهما برء منه يقينا والأصل براء ته من الآخر .

وعند الحنابلة قال ابن قدامة : قال أحمد : إذا وجد بلة اغتسل إلا أن يكون به برودة أو لاعب أهله فإنه ربما خرج منه المذى فأرجو ألا يكون به بأس وكذلك إن كان انتشر من أول الليل بتذكر أو رؤية لا غسل عليه لأنه مشكوك فيه يحتمل أنه مذى وقد وجد سببه فلا يوجب الغسل مع الشك، وإن لم يكن وجد ذلك فعليه الغسل، لخبر عائشة، ولأن الظاهر أنه احتلام، ثم قال ابن قدامة : وقد توقف أحمد في هذه المسألة في مواضع (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۶، ص ۳۱۶، مادة "مذى")

ولو استيقظ فوجد شيئا وشك في كونه منيا أو غيره (والشك : استواء الطرفين دون ترجيح أحدهما على الآخر) للفقهاء في ذلك عدة آراء :

أ - وجوب الغسل، وهو قول الحنفية والمالكية والحنابلة، إلا أن الحنفية أوجبوا الغسل إن تذكر الاحتلام وشك في كونه منيا أو مذيا، أو منيا أو وديا، وكذا إن شك في كونه مذيا أو وديا؛ لأن المنى قد يرق لعارض كالهواء، لوجود القرينة، وهي تذكر الاحتلام . فإن لم يتذكر الاحتلام فالحكم كذلك عند أبي حنيفة ومحمد، أخذا بالحديث في جوابه صلى الله عليه وسلم عن الرجل يجد البلل ولم يذكر احتلاما قال : يغتسل . للإطلاق في كلمة "البلل" . وقال أبو يوسف : لا يجب، وهو المقياس؛ لأن اليقين لا يزول بالشك، وهذا كله مقيد عند الحنفية والحنابلة بالألا يسبقه انتشار قبل النوم، فإن سبقه انتشار ترجح أنه مذى . وزاد الحنابلة : أو كانت بها إبرة؛ لاحتمال أن يكون مذيا، وقد وجد سببه . ويجب منه حينئذ الوضوء، وقصر المالكية وجوب الغسل على ما إذا

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۵..... اگر ایک بستر پر سونے والے دو بالغ افراد (مثلاً میاں بیوی) بیدار ہونے کے بعد بستر پر مٹی کے اثرات دیکھیں، اور کسی کو احتلام یا دنہ ہو، تو حنفیہ کے نزدیک احتیاطاً دونوں پر غسل کرنا واجب ہے۔

جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک دونوں کو غسل کرنا مستحب ہے، لیکن واجب کسی پر نہیں۔ اور مالکیہ کے نزدیک اگر وہ دونوں آپس میں میاں بیوی ہوں، تو صرف شوہر پر غسل کرنا واجب ہے، کیونکہ عورت کے مقابلہ میں عموماً مرد کی مٹی خارج ہوا کرتی ہے، اور اگر وہ آپس میں میاں بیوی نہ ہوں، تو پھر دونوں پر غسل واجب ہے۔ ۱

مسئلہ نمبر ۶..... اگر کسی شخص کو کفر کی حالت میں احتلام ہو گیا، پھر وہ بغیر غسل کے اسلام لے آیا، تو جمہور و اکثر فقہائے کرام کے نزدیک اس پر غسل کرنا واجب ہوگا، اور اس کو بغیر غسل

#### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

کان الشک بین امرین أحدهما منی . فإن شك فی كونه واحدا من ثلاثة فلا يجب الغسل ، لضعف الشك بالنسبة للمنی ، لتعدد مقابله .

ب - عدم وجوب الغسل ، وهو وجه للشافعية ، وقول مجاهد وقنادة ؛ لأن اليقين لا يزول بالشك . والأولى الاغتسال لإزالة الشك . وأوجبوا من ذلك الوضوء مرتبا .

ج - التخيير فی اعتباره واحدا مما اشتبه فيه ، وهو مشهور مذهب الشافعية ، وذلك لاشتغال ذمته بطهارة غير معينة .

د - وللشافعية وجه آخر وهو لزوم مقتضى الجميع . أى الغسل والوضوء ، للاحتياط (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۹۷، و ص ۹۸، ماده، احتلام)

۱ - وإذا رأى المنى فى فراش ينام فيه مع غيره ممن يمكن أن يمنى ، ونسبه كل منهما لصاحبه ، فالغسل مستحب لكل واحد منهما عند الشافعية والحنابلة ، ولا يلزم ، ولا يجوز أن يصلى أحدهما خلف الآخر قبل الاغتسال ، للشك ، وهو لا يرتفع به اليقين . وقال الحنفية بوجوب الغسل على كل منهما .

وفصل المالكية فقالوا : إنه إن كانا زوجين وجب على الزوج وحده ؛ لأن الغالب خروج المنى من الزوج وحده ، ويعيد الصلاة من آخر نومة ، ويجب عليهما معا الغسل إن كانا غير زوجين ولا فرق بين الزوجين وغيرهما عند بقية المذاهب .

والثوب الذى ينام فيه هو وغيره كالفراش عند الشافعية والحنابلة ، ويعيد كل صلاة لا يحتمل خلوها عن الإماء قبلها عند الشافعية ومن آخر نومة عند الحنابلة ما لم تظهر أماره على أنه حدث قبلها . وقال المالكية يستحب الغسل (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۹۷، ماده، احتلام)

کے نماز پڑھنا جائز نہیں ہوگا۔ ۱

مسئلہ نمبر ۷..... اگر کسی نے احتلام کے بعد غسل کر لیا، پھر غسل کے بعد بغیر شہوت کے منی خارج ہوئی، تو اگر وہ منی نیند یا پیشاب یا غیر معمولی چلنے کے بعد خارج ہوئی، تو دوبارہ غسل کرنا بالاتفاق واجب نہیں۔

اور اگر ان میں سے کوئی عمل پائے جانے کے بغیر خارج ہوئی، تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک دوبارہ غسل کرنا واجب ہوگا، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک دوبارہ غسل کرنا واجب نہیں ہوگا۔

لیکن پہلے غسل کے بعد اور دوبارہ منی خارج ہونے سے پہلے جو نماز پڑھی گئی، وہ بالاتفاق معتبر ہو جائے گی۔ ۲

۱ اثر الاحتلام فی الغسل؟

إن كان المحتلم كافرا ثم أسلم فللعلماء في ذلك رأيان:

الأول: وجوب الغسل من الجنابة، وهو مذهب الشافعية والحنابلة والأصح عند الحنفية، وهو قول للمالكية، لبقاء صفة الجنابة بعد الاحتلام، ولا يجوز أداء الصلاة ونحوها إلا بزوال الجنابة.

الثاني: ندب الغسل، وهو قول ابن القاسم والقاضي إسماعيل من المالكية، ومقابل الأصح عند الحنفية؛ لأن الكافر وقت الاحتلام لم يكن مكلفا بفروع الشريعة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۹۶، ۵۵، احتلام)

۲ بعض مشائخ حنفیہ کے نزدیک اگر مذکورہ صورت کسی ایسی جگہ مثلاً مہمانداری میں پیش آئی کہ جہاں غسل کرنے کی صورت میں تہمت کا اندیشہ ہے، تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرنا جائز ہے۔

فلو خرج بقیة المنی بعد البول أو النوم أو المشی لا یجب الغسل إجماعاً؛ لأنه مذی و لیس بمنی؛ لأن البول والنوم والمشی یقطع مادة الشهوة اهـ.

وفی فتح القدیر و کذا لا یبعد الصلاة التي صلاها بعد الغسل الأول قبل خروج ما تأخر من المنی اتفاقاً و قید المشی بالكثیر فی المجتبی و أطلقه کثیر و التقييد أوجه؛ لأن الخطوة والخطوتين لا یكون منهما ذلك كما لا یخفی و فی المبتغی بخلاف المرأة یعنی تعید تلك الصلاة إذا كانت مكتوبة إذا اغسلت ثانیاً بخروج بقیة منیها و فیہ نظر ظاهر و الذی یظهر أنها كالرجل و فی المستصفی یعمل بقول أبی یوسف إذا كان فی بیت إنسان و احتلم مثلاً و یتستحیی من أهل البیت أو خاف أن یقع فی قلبهم ریبة بأن طاف حول أهل بیتهم اهـ.

وفی السراج الوہاج و الفتوی علی قول أبی یوسف فی الضیف و علی قولهما فی غیرہ اهـ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۸..... اگر کوئی روزہ سے ہو یا حج و عمرہ کے احرام میں ہو، اور سوتے ہوئے اس کو

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

(البحر الرائق، ج ۱، ص ۵۸، کتاب الطہارۃ، احکام الغسل)

و کذا لو خرج منه بقية المنى بعد الغسل قبل النوم أو البول أو المشى الكثير نهر أى لا بعده؛ لأن النوم والبول والمشى يقطع مادة الزائل عن مكانه بشهوة فيكون الثانى زائلا عن مكانه بلا شهوة فلا يجب الغسل اتفاقا زيلعى، وأطلق المشى كثير، وقيدته فى المعتبرين بالكثير وهو أوجه؛ لأن الخطوة والخطوتين لا يكون منهما ذلك حلية وبحر. قال المقدسى: وفى خاطرى أنه عين له أربعون خطوة فليخطر. اهـ

(قوله: خاف ريبة) أى تهمة.

(قوله: ويقول أبى يوسف نأخذ) أى فى الضيف وغيره. وفى الذخيرة أن الفقيه أبى الليث وحلف بن أيوب أخذوا بقول أبى يوسف. وفى جامع الفتاوى أن الفتوى على قول إسماعيل.

(قوله: قلت: إن) ظاهره الميل إلى اختيار ما فى النوازل، ولكن أكثر الكتب على خلافه حتى البحر والنهر، ولا سيما قد ذكروا أن قوله قياس وقولهما استحسان وأنه الأحوط، فينبغى الإفتاء بقوله فى مواضع الضرورة فقط تأمل (ردالمحتار، ج ۱ ص ۱۶۰، كتاب الطہارۃ، سنن الغسل)

ب - خروج المنى بعد الغسل:

اختلف الفقهاء فى إيجاب الغسل فى حالة خروج المنى بعد الاغتسال.

فذهب الحنفية إلى أنه إذا اغتسل ثم خرج المنى، فإن كان خروجه بعد النوم أو البول أو المشى الكثير فلا غسل عليه اتفاقا، وإن خرج المنى بلا شهوة قبل النوم أو البول أو المشى فإنه يعيد الغسل عند أبى حنيفة ومحمد خلافا لأبى يوسف.

وذهب المالكية إلى أنه إن كانت اللذة ناشئة عن غير جماع، بل بملاعبة، فيجب إعادة الغسل عند خروج المنى ولو اغتسل قبل خروجه؛ لأن غسله لم يصادف محلا، وإن كانت اللذة ناشئة عن جماع، بأن غيب الحشفة ولم ينزل، ثم اغتسل ثم أمنى، فلا غسل عليه؛ لأن الجنابة لا يتكرر غسلها، ولكن يتوضأ.

وقال الشافعية: إذا أمنى واغتسل ثم خرج منه منى على القرب بعد غسله لزمه الغسل ثانيا، سواء كان ذلك قبل أن يبول بعد المنى أو بعد بوله، لقول النبى صلى الله عليه وسلم: إنما الماء من الماء، ولم يفرق؛ ولأنه نوع حدث فنقض مطلقا، كالبول والجماع وسائر الأحداث.

وذهب الحنابلة إلى أنه إذا خرج المنى بعد الغسل فلا يجب الغسل ثانيا، لما روى سعيد عن ابن عباس رضى الله عنهما أنه سئل عن الجنب يخرج منه الشىء بعد الغسل؟

قال: يتوضأ، وكذا ذكره أحمد عن على رضى الله عنه؛ ولأنه منى واحد فأوجب غسل واحد كما لو خرج دفقة واحدة؛ ولأنه خارج لغير شهوة أشبه الخارج لبرد، وبه علل أحمد. قال لأن الشهوة ماضية، وإنما هو حدث أرجو أن يجزيه الوضوء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳، ص ۱۹۸، مادة، غسل)

احتلام ہو جائے، تو اس سے روزہ یا حج و عمرہ پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ ۱  
مسئلہ نمبر ۹..... اگر اعتکاف کی حالت میں سوتے ہوئے احتلام ہو جائے، تو اس سے

اعتکاف پر بھی کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ ۲

مسئلہ نمبر ۱۰..... اگر کوئی لڑکی یا لڑکا بالغ نہیں تھا، مگر بالغ ہونے کے قریب تھا، پھر اسے  
سوتے ہوئے احتلام ہو گیا، تو اس کی وجہ سے وہ لڑکی یا لڑکا بالغ شمار ہو جائے گا۔ ۳

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ.

فقط، وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ وَأَحْكَمُ

محمد رضوان۔ مورخہ ۹/ ذوالقعدہ/ ۱۴۳۳ھ۔ 16/ ستمبر/ 2013ء بروز پیر

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

۱ اثر الاحتلام فی الصوم والحج:

لا أثر للاحتلام فی الصوم، ولا يبطل به باتفاق، لقوله عليه الصلاة والسلام: ثلاث لا يفطرن الصائم: الحجامة، والقيء، والاحتلام.

ولأن فيه حرجاً، لعدم إمكان التحرز عنه إلا بترك النوم، والنوم مباح، وتركه غير مستطاع. ولأنه لم توجد صورة الجماع، ولا معناه وهو الإنزال عن شهوة مباشرة ولا أثر له كذلك في الحج باتفاق (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۹۸، ماده، احتلام)

۲ أثر الاحتلام فی الاعتكاف: يتفق الفقهاء على أن الاعتكاف لا يبطل بالاحتلام، ولا يفسد إن خرج المعتكف للاغتسال خارج المسجد، إلا في حالة واحدة ذكرها الحنفية وهي إن أمكنه الاغتسال في المسجد، ولم يخش تلويثه فإن خيف تلويثه منع؛ لأن تنظيف المسجد واجب. وبقية الفقهاء منهم من يجيز الخروج للاغتسال ولو مع أمن المسجد في التلوث، ومنهم من يوجب الخروج ويحرم الاغتسال في المسجد مطلقاً، فإن تعذر الخروج فعليه تيمم والخروج لا يقطع التتابع باتفاق ما لم يطل.

وفي اعتبار زمن الجنابة من الاعتكاف خلاف بين الفقهاء. فالشافعية لا يعدون زمن الجنابة من الاعتكاف إن اتفق المكث معها لعذر أو غيره؛ لمنافاة ذلك للاحتلام، وهو قول الحنفية والمالكية، وبحسب عند الحنابلة، فقد صرحوا بعدم قضائه لكونه معتاداً، ولا كفارة فيه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۹۸، و ص ۹۹، ماده، احتلام)

۳ البلوغ بالاحتلام: يتفق الفقهاء على أن البلوغ يحصل بالاحتلام مع الإنزال، وينقطع به اليتيم لما روى عن علي رضي الله عنه عن النبي عليه الصلاة والسلام قال: لا يتم بعد احتلام ولا صمات يوم إلى الليل (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۹۹، ماده، احتلام)

(دوسرا باب)

## خواب (Dream) کے احکام و آداب

انسان سونے کے بعد نیند میں جو مختلف مناظر اور احوال دیکھتا ہے، اس کو اردو زبان میں خواب، عربی زبان میں ”رؤیا“ یا ”حلم“ اور انگریزی زبان میں Dream کہا جاتا ہے۔ انسان کو سونے کی حالت میں جو مختلف قسم کے خواب (Dreams) نظر آتے ہیں، شریعت مطہرہ نے ان پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، اور ان کی حقیقت اور ان کے احکام کا وضاحت اور صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

مگر آج کل بہت سے لوگ شریعت کی ان مضبوط و مستحکم تعلیمات و ہدایات سے ناواقف یا غافل نظر آتے ہیں، اور خواب کے بارے میں نظریاتی و عملی طور افراط و تفریط میں مبتلا پائے جاتے ہیں، اور عوام الناس کے ساتھ ساتھ بعض اہل علم حضرات بھی اس سلسلہ میں کئی غلط فہمیوں کا شکار ہیں، چنانچہ بعض لوگ تو خواب کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں، یہاں تک کہ خواب کے مقابلہ میں اپنے جانگتے ہوئے فرض، واجب اور حرام اعمال کو بھی اتنی اہمیت نہیں دیتے، اور اپنے اختیاری اعمال کی اصلاح نہیں کرتے۔

اور بعض لوگ ہر طرح کے خواب کو ایک نفسیاتی اور خیالاتی چیز سمجھتے ہیں، اور ان کے نزدیک ہر طرح کے خواب کی حیثیت ”بلی کو خواب میں چھیچھڑے نظر آنے“ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ جبکہ بعض لوگ خواب کو زیادہ اہمیت تو نہیں دیتے، مگر وہ ہر طرح کے خوابوں کو ایک ہی درجہ دیتے ہیں، اور وہ خوابوں کی قسموں سے ناواقف ہوتے ہیں۔

۱۔ الحلم بضم الحاء وسكون اللام وبضمها هو الرؤيا وبالضم والسكون فقط هو رؤية الجماع فى النوم (الترغيب والترهيب، للمنذرى، ج ۲، ص ۳۰۱، الترغيب فيما يقوله ويفعله من رأى فى منامه ما يكره)

اور بعض لوگ خواب کی تعبیر کے سلسلہ میں مختلف قسم کی بے اعتدالیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض لوگ کسی بھی قسم کا کوئی خواب نظر آنے پر اس کی تعبیر اور نتائج کے درپے ہو جاتے ہیں، اور اچھا خواب نظر آنے پر خوش اور اس کے مقابلہ میں بُرا خواب نظر آنے پر غمگین ہوتے ہیں۔

اور بعض لوگ ہر طرح کے خواب کی تعبیر و تاویل اور مطلب سمجھنے کے لئے ایسی چیزوں کا سہارا لیتے ہیں کہ جن کو قرآن و سنت میں کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔

اور بعض لوگ خواب کی تعبیر حاصل کرنے اور خواب سنانے کے لئے کسی قید و شرط کی رعایت نہیں کرتے، اور ہر کس و ناکس کو اپنا خواب سنا کر ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی کئی مرتبہ تعبیرات حاصل کرتے ہیں، اور ایک ہی خواب کی مختلف تعبیرات سامنے آنے کے بعد پھر پریشان ہوتے ہیں، جبکہ بہت سے لوگ خواب کی تعبیرات کے متعلق بازاروں سے مختلف قسم کی کتابیں حاصل کر کے، ان سے اپنے خوابوں کی تعبیرات تلاش کرتے ہیں، اور یہ نہیں دیکھتے کہ خواب کی تعبیر سے متعلق وہ کتابیں مستند بھی ہیں یا نہیں، اور ان میں جو کچھ لکھا گیا ہے، وہ قرآن و سنت کے مطابق بھی ہے، یا نہیں؟ اور اس سے بڑھ کر جو خواب دیکھا گیا ہے، وہ قابلِ تعبیر بھی ہے یا نہیں؟

اسی طرح تعبیر دینے والے بعض اہل علم حضرات بھی اس طرح کی کئی بے اعتدالیوں کا شکار ہیں، اور وہ خواب کی تعبیر دینے میں مختلف بدعنوانیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔

جب ایک مدت دراز تک خواب اور اس کی تعبیر سے متعلق اس طرح کی افراط و تفریط اور بے اعتدالیوں و بدعنوانیوں کا مشاہدہ ہوتا رہا تو ارادہ ہوا کہ قرآن مجید اور مستند احادیث کی روشنی میں اس موضوع کی ضروری اور مفید مباحث کو جمع کیا جائے۔

اس لئے قرآن و سنت اور مستند و معتبر احادیث کی روشنی میں خواب کے موضوع اور اس کے احکام پر روشنی ڈالی جاتی ہے، تاکہ شریعتِ مطہرہ کی صحیح تعلیمات سے واقفیت حاصل ہو، اور افراط و تفریط سے حفاظت اور اعتدال قائم رہے۔



## (فصل نمبر ۱)

## خواب (Dream) کی اقسام و انواع

خواب کے بارے میں دنیا میں مختلف طرح کے تصورات پائے جاتے ہیں، بعض نفسیات کے ماہرین کے مطابق خواب، درحقیقت انسان کے شعور و خیال میں چھپی ہوئی خواہشات کا مظہر ہوتا ہے، کہ انسان میں جو جذبات پوشیدہ طور پر موجود ہوتے ہیں، سوتے وقت غیر شعوری طور پر وہی خیالات خواب بن کر نظر آ جاتے ہیں۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے خواب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کا انسان کے شعور سے تعلق نہیں ہوتا، اور وہ خواب میں ایسی چیزیں دیکھتا ہے کہ جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتیں، اور بعض خواب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کا جاگتے ہوئے حالات میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ وہ انسانی دسترس سے بالاتر ہوتے ہیں، جبکہ بعض خواب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو حقائق پر مبنی ہوتے ہیں، اور خواب دیکھنے کے بعد ہی ان کو عملی جامہ حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے دنیا کے مختلف شعبوں کے ماہرین نے اس سلسلہ میں جو کچھ کہا ہے، وہ جامع معلوم نہیں ہوتا، اور اس کے برعکس خواب کے بارے میں دین اسلام نے جو نظریہ پیش کیا ہے، وہ انتہائی جامع اور حقائق پر مبنی ہے۔

چنانچہ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب مجموعی طور پر تین طرح کا ہوتا ہے، ایک خواب اچھا اور سچا ہوتا ہے، جو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اور اس کو رحمانی خواب کہا جاتا ہے، اور اس خواب کو نبوت کا چھیلایسواں جزء بھی قرار دیا گیا ہے، اور دوسرا خواب مکروہ، بُرا اور جھوٹا ہوتا ہے، جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اور اس کو شیطانی خواب کہا جاتا ہے، اور تیسرا خواب نفسیاتی اور خیالاتی ہوتا ہے، جو نفس اور خیال کی طرف سے ہوتا ہے، اور اس کو نفسیاتی اور

خیالاتی خواب کہا جاتا ہے۔

اور کوئی خواب بھی ان تین قسموں سے باہر نہیں ہوتا، البتہ بعض خواب ایسے ہو سکتے ہیں کہ ان میں انہی تین قسموں میں سے ایک سے زیادہ قسموں کی ملاوٹ ہو جائے۔  
آگے معتبر احادیث کی روشنی میں اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

## خواب کی تین قسمیں

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ: مِنْهَا أَهْوَاؤٌ مِنْ الشَّيْطَانِ لِيُحْزِنَ بِهَا ابْنَ آدَمَ،  
وَمِنْهَا مَا يَهُمُّ بِهِ الرَّجُلُ فِي يَقَظَتِهِ، فَيَرَاهُ فِي مَنَامِهِ، وَمِنْهَا جُزْءٌ مِّنْ  
سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النَّبُوءَةِ (سنن ابن ماجہ) ۱

ترجمہ: خواب تین طرح کے ہوتے ہیں، ایک ان میں سے شیطان کی طرف سے گھبراہٹ پیدا کرنے والے ہیں، تاکہ شیطان ان کے ذریعہ سے ابن آدم کو غمگین کرے، اور دوسرے وہ خواب ہیں، جن چیزوں کا آدمی اپنی بیداری کی حالت میں ارادہ و خواہش کرتا ہے، پھر ان چیزوں کو اپنی نیند میں دیکھ لیتا ہے، اور تیسرے خواب وہ ہیں، جو نبوت کا چھیا لیسواں جزو ہیں (ابن ماجہ، ابن حبان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خواب کی تین قسمیں ہیں، ایک خوف و گھبراہٹ پیدا کرنے والا خواب، جو شیطانی خواب ہوتا ہے، تاکہ شیطان ابن آدم کو غمگین کرے، اور دوسرا انسان کی سوچ اور خواہشات کو ظاہر کرنے والا خواب، جو کہ نفسیاتی اور خیالاتی خواب کہلاتا ہے، اور تیسرا خواب سچا اور اچھا ہوتا ہے، جو نبوت کا چھیا لیسواں جزء اور اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

۱ رقم الحدیث ۳۹۰۷، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۶۰۴۲.

فی حاشیة ابن حبان: اسنادہ صحیح.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الرُّؤْيَا عَلَى ثَلَاثَةِ مَنَازِلَ: فَمِنْهَا مَا يُحَدِّثُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِشَيْءٍ، وَمِنْهَا مَا يَكُونُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَنْ تَصْرَةَ، وَمِنْهَا رُؤْيَا مِنَ اللَّهِ (السنن الكبرى للنسائي) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ خواب تین طرح کا ہوتا ہے، اُن میں سے ایک تو وہ ہوتا ہے، کہ جس میں آدمی اپنے نفس سے بات کرتا ہے (یعنی نفسیاتی و خیالاتی خواب ہوتا ہے) تو یہ کوئی چیز نہیں ہے، اور اُن میں سے دوسرا وہ ہوتا ہے، جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، تو یہ خواب ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچاتا، اور اُن میں سے تیسرا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے (نسائی) اس حدیث سے خوابوں کی تین قسموں کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اور یہ وہی خواب ہوتا ہے، جس کو دیگر روایات میں نبوت کا چھیا لیسواں جزء قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ، فَرُؤْيَا حَقٌّ، وَرُؤْيَا يُحَدِّثُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ، وَرُؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ (ترمذی، رقم الحدیث ۲۲۸۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب تین طرح کا ہوتا ہے، ایک حق خواب، دوسرا وہ خواب جس میں آدمی اپنے نفس سے گفتگو کرتا ہے (یعنی نفسیاتی و خیالاتی خواب) اور تیسرا شیطان کی جانب سے غم پیدا کرنے والا خواب (ترمذی)

۱ رقم الحدیث ۱۰۶۷۹، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی، رقم الحدیث ۹۰۹.

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو خواب نفس کی طرف سے خیالی نہ ہو، اور شیطان کی طرف سے غم پیدا کرنے والا بھی نہ ہو، وہ حق ہوتا ہے، اور دوسری احادیث میں اسی حق خواب کو نبوت کا چھیا لیسواں حصہ یا اللہ کی طرف سے کہا گیا ہے، جس کو بمشراحت بھی کہا گیا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ: فَبُشْرَىٰ مِنَ اللَّهِ، وَحَدِيثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِيفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ (سنن ابن ماجہ) ۱

ترجمہ: خواب تین طرح کا ہوتا ہے، ایک اللہ کی جانب سے خوشخبری والا، اور دوسرا حدیثِ نفس (یعنی نفسیاتی و خیالاتی خواب) اور تیسرا شیطان کی طرف سے خوف اور ڈر دلانے والا خواب (ابن ماجہ، مسند احمد)

اس روایت میں بھی خوابوں کی تین قسمیں ہونے کا ذکر کیا گیا ہے، اور اس روایت میں اللہ کی جانب سے خواب کو خوشخبری والا قرار دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ جو خواب، اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اس میں مؤمن کے لئے خوشخبری ہوتی ہے، اور گزشتہ روایت سے یہ بھی معلوم ہو چکا کہ وہ حق اور نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَالرُّؤْيَا ثَلَاثَةٌ: الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ بُشْرَىٰ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالرُّؤْيَا يُعَدِّتُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ، وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ (مسند احمد) ۲

۱ رقم الحدیث ۳۹۰۶، مسند احمد، رقم الحدیث ۹۱۲۹.

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، وهذا إسناد قوی، هوذة صدوق لا بأس به، وباقی رجال الإسناد ثقات من رجال الشیخین.

۲ رقم الحدیث ۷۶۴۲، واللفظ له، ورقم الحدیث ۱۰۵۹۰، سنن دارمی، رقم الحدیث ۲۱۸۹.

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح علی شرط الشیخین.  
وفی حاشیة سنن الدارمی: إسناده صحیح.

ترجمہ: اور خواب تین طرح کا ہوتا ہے، ایک اچھا خواب، جو کہ اللہ عزوجل کی جانب سے خوشخبری ہے، اور دوسرا وہ خواب جس میں آدمی اپنے آپ سے گفتگو کرتا ہے (یعنی نفسیاتی و خیالاتی خواب) اور تیسرا شیطان کی طرف سے غمگین کرنے والا خواب (مسند احمد، داری)

اس روایت سے بھی خواب کی تین قسمیں ہونا معلوم ہوا۔

اس روایت میں اللہ کی جانب سے ہونے والے خواب کو اچھے خواب کا بھی نام دیا گیا ہے۔

## شیطان کو برا خواب دکھانے پر قدرت کس طرح ہوتی ہے؟

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیطان کو یہ صلاحیت کس طرح حاصل ہوتی ہے کہ وہ انسان کو برا خواب دکھا سکے؟

تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ شیطان انسان کے خون جاری ہونے کی جگہ تک پہنچ جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں وہ بُرے خواب دکھانے پر قادر ہو جاتا ہے، اور اسی وجہ سے شیطان جاگتے ہوئے مختلف قسم کے وساوس بھی دل میں ڈالتا ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ

(ابوداؤد، رقم الحدیث ۴۷۱۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان ابن آدم کے خون جاری

ہونے کی جگہ میں چلتا ہے (ابوداؤد)

اس طرح کا مضمون اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۱

۱ عن علي بن حسين، أن النبي صلى الله عليه وسلم أتته صفية بنت حبي فلما

رجعت انطلق معها، فمر به رجلان من الأنصار فدعاهما، فقال: إنما هي صفية، قال:

سبحان الله، قال: إن الشيطان يجرى من ابن آدم مجرى الدم (بخاری، رقم الحدیث

۷۱۷۱)

## خواب کی تین قسموں کی تحقیق اور نفسیاتی خواب کی طبی توجیہ

مذکورہ مستند اور صحیح احادیث سے معلوم ہوا کہ خواب تین طرح کا ہوتا ہے۔

ایک حق تعالیٰ کی طرف سے سچا، نیک اور اچھا خواب ہوتا ہے، جس میں مومن بندہ کو خوش کیا جاتا ہے، اور کوئی سبق و ہدایت دی جاتی ہے، اس خواب کو رحمانی اور مبشرات میں سے کہا گیا ہے، اور اس کو نبوت کا چھیا لیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔

اور دوسرا خواب شیطانی ہوتا ہے، جس میں انسان، مکروہ، خوف و گھبراہٹ اور غم پیدا کرنے والی چیزیں دیکھتا ہے، اس خواب سے شیطان کا مقصد مومن کو غمگین کرنا اور خوف میں مبتلا کرنا ہوتا ہے۔

اور تیسرا خواب وہ ہوتا ہے کہ جو انسان کے خیالات اور سوچوں پر مشتمل ہوتا ہے، اس کا دماغ جو کچھ سوچ و فکر کر رہا ہوتا ہے، یا اس کے شعور میں کوئی چیز چھپی ہوئی ہوتی ہے، ویسا ہی اس کو خواب نظر آ جاتا ہے۔

اس نفسیاتی و خیالاتی خواب میں انسان کی طبیعت اور مزاج کو بھی دخل ہوتا ہے۔ اسی لئے اطباء نے مختلف قسم کے مزاج والے لوگوں کو ان کے مزاج کے موافق خواب نظر آنے کا حکم لگایا ہے، بلکہ خواب کو مریض کے مزاج کا پتہ چلانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

اطباء کے نزدیک خواب میں زرد اور پہلی چیزوں کو دیکھنا، مثلاً خواب میں آگ اور زرد رنگ کے جھنڈے وغیرہ دیکھنا اس بات کی علامت سمجھا جاتا ہے کہ اس شخص کے جسمانی اخلاط، جن کو عربی میں "السوائل الجسمیة" اور انگریزی زبان میں Body fluid کہا جاتا ہے، ان میں صفراء (Bilious) کی زیادتی پائی جاتی ہے۔

اور اطباء کے نزدیک خواب میں سفید چیزوں کو دیکھنا، مثلاً خواب میں پانی کی نہریں، اولے، برف، بارشیں اور بادل کی گرج کے ساتھ ڈالہ باری کا برستا ہوا دیکھنا اس بات کی علامت

سمجھا جاتا ہے کہ اس شخص کے جسمانی اخلاط میں بلغم (Lymphatics) کی زیادتی پائی جاتی ہے۔

اور اطباء کے نزدیک خواب میں سیاہ اور خوفناک و ڈراؤنی چیزوں کو دیکھنا، مثلاً خواب میں تاریکیاں، خندق اور خوفناک مناظر کا دیکھنا اس بات کی علامت سمجھا جاتا ہے کہ اس شخص کے جسمانی اخلاط میں سوداء (Phlegm) کی زیادتی پائی جاتی ہے۔

اور اطباء کے نزدیک خواب میں سرخ چیزوں کو دیکھنا مثلاً خواب میں بہت سا خون دیکھنا، یا خون میں ڈوبا ہوا دیکھنا اس بات کی علامت سمجھا جاتا ہے کہ اس شخص کے جسمانی اخلاط میں خون (Blood) کا غلبہ پایا جاتا ہے۔

اور صحت مند اور معتدل مزاج والا شخص جو خواب دیکھتا ہے، وہ دلچسپ اور مزیدار ہوتا ہے۔ ملحوظ رہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے تمام خواب، اور نیک صالح، معتدل مزاج والے لوگوں کے بہت سے خواب رحمانی ہوتے ہیں، جن میں حکم الہی شیطانی، طبعی و نفسیاتی چیزوں کی ملاوٹ نہیں ہوتی۔

خلاصہ اس بحث کا یہ نکلا کہ عام لوگوں کے خواب کی تین قسمیں ہیں، ایک نفسیاتی و خیالاتی، دوسرے شیطانی اور تیسرے رحمانی، جن کی تفصیل ماقبل میں ذکر کی جا چکی ہے۔

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

## (فصل نمبر ۲)

## انبیائے کرام کے خواب کا رحمانی اور وحی ہونا

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے خواب کو وحی کا درجہ حاصل ہوتا ہے، یعنی انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو نظر آنے والا خواب، اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی اور برحق و سچ ہوتا ہے۔

اس لئے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے خواب کو شیطانی یا نفسیاتی و خیالاتی نہیں کہا جاسکتا، اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا خواب ایک ہی طرح کا ہوتا ہے، یعنی سچا اور اچھا، جو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اور اس کو رحمانی خواب کہا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں نیند میں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے دل نہیں سوتے، بلکہ صرف آنکھیں سوتی ہیں، اس لئے انہیں خواب یاد رکھنے میں کوئی غلطی بھی واقع نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کے ذبح کا حکم خواب کے ذریعہ ہی دیا تھا۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

قَالَ يٰٓاِبْنَٓىٓ اٰنٰى اَرٰى فِى الْمَنَامِ اِنِّىٓ اَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرٰى، قَالَ

يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ (سورۃ الصافات، رقم الآیۃ ۱۰۲)

ترجمہ: ابراہیم نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ

میں تم کو ذبح کر رہا ہوں، سو تم غور کر لو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اسماعیل نے کہا کہ

اے میرے والد! جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اُسے کر گزریئے (سورہ صافات)

حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہوئے خواب میں دیکھا تھا،



جس کو حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام نے حکم الہی قرار دیا۔  
اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا خواب حکم الہی اور وحی ہوتا ہے۔  
اور حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی ایک اہم سچا خواب دیکھا تھا، جس کے بارے  
میں قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

يَا بَتِ اِنِّي رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِي

سَجِدِيْنَ (سورۃ یوسف، رقم الآیۃ ۴)

ترجمہ: اے میرے ابا جی! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں اور سورج اور  
چاند کو دیکھا ہے کہ یہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں (سورہ یوسف)  
جو بعد میں سچا ثابت ہوا، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ يَا بَتِ هٰذَا تَاوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا (سورۃ

یوسف، رقم الآیۃ ۱۰۰)

ترجمہ: اے میرے ابا جی! یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو پہلے دیکھا تھا، بے شک  
میرے رب نے اسے حق کر دیا ہے (سورہ یوسف)

حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے خواب کے سچا ہونے کو حق قرار دیا، جس سے

۱۔ قلنا لعمرو ان ناسا يقولون: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم تنام عينه ولا ينام

قلبه قال عمرو سمعت عبيد بن عمير يقول " رؤيا الانبياء وحى، ثم قرأ انى ارى فى

المنام انى اذبحك (بخارى، تحت رقم الحديث ۱۳۸)

قَالَ عُيَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ: رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ، وَقَرَأَ: (اننى ارى فى المنام انى اذبحك فانظر ماذا ترى قال

يا ابت الفعل ما تؤمر) (شرح السنة للبخارى، ج ۲ ص ۲۰۳، باب تحقيق الرؤيا)

قال بعض أهل التفسير: فالوحى أول ما أرى الله سبحانه وتعالى الأنبياء -عليهم الصلاة والسلام -  
فى منامهم كما أمر إبراهيم -عليه السلام - فى منامه بذبح ابنه، فقال فيما أخبر عن إبراهيم عليه  
السلام: ( اننى ارى فى المنام انى اذبحك فانظر ماذا ترى قال يا ابت الفعل ما تؤمر، قال الإمام  
المطلبى الشافعى رضى الله عنه: قال غير واحد من أهل التفسير: رؤيا الانبياء وحى؛ لقول ابن  
إبراهيم الذى أمر بذبحه: ( افعل ما تؤمر) (الاسماء والصفات للبيهقى، باب قول الله عز وجل وما  
كان لبشر أن يكلمه الله إلا وحيا الخ)

معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا خواب حق اور سچ ہوتا ہے۔  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے مذکورہ خواب کی  
تفسیر میں روایت ہے کہ:

كَانَتْ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَحَيًّا (شرح مشکل الآثار  
للطحاوی) ۱

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں (طحاوی)  
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحَيًّا (مستدرک حاکم) ۲

ترجمہ: انبیائے کرام کے خواب وحی ہیں (حاکم، بخرانی)  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ  
فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْهُ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ (بخاری، رقم  
الحدیث ۴۹۵۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (وحی کے سلسلہ میں) سب سے پہلی چیز جو  
عطا کی گئی، وہ نیند میں سچے خواب تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خواب بھی  
دیکھتے تھے، تو وہ صبح کی روشنی پھوٹنے (اور روزِ روشن) کی طرح پورا (یعنی سچ  
ثابت) ہو جاتا تھا (بخاری)

پس جس طرح انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ جاگتے ہوئے وحی فرماتے ہیں،

۱۔ باب بیان مشکل ماروی عن عبد الله بن عباس، من قوله: كانت رؤيا الأنبياء وحيا الخ.

۲۔ رقم الحدیث ۳۶۱۳، واللفظ له، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۱۲۳۰۲.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

وقال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم

اسی طرح سوتے ہوئے بھی خواب میں وحی فرماتے ہیں۔ ۱۔  
پھر یہ جان لینا ضروری ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے خواب میں یا اس کے یاد رکھنے میں غلطی کا احتمال نہیں ہوتا، جس طرح کہ جاگتے ہوئے ہونے کی حالت میں آنے والی وحی میں غلطی کا احتمال نہیں ہوتا۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سونے کی حالت میں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی صرف آنکھیں سوتی ہیں، اور ان کا دل نہیں سوتا، اور دل بیدار و باشعور رہتا ہے۔  
چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي (بخاری، رقم الحدیث ۳۵۶۹)

ترجمہ: میری آنکھ سوتی ہے، اور میرا دل نہیں سوتا (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي

(صحیح ابن خزیمہ) ۲

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں، اور میرا دل نہیں

سوتا (ابن خزیمہ)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے معراج کے واقعہ کی ایک لمبی حدیث میں مروی ہے

۱۔ وَكَانَ أَحْسَنَ مَا حَضَرْنَا مِمَّا يُؤْوَلُ عَلَيْهِ هَذَا الْحَدِيثُ: أَنَّ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ كَانَتْ مِمَّا يُوحِيهِ اللَّهُ إِيَّاهَا إِلَيْهِمْ، فَيُوحِي إِلَيْهِمْ فِي مَنَامَاتِهِمْ مَا شَاءَ أَنْ يُوحِيَ إِلَيْهِمْ فِيهَا، وَيُوحِي إِلَيْهِمْ فِي يَقْظَاتِهِمْ مَا شَاءَ أَنْ يُوحِيَهُ إِلَيْهِمْ فِيهَا، وَكُلُّ ذَلِكَ وَحْيٌ مِنْهُ إِلَيْهِمْ، يُجْعَلُ مِنْهُ مَا شَاءَ فِي مَنَامَاتِهِمْ، وَيُجْعَلُ مِنْهُ مَا شَاءَ فِي يَقْظَاتِهِمْ (شرح مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل ما روی عن عبد اللہ بن عباس، من قوله: كَانَتْ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيًا لَخ)

۲۔ رقم الحدیث ۴۸، واللفظ لله، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۶۳۸۶۔

قال شعيب الانوار: إسناده حسن على شرط مسلم (حاشية صحيح ابن حبان)

وقال محمد مصطفى الأعظمي: إسناده صحيح (حاشية صحيح ابن خزيمه)

کہ:

وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذَلِكَ  
 الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ (بخاری، رقم الحدیث ۳۵۷۰)  
 ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوئی ہوئی تھیں، اور دل سویا ہوا نہیں تھا،  
 اور اسی طریقہ سے انبیائے کرام کی (صرف) آنکھیں سوئی ہیں، اور ان کے دل  
 نہیں سوتے (بخاری)

پس جب انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے دل نیند کی حالت میں بھی بیدار اور متیقظ  
 رہتے ہیں، تو انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو خواب میں بھی وحی کے ذریعہ سے احکام عطا  
 کئے جاتے ہیں، اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی خواب والی وحی اور اس کے یاد رہنے  
 میں کوئی غلطی نہیں ہوتی، جس طرح سے کہ جاگتے ہوئے ہونے کی حالت میں وحی میں غلطی  
 نہیں ہوتی، اور اسی وجہ سے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا، جس  
 کی تفصیل ہم نے آگے ”نیند سے وضو ٹوٹنے کے احکام“ میں ذکر کر دی ہے۔ ۱  
 خلاصہ یہ کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا خواب وحی اور رحمانی ہوا کرتا ہے، شیطانی اور  
 نفسانی نہیں ہوا کرتا، اور ان کو خواب کے یاد رکھنے میں غلطی اور بھول نہیں ہوتی۔  
 وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ وَأَحْكَمُ.

۱۔ کان یوحی الیہ فی نومہ کما یوحی الیہ فی یقظتہ، ورؤیا الأنبیاء وحی، ولہذا کانت تنام  
 أعینہم ولا تنام قلوبہم، فکانوا یخشون أن یقطعوا علیہ الوحی الیہ بإیقاظہ.  
 ولا تنافی بین نومہ حتی طلعت الشمس و بین یقظتہ قلبہ؛ فان عینیہ تامان، والشمس إنما تدرک  
 بحاسۃ البصر لا بالقلب (فتح الباری لابن رجب، ج ۲ ص ۲۷۱)  
 وأظن الأنبیاء مخصصین بأن تنام أعینہم ولا تنام قلوبہم علی ما روی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 (التمہید لما فی المؤطا، ج ۵ ص ۲۰۷)

## (فصل نمبر ۳)

## صالح مومن کے نیک اور سچے خواب کا بشارت ہونا

شیطانی خواب، جس میں شیطان کا مقصود بندہ کو غمگین کرنا اور خوف دلانا ہوتا ہے، اور یہ خواب بندہ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، خاص کر جبکہ اعوذ باللہ وغیرہ پڑھ لیا جائے، اور نفسانی و خیالی خواب کی بھی کوئی حیثیت نہیں، البتہ جو خواب اچھا اور سچا ہوتا ہے، وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

اور احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مومن کا نیک اور اچھا و سچا خواب، اس کے لئے نہ صرف یہ کہ بشارت اور خوشخبری ہوتا ہے، بلکہ نبوت کا چھیا لیسواں حصہ بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا؟ قَالَ: هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُؤْمِنُ أَوْ تُرَى لَهُ

(ترمذی، رقم الحدیث ۲۲۷۵، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۷۴۰) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (قرآن مجید میں مذکور) اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا ”لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا“ کہ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خوشخبری نیک خواب ہیں، جن کو مومن دیکھتا ہے یا مومن کو دکھائے جاتے ہیں (ترمذی، مسند احمد)

حضرت ابو الدرداء اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی سند سے بھی اسی قسم کی حدیث

۱ فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغيره.

مروی ہے۔ ۱

قرآن مجید میں اللہ کے جس قول کے بارے میں مذکورہ حدیث میں تفسیر بیان کی گئی ہے، اس سے پہلی آیت اس طرح ہے کہ:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشُرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ. نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (سورة حم السجدة، رقم الآيات ۳۰، ۳۱)

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں، کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور خوشخبری سُنو جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، ہم دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی تمہارے ولی ہیں (سورہ حم سجدہ)

اس سے معلوم ہوا کہ استقامت اختیار کرنے والے یعنی نیک صالح مومنوں کو دنیا میں ان کے عمل کے مطابق نیک صالح خواب دکھا کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت اور خوشخبری دی

۱ عن عطاء بن يسار، عن رجل، من أهل مصر، قال: سألت أبا الدرداء، عن قول الله تعالى (لهم البشرى في الحياة الدنيا) (يونس 64): فقال: ما سألتني عنها أحد غيرك إلا رجل واحد منذ سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ما سألتني عنها أحد غيرك منذ أنزلت، هي الرؤيا الصالحة يراها المسلم أو ترى له وفي الباب عن عبادة بن الصامت هذا حديث حسن (سنن الترمذی، رقم الحديث ۲۲۷۳)

عن عبد الله بن عمرو، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، أنه قال: (لهم البشرى في الحياة الدنيا)، قال: "الرؤيا الصالحة، يبشرها المؤمن، هي جزء من تسعة وأربعين جزءا من النبوة، فمن رأى ذلك فليخبر بها، ومن رأى سوى ذلك، فإنما هو من الشيطان ليحزنه، فليفت عن يساره ثلاثا، وليسكت، ولا يخبر بها أحدا (مسند احمد، رقم الحديث ۷۰۴۲)

فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیره، ابن لہیعة - وإن كان فی حفظه شيء - متابع، وباقی رجالہ ثقات رجال الصحیح، غیر دراج - وهو ابن سمعان أبو السمح -، وهو صدوق، روى له أصحاب السنن.

جاتی ہے۔

## نبوت کے بعد مبشرات یعنی نیک خواب باقی ہیں

حضرت ام کرزہ کعبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ذَهَبَتِ النَّبُوءَةُ، وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۸۹۶)

ترجمہ: نبوت ختم ہوگئی، اور مبشرات باقی رہ گئے (ابن ماجہ)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ:

لَمْ يَبْقَ مِنَ النَّبُوءَةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: الرُّؤْيَا

الصَّالِحَةُ (بخاری، رقم الحدیث ۶۹۹۰، باب المبشرات)

ترجمہ: نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں، صحابہ کرام نے عرض کیا

کہ (اے اللہ کے رسول) مبشرات کیا ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ (نیک مومن کے) اچھے خواب (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ نبوت کا سلسلہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا، لیکن اچھے خوابوں کے ذریعہ سے نبوت کے علم میں سے ایک خوشخبری کے درجہ کی چیز باقی ہے، جو نیک صالح مومن کو حاصل ہے، اور نیک صالح مومن کے لئے نیک خواب کا بشارت ہونا کبھی اچھے کام پر حوصلہ دلا کر اور ہمت بڑھا کر ہوتا ہے، اور کبھی بُرے کام سے ڈرا کر یا غفلت سے یاد دہیانی کرا کر ہوتا ہے۔ ۱

۱ (لم يبق من النبوة) أى: من أجزائها (إلا المبشرات): بكسر الشين المشددة. قال السيوطي: أى: الوحى منقطع بموتى، ولا يبقى ما يعلم منه ما سيكون إلا الرؤيا، والتعبير بالمبشرات خرج معرج الأغلب، فإن من الرؤيا ما تكون منذرة وهى صادقة يريها الله للمؤمن رفقا به، ليستعد لما يقع قبل وقوعها. (قالوا) أى: بعض الصحابة (وما المبشرات؟ قال: الرؤيا

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ  
انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ، قَالَ: فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ  
فَقَالَ: لَكِنِ الْمُبَشِّرَاتُ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ:  
رُؤْيَا الْمُسْلِمِ، وَهِيَ جُزْءٌ مِّنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ (سنن ترمذی) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک رسالت اور نبوت کا  
سلسلہ ختم ہو گیا، پس میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں، یہ بات صحابہ کرام پر  
دشوار ہوئی (کہ آپ کے بعد نبوت سے کس طرح تعلق ہوگا؟) اس پر رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لیکن مبشرات (میرے بعد باقی رہیں گے) صحابہ  
کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مبشرات کیا ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نیک، صالح) مسلم کا خواب، جو کہ نبوت کے اجزاء میں  
سے ایک جزو ہے (ترمذی، مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت تو مکمل و منقطع ہو گئی، لیکن مبشرات  
کی شکل میں نیک صالح اور اچھے مومنوں کے لئے نیک صالح اور اچھے خواب باقی ہیں۔

#### ﴿ گزشتہ صفحے کا لقیہ حاشیہ ﴾

الصالحه)، أى: الحسنة أو الصادقة، وهى ما فيه بشارة أو تنبيه عن غفلة وأمثال ذلك. قال الطيبى:  
ومعنى الصالحة الحسنة، ويحتمل أن تجرى على ظاهرها، وأن تجرى على الصادقة، والمراد بها  
صحتها، وتفسير رسول الله -صلى الله عليه وسلم- المبشرات على الأول ظاهر؛ لأن البشارة  
كل خير صادق يتغير به بشرة الوجه واستعمالها فى الخير أكثر، وعلى الثانى مؤول إما على  
التغليب، أو يحتمل على أصل اللغة (مراقبة، ج ۷ ص ۲۹۱۳، كتاب الرؤيا)  
۱ رقم الحديث ۲۲۷۲، واللفظ له، مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۸۲۳.  
قال الترمذى: وفى الباب عن أبى هريرة، وحذيفة بن أسيد، وابن عباس، وأم كرز هذا حديث  
صحيح غريب من هذا الوجه من حديث المختار بن فلفل.  
وفى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير  
المختار بن فلفل، فمن رجال مسلم.



## مؤمن صالح کا اچھا خواب نبوت کا چھیا لیسواں جزء ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَلرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ، مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ، جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبُوَّةِ (بخاری، رقم

الحدیث ۶۹۸۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک (صالح) آدمی کا اچھا خواب

نبوت کا چھیا لیسواں جزء و حصہ ہے (بخاری)

بعض احادیث میں مسلمان یا مومن کے خواب کو اور بعض میں نیک خواب کو، اور بعض میں نیک صالح مومن کے خواب کو نبوت کا مخصوص حصہ قرار دیا گیا ہے۔

اور مراد نیک صالح مومن کا اچھا خواب ہی ہے کہ نیک صالح مومن کے خواب ہی کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔

اور چھیا لیسواں جزء و حصہ ہونے کی تفصیل اسی فصل کے آخر میں آگے آتی ہے۔

## سب سے سچا خواب کس کا ہوتا ہے؟

بعض احادیث میں یہ وضاحت و صراحت بھی پائی جاتی ہے کہ سب سے سچا خواب اس مؤمن بندہ کا ہوتا ہے، جو بات کرنے میں سب سے سچا ہو۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَأَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُكُمْ حَدِيثًا (مسند احمد) ۱

۱ رقم الحدیث ۷۶۴۲، واللفظ لہ، و رقم الحدیث ۱۰۵۹۰، سنن دارمی، رقم الحدیث ۲۱۸۹

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

وفى حاشية سنن الدارمی: إسناده صحيح.

ترجمہ: اور تم میں زیادہ سچے خواب والا وہ شخص ہے، جو بات کے اعتبار سے زیادہ

سچا ہو (مسند احمد، دارمی)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنی بات میں سب سے سچا ہو، اس کا خواب بھی دوسروں کے مقابلے میں سب سے سچا اور اچھا ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں سحری کے وقت کے خواب کو زیادہ سچا خواب قرار دیا گیا ہے، جس سے بظاہر خواب دیکھنے والے کے بجائے، خواب دیکھے جانے والے وقت سے سچے خواب کا تعلق ہونا معلوم ہوتا ہے۔

مگر اس حدیث کی سند کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، اس لئے یہ حدیث سند کے لحاظ سے گزشتہ حدیث کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ ۱

یہی وجہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جلیل القدر تابعی حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ دن کا خواب رات کے خواب کی طرح ہوتا ہے۔ ۲

البتہ یہ بات ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ نیک صالح مومن کے تمام خوابوں کا سچا ہونا ضروری نہیں، بلکہ بعض خواب نفسانی یا شیطانی بھی ہو سکتے ہیں۔

جہاں تک فاسق یا کافر لوگوں کے خوابوں کا تعلق ہے، تو ان کے خوابوں کو یہ مقام حاصل نہیں، کیونکہ ان کے اکثر خواب نفسانی یا شیطانی ہوتے ہیں، البتہ کسی حکمت سے اللہ تعالیٰ ان کو سچا

۱۔ حدثنا سريج، حدثنا ابن وهب، عن عمرو بن الحارث، أن دراجا أبا السمح، حدثه، عن أبي الهيثم، عن أبي سعيد الخدري، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "أصدق الرؤيا بالأسحار (مسند احمد، رقم الحديث ۱۱۲۵۰)"

فی حاشیة مسند احمد: إسناده ضعيف لضعف دراج -وهو ابن سمان- فی روايته عن أبي الهيثم -وهو سليمان بن عمرو العتوري- وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين غير سريج -وهو ابن النعمان- فمن رجال البخاري. ابن وهب: هو عبد الله.

تنبيه: قد وقع في "أطراف المسند" أن شيخ أحمد في هذا الحديث هو هارون بدل سريج، وهو سبق قلم من الحفاظ رحمه الله، فالنسخ الخطية التي عندنا جميعها اتفقت على أنه سريج، وهو كذلك في الطبعة الميمنية.

۲۔ وقال ابن عون: عن ابن سيرين: رؤيا النهار مثل رؤيا الليل (بخاری، باب الرؤيا بالنهار)

خواب بھی دکھا سکتے ہیں، جس سے کسی فاسق یا کافر کا مقبول ہونا لازم نہیں آتا۔ اور رہا نبیوں کے خوابوں کا معاملہ، تو ان کے سب خواب سچے بلکہ وحی کے درجہ میں ہوتے ہیں، جس کی تفصیل پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔ ۱۔

## مؤمن کے خواب کا قربِ قیامت میں زیادہ سچا ہونا

بعض احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نیک صالح مؤمن کو قربِ قیامت میں سچے خواب زیادہ نظر آئیں گے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكُذِّ

۱۔ قوله الرؤيا الحسنة من الرجل الصالح هذا يقيد ما أطلق في غير هذه الرواية كقوله رؤيا المؤمن جزء ولم يقيدها بكونها حسنة ولا بأن رائيها صالح ووقع في حديث أبي سعيد الرؤيا الصالحة وهو تفسير المراد بالحسنة هنا قال المهلب المراد غالب رؤيا الصالحين وإلا فالصالح قد يرى الأضغاث ولكنه نادر لقلّة تمكن الشيطان منهم بخلاف عكسهم فإن الصدق فيها نادر لغلبة تسلط الشيطان عليهم قال فاناس على هذا ثلاث درجات الأنبياء ورؤياهم كلها صدق وقد يقع فيها ما يحتاج إلى تعبیر والصالحون والأغلب على رؤياهم الصدق وقد يقع فيها ما لا يحتاج إلى تعبیر ومن عداهم يقع في رؤياهم الصدق والأضغاث وهي على ثلاثة أقسام مستورون فالغالب استواء الحال في حقهم وفسقة والغالب على رؤياهم الأضغاث ويقل فيها الصدق وكفار ويندر في رؤياهم الصدق جدا ويشير إلى ذلك قوله صلى الله عليه وسلم وأصدقهم رؤيا أصدقهم حديثا أخرجه مسلم من حديث أبي هريرة وستأتي الإشارة إليه في باب القيد في المنام إن شاء الله تعالى وقد وقعت الرؤيا الصادقة من بعض الكفار كما في رؤيا صاحبى السجن مع يوسف عليه السلام ورؤيا ملكهما وغير ذلك وقال القاضى أبو بكر بن العربى رؤيا المؤمن الصالح هي التي تنسب إلى أجزاء النبوة ومعنى صلاحها استقامتها وانتظامها قال وعندى أن رؤيا الفاسق لا تعد في أجزاء النبوة وقيل تعد من أقصى الأجزاء وأما رؤيا الكافر فلا تعد أصلا وقال القرطبى المسلم الصادق الصالح هو الذى يناسب حاله حال الأنبياء فأكرم بنوع مما أكرم به الأنبياء وهو الاطلاع على الغيب وأما الكافر والفاسق والمخلط فلا ولو صدقت رؤياهم أحيانا فذاك كما قد يصدق الكذوب وليس كل من حدث عن غيب يكون خبره من أجزاء النبوة كالكاهن والمنجم وقوله من الرجل ذكر للغالب فلا مفهوم له فان المرأة الصالحة كذلك قاله بن عبد البر (فتح البارى لابن حجر، ج ۲ ص ۳۶۲، قوله باب رؤيا الصالحين)

تَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ (بخاری، رقم الحدیث ۷۰۱۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا زمانہ قریب ہوگا، تو

(نیک صالح) مؤمن کا خواب قریب ہے کہ جھوٹا نہ ہو (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ نیک صالح مؤمن کا خواب قیامت کے قریب زیادہ سچا ثابت ہوگا۔

ملفوظ رہے کہ حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے بھی مؤمن کے اچھے خواب کے نبوت کا چھیا لیسواں جزء ہونے کی احادیث مروی

ہیں۔ ۱

البتہ بعض احادیث میں مسلمان کے اچھے خواب کو نبوت کا ستر واں (۷۰) حصہ قرار دیا گیا

ہے۔ ۲

اور بعض روایات میں اس سے کم و بیش مقدار کو ذکر کیا گیا ہے۔ ۳

۱ عن عبادہ بن الصامت، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: رؤیا المؤمن جزء من

سنة وأربعین جزءاً من النبوة (بخاری، رقم الحدیث ۶۹۸۷)

عن أبی ہریرة رضی اللہ عنہ، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: رؤیا المؤمن

جزء من ستة وأربعین جزءاً من النبوة (بخاری، رقم الحدیث ۶۹۸۸)

عن أبی سعید الخدری: أنه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یقول: الرؤیا

الصالحة جزء من ستة وأربعین جزءاً من النبوة (بخاری، رقم الحدیث ۶۹۸۹)

۲ حدثنا عاصم بن کلیب، قال: حدثنی أبی، قال: سمعت أبا ہریرة، ذکر النبی

صلی اللہ علیہ وسلم "رؤیا الرجل المسلم جزء من سبعین جزءاً من النبوة (مسند

احمد، رقم الحدیث ۸۵۰۶)

فی حاشیة مسند احمد: إسنادہ قوی، عاصم بن کلیب من رجال مسلم.

۳ قوله جزء من ستة وأربعین جزءاً من النبوة کذا وقع فی اکثر الأحادیث ولمسلم من حدیث

أبی ہریرة جزء من خمسة وأربعین أخرجه من طریق أبوب عن محمد بن سیرین عنه وسائنی

للمصنف من طریق عوف عن محمد بلفظ ستة کالجادة ووقع عند مسلم ایضاً من حدیث بن عمر

جزء من سبعین جزءاً وكذا أخرجه بن أبی شیبة عن بن مسعود موقوفاً وأخرجه الطبرانی من وجه

آخر عنه مرفوعاً وله من وجه آخر عنه جزء من ستة وسبعین وسندھا ضعیف وأخرجه بن أبی شیبة

ایضاً من رواية حصین عن أبی صالح عن أبی ہریرة موقوفاً كذلك وأخرجه أحمد مرفوعاً لكن

أخرجه مسلم من رواية الأعمش عن أبی صالح کالجادة ولا بن ماجه مثل حدیث بن عمر مرفوعاً

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نبیوں کا خواب کیونکہ سچا اور وحی ہوتا ہے، اور نیک صالح مومن کے اکثر خواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصلت سے تعلق رکھنے کی وجہ سے سچے ہوتے ہیں، اور چھیا لیسواں یا اس سے کم و بیش حصہ ہونے کا یہ فرق مومن کے اپنے اپنے نیک عمل کے قوی یا کمزور ہونے کے لحاظ سے ہوتا ہے۔

جتنا کسی کا عمل نبی کی سیرت کے قریب ہوتا ہے، اتنا ہی اس کا خواب نبوت کے علم کا قریبی جز ہوتا ہے، مگر وہ پھر بھی نبوت کے علم سے چالیس درجوں سے زیادہ فاصلہ پر ہوتا ہے، کیونکہ بذاتِ خود کسی غیر نبی کے خواب سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا، بلکہ وہ نبی کے احکام

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

وسندہ لین و عند أحمد والبخاری عن ابن عباس بمثله وسندہ جيد وأخرج ابن عبد البر من طريق عبد العزيز بن المختار عن ثابت عن أنس مرفوعاً جزء من ستة وعشرين والمحفوظ من هذا الوجه كالجادة وسيأتي للبخاری قريبا ومثله لمسلم من رواية شعبة عن ثابت وأخرج أحمد وأبو يعلى والطبري في تهذيب الآثار من طريق الأعرج عن سليمان بن عريب بمهملة وزن عظيم عن أبي هريرة كالجادة قال سليمان فذكرته لابن عباس فقال جزء من خمسين فقلت له أني سمعت أبا هريرة فقال بن عباس فإني سمعت العباس بن عبد المطلب يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الرؤيا الصالحة من المؤمن جزء من خمسين جزءاً من النبوة.

ولترمذی والطبري من حديث أبي رزين العقيلي جزء من أربعين وأخرجه الترمذی من وجه آخر كالجادة.

وأخرجه الطبري من وجه آخر عن ابن عباس أربعين وللطبري من حديث عبادة جزء من أربعة وأربعين.

والمحفوظ عن عبادة كالجادة كما سيأتي بعد باب وأخرج الطبري وأحمد من حديث عبد الله بن عمرو بن العاص جزء من تسعة وأربعين.

وذكره القرطبي في المفهم بلفظ سبعة بتقديم السين فحصلنا من هذه الروايات على عشرة أوجه أقلها جزء من ستة وعشرين وأكثرها من ستة وسبعين وبين ذلك أربعين وأربعة وأربعين وخمسة وأربعين وستة وأربعين وسبعة وأربعين وتسعة وأربعين وخمسين وسبعين أصحابها مطلقاً الأول ويليهِ السبعين ووقع في شرح النووي وفي رواية عبادة أربعة وعشرين وفي رواية بن عمر ستة وعشرين وهاتان الروايتان لا أعرف من أخرجهما إلا أن بعضهم نسب رواية بن عمر هذه لتخريج الطبري ووقع في كلام بن أبي جمرة أنه ورد بالفاظ مختلفة فذكر بعض ما تقدم وزاد في رواية اثنين وسبعين وفي أخرى اثنين وأربعين وفي أخرى سبعة وعشرين وفي أخرى خمسة وعشرين فبلغت على هذا خمسة عشر لفظاً (فتح الباري لابن حجر، ج ۱۲ ص ۳۶۲، ۳۶۳، قوله باب رؤيا الصالحين)

وارشادات کے ماتحت ہوتا ہے۔ ۱

خلاصہ یہ کہ نیک صالح مؤمن کا اچھا اور سچا خواب اس کے لئے بشارت اور نبوت کا چھیلپیسواں یا اس سے کم و بیش حصہ ہوتا ہے۔

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

۱ قلت وتماہم ان یقول فی الثمانیة والسبعین بالنسبة لروایة السبعین ألقى فیہا الکسر وفی التسعة والثلاثین بالنسبة لروایة الأربعین جبر الکسر ولا تحتاج إلى العدد الأخير لما فیہ من ذکر النصف وما عدا ذلك من الأعداد قد أشار إلى أنه یعتبر بحسب ما یقدر من الخصال ثم قال وقد ظهر لی وجه آخر وهو أن النبوة معناها أن الله یطلع من یشاء من خلقه علی ما یشاء من أحكامه ووحیه إما بالمکالمة وإما بواسطة الملك وإما بإلقاء فی القلب بغير واسطة لكن هذا المعنى المسمى بالنبوة لا یخص الله به إلا من خصه بصفات کمال نوعه من المعارف والعلوم والفضائل والآداب مع تنزهه عن النقائص أطلق علی تلك الخصال نبوة کما فی حدیث التؤدة والاقتصاد أى تلك الخصال من خصال الأنبیاء والأنبیاء مع ذلك متفاضلون فیها کما قال تعالی ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض ومع ذلك فالصدق أعظم أو صافهم یقظة ومناما فمن تأسی بهم فی الصدق حصل من رؤیاه علی الصدق ثم لما كانوا فی مقاماتهم متفاوتین كان أتباعهم من الصالحین كذلك وكان أقل خصال الأنبیاء ما إذا اعتبر كان ستة وعشرين جزءا وأكثرها ما یبلغ سبعین و بین العددين مراتب مختلفة بحسب ما اختلفت ألفاظ الروایات وعلی هذا فمن كان من غیر الأنبیاء فی صلاحه وصدقہ علی رتبة تناسب حال نبی من الأنبیاء كانت رؤیاه جزءا من نبوة ذلك النبى ولما كانت کمالاتهم متفاوتة كانت نسبة أجزاء منامات الصادقین متفاوتة علی ما فصلناه قال وبهذا یندفع الاضطراب إن شاء الله وذكر الشیخ أبو محمد بن أبی جمرة وجه آخر ملخصه أن النبوة لها وجوه من الفوائد الدنیویة والأخرویة خصوصا وعموما منها ما یعلم ومنها ما لا یعلم وليس بین النبوة والرؤیا نسبة إلا فی كونها حقا فیکون مقام النبوة بالنسبة لمقام الرؤیا بحسب تلك الأعداد راجعة إلى درجات الأنبیاء فنسبتها من أعلاهم وهو من ضم له إلى النبوة الرسالة أكثر ما ورد من العدد ونسبتها إلى الأنبیاء غیر المرسلین أقل ما ورد من العدد وما بین ذلك ومن ثم أطلق فی الخبر النبوة ولم یقیدها بنبوة نبی بعینه ورأیت فی بعض الشروح أن معنی الحدیث أن للنمام شیها بما حصل للنبی وتمیز به عن غیره بجزء من ستة وأربعین جزءا فهذه عدة مناسبات لم أر من جمعها فی موضع واحد فله الحمد علی ما ألهم وعلم ولم أقف فی شیء من الأخبار علی كون الإلهام جزءا من أجزاء النبوة مع أنه من أنواع الوحی إلا أن بن أبی جمرة تعرض لشیء منه کما سأذکره فی باب من رأى النبى صلی الله علیه وسلم إن شاء الله تعالی (فتح الباری لابن حجر، ج ۲ ص ۳۶۸، قوله باب رؤیا الصالحین)

## (فصل نمبر ۴)

## خواب نظر آنے کے بعد مسنون اعمال

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے علاوہ دوسرے لوگوں کا خواب تین طرح کا ہو سکتا ہے، ایک رحمانی، دوسرا شیطانی، تیسرا انسانی۔ ان تینوں قسم کے خوابوں کے نظر آنے پر، احادیث میں قیمتی ہدایات اور مسنون اعمال کی تعلیم دی گئی ہے، جس کی تفصیل ذیل میں ذکر کی جاتی ہے۔

## برے خواب پر تھکانے، کروٹ بدلنے، تعوذ یا نماز کا حکم

حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلْمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ، وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ (بخاری، رقم الحدیث ۳۲۹۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک صالح خواب، اللہ کی جانب سے ہے، اور پریشان کن خواب شیطان کی طرف سے ہے، پس جو شخص خواب میں مکر وہ و ناپسندیدہ چیز دیکھے، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھکار دے (یعنی تھو تھو کر دے) اور شیطان سے تعوذ کرے (یعنی اعوذ باللہ پڑھے) تو یہ خواب اس کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا (بخاری)

اور حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الشَّيْءَ يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِذَا اسْتَيْقَظَ، وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا.

فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۶۰۵۹) ۱  
 ترجمہ: پس جب تم میں سے کوئی شخص (خواب میں) مکروہ و ناپسندیدہ (مثلاً  
 ڈراؤنی) چیز دیکھے، تو اسے چاہئے کہ جب وہ بیدار ہو تو اپنی بائیں طرف تین  
 مرتبہ تھکار دے (یعنی تھو تھو کر دے) اور اللہ کے ذریعہ اس کے شر سے پناہ طلب  
 کرے (یعنی اعوذ باللہ پڑھے) تو بلاشبہ وہ خواب ان شاء اللہ اس کو ہرگز کوئی  
 نقصان نہیں پہنچا سکے گا (ابن حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ برا مکروہ یا ناپسندیدہ خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اور ایسا  
 خواب نظر آنے کے بعد بیدار ہونے پر بائیں طرف تھکار دینا چاہئے، اور تین مرتبہ  
 تھکارے، تو بہتر ہے، اور اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے پناہ طلب کرنی چاہئے، مثلاً  
 ”اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم“ پڑھنی چاہئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ  
 بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ (مسلم،  
 رقم الحدیث ۲۲۶۲)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی مکروہ و ناپسندیدہ خواب دیکھے، تو اسے چاہئے کہ اپنی  
 بائیں طرف تین مرتبہ تھکار دے (یعنی تھو تھو کر دے) اور اللہ کے ذریعہ سے  
 شیطان سے تین مرتبہ پناہ چاہے (یعنی تین مرتبہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم  
 پڑھے) اور جس کروٹ پر پہلے تھا، اس کروٹ کو بدل دے (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برا، مکروہ و ناپسندیدہ خواب نظر آنے کے بعد بیدار ہونے پر  
 بائیں طرف تین مرتبہ تھکارنا اور تین مرتبہ اعوذ باللہ پڑھنا بہتر ہے، اور عذر نہ ہو، تو کروٹ

۱ فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحیح علی شرط الشیخین



بدل لینا بھی مناسب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ، فَلَا يَقْضِهِ عَلَى أَحَدٍ، وَلْيُقِّمِ يَصَلِّي (سنن ابن

ماجہ، رقم الحدیث ۳۹۰۶، مسند احمد، رقم الحدیث ۹۱۲۹) ۱

ترجمہ: اور اگر (خواب میں) کوئی مکروہ و ناپسندیدہ چیز دیکھے، تو اسے کسی کے

سامنے بیان نہ کرے، بلکہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے (ابن ماجہ، مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برا خواب نظر آنے کے بعد بیدار ہونے پر گزشتہ احادیث میں مذکور چیزوں کے ساتھ ساتھ دفع شر اور اللہ تعالیٰ سے حفاظت و پناہ طلب کرنے کے لئے اگر حسب توفیق نماز بھی پڑھے، تو اور زیادہ بہتر ہے۔

مذکورہ مسنون اعمال کو اختیار کرنے کی برکت سے بڑے سے بڑے اور مکروہ و ناپسندیدہ خواب سے ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی ضرر و نقصان نہیں پہنچے گا۔

پھر اگر بُرا مکروہ خواب نظر آنے کے فوراً بعد آنکھ کھل جائے، تو ان مذکورہ مسنون اعمال کو اسی وقت اختیار کرنا مناسب ہے، اور اگر تاخیر سے آنکھ کھلے، تو پھر آنکھ کھلنے پر ان مسنون اعمال کو اختیار کرنا چاہئے، کیونکہ بعض احادیث میں بیدار ہونے کے بعد ان اعمال کو اختیار کرنے کی وضاحت پائی جاتی ہے، اور اگر آنکھ کھلنے پر برا خواب یاد نہ آئے، بلکہ تاخیر سے یاد آئے، تو اسی وقت ان مسنون اعمال یا ان میں سے بعض اعمال (مثلاً اعوذ باللہ اور نماز پڑھنے) کو اختیار کرنا ان شاء اللہ تعالیٰ مفید ہو جائے گا۔

اور اگر مذکورہ مسنون اعمال میں سے بعض اعمال فی الحال اختیار کرے، اور بعض اعمال بعد میں اختیار کرے، تو اس کی بھی گنجائش پائی جاتی ہے۔

۱ فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، و هذا إسناد قوی، هوذة صدوق لا بأس به، و باقی رجال الإسناد ثقات من رجال الشیخین.

## برے خواب سے پیشگی حفاظت کی مسنون دعاء

بعض احادیث میں برے خواب سے پیشگی حفاظت کی دعاء کا بھی ذکر آیا ہے، کہ اگر کوئی سونے سے پہلے اس دعاء کو پڑھ لے، تو شیطانی یعنی مکروہ و ناپسندیدہ خوابوں سے حفاظت رہتی ہے۔

چنانچہ حضرت محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَكَاَ إِلَيْهِ أَهْوَائِلَ يَرَاهَا فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ: إِذَا أُوتِيَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يُحْضَرُونَ (عمل اليوم والليلة) ۱

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نیند میں پریشان کن چیزیں دیکھنے کی شکایت کی، تو نبی صلی اللہ علیہ

۱ ج ۱، ص ۶۷۱، باب ما يقول من ابتلى بالأهوال يراها في منامه.

فی حاشیة مسند احمد: وهو عند ابن السني (۷۵۵) من حديث خالد بن الوليد، رواه من طريق مسدد، عن سفيان بن عيينة، عن أيوب بن موسى، عن محمد بن يحيى بن حبان، أن خالد بن الوليد، وهذا منقطع أيضاً.

وهو في "الموطأ" ۲/۹۵۰ عن يحيى بن سعيد، أنه قال: بلغني أن خالد بن الوليد قال لرسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إني أروع في منامي... وآخر عند ابن السني (۷۴۷) عن محمد بن عبد الله بن غيلان، عن أبي هشام الرفاعي، عن وكيع بن الجراح، عن سفيان، عن محمد بن المنكدر، قال: جاء رجل إلى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فشكا إليه أهواويل يراها في المنام، فقال له النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:.. وأبو هشام الرفاعي - واسمه محمد بن يزيد بن محمد بن كثير بن رفاعة مختلف فيه، قال ابن معين والعجلي وسلمة بن قاسم: لا بأس به. وقال البرقاني: ثقة، أمرني الدارقطني أن أخرج حديثه في الصحيح، واحتج به مسلم، وضعفه البخاري وأبو حاتم والحكم أبو أحمد والنسائي، وباقي رجاله ثقات (حاشية مسند احمد، تحت رقم الحديث ۲۶۹۶)

وقال الالباني: وجملته القول: أن الحديث بهذا الشاهد حسن (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۶۴)

وسلم نے فرمایا کہ جب آپ اپنے بستر پر آئیں، تو یہ دعاء پڑھ لیا کریں کہ:  
 أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ  
 هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ (عمل اليوم والليلة)

## بُرا و مکروہ خواب دوسرے کو بتانے یا سنانے کی ممانعت

کئی احادیث میں بُرا، مکروہ و ناپسندیدہ خواب نظر آنے کے بعد دوسرے کو بتانے یا سنانے کی ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:  
 وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ،  
 وَلْيَتَفَلَّ ثَلَاثًا، وَلَا يَحْدِثْ بِهَا أَحَدًا، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ (بخاری، رقم  
 الحديث ۷۰۴۳)

ترجمہ: اور جب مکروہ و ناپسندیدہ خواب دیکھے، تو اللہ کے ذریعہ سے اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے پناہ مانگے (یعنی اعوذ باللہ پڑھے) اور تین مرتبہ (بائیں طرف) تھکا روئے، اور اس (مکروہ و ناپسندیدہ خواب) کو کسی کے سامنے بیان نہ کرے، پس (ایسا کرنے پر) وہ خواب اس کو ہرگز بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا (بخاری)

اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ، فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَسْتَعِذْ  
 مِنْ شَرِّهَا، وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ (بخاری، رقم الحديث ۷۰۴۵)

ترجمہ: اور جب اس (پسندیدہ خواب) کے علاوہ کوئی مکروہ اور ناپسندیدہ خواب دیکھے، تو وہ شیطان کی طرف سے ہے، پس اس کے شر سے پناہ مانگے (یعنی اعوذ باللہ پڑھے) اور کسی سے بھی اس کا ذکر نہ کرے، تو وہ خواب اس کو ہرگز بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا (بخاری)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّ عُنُقِي ضُرِبَتْ، فَسَقَطَ رَأْسِي، فَاتَّبَعْتُهُ، فَأَخَذْتُهُ فَأَعَدْتُهُ مَكَانَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ، فَلَا يُحَدِّثَنَّ بِهِ النَّاسَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۴۳۸۳) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے گزشتہ رات اس چیز میں کہ جس میں کہ سونے والا دیکھتا ہے (یعنی خواب میں) یہ دیکھا کہ گویا کہ میری گردن مار دی (یعنی کاٹ دی) گئی ہے، پھر میرا سر الگ ہو کر گر پڑا، پھر میں اس کی طرف گیا، اور پھر میں نے اسے لے کر اپنی جگہ واپس لگا دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ کھیل کرے (یعنی شیطانی خواب غم یا خوف دلانے والا نظر آئے) تو اس کو لوگوں سے ہرگز بیان نہ کرے (مسند احمد)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

إِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يُخْبِرُ أَحَدًا بِتَلْعَبِ الشَّيْطَانِ بِهِ فِي الْمَنَامِ (مسلم، رقم الحديث ۲۲۶۸ "۱۲")

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص پریشان گن خواب دیکھے، تو (یہ شیطان کا کھیل

۱ فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، و هذا إسناد قوی علی شرط مسلم.

ہے، اس لئے (شیطان کے نیند میں کھیلنے کی کسی کو خبر نہ کرے (مسلم)  
اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ:

لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا: قَالَ: الرَّؤْيَا الصَّالِحَةُ، يُبَشِّرُهَا  
الْمُؤْمِنُ، هِيَ جُزْءٌ مِّنْ تِسْعَةِ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النَّبُوَّةِ، فَمَنْ رَأَى  
ذَلِكَ فَلْيُخْبِرْ بِهَا، وَمَنْ رَأَى سِوَى ذَلِكَ، فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ  
لِيُحْزِنَهُ، فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَسْكُتْ، وَلَا يُخْبِرْ بِهَا أَحَدًا  
(مسند احمد، رقم الحديث ۷۰۴۴) ۱

ترجمہ: ان (نیک) لوگوں کے لئے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے، یعنی نیک  
صالح خواب ہیں، جن کے ذریعہ سے مومن کو خوشخبری دی جاتی ہے، اور نیک  
صالح خواب نبوت کا انچاسواں جزو ہے، پس جو شخص یہ (نیک صالح) خواب  
دیکھے، تو اسے چاہئے کہ (اپنے سے محبت کرنے والے شخص کو) اس کو بیان  
کردے، اور جو اس کے علاوہ (ناپسندیدہ) خواب دیکھے، تو وہ شیطان کی طرف  
سے ہے، تاکہ وہ (شیطان) اس کو غمگین کرے، پس (ایسی صورت میں) اپنی  
بائیں طرف تین مرتبہ تھنکار دے (یعنی تھو تھو کر دے) اور (اس خواب سے)  
خاموشی اختیار کرے، اور اس کی کسی کو خبر نہ کرے (مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بُرا، مکروہ و ناپسندیدہ یعنی غم یا خوف پیدا کرنے والا  
خواب نظر آئے، تو اسے نفس و شیطان کی طرف سے سمجھنا چاہئے، اور ایسا خواب کسی کے  
سامنے بیان نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ایسی حالت میں مسنون اعمال اختیار کرنے چاہئیں، مثلاً

۱ فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیرہ، ابن لہیعۃ - وإن کان فی حفظہ شیء - متابع، و باقی  
رجالہ ثقات رجال الصحیح، غیر دراج - وهو ابن سمعان أبو السمح -، وهو صدوق، روی له  
أصحاب السنن.

ایسے خواب کے نظر آنے پر تین مرتبہ بائیں طرف تھکا کر دینا چاہئے، اور اگر ہو سکے تو اٹھ کر وضو کر کے نماز پڑھ لینی چاہئے، یا ”عوذ باللہ من الشیطان الرجیم“ پڑھ لینی چاہئے، اور اس کے بعد سونے کی ضرورت ہو، تو کروٹ بدل کر سو جانا چاہئے، اور مذکورہ مسنون اعمال کی خاصیت و تاثیر یہ ہے کہ برے سے برے خواب کے ضرر و نقصان سے بھی حفاظت ہو جاتی ہے، اور ایسا خواب حکم الہی اس کو ہرگز کوئی ضرر و نقصان نہیں پہنچاتا۔ ۱

لیکن آج کل بُرا، مکروہ و ناپسندیدہ خواب نظر آنے کے بعد اس کو جگہ جگہ بیان کیا جاتا ہے، اور اس کی تعبیر معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اور ایسے خواب کی تعبیر حاصل کرنے کے لئے دُور دراز کا سفر کیا جاتا ہے، اور علماء و بزرگوں سے رابطہ کیا جاتا ہے، اور کم علم حضرات ایسے خوابوں کی بُری تعبیر دے کر دوسروں کو پریشان کرتے ہیں، اور بعض خواب کی تعبیر والی کتابوں میں بھی بُرے خوابوں کی تعبیرات درج ہوتی ہیں، مگر بُرا خواب نظر آنے کے بعد کے مسنون اعمال کو اختیار نہیں کیا جاتا، یہ طرز عمل درست نہیں، اور قابل اصلاح ہے۔ ۲

## اچھا و پسندیدہ خواب دوسرے کو بتانے یا سنانے کی اجازت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَإِنْ رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا تُعْجِبُهُ فَلْيَقْصِهَا، إِنْ شَاءَ (سنن ابن ماجہ) ۳

۱۔ وَاِذَا رَأَى الرَّؤْيَا الْقَبِيحَةَ فَلَا يَفْسِرْهَا وَلَا يَخْبِرْ بِهَا أَحَدًا فَعَدِمَ ذِكْرَهَا لِمَا فِيهِ مِنْ شَرِّهَا مِنْ أَسْبَابِ الْوَقَايَةِ مِنْ ضَرِّهَا كَمَا قَالَ (فَإِنِّهَا) أَى الرَّؤْيَا الْمَذْكُورَةَ (لَا تَضُرُّهُ) أَى لَا يَحْصُلُ لَهُ ضَرٌّ بِسَبَبِهَا فَالْإِسْنَادُ إِلَى السَّبَبِ (دَلِيلُ الْفَالِحِينَ، ج ۵، ص ۳۱۸، كِتَابُ اللَّيَاسِ، بَابُ الرَّؤْيَا)

۲۔ (فَلَا يَقْصِهَا) : بِتَشْدِيدِ الصَّادِ الْمَفْتُوحَةِ وَفِي نَسْخَةِ بَضْمِهَا، فَالْأَوَّلُ نَصُّ عَلَى أَنَّهُ نَهَى، وَالثَّانِي يَحْتَمِلُ النَّهْيَ وَالنَّفْيَ، لَكِنَّهُ بِمَعْنَى النَّهْيِ، أَى : لَا يَحْكِيهِ (عَلَى أَحَدٍ) ، يَسْتَوِي فِيهِ الْمَحَبُّ وَغَيْرُهُ (مِرْقَاةُ، كِتَابُ الرَّؤْيَا، الْفَصْلُ الْاَوَّلُ)

۳۔ رَقْمُ الْحَدِيثِ ۳۹۰۶، مَسْنَدُ أَحْمَدَ، رَقْمُ الْحَدِيثِ ۹۱۲۹، مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، رَقْمُ الْحَدِيثِ ۳۱۱۲۸.

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، وھذا إسناد قوی، ھو ذة صدوق لا بأس بہ، وباقی رجال الإسناد ثقات من رجال الشیخین.

ترجمہ: پس تم میں سے جو کوئی ایسا خواب دیکھے، جو اسے اچھا لگے، تو اسے چاہئے کہ اگر وہ چاہے، تو اسے (کسی خیر خواہ کے سامنے) بیان کر دے (ابن ماجہ، مسند احمد، ابن ابی شیبہ)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی اپنا دیکھا ہوا اچھا و پسندیدہ خواب دوسرے کو سنانا یا بتانا چاہے، تو جائز ہے، مگر ضروری یا واجب نہیں۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا، فَإِنَّهَا مِنَ اللَّهِ، فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا (بخاری، رقم الحدیث ۷۰۴۵)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے، جس کو وہ پسند کرتا ہے، تو وہ اللہ کی جانب سے ہے، اس پر اللہ کی حمد بیان کرے، اور اس کو (کسی محبت کرنے والے سے) بیان کر دے (بخاری)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَإِنْ رَأَى رُؤْيَا حَسَنَةً، فَلْيُبَشِّرْ وَلَا يُخْبِرْ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ (مسلم، رقم الحدیث ۲۲۶۱)

ترجمہ: اور اگر اچھا خواب دیکھے تو اس سے خوشخبری حاصل کرے، اور اپنے سے محبت رکھنے والے کو ہی اس کی خبر کرے (مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا تُعْجِبُهُ فَلْيَذْكُرْهَا وَلْيُفَسِّرْهَا. وَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا تَسْوُؤُهُ فَلَا يَذْكُرْهَا وَلَا يُفَسِّرْهَا (التمهید لابن

عبد البر، ج ۱، ص ۲۸۷، جزء یحییٰ بن معین، رقم الحدیث (۱۶۹) ل  
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایسا خواب  
دیکھے، جو اُسے پسند آئے، تو چاہئے کہ اُسے ذکر کر دے، اور اس کو بیان کر دے،  
اور جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے، جو اُسے بُرا لگے، تو نہ اُس کا ذکر کرے،  
اور نہ اُس کو (کسی کے سامنے) بیان کرے (ابن عبد البر، جزء یحییٰ بن معین)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مومن بندہ کے لئے اچھا، پسندیدہ اور خوش کرنے والا خواب  
اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے، جس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے، اور اللہ تعالیٰ سے خیر کی توقع  
و امید رکھنی چاہئے، اور اگر چاہے تو اسے کسی محبت و خیر خواہی رکھنے والے کے سامنے بیان  
کر دینا چاہئے، مگر ایسا کرنا ضروری نہیں، بلکہ اپنی چاہت پر موقوف ہے، اور نہ ہی بیان  
کرنے کا مقصد تعبیر حاصل کرنا ہے، کیونکہ خواب کی تعبیر معلوم کرنا ضروری نہیں، لیکن کسی  
بغض و عناد رکھنے والے یا ناواقف کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہئے۔ ۲

## اچھا و پسندیدہ خواب کیسے شخص کو بتانا یا سنانا مناسب ہے؟

احادیث و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھا خواب کسی کے سامنے بیان کرنے کا معاملہ

۱ قال الالبانی: قلت: وهذا إسناد صحيح، رجاله كلهم ثقات رجال مسلم (سلسلة الأحاديث  
الصحيحة، تحت رقم الحدیث ۱۳۴۰)

۲ (إذا رأى أحدكم الرؤيا) هي بمعنى الرؤيا لكنها خصت بما يرى في النوم دون اليقظة و فرق  
بينهما بحر في التأنيت كقربة و قربى كذا في الكشاف (الحسنة) وهي ما فيه بشارة أو نذارة أو تنبيه  
على تقصير أو غفول أو نحو ذلك (فليفسرها) أي فليقصها ندبا (وليخبر بها) و ادا أو عارفا كما  
يأتي في خبر ولا يستلزم أحد المعطوفين الآخر فقد يراد بالثاني الإخبار على وجه الحكاية عما يسر  
لا لطلب التفسير (وإذا رأى) أحدكم (الرؤيا القبيحة) ضد الحسنه (فلا يفسرها) أي لا يقصها على  
أحد لفسرها له (ولا يخبر بها) أحدا فيكره ذلك بل يستعيد بالله من شرها و شر الشيطان و يتفل  
عن يساره ثلاثا و يتحول لجنبه الآخر (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحدیث ۶۱۸)  
(فلا يفسرها) أي لا يبينها لأحد (ولا يخبر بها) أحدا بل يستعيد بالله من شرها و شر الشيطان و يتفل  
عن يساره ثلاثا و يتحول لجنبه الآخر (التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوي، ج ۱، ص ۹۷، حرف  
الهمزة)



انتہائی نازک ہے کہ خواب بیان کرنے سے پہلے معلق رہتا ہے، اور بیان کرنے کے بعد وہ واقع ہو جاتا ہے، اور اسی وجہ سے خواب کو ہر ایک کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اگر بیان کرے تو کسی معتبر عالم دین یا ہمدرد و خیر خواہ شخص کے سامنے ہی بیان کرے، تاکہ وہ بری اور غلط تعبیر دینے اور نکالنے سے پرہیز کرے، اور اچھی تعبیر بیان کرے، اور اسی وجہ سے تعبیر دینے والے کے لئے بھی حکم ہے کہ وہ خواب کی اچھی تعبیر بیان کرے، اور بری تعبیر سے پرہیز کرے۔

اگر کوئی دوسرے کے سامنے اپنا خواب بیان نہ کرے، تو خود اپنے لئے حکم یہ ہے کہ اچھے خواب پر اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھے، اور برے خواب پر اعوذ باللہ پڑھے، اور اس کو جھڑک دے، اور اس خواب کی برائی بلکہ خود اس خواب کے تصور کو ذہن سے نکال دے۔ ۱

حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے خواب میں گیارہ ستاروں اور چاند، سورج کو اپنے لئے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تھا، اس خواب کو سن کر ان کے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ:

يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا (سورة

یوسف، رقم الآیة ۵)

۱۔ قد یحتمل أن تكون الرؤيا قبل أن تعبر معلقة في الهواء غير ساقطة، وغير عاملة شيئا حتى تعبر، فإذا عبرت عملت حينئذ وذكرها، بأنها على رجل طائر أي أنها غير مستقرة، ومثل ذلك قول الرجل: أنا على جناح طير إذا كان في سفر أي أنني غير مستقر حتى أخرج من سفرى فأستقر في مقامى. فقال هذا القائل: فقد عبر أبو بكر في حديث الظلة تلك الرؤيا المذكورة فيها، فقال له النبي عليه السلام: "أصببت بعضا، وأخطأت بعضا" فكان معقولا أن ما كان من ذلك خطأ غير عامل فيما عبر من تلك الرؤيا ما عبره منها عليه. فكان جوابنا له في ذلك أن العبارة إنما يكون عملها في الرؤيا إذا عبرت بها إنما تكون تعمل إذا كانت العبارة صوابا، أو كانت الرؤيا تحتل وجهين اثنين، واحد منهما أولى بها من الآخر فتكون معلقة على العبارة التي تردها إلى أحدهما حتى تعبر عليه، وترد إليه فتسقط بذلك وتكون تلك العبارة هي عبارتها وينتفى عنها الوجه الآخر الذى قد كان محتملا لها، والله نسأله التوفيق (شرح مشكل الآثار للطحاوى، باب بيان مشكل ما روى عنه عليه السلام من قوله: "الرؤيا على رجل طائر ما لم تعبر فإذا عبرت سقطت)

ترجمہ: اے میرے بیٹے! اپنا خواب اپنے بھائیوں کے سامنے بیان مت کرنا، ورنہ وہ آپ کے لیے کوئی چال چلیں گے (سورہ یوسف)  
جس سے معلوم ہوا کہ اپنا اچھا خواب ایسے شخص یا اشخاص کو نہیں سنانا چاہئے، جن سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، مثلاً یہ کہ وہ حاسد ہوں۔

حضرت ابوزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ  
وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النَّبُوءَةِ وَهِيَ عَلَى رَجُلٍ طَائِرٍ مَا لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا  
فَإِذَا حَدَّثَ بِهَا وَقَعَتْ (سنن الترمذی) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا خواب نبوت (کے علم) کا چھالیسواں حصہ ہوتا ہے، اور جب تک وہ کسی سے بیان نہ کرے، تو وہ پرندے کے پاؤں پر (معلق اور لٹکا ہوا) ہوتا ہے، پھر جب وہ (کسی کے سامنے) اس خواب کو بیان کر دیتا ہے، تو وہ واقع ہو جاتا ہے (ترمذی، حاکم)

حضرت ابوزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرُّؤْيَا عَلَى رَجُلٍ طَائِرٍ، مَا لَمْ  
تُعْبَرْ فَإِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَلَا تَقْصُصْهَا إِلَّا عَلَى وَادٍ،  
أَوْ ذِي رَأْيٍ (سنن ابی داؤد) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب کی جب تک تعبیر نہ دی جائے

۱ رقم الحدیث ۲۲۷۹، واللفظ له، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۸۱۷۵.

قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح وأبو زین العقیلی اسمه: لقیط بن عامر "وروی حماد بن سلمة، عن یعلی بن عطاء، فقال: عن وکیع بن حدس، وقال شعبة، وأبو عوانة، وهشیم: عن یعلی بن عطاء، عن وکیع بن حدس، وهذا أصح.

وقال الحاکم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم یخرجاه بالزیادة.

وقال الذهبی فی التلخیص: صحيح.

۲ رقم الحدیث ۵۰۲۰، واللفظ له، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۴۶۴.

اس وقت تک وہ پرندے کے پاؤں پر (معلق اور لٹکا) ہوتا ہے، پھر جب اس کی تعبیر لے لی جاتی ہے، تو وہ واقع ہو جاتا ہے، اور (راوی) کہتے ہیں کہ میرے گمان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ آپ اس خواب کو صرف محبت رکھنے والے یا صاحب علم کے سامنے ہی بیان کرو (ابوداؤد، طبرانی) اور ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَأَحْسَبُهُ قَالَ: وَلَا يُحَدِّثُ بِهَا إِلَّا لَبِيْبًا أَوْ حَبِيْبًا (سنن الترمذی) ۱

ترجمہ: میرے گمان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اس خواب کو صرف سمجھدار اور مخلص دوست سے ہی بیان کرے (ترمذی، مسند احمد) اس سے معلوم ہوا کہ اچھا خواب ہر ایک کے سامنے بیان نہیں کر چاہئے، بلکہ صرف خیر خواہ یا سمجھدار و صاحب علم کے سامنے ہی بیان کرنا چاہئے۔

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَإِن رَأَى رُؤْيَا حَسَنَةً، فَلْيُبَشِّرْ وَلَا يُخْبِرْ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ (مسلم، رقم

الحدیث ۲۲۶۱)

ترجمہ: اور اگر اچھا خواب دیکھے تو اس سے خوشخبری حاصل کرے، اور (اگر چاہے تو) اپنے سے محبت رکھنے والے کو ہی اس کی خبر کرے (مسلم)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرُّؤْيَا تَقَعُ عَلَى مَا تُعْبَرُ،

وَمَثَلُ ذَلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ رَفَعَ رَجُلَهُ فَهُوَ يَنْتَظِرُ مَتَى يَضَعُهَا، فَإِذَا رَأَى

أَحَدَكُمْ رُؤْيَا فَلَا يُحَدِّثُ بِهَا إِلَّا نَاصِحًا أَوْ عَالِمًا (مسند ابن ماجہ، رقم

۱ رقم الحدیث ۲۲۷۸، واللفظ له، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۶۱۹۷.

۲ رقم الحدیث ۸۱۷۷.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب کی جیسی تعبیر لی جائے، اس کے مطابق واقع ہو جاتا ہے، اور اس خواب کی مثال، اس آدمی کی طرح ہے، جو اپنا پاؤں اٹھاتا ہے، پھر وہ انتظار کرتا ہے کہ اس کو کب رکھے گا (یعنی خواب تعبیر لینے تک معلق ہوتا ہے) پس جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے، تو اس کو صرف اپنے خیر خواہ (یعنی ہمدرد) یا عالم سے ہی بیان کرے (حاکم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لَا تَقْصُوا الرُّؤْيَا إِلَّا عَلَىٰ عَالِمٍ أَوْ نَاصِحٍ (سنن دارمی) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے کہ تم خواب کو صرف عالم یا خیر خواہ (و ہمدرد) کے سامنے ہی بیان کرو (داری، طبرانی)

اس سے معلوم ہوا کہ اچھا خواب تعبیر لینے تک معلق رہتا ہے، اور جیسی تعبیر لی جائے، اس کے مطابق واقع ہو جاتا ہے، لہذا اچھے خواب کو ہر کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ہمدرد و خیر خواہ یا کسی معتبر صاحب علم کے سامنے ہی بیان کرنا چاہئے، کیونکہ دشمن یا جاہل عناد و حسد اور دشمنی یا جہالت کی وجہ سے غلط تعبیر نکالتا ہے، جس سے اچھا خواب ضائع ہو جاتا ہے، اور فائدہ کے بجائے اُلٹا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ۲

۱ رقم الحدیث ۲۱۹۳، واللفظ لہ، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۷۲۷۵، المعجم الصغير للطبرانی، رقم الحدیث ۹۰۳، تاریخ اصباحان، ج ۲ ص ۲۱۱.

۲ (عن أبي رزين العقيلي): بالتصغير واسمه لقيط بن عامر بن صبرة، وهو صحابي مشهور قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم: رؤيا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة، وهي) أى: رؤيا المؤمن أو الرؤيا مطلقا، وهو الأظهر وقد ورد به بعض الأثر (على رجل طائر): هذا مثل فى عدم تقرر الشيء، أى: لا تستقر الرؤيا قرارا كالشيء المعلق على رجل طائر، ذكره ابن الملك، فالمعنى: أنها كالشيء المعلق برجل الطائر لا استقرار لها (ما لم يحدث) أى: ما لم يتكلم المؤمن أو الرائي (بها)، أى: بتلك الرؤيا أو تعبيرا (فإذا حدث بها وقعت) أى: تلك الرؤيا على الرائي معنى: يلحقه حكمها، هذا وفى النهاية كل حركة من كلمة أو جار مجراها، فهو

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## خواب سننے والے کو اچھی تعبیر نکالنے کا حکم

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی مؤمن کا خواب سُنے تو سُننے والے کو چاہئے کہ اس کی اچھی تعبیر نکالے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

طائر مجازاً اراد علی رجل قدر جار وقضاء ماض من خیر أو شر، ومعناه: لا یستقر تأویلها حتی تعبر؛ یرید أنها سریعة السقوط إذا عبرت، كما أن الطیر لا یستقر فی أكثر أحواله، فكیف ما یكون علی رجله. وقال الطیبی: التركیب من باب التشبیه التمثیلی، شبه الرؤیا بالطیر السریع طیرانه، وقد علق علی رجله شیء یسقط بآدنی حركة فینبغی أن یتوهم للمشبه حالات متعددة مناسبة لهذه الحالات، وهی أن الرؤیا مستقرة علی ما یسوقه التقدير إلیه من التعبیر، فإذا كانت فی حکم الواقع قیض، وألهم من یتكلمم بتأویلها علی ما قدر فیقع سریعا، وإن لم یکن فی حکمه لم یقدر لها من یتعبرها.

(وأحسبه): بكسر السین وفتحها أى: أظنه -صلی اللہ علیہ وسلم- (قال: لا تحدث): بصیغة نهی المخاطب كأنه خطاب للراوی أو لمطلق الرائی، أى: لا تخبر برؤیاك (إلا حبیباً) أى: محبا لا یعبر لك إلا بما یسرک (أو لبیباً) أو للتنویع، أى: عاقلاً، فإنه إما أن یعبر بالمحوب أو یسکت عن المكروه، ولذا قیل: عدو عاقل خیر من صديق جاهل، أو المراد باللبیب العالم فیوافق الروایة الآتیة، أو ذی رأى وسیأتی معناه. (رواه الترمذی): وفی الجامع الصغیر: رؤیا المؤمن جزء من ستة وأربعین جزءاً من النبوة. رواه أحمد والشیخان عن انس، وكذا هم، وأبو داود والترمذی عن عبادة بن الصامت، وكذا أحمد والشیخان وابن ماجه عن أبی هريرة، وأما حدیث أبی رزین، فقد رواه الترمذی عنه بلفظ: رؤیا المؤمن جزء من ستة وأربعین جزءاً من النبوة، وهی علی رجل طائر ما لم یحدث بها، فإذا تحدث بها سقطت، ولا تحدث بها إلا لبیباً أو حبیباً.

(وفی روایة أبی داود)، أى: عن أبی رزین، وكذا فی روایة لابن ماجه عنه علی ما فی الجامع الصغیر بدون قوله: وأحسبه قال: (قال: الرؤیا علی رجل طائر ما لم تعبر)، علی بناء المجهول وبتخفیف الباء فی أكثر الروایات أى: ما لم تفسر (فإذا عبرت وقعت وأحسبه) أى: النبی -صلی اللہ علیہ وسلم- (قال: ولا تقصها): بفتح الصاد المشددة وجوز ضمها، والأول أفصح، والثانی یجوز أن یراد به النهی أو النفی معناه النهی للمبالغة، وأما قول الصرفیین یجب الفتح فی نحو: ردھا؛ لأن الهاء -لخفاتها كالعدم، وكان الألف واقعة بعد الدال، فإنما هو بخصوص الأمر، فإنه صیغة غیر مشتركة بخلاف نحو لا تردھا ولا تردھ فتدبر، وخذ ما صفا ودع ما تكدر، والمعنى: لا تعرض رؤیاك (إلا علی واد): بتشدید الدال أى: محب؛ لأنه لا یستقبلک فی تفسیرها إلا بما تحب.

قال النووی: یشبه أنه یراد به أنه إذا أخبر بها من لا یحبه ربما حملة البغض والحسد علی تفسیرها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: رَأَيْتُ كَأَنَّ عُنُقِي ضُرِبَتْ، قَالَ: لِمَ يُحَدِّثُ أَحَدُكُمْ بِلَعِبِ الشَّيْطَانِ؟ (مسند احمد) ۱

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے عرض کیا کہ میں نے (خواب میں) یہ دیکھا ہے کہ گویا کہ میری گردن مار دی (یعنی کاٹ دی) گئی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شیطان کے کھیلنے کی کسی کو خبر کیوں دیتا ہے؟ (مسند احمد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈراؤنے خواب کو شیطانی خواب قرار دیا، اور اس کی کوئی تعبیر نہیں دی، اس سے معلوم ہوا کہ اس طرح کے مکروہ و ناپسندیدہ یا ڈراؤنے اور شیطانی خواب کی کسی کو خبر نہیں کرنی چاہئے، جیسا کہ پہلے کئی احادیث میں اس کی ممانعت گزری، اور اگر مکروہ و ناپسندیدہ خواب کی دوسرے کو خبر کر دی جائے، تو سننے والے کو اس کی تعبیر نہیں دینی

#### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

بمکروہ فیقع علی تلک الصفة، فإن الرؤیا علی رجل طائر ومعناه: أنها إذا كانت تحتل وجهین، ففسرت بأحدهما وقعت علی تلک الصفة، وقد یكون ظاهر الرؤیا مکروها، وتفسیرها محبوب وعکسه، وهذا أمر معروف لأهله. قلت: وبمکن أن یقال: المراد بتخصیص الرائی أنه إذا أخبر البغیض له أو الحسود علیه بما یدل علی رفعة شأنه، وعظمة جاهه، وكثرة ماله، ومذلة أعدائه، ومعززة أجبانه ربما یجتهد فی دفعه أولاً، وبمکر فی خفض دفعه ثانيا بتعبیر یجر إلى تغییر أو تعبیر، ویؤید ما ذکرنا قوله تعالی حکایة عن یعقوب وصیة لیوسف علیهما السلام " (لا تقصص رؤیاک علی إخوانک فیکیدوا لک کیدا) (یوسف: 5) " (أو ذی رأى) أى: عاقل أو عالم. قال الزجاج: معناه ذو علم بعبارة الرؤیا، فإنه یخبرک بحقیقة تفسیرها، أو بأقرب ما یعلم منه لا أن تعبیره ینزلها عما جعلها الله علیه. قال التوربشتی: فإن قیل: کیف له التخییر فیما یعبر به علی ما ورد به الحدیث -ولا یقصها إلا علی واد، أى: ذی رأى -والأقضية لا ترد بالتوقی عن الأسباب، ولا تختلف أحكامها باختلاف الدواعی، قلنا: هو مثل السعادة والشقاوة والسلامة والآفة المقضی بكل واحد منها لصاحبها، ومع ذلك فقد أمر العبد بالتعرض للمحمود منها، والحذر عن المکروه منها (مرقاة المفاتیح، ج ۷ ص ۲۹۲، ۲۹۳، کتاب الرؤیا، الفصل الثانی)

۱ رقم الحدیث ۱۳۲۹۳.

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح علی شرط مسلم.

چاہئے، بلکہ اس کو شیطانی خواب قرار دینا چاہئے، اور دیگر احادیث کے پیش نظر ایسے خواب پر اعوذ باللہ وغیرہ پڑھنے کا حکم دینا چاہئے، اور ایسے خواب سے ضرر و نقصان نہ ہونے پر خواب دیکھنے والے کو مطمئن رہنے کا حکم لگانا چاہئے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

وَمِنْهَا رُؤْيَا مِنَ اللَّهِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الشَّيْءَ يُعْجِبُهُ فَلْيَعْرِضْهُ عَلَى ذِي رَأْيٍ نَاصِحٍ، فَلْيَتَأَوَّلْ خَيْرًا وَلْيَقُلْ خَيْرًا، فَإِنَّ رُؤْيَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبُوَّةِ (السنن الكبرى للنسائي) ۱

ترجمہ: اور ان میں سے ایک خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، پس جب تم میں سے کوئی (خواب میں) ایسی چیز دیکھے، جو اس کو اچھی لگے، تو اس کو چاہئے کہ وہ اُس خواب کو خیر خواہ شخص کے سامنے ذکر کر دے، پھر دوسرے کو چاہئے کہ وہ خیر کی تعبیر دے، اور خیر والی بات کہے (شر والی تعبیر نہ دے، اور شر والی بات نہ کہے) کیونکہ نیک صالح بندے کا خواب نبوت کا چھالیسواں حصہ ہوتا ہے (نسائی)

اس سے معلوم ہوا کہ اچھا خواب جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، کسی خیر خواہ ہمدرد کے سامنے پیش کرنا درست ہے، پھر خواب سننے والے کو اس خواب کی اچھی تاویل کرنی چاہئے، اور اچھی تعبیر دینی چاہئے، اور خیر کی بات کہنی چاہئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِذَا عَبَرْتُمْ لِلْمُسْلِمِ الرُّؤْيَا فَاعْبُرُوهَا عَلَى الْخَيْرِ، فَإِنَّ الرُّؤْيَا تَكُونُ عَلَى مَا يُعْبَرُهَا صَاحِبُهَا (سنن دارمی، رقم الحدیث ۲۲۰۹) ۲

۱ رقم الحدیث ۱۰۶۷۹، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی، رقم الحدیث ۹۰۹۔

۲ قال ابن حجر: سندہ حسن (فتح الباری، ج ۲ ص ۴۳۲، قوله باب من لم یر الرؤیا لأول عابر إذا لم یصب)

ترجمہ: جب تم کسی مسلمان کے خواب کی تعبیر دو، تو اس کی خیر والی (اور اچھی) تعبیر دو، کیونکہ خواب اس کے مطابق (واقع) ہوتا ہے، جیسی اس خواب دیکھنے والے کو تعبیر دی جائے (داری)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کے خواب کی اچھی تعبیر دینی چاہئے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب کی تعبیر اور اس کا نتیجہ اخذ کرنے سے پہلے وہ معلق رہتا ہے، اور تعبیر حاصل کرنے کے بعد وہ اس کے مطابق واقع ہو جاتا ہے۔ تو اسی سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اصل اعتبار پہلی تعبیر کا ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں بھی اس مضمون کا ذکر آیا ہے۔ ۱

خلاصہ یہ کہ جب کوئی مسلمان خواب سنائے، تو اگر وہ بُرا و ناپسندیدہ خواب ہو تو اس کی تعبیر نہیں دینی چاہئے، اور اس کو شیطانی و نفسانی خواب بتلا کر اعوذ باللہ اور نماز وغیرہ پڑھنے کا حکم دینا چاہئے، اور اگر اچھا خواب ہو تو اس کی بہتر تعبیر دینی چاہئے، جس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ آج کل جو بہت سے لوگ خواب کو بلا جھجک ہر کس و ناکس کے سامنے بیان کر دیتے ہیں، یا مختلف لوگوں کے سامنے بیان کرتے رہتے ہیں، اور بہت سے لوگ خواب کی بُری تعبیر نکالتے ہیں، یا کتابوں میں بُری تعبیرات درج کر دیتے ہیں، یہ طرزِ عمل درست نہیں ہے۔ ۲

۱ عن یزید الرقاشی، عن أنس بن مالک، قال: قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم: اعتبروها بأسمائها، وكنوها بكنائها، والرؤيا لأول عابر (سنن ابن ماجه، رقم

الحدیث ۳۹۱۵، واللفظ له، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۳۱۱۳۵)

قال ابن حجر: وهو حدیث ضعیف فیہ یزید الرقاشی ولكن له شاهد (فتح الباری، ج ۱۲ ص ۴۳۲، قوله باب من لم ير الرؤيا لأول عابر إذا لم یصب)

۲ (إن الرؤيا تقع على ما تعبر) بالتحديد أى تفسر قال فى الصحاح: عبر الرؤيا فسرها وعبرها أيضا تعبيراً (ومثل ذلك مثل رجل رفع رجله فهو ينتظر متى يضعها) فإذا رأى أحدكم رؤيا فلا يحدث بها إلا ناصحاً أو عالماً أى بتأويلها وسيجيء توجهه <تنبیه> قال ابن عربى: لله تعالى ملك موكل بالرؤيا يسمى الروح وهو دون السماء الدنيا ويبده صورة الأجساد التى يدرك النائم فيها نفسه وغيره وصور ما يحدث من تلك الصور من الأكوان فإذا نام الإنسان أو كان صاحب

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



اور قرآن و سنت کی پاکیزہ تعلیمات و ہدایات سے اس کی تائید نہیں ہوتی، بلکہ اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے۔

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

غیبیہ و فناء أو قوۃ إدراک لا تحجبہ المحسوسات فی یقظتہ عز إدراک ما بید هذا الملك من الصور فیدرک ما یدرکہ النائم لأن اللطیفۃ الإنسانیة تنتقل بقواها من حضرة المحسوس إلى حضرة الخیال المتصل بها الذى محلہ مقدم الدماغ فیفیض علیہا ذلك الروح الموکل بالصور من الخیال المنفصل عن الإذن الإلهی ما یشاء الحق أن یریه لهذا النائم ومن ذکر معہ من المعانی متجسدة فی الصور التی بید هذا الملك فمنها ما یتعلن بالله وما یوصف به من الأسماء فیدرک الحق فی صورة أو القرآن أو العلم أو الرسول الذى هو على شرعہ فیما یحدث للرأى ثلاث مراتب أو إحداها (أحدھا) أن یکون الصورة المدرکة راجعة للمرئى بالنظر إلى منزلة ما من منزله أو صفاته الراجعة إليه فتلك رؤیا الأمر على ما هو علیه بما یرجع إليه (الثانیة) أن تكون الصورة المرئیة راجعة لحال الرائی فی نفسه (الثالثة) أن تكون راجعة إلى الحق المشروع والناموس الموضوع أى ناموس كان فی تلك البقعة التی رأى تلك الصورة فیها فی ولاية أمر ذلك الإقليم القائمین بناموسه وما ثم رتبة رابعة فالأولى حسیة كاملة لا تتصف بقبح ولا نقص والأخیران قد تظهر الصورة فیها بحسب الأحوال من حسن وقبح ونقص وكمال فإن كان من تلك الصورة خطاب فهو بحسب ما یکون الخطاب وبقدر ما یفهم منه فی رؤیاه ولا یعول على التعبير فی ذلك بعد الرجوع إلى الحس إلا إن كان عالما بالتعبیر أو یسأل عالما به وینظر حركة الرائی مع تلك الصورة من أدب واحترام وغير ذلك فإن حاله بحسب ما یدر عنہ من معاملته لتلك الصورة فإنها صورة حق بكل وجه وقد یشاهد الروح الذى بیده الصورة وقد لا وما عدا هذه الصورة فلیست إلا من الشیطان إن كان فیہ تحزین أو مما یحدث به المرء نفسه فی یقظتہ فلا یعول علیہا مع ذلك إذا عبرت كان لها حکم ولا بد یحدث لها ذلك من قوة التعبير لا من نفسها وذلك أن الذى یعبرها ولا یعبرها حتى یصورها فی خیاله من المتکلم فقد انتقلت تلك الصورة عن المحل التی كانت فیہ حدیث نفس أو تحزین شیطان إلى حال العابر لها وما هی له حدیث نفس فیتحکم على صورة محققة ارتسمت فی ذاته فیظهر لها حکم أحدثه حصول تلك الصورة فی نفس العابر كما جاء فی نفس قصة یوسف علیه السلام مع الرجلین وکانا کذبا فلما تخیلا ذلك وقصاه على یوسف علیه السلام حصل فی خیاله صورة من ذلك ولم یکن یوسف حدث بذلك نفسه وصارت حقا فی حقه فکأنه هو الرائی لتلك الرؤیة لذلك الرجل وقاما له مقام الملك الذى بیده صورة الرؤیا فلما عبرها لهما قال ما رأینا شیئا فقال "قضى الأمر" فخرج الأمر فی الحس كما عبر (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث ۲۰۰۱)

## (فصل نمبر ۵)

## جھوٹا خواب بیان کرنے کی ممانعت و قباحت

صحیح احادیث میں جھوٹا خواب بیان کرنے کی سخت ممانعت و قباحت آئی ہے، اس لئے احادیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی بھی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

## جھوٹا خواب بیان کرنا بدترین افتراء پردازی ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفِرْيِ أَنْ يُرَى عَيْنِيهِ فِي الْمَنَامِ مَا لَمْ تَرَيَا (مسند احمد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدترین افتراء پردازی (اور الزام

تراشی) یہ ہے کہ انسان اپنی آنکھوں کو خواب میں وہ چیز دکھائے (یعنی دوسرے

کے سامنے بیان کرے) جو اس کی آنکھوں نے نہ دیکھی ہو (مسند احمد، بخاری)

مطلب یہ ہے کہ کسی کے سامنے ایسا خواب یا خواب کا ایسا پہلو بیان کرنا جو اس نے نہ دیکھا

ہو، یہ بدترین افتراء پردازی، الزام تراشی اور جھوٹ ہے۔ ۲

۱ رقم الحدیث ۵۷۱۱، واللفظ له، بخاری، رقم الحدیث ۷۰۴۳۔

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط البخاری، رجاله ثقات رجال الشيخين. غير عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار، فمن رجال البخاری،

۲ (وعن ابن عمر -رضی اللہ تعالیٰ عنہ - أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال: من أفرى الفرى): بكسر الفاء جمع فرية وهي الكذبة، وأفرى أفعال منه للتفضيل أى: أكذب الكذبات

(أن يرى): بضم ياء وكسر راء (الرجل عينيه ما لم تريا) أى: شيئاً لم تر عيناه فى النهاية أى يقول: رأيت فى النوم كذا، ولم يكن رأى شيئاً؛ لأنه كذب على الله، فإنه هو الذى يرسل ملك الرؤيا

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت واہلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرْيِ أَنْ يَدْعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ يُرَى عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ، أَوْ يَقُولَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ (بخاری، رقم الحديث ۳۵۰۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑی افتراء پردازی (اور سب سے بڑا جھوٹ) یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ (کسی اور) کی طرف دعویٰ (و نسبت) کرے (یعنی اپنے نسب میں غلط بیانی سے کام لے) یا اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے (یعنی جھوٹا خواب بیان کرے) جو اس نے نہیں دیکھی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بات کی نسبت کرے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی (بخاری)

اور حضرت واہلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَعْظَمَ الْفِرْيِ ثَلَاثَةٌ: أَنْ يَفْتَرِيَ الرَّجُلُ عَلَى عَيْنَيْهِ، يَقُولُ: رَأَيْتُ وَلَمْ يَرَ، وَأَنْ يَفْتَرِيَ عَلَى وَالِدَيْهِ، فَيَدْعِي إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ يَقُولَ: سَمِعَنِي وَلَمْ

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

يسريه المنام، قال الطيبى: المراد بإبراء الرجل عينيه وصفهما بما ليس فيهما ونسبة الكذبات إلى الكذب للمبالغة نحو قولهم: ليل أليل وجد جده قال السيوطي: الفرية الكذبة العظيمة، وجعل كذب المنام أعظم من كذب اليقظة؛ لأنه كذب على الله وادعى جزءاً من أجزاء النبوة كذباً. (رواه البخاري): وفي الجامع: (إن من أعظم الفري أن يدعى الرجل لغير أبيه، أو يرى عينيه ما لم تريا، أو يقول على رسول الله ما لم يقل). "رواه البخاري عن واہلہ، وروى أحمد عن ابن عمر بلفظ: "إن من أفرى الفري أن يرى الرجل عينيه في المنام ما لم تريا (مرقاة المفاتيح، ج ۷ ص ۲۹۳۳، كتاب الرؤيا)

(وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - أفرى الفري) بكسر الفاء وتخفيف الراء مقصوداً جمع فرية (أن يرى الرجل عينيه ما لم تريا) أى: بأن يستند إليهما رؤيا ما لم تريا (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج ۸ ص ۳۷۵، باب فى تحريم الكذب)

يَسْمَعُ مِنِّْي (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۰۰۸) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ سب سے بڑی افتراء پردازی (اور الزام تراشی) تین ہیں، ایک یہ کہ آدمی اپنی آنکھوں پر جھوٹ باندھے یعنی یہ کہے کہ میں نے (خواب میں یہ) دیکھا ہے، حالانکہ اس نے نہیں دیکھا، دوسرے یہ کہ اپنے والدین پر جھوٹ باندھے، پس اپنے والد کے علاوہ (کسی اور) کی طرف دعویٰ (و نسبت) کرے، تیسرے یہ کہے کہ اس نے میرے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے (بلا واسطہ یا بالواسطہ) یہ بات سنی ہے، حالانکہ اس نے مجھ سے (بلا واسطہ یا بالواسطہ) یہ بات نہیں سنی (مسند احمد)

اس حدیث کا مضمون بھی اس سے پچھلی حدیث کے مطابق ہے، جس سے جھوٹا خواب بیان کرنے کا بدترین افتراء پردازی والا گناہ ہونا معلوم ہوا۔ ۲

## جھوٹا خواب بیان کرنے والے کو آخرت میں عذاب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُفِّفَ

۱ فی حاشیة مسند احمد: إنسانہ صحیح علی شرط مسلم، رجالہ ثقات رجال الشیخین غیر معاویة بن صالح: وهو الحضرمی، فمن رجال مسلم، وأخرج له البخاری فی "القراءة خلف الإمام"، وأصحاب السنن.

۲ (إن من أعظم القرى) بوزن الشری أى أكذب الكذبات الشنيعة إذ الفرية الكذبة العظيمة وجمعه فری كمریة ومری مقصور وممدود (أن یرى) بضم التحتية أوله فكسر من الإراءة (الرجل عینیه) بالثنية منصوب بالياء مفعول (فی المنام ما لم یریا) أى یدعی أن عینیه رأتا فی النوم شیئا ما رأته فیقول رأیت فی منامی کذا وهو یکذب لأن ما یراه النائم إنما یراه بإراءة الملك والكذب علیه کذب علی الله وذكر العین وإن كانت رؤیاه بنفسه لا بجارحة لأنه إنما یرى فی النوم ما تخيله بالجارحة یقظة ویسمع بجارحة الأذن وغير ذلك من الجوارح لكونها هی الطرق المألوفة فی القیظة فی ایصال المحسوس إلى النفس وإلا فالعین لا ترى فی النوم بل النفس هی الباصرة السامعة (فیض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۲۴۷۸)

أَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ، وَلَنْ يَفْعَلَ (بخاری، رقم الحدیث ۷۰۴۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے (کسی کے سامنے) ایسا خواب بیان کیا کہ جو اس نے نہیں دیکھا، تو اُس کو (قیامت کے دن) جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانے کا مکلف کیا جائے گا، اور وہ ہرگز (ان کے درمیان) گرہ نہیں لگا سکے گا (بخاری)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَحَلَّمَ حُلْمًا كَاذِبًا، كَلَّفَ أَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ، وَيُعَذَّبُ عَلَى ذَلِكَ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۹۱۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جھوٹا خواب بیان کیا، تو اس کو (قیامت کے دن) جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانے کا مکلف کیا جائے گا، اور اس پر اس کو عذاب دیا جائے گا (ابن ماجہ)

جو کا دانہ گندم کے دانے کی طرح کا ہوتا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانا ممکن نہیں، لہذا جو شخص کسی کے سامنے جھوٹا خواب بیان کرے، اس کو اس جھوٹ کی وجہ سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانے کا مکلف کیا جائے گا، اور وہ اس کام کو نہیں کر سکے گا، لہذا اس کو مسلسل عذاب میں مبتلا رکھا جائے گا۔ اللہ حفاظت فرمائے۔ ۱۔

۱۔ (من تحلم) بالتشديد أى تكلف الحلم بأن زعم أنه حلم حلما أى رأى رؤيا فى حال كونه (كاذبا) فى دعواه أنه رأى ذلك فى منامه (كلف) بضم الكاف وشد اللام المكسورة (يوم القيامة أن يعقد بين شعيرتين) بكسر العين تشبیه شعيرة (ولن) يقدر أن يعقد بينهما لأن اتصال أحدهما بالأخرى غير ممكن عادة فهو يعذب حتى يفعل ذلك ولا يمكنه فعله فكانه يقول يكلف ما لا يستطيعه فيعذب عليه فهو كناية عن تعذيبه على الدوام ولا دلالة فيه على جواز التكليف بما لا يطاق

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## جھوٹا خواب بیان کرنے پر سخت عذاب کی وجہ

جھوٹے خواب کے بیان کرنے پر اتنی سخت وعید اور عذاب کی وجہ یہ ہے کہ اچھے خواب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اور نبوت کے علم کی جانب کی گئی ہے، اور جھوٹے خواب میں عام طور پر انسان کوئی اچھی چیز گھڑ کر بیان کرتا ہے، اس طرح سے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی نسبت کرتا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ یا اس کے رسول کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا بدترین افتراء پر دازی اور بدترین جھوٹ ہے۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

لأنه ليس في دار التكليف ووجه اختصاص الشعير بذلك دون غيره لما في المنام من الشعور وبما دل عليه فحصلت المناسبة بينهما من جهة الاشتقاق وإنما شدد الوعيد على ذلك مع أن الكذب في اليقظة قد يكون أشد مفسدة منه إذ يكون شهادة في قتل أو حد لأن الكذب في النوم كذب على الله تعالى لأن الرؤيا جزء من النبوة وما كان من أجزائها فهو منه تعالى والكذب على الخالق أقبح منه على المخلوق (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۸۵۷۷)

(وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - قال: من تحلم) بفتح التاء والمهملة وتشديد اللام أى: تكلف الحلم أى: كذب بما لم يره فى منامه كما علق به قوله: (بحلم لم يره) والحلم بضم المهملة، والمراد به هنا مطلق ما يرى مناماً، خيراً كان أو شراً، وإن كان قد يخص الأخير، كما تقدم فى حديث: "الرؤيا من الله والحلم من الشيطان" (كلف) بصيغة المجهول (أن يعقد بين شعيرتين ولن يفعل) عند أحمد: "من تحلم كاذباً دفع إليه شعيرة حتى يعقد بين طرفيها وليس بعاقده وعنده عذب حتى يعقد بين شعيرتين وليس عاقداً". قال الحافظ: وذلك ليطول عذابه فى النار؛ لأن عقده بين طرفي الشعيرة غير ممكن؛ قال الحافظ فى الفتح: الحق أن التكليف ليس هو المصطلح عليه فى الدنيا، وإنما هو كناية عن التعذيب اهـ. قال الطبرى: إنما أسند الوعيد فيه، مع أن الكذب فى اليقظة، قد يكون أشد مفسدة منه، كشهادة الزور فى قتل مسلم، أو أخذ ماله لأن الكذب فى المنام كذب على الله؛ وذلك لحديث "الرؤيا جزء من النبوة" وما كان من أجزاء النبوة فمن الله (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج ۸ ص ۳۷۳، ۳۷۴، باب فى تحريم الكذب)

۱ وفى النهاية: إن قيل: إن كذب الكاذب فى منامه لا يزيد على كذبه فى يقظته، فلم زادت عقوبته ووعيده؟ قيل: قد صح الخبر أن الرؤيا الصادقة جزء من النبوة، والنبوة لا تكون إلا وحياء، والكاذب فى رؤيا يدعى أن الله تعالى أراه ما لم يره، وأعطاه جزءاً من النبوة لم يعطه إياه، والكاذب على الله تعالى أعظم فرية ممن كذب على الخلق أو على نفسه.

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

خلاصہ یہ کہ کسی کے سامنے جھوٹا خواب بیان کرنا، یا خواب میں ایسی چیز شامل کر کے بیان کرنا کہ جو اس نے نہ دیکھی ہو، یہ بدترین افتراء پردازی، الزام تراشی، جھوٹ اور سخت عذاب کا باعث ہے۔

آج کل بعض لوگ دوسروں کے دلوں میں اپنی عقیدت پیدا کرنے کے لئے، یا دوسروں سے کوئی دوسرا مالی یا جانی مفاد حاصل کرنے کے لئے کوئی جھوٹا خواب بیان کر دیتے ہیں، مثلاً کوئی رشتہ دوسرے سے قبول کرانے یا رد کرنے کے لئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ انہوں نے استخارہ کرنے کے بعد خواب میں اس طرح دیکھا ہے، حالانکہ انہوں نے خواب میں اس طرح کی چیز نہیں دیکھی ہوتی، یا مثلاً اس طرح کا جھوٹا خواب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، یا فلاں صحابی یا فلاں بزرگ کی زیارت کی ہے۔

یہ اور اس طرح کی دوسری شکلوں میں جھوٹا خواب بیان کرنا سخت گناہ اور آخرت میں شدید عذاب کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ اس گناہ اور اس کے وبال سے محفوظ رکھے۔ آمین

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قال الطیبی: فیہ أن ہذہ الرؤیا مخصوصة بما یتعلق بالإخبار عن الغیوب، وأمور الدین. قلت: لم یشرح شیء من الرؤیا عن أمور الغیب، فلیس فیہ ما یتوہم من الغیب. قال المظہر: إن ہذا التغلیظ فی شأن من یقول: إن اللہ تعالیٰ جعلنی نبیا وأخبرنی بأن فلانا مغفور أو ملعون، أو بكذا وكذا، أو أمرنی النبی -صلى الله عليه وسلم- بكذا وكذا، ولم یکن قدرأى ذلك، وأما من یقول: أمرنی اللہ بالطاعة واجتناب المعصیة، أو بوعظ الناس والبر إلیہم، وإن كان کاذبا فی رؤیاء إلا أن عذابه لم یکن مثل عذاب الآخر. قلت: لأن الآخر جمع بین کذبین، مع أن الكذب یتفاوت فی الیقظة أیضا، فالأحسن حمل الحدیث علی عمومہ، كما هو ظاهر اللفظ: والعذاب علی وفق الكذب، وتفاوت مراتبہ. نعم تخصیص الرؤیا إما لأنه مرکب من الكذب، أو لأنه من أشد أنواع الكذب لكونه افتراء علی اللہ، وادعاء للغیب واللہ أعلم. ویؤیدہ ما روى أحمد عن ابن عمر مرفوعا: " إن من أعظم الفری أن یری الرجل عینہ ما لم ترہ (مرقاة المفاتیح، ج ۷ ص ۲۸۵۳، باب التصاویر)

## (فصل نمبر ۶)

## خواب میں زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم

صحیح احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کا ذکر ملتا ہے، لیکن بہت سے لوگ اس مسئلہ سے ناواقفیت یا غلط فہمیوں کی وجہ سے مختلف قسم کی بے اعتدالیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اس لئے صحیح احادیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی بھی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

## نبی ﷺ کی مماثلت پر شیطان قادر نہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي (بخاری، رقم الحديث ۶۹۹۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا (نہ کہ کسی اور کو) کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي (مسلم، رقم الحديث ۲۲۶۶ "۱۰")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری مماثلت (ومشابهت) اختیار نہیں کر سکتا (مسلم)



اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى

فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس

نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری مماثلت (ومشاہت) اختیار نہیں

کر سکتا (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی انہی الفاظ میں حدیث

مروی ہے۔ ۱

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ، فَقَدْ

رَأَى، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ بِمَثَلِي (مسند احمد) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا،

تو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان کے لئے یہ بات ممکن نہیں کہ وہ میرے

ساتھ مماثلت (ومشاہت) اختیار کرے (مسند احمد)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱ قال الترمذی: وفي الباب عن أبي هريرة، وأبي قتادة، وابن عباس، وأبي سعيد، وجابر، وأنس،  
وأبي مالك الأشجعي، عن أبيه، وأبي بكرة، وأبي جحيفة: هذا حديث حسن صحيح.

۲ عن أبي سعيد، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: من رأى في المنام، فقد  
رأى، فإن الشيطان لا يتمثل بمثلي (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۹۰۳)

۳ عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من رأى في المنام، فقد  
رأى، فإن الشيطان لا يتمثل بي (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۹۰۵)

رقم الحديث ۳۵۵۹.

فی حاشیہ مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير أبي  
الأحوص - وهو عوف بن مالك بن نضلة الأشجعي - فمن رجال مسلم.

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَأَى فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَأَى، إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَمَثَّلَ فِي صُورَتِي (مسلم، رقم الحديث ۲۲۶۸"۱۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان کے لئے یہ بات ممکن نہیں کہ وہ میری صورت کے مثل صورت اختیار کرے (مسلم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَأَى فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَأَى، فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَشَبَّهَ بِي (مسلم، رقم الحديث ۲۲۶۸"۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان کے لئے یہ بات ممکن نہیں کہ وہ میرے ساتھ مشابہت اختیار کرے (مسلم)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ:

مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِي (بخاری، رقم الحديث ۶۹۹۷)

ترجمہ: جس نے مجھے (خواب میں) دیکھا، تو اس نے حق (سوچ کو) دیکھا (یعنی مجھے ہی دیکھا) کیونکہ شیطان میرے مثل نہیں بن سکتا (بخاری)

اور حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ، فَكَأَنَّمَا رَأَى فِي الْيَقَظَةِ، إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَمَثَّلَ بِي (سنن

ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۹۰۴

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا، تو گویا کہ اس نے مجھے بیداری کی حالت میں دیکھا (یعنی اس نے مجھے ہی دیکھا، کسی اور کو نہیں دیکھا) کیونکہ شیطان کو اس بات کی طاقت نہیں کہ وہ میری مماثلت (ومشابهت) اختیار کرے (ابن ماجہ)

اور حضرت ابوما لک اشجعی اپنے والد حضرت طارق بن اشیم اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى

(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۸۸۰) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا (مسند احمد)

اور حضرت ابوققادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَاءَى بِي (بخاری، رقم الحدیث ۲۹۹۵)

ترجمہ: اور شیطان اپنے آپ کو مجھ جیسا (بن کر) نہیں دکھا سکتا (بخاری)

حضرت یزید فارسی جو کہ تابعی ہیں، ان سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ زَمَنَ ابْنِ عَبَّاسٍ،

قَالَ: وَكَانَ يَزِيدُ يَكْتُبُ الْمَصَاحِفَ، قَالَ: فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا

يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَشَبَّهُ بِي، فَمَنْ رَأَى فِي النَّوْمِ، فَقَدْ رَأَى، فَهَلْ تَسْتَطِيعُ

۱ فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح.

أَنْ تَنْعَتَ لَنَا هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي رَأَيْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، رَأَيْتُ رَجُلًا  
بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، جِسْمُهُ وَلَحْمُهُ، أَسْمَرُ إِلَى الْبَيَاضِ، حَسَنُ  
الْمُضْحَكِ، أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ، جَمِيلُ ذَوَائِرِ الْوَجْهِ، قَدْ مَلَأَتْ لِحْيَتُهُ،  
مِنْ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ، حَتَّى كَادَتْ تَمَلُّأُ نَحْرَهُ، قَالَ: عَوَفٌ لَا أَدْرِي مَا  
كَانَ مَعَ هَذَا مِنَ النَّعْتِ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ رَأَيْتَهُ فِي الْيَقَظَةِ مَا  
اسْتَطَعْتَ أَنْ تَنْعَتَهُ فَوْقَ هَذَا (مسند احمد) ۱

ترجمہ: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، اور یزید (فارسی) اس وقت قرآن مجید کی کتابت کیا  
کرتے تھے (یزید فارسی کہتے ہیں کہ) میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ  
سے عرض کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، تو حضرت  
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا  
کرتے تھے کہ شیطان کو میری مشابہت اختیار کرنے کی قدرت نہیں، پس جس  
نے مجھے خواب میں دیکھا، اُس نے مجھے ہی دیکھا، پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ  
عنہ نے فرمایا کہ آپ اُس شخصیت کا حلیہ بیان کر سکتے ہو، جنہیں تم نے خواب میں  
دیکھا؟ یزید فارسی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ بے شک! میں نے ایک شخص کو دو  
آدمیوں کے درمیان دیکھا، جس کا جسم اور گوشت سفیدی کی طرف مائل تھا، ہنس  
کھ چہرہ تھا، سرمئی آنکھیں تھی، خوبصورت گول چہرہ تھا، ان کی ڈاڑھی نے دونوں

۱ رقم الحدیث ۳۴۱۰، المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، باب ما اعطى الله تعالى محمد  
ﷺ، الشرائع المحمدية للترمذی، رقم الحدیث ۴۱۲.

قال الهیثمی: رواه احمد ورجاله رجال ثقات (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۷۲، تحت رقم الحدیث  
۱۴۰۱۹، باب صفته صلی اللہ علیہ وسلم)

وقال الالبانی: أخرجه أحمد ۱/۳۶۱ والترمذی فی "الشمائل ۳۴۷" مختصر الشمائل "بقلمی،  
وإسناده جيد فی المتابعات (سلسلة الأحادیث الصحيحة وشیء من فقہها و فوائدھا)

رخساروں کو اور ٹھوڑی کو بھر رکھا تھا، یہاں تک کہ قریب تھا کہ ڈاڑھی آپ کے سینے کو بھرے ہوئے ہو، حضرت عوف (راوی) کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ اس کے ساتھ اور کون سی صفت بیان کی، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ اس حلیہ کو جاگنے کی حالت میں دیکھتے تو اس سے زیادہ حلیہ مبارک کا نقشہ نہیں بیان کر سکتے تھے (مسند احمد، ابن ابی شیبہ)

اور حضرت عاصم بن کلیب سے روایت ہے کہ:

حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى إِنْ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيُ قَالَ أَبِي: فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَقُلْتُ: قَدْ رَأَيْتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَشَبَّهْتُهُ بِهِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّهُ كَانَ يُشَبَّهُهُ (مستدرک حاکم) ۱

ترجمہ: مجھ سے میرے والد (حضرت کلیب) نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری مماثلت (ومشابهت) اختیار نہیں کر سکتا، میرے والد کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کی، اور میں نے کہا کہ میں نے (خواب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، پھر میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا، اور (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا) اُن کے مشابہ ہونا (اور خواب میں ان کی طرح دیکھنا) بیان کیا، تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت حسن بن علی

۱ رقم الحدیث ۸۱۸۶، واللفظ له، مسند اسحاق بن راہویہ، رقم الحدیث ۲۶۱۔  
قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه بهذا السیاقه.  
وقال الذہبی فی التلخیص: صحیح.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے (حاکم، مسند اسحاق)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کی صورت میں آپ کو دیکھنے کی فضیلت اور شیطان کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت اختیار نہ کر سکنے کا ذکر اتنی کثرت کے ساتھ احادیث میں ہے کہ جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ وہ تو اتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ ۱۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے، تو خواب میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے ہیں، آپ کے علاوہ کوئی اور شخصیت نہیں ہوتی، کیونکہ شیطان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت و مماثلت اختیار کر کے خواب میں کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔

لہذا جب کسی کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئیں، تو اسے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں آ کر شیطان نے دھوکہ دیا اور تلبیس کی ہے۔ ۲۔

## نبی ﷺ کی خواب میں زیارت کا حکم کب ہوگا؟

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا حکم لگانے کے لئے کیا یہ ضروری ہے کہ خواب میں نظر آنے والا منظر اور صورت و شکل اسی حلیہ و صورت و شکل کے مطابق ہو، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معروف حلیہ مبارکہ احادیث و روایات سے معلوم ہوتا

۱۔ (من رأی فی المنام فقد رأی) وفی رواية فقد رأى الحق فإن الشيطان لا يتمثل بی، -أوردہ فیہا فی کتاب الأدب أيضاً من حدیث أنس وأبی مسعود وأبی قتادة وأبی هريرة وجابر وابن مسعود وابن عباس وأبی جحيفة وأبی مالک الأشجعی وأبی سعید وابن عمرو وأبی بكرة ومالك بن عبد الله الخثعمی وطارق بن أشجع الأشجعی أربعة عشر نفساً.

(قلت) ورد أيضاً من حدیث البراء وعمران بن حصین وابن عمر وحذيفة وصرح المناوی أيضاً بتواتره (نظم المتناثر من الحدیث المتواتر للکفانی، تحت رقم الحدیث ۲۷۵، ج ۱، ص ۲۱۸)

۲۔ مطابقہ للترجمة من حيث إنه يوضحها أن رؤية النبي في المنام صحيحة لا تنكر وليست بأضغاث أحلام ولا من تشبيهات الشيطان يؤيده قوله فقد رأى الحق أى: الرؤيا الصحيحة (عمدة القارى شرح صحيح البخارى، باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام)

ہے (خواہ وہ حلیہ آپ کی جوانی مبارک کا ہو، یا اس کے بعد کا یا وفات کے وقت کا) یا کسی دوسری شکل میں نظر آنے کی صورت میں بھی یہی حکم ہوگا؟ تو اس سلسلہ میں اہل علم حضرات کا اختلاف ہے۔

امام ابن سیرین اور بعض دیگر اہل علم حضرات فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کا حکم جس میں شیطان کی تلپیس نہیں ہو سکتی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف صورت اور حلیہ مبارک کے ساتھ خاص ہے، کسی اور شکل و حلیہ میں (جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف شکل و حلیہ سے مختلف ہو) نظر آنے کی صورت میں شیطان کی تلپیس کا امکان موجود ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا رَأَتْ فِي صُورَتِهِ (بخاری، رقم الحدیث ۶۹۹۳)

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا حکم اس وقت ہے) جبکہ نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کو آپ کی صورت میں دیکھے (بخاری)

ان اہل علم حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھنے کی صورت میں اس کے حقیقت کے مطابق ہونے کی دلیل بیان کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ شیطان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و مشابہت اختیار کرنے کی قدرت نہیں۔

اور یہ نہیں فرمایا کہ اس کو میرے علاوہ کسی اور کی صورت و مشابہت اختیار کرنے کی قدرت نہیں، نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والے سے حلیہ معلوم کر کے اس کی تصدیق فرمائی، جس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ و صورت اختیار کرنے کی تو قدرت نہیں، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ و صورت کے علاوہ کسی دوسری صورت و حلیہ کو اختیار کرنے کی قدرت حاصل ہے۔ ۱۔

۱۔ اور بعض حضرات نے دیگر انبیائے کرام اور ملائکہ کی صورت و مشابہت کے بھی شیطان کے اختیار میں نہ ہونے کا حکم لگایا ہے۔

پس ان حضرات کا کہنا ہے کہ یہ بات ممکن ہے کہ کسی کے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور شکل میں آ کر شیطان سونے والے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے دھوکہ دہی میں مبتلا کرے، جیسا کہ جاگنے کی حالت میں جھوٹے نبوت کے دعویدار اپنے آپ کو نبی ظاہر کرتے ہیں۔

اس لئے جب تک خواب میں نظر آنے والی صورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف شکل و صورت اور حلیہ مبارک کے مطابق نہ ہو، اس وقت تک یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے، بلکہ اس میں شیطان کی تلبیس اور خیالات کی ملاوٹ ممکن ہے۔

۱۔ ذہب محمد بن سیرین والامام البخاری والقاضی عیاض وجماعة من العلماء ان هذا الحديث محله اذا رأى احد النبي صلى الله عليه وسلم في المنام بصورته وحليته المعروفة، ومعنى الحديث ان من رأى النبي صلى الله عليه وسلم بصفته المعروفة فان رؤياه صحيحة لا اثر للشيطان فيها (تكملة فتح الملهم، ج ۴ ص ۴۵۱، كتاب الرؤيا، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من رأى في المنام فقد رآني)

معنى الحديث: "من رأى على صورتي التي خلقت عليها، فقد رآني، إذ لا يتمثل الشيطان بي"، إذ لم يقل: من رأى أنه رآني، فقد رآني، وإنما قال: من رأى فقد رآني. وأنى لهذا الرائي الذي رأى أنه رآه على صورته أنه رآه عليها وإن ظن أنه رآه؟ ما لم يعلم أن تلك الصورة صورته بعينها، هذا ما لا طريق لأحد إلى معرفته.

فهذا ما نقل ابن رشد، وحاصله يرجع إلى أن المرئي قد يكون غير النبي صلى الله عليه وسلم، وإن اعتقد الرائي أنه هو.

والتأويل الثاني: يقوله علماء التعبير: إن الشيطان قد يأتي النائم في صورة ما من معارف الرائي وغيرهم، فيشير له إلى رجل ويقول: هذا فلان النبي، أو هذا الملك الفلاني، أو من أشبه هؤلاء ممن لا يتمثل الشيطان به، فيوقع اللبس على الرائي بذلك، وله علامة عندهم. وإذا كان كذلك أمكن أن يكلمه ذلك المشار إليه بالأمر والنهي غير الموافقين للشرع، فيظن الرائي أنه من قبل النبي صلى الله عليه وسلم، ولا يكون كذلك، فلا يوثق بما يقول له أو يأمر أو ينهى.

وما أحرى هذا الضرب أن يكون الأمر أو النهي فيه مخالفاً، كما أن الأول حقيق بأن يكون فيه موافقاً، وعند ذلك لا يبقى في المسألة إشكال. نعم لا يحكم بمجرد الرؤيا حتى يعرضها على العلم؛ لإمكان اختلاط أحد القسمين بالآخر. وعلى الجملة فلا يستدل بالرؤيا في الأحكام إلا ضعيف المنة، نعم يأتي العلماء بالمرائي تأنيساً وبشارة وندارة خاصة، بحيث لا يقطعون بمقتضاها

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



جبکہ امام نووی رحمہ اللہ اور دیگر بعض اہل علم حضرات نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حکما، ولا ینون علیہا أصلاً، وهو الاعتدال فی أخذہا، حسبما فہم من الشرع فیہا، واللہ أعلم (الاخصاص، للشاطبی، الباب الرابع فی ماخذ اهل البدع فی الاستدلال، فصل وأضعف هؤلاء احتجاجا: قوم استندوا فی أخذ الأعمال إلی المنامات)

ثم اختلفوا فقال جماعة ان محمل هذه الاحاديث ان يراه في صورته الخاصة وحليته المخصوصة التي كانت له صلى الله عليه وسلم ثم ان بعضا من هذه الجماعة وسعوا الامر وقالوا يراه بصورة وشكل كان صلى الله عليه وسلم عليه في وقت مامن مدة عمره سواء كان في الشباب او الكهولة وفي آخر عمره.

وبعضهم ضيقوا رحمة الله الواسعة وقالوا اريد ان يراه على صورة كان في آخر عمره عليها التي قبض عليها حتى اعتبروا عدد الشعرات البيض التي كانت في لحيته ورأسه صلى الله عليه وسلم التي لم تبلغ عشرين شعرة وعن حماد بن زيد قال كان محمد يعني ابن سيرين اذا قص عليه رجل انه رأى النبي صلى الله عليه وسلم قال صف لي الذي رائية فان وصف له صفة لا يعرفها قال لم تره وسنده صحيح ، وقد اخرج الحاكم من طريق عاصم بن كليب حدثني ابي قال قلت لابن عباس رايت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام قال صفه لي ، قال فذكرت الحسن بن علي رضي الله عنهما فشبته به قال قد رايتہ وسندہ جيد.

ولكن يعارضه ماخرجه ابن ابي عاصم من وجه آخر عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من راني في المنام فقد راني فاني ارى في كل صوره ، في سنده ابن التوامه وهو ضعيف لا اختلاطه ، وهو من روايته من سماع منه بعد الاختلاط (التعليق الصحيح على مشكاة المصابيح، ج ۵ ص ۷۴، ۷۵، كتاب الرؤيا، مطبوعه: المكتبة العثمانية، لاهور، باكستان)

قوله "فان الشيطان لا يتمثل في صورتى" "أى لا يتصور بصورتى واختلف في معنى الصورة فليل أى فى صفتى وهو صفة الهداية وقيل هى على حقيقته وهى التخطيط المعلوم المشاهد له صلى الله عليه وسلم وهذا ظاهر وعن هذا وضعوه لرؤيته صلى الله عليه وسلم ميزانا وقالوا رؤيته صلى الله عليه وسلم هى أن يراه الرائي بصورة شبيهة لصورته الثابتة حليتها بالنقل الصحيح حتى لو رآه فى صورة مخالفة لصورته التي كان عليها فى الحس لم يكن رآه صلى الله عليه وسلم مثل أن يراه طويلا أو قصيرا جدا أو يراه أشعر أو شيخا أو شديد السمرة ونحو ذلك .

ويقال خص الله تعالى النبي صلى الله عليه وسلم بأن رؤية الناس إياه صحيحة وكلها صدق ومنع الشيطان أن يتصور فى خلقته لئلا يكذب على لسانه فى النوم كما حرق الله تعالى العادة للأنبياء عليهم الصلاة والسلام بالمعجزة وكما استحال أن يتصور الشيطان فى صورته فى اليقظة .

وقال محى السنة رؤيا النبي صلى الله عليه وسلم فى المنام حق ولا يتمثل الشيطان به، وكذلك جميع الأنبياء والملائكة عليهم الصلاة والسلام ولا يتمثل بهم (عمدة القارى شرح صحيح البخارى، ج ۲ ص ۱۵۵، ۱۵۶، باب إثم من كذب على النبي صلى الله عليه وسلم)

میں دیکھنے کا حکم لگانے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ خواب میں نظر آنے والا منظر اور صورت و شکل اسی حلیہ و صورت و شکل کے مطابق ہو، جو حلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، بلکہ اگر کسی اور حلیہ میں بھی نظر آئیں، اور خواب والے کا دل اس بات کی گواہی دے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے، تو تب بھی یہ خواب میں نظر آنے والی ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شمار ہوگی، اور شیطانی تصرفات سے پاک ہوگی۔

البتہ اتنا فریق ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معروف و مشہور حلیہ میں نظر آئیں، تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں کامل و حقیقی رویت کہلائے گی، اور کسی تعبیر و تاویل کی ضرورت نہ ہوگی، اور اگر اپنے معروف حلیہ کے علاوہ کسی اور حلیہ میں نظر آئیں تو اس کا درجہ پہلی قسم کے خواب سے کم تر ہوگا، جس کی تعبیر و تاویل کی ضرورت ہوگی، اور خواب کی تعبیر و تاویل سے اس کے نتیجے تک پہنچنے کی کوشش کی جائے گی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معروف حلیہ کے خلاف نظر آنے کی وجہ خواب دیکھنے والے کے اپنے ایمان اور عمل کے کمزور ہونے کی علامت ہوگی۔

لیکن بہر حال دونوں قسم کے خواب شیطانی تصرفات سے پاک ہوں گے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ وذهب جماعة من العلماء الى انه لا يشترط لكون الرؤيا صحيحة ان يراه الرائي في صورته والمعروفه، بل المراد ان من وقع في قلبه عند الرؤيا ان المرئي هو النبي صلى الله عليه وسلم، سواء كانت صورته المرئية مخالفة لصورته وهيبته المعروفة، فان رؤياه صحيحة خالية عن تصرف الشيطان (تكملة فتح الملهم، ج ۴ ص ۴۵۱، كتاب الرؤيا، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من رآني في المنام فقد راني)

وذهب جماعة الى ان رؤيته صلى الله عليه وسلم بحليته المخصوصة وصفاته المعلومة رؤية لذاته الكريمة وادراك لحقيقته الشريفة وعلى غير تلك الصفات ادراك مثال وكلاهما رؤيا حق ليس من اضعاف احلام ولا مجال للشيطان في تمثله بصورته لكن الاول حق وحقيقة وتحقق والثانية حق وتمثل وتاويل ولا يحتاج الاول الى التعبير لعدم تصوير المتخيلة وتلبيسه والثانية يحتاج اليه كما حققنا في تحقيق الرؤيا فمعنى قوله صلى الله عليه وسلم فقد راني او فق رأى الحق انه على كل صورة رأى فهو الحق ومن الحق وليس بباطل ومن الشيطان .

وقال الشيخ محي الدين النووي ان هذا القول ايضا ضعيف والصحيح انه راه حقيقة سواء كانت

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## نبی ﷺ کا خواب میں کوئی حکم دینا یا ممانعت فرمانا

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے خواب میں نظر آ کر کسی چیز کا حکم فرمائیں یا کسی چیز سے منع فرمائیں، تو اس کو حجت نہیں سمجھا جائے گا، بطور خاص جو بات شریعت کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

علی صفة المعروفة او غيره ، والاختلاف في الصفات لا يوجب الاختلاف في الذات كاختلاف الزمان والمكان ، فالمرئي في كل صورة هو الذات والصفة لباس الذات سواء كان في اليقظة او في المنام .

واقول هذا هو الحق نعم رويته بالصفة المعروفة اتم واكمل لدلالته على صقالة مرآة الرائي وسلامة دينه وكمال ايمانه وبغيرها لخلل في ذات الرائي ونقصان في مرآته كما سنحقيقه في توضيح ماحققه الغزالي (التعليق الصبيح على مشكاة المصابيح، ج ۵ ص ۷۵، كتاب الرؤيا، مطبوعة: المكتبة العثمانية، لاهور، باكستان)

فان قيل: فما الحكم فيما اذا رآه صلى الله عليه وسلم جمع كثير في وقت واحد على صفات مختلفة كان يراه بعضهم ويراه آجز شأبا ويرواه آخر ضاحكا وآخر باكيا وآخر قصيرا وغير ذلك؟ فالجواب: ان هذه الاختلافات كلها راجعة الى الرائي لا الى المرئي صلى الله عليه وسلم ومثاله المرآيا الكثيرة المختلفة الاشكال والمقادير اذا قابلت وجه انسان يرى وجهه في المرآة الكبيرة كبيرا وفي الصغيرة صغيرا، وفي الموجة معوجا، وفي الطويلة طويلا، وفي المقعرة مقعرا، الى غير ذلك، فالاختلافات في ذلك راجعة الى اختلاف اشكال المرآي لا الى وجه المرآي، وكذلك الرؤن للنبي صلى الله عليه وسلم احوالهم بالنسبة اليه مختلفة بحسب استقامتهم على شريعته واعوجاجهم، فعلم ان جميع ما يرى من النقص في صورة النبي صلى الله عليه وسلم فهو راجع الى الرائي (ايضا ص ۷۸)

قال القاضي: يحتمل معنى قوله: (فقد رأني دا) (فقد رأى الحق، فإن الشيطان لا يتمثل بي) إذا روى على الصفة التي كان عليها في حياته لا على صفة مضادة لحاله، فإن روى على غيرها كانت رؤيا تأويل لا رؤيا حقيقة، فإن نحن الرؤيا ما يخرج على وجهه، ومنها ما يحتاج إلى تأويل وعبارة . قال بعضهم: خص الله نبيه بعموم صدق رؤياه كلها، ومنع الشيطان أن يتمثل في صورته؛ لئلا يتذرع بالكذب على لسانه في النوم، ولما خرق الله العادة للأنبياء دليلاً على صحة حالهم في اليقظة، واستحالة تصور الشيطان على صورته في اليقظة ولا على صفة مضادة لحاله؛ إذ لو كان ذلك لدخل اللبس بين الحق والباطل، ولم يوثق بما جاء من جهة النبوة مخافة هذا التصور، فحمى الله حماها لذلك من الشيطان وتصوره ونزعه دلقاته وكيدته على الأنبياء، وكذلك حمى رؤياهم أنفسهم ورؤيا غير النبي للنبي عن تمثيل الشيطان بذلك لتصح رؤياه في الوجهين، ويكون

﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاف معلوم ہو، اس کو ہرگز قابل عمل نہیں سمجھا جائے گا، اور خواب کے مقابلہ میں شریعت کے حکم کو ہی حجت اور قابل عمل قرار دیا جائے گا، اور اس خواب کی تعبیر و تاویل کی جائے گی، جو کہ ظاہر کے خلاف بھی ہو سکتی ہے، یا اس کو خواب دیکھنے والے کی بھول یا غلط فہمی وغیرہ پر محمول کیا

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

طریقاً إلى علم صحيح لا ريب فيه (اكمال المعلم شرح صحيح مسلم للقاضي عياض، كتاب الرويا باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من رأى في المنام فقد رآني) وأما قوله فكأنما رآني فهو تشبيه ومعناه أنه لو رآه في اليقظة لطابق ما رآه في المنام فيكون الأول حقا وحقيقة والثاني حقا وتمثيلا قال وهذا كله إذا رآه على صورته المعروفة فإن رآه على خلاف صفته فهي أمثال فإن رآه مقبلا عليه مثلا فهو خير للرائي وفيه وعلى العكس فبالعكس وقال النووي قال عياض يحتتمل أن يكون المراد بقوله فقد رآني أو فقد رأى الحق أن من رآه على صورته في حياته كانت رؤياه حقا ومن رآه على غير صورته كانت رؤيا تأويل وتعقبه فقال هذا ضعيف بل الصحيح أنه يراه حقيقة سواء كانت على صفته المعروفة أو غيرها انتهى ولم يظهر لي من كلام القاضي ما ينافي ذلك بل ظاهر قوله أنه يراه حقيقة في الحالين لكن في الأولى تكون الرؤيا مما لا يحتاج إلى تعبير والثانية مما يحتاج إلى التعبير قال القرطبي اختلف في معنى الحديث فقال قوم هو على ظاهره فمن رآه في النوم رأى حقيقته كمن رآه في اليقظة سواء قال وهذا قول يدرك فساده بأوائل العقول ويلزم عليه أن لا يراه أحد إلا على صورته التي مات عليها وأن لا يراه رائيان في آن واحد في مكانين وأن يحيي الآن ويخرج من قبره ويمشي في الأسواق ويخاطب الناس ويخاطبوه ويلزم من ذلك أن يخلو قبره من جسده فلا يبقى من قبره فيه شيء فيزار مجرد القبر ويسلم على غائب لأنه جائز أن يرى في الليل والنهار مع اتصال الأوقات على حقيقته في غير قبره وهذه جهالات لا يلتزم بها من له أدنى مسكة من عقل.

وقالت طائفة معناه أن من رآه رآه على صورته التي كان عليها ويلزم منه أن من رآه على غير صفته أن تكون رؤياه من الأضغاث ومن المعلوم أنه يرى في النوم على حالة تخالف حالته في الدنيا من الأحوال اللاتقة به وتقع تلك الرؤيا حقا كما لو رأى ملا دارا بجسمه مثلا فإنه يدل على امتلاء تلك الدار بالخير ولو تمكن الشيطان من التمثيل بشيء مما كان عليه أو ينسب إليه لعارض عموم قوله فإن الشيطان لا يتمثل بشيء فالأولى أن تنزه رؤياه وكذا رؤيا شيء منه أو مما ينسب إليه عن ذلك فهو أبلغ في الحرمة وأليق بالعصمة كما عصم من الشيطان في يقظته قال والصحيح في تأويل هذا الحديث أن مقصوده أن رؤيته في كل حالة ليست باطلية ولا أضغاثا بل هي حق في نفسها ولو رؤى على غير صورته فتصور تلك الصورة ليس من الشيطان بل هو من قبل الله وقال وهذا قول القاضي أبي بكر بن الطيب وغيره ويؤيده قوله فقد رأى الحق أي رأى الحق الذي قصد إعلام الرائي به فإن كانت على ظاهرها وإلا سعى في تأويلها ولا يهمل أمرها لأنها إما بشرى بخير أو إنذار من شر إما ليخيف الرائي وإما لينزجر عنه وإما لينبه على حكم يقع له في دينه أو دنياه (فتح الباري لابن حجر، ج ۱۲ ص ۳۸۴ قوله باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام)

جائے گا۔

البتہ اگر کوئی بات خلاف شریعت نہ ہو، اور اس سے بڑھ کر موافق شریعت ہو، تو اس کو شرعی حدود و قیود کی پاسداری کرتے ہوئے مستحسن اور اچھا قرار دیا جائے گا۔ ۱

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو بعض لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت اور

۱. تُعْرَضُ عَلَى الشَّرِيعَةِ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ، فَإِنْ وَافَقَتْ قُبَلَتْ وَإِلَّا لَا. وَمَا ذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى مُضَرًّا جَدًّا، لِأَنَّ مَا أَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ هُوَ فِي رُؤْيَيْهِ، وَلَمْ يَخْبِرْنَا بِأَنَّهُ يَقُولُ لَهُ وَيُكَلِّمُهُ أَيْضًا، فَمَا ثَبَتَ عَنْهُ يَقِظَةً لَا يُتْرَكُ بِمَا رَأَى مِنْهَا

وأيضاً النائم ليس على يقين من كلامه ولا من كلام تلك الصورة المترية، وليست تلك صورة بصرية، بل رؤيا حُلْمية، وأكثر الناس لا يعرفون حقيقتها، فلذا لا يجب الأخذ بها. ولكن إذا لم تخالف حكماً ظاهراً من الشرع حَسَنَ الْعَمَلِ بِهَا أَدْباً مَعَ صَوْرَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مِثَالِهَا. وَلَا نَدْعَى أَنَّهُ قَالَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَاقِعِ، وَلَا أَنَّهُ خَاطَبَهُ، وَلَا أَنَّهُ انْتَقَلَ مِنْ مَكَانِهِ، وَلَا أَنَّهُ أَحَاطَ عِلْمَهُ الشَّرِيفَ بِذَلِكَ الْبَتَّةِ، وَإِنَّمَا اللَّهُ أَرَاهُ إِيَّاهُ لِحِكْمَةٍ عَلِمَهَا. وَرَاجِعٌ لَهُ شَرْحُ مَنَهَاجِ السُّنَّةِ لِلْسَبْكِيِّ.

وفيه حكاية ذكرها الشيخ عبد الحق رحمه الله تعالى: أن رجلاً رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام يقول: اشرب الخمر، وكان الشيخ على المتقى حياً إذ ذاك وهو حنفى، شيخ لمحمد طاهر صاحب مجمع البحار، وهو أيضاً حنفى كما صرح به هو بنفسه في رسالة خطية، وسها مولانا عبد الحى رحمه الله تعالى حيث عده من الشافعية ومن مصنفات شيخه كثر العمال رتب فيه كتاب السيوطى رحمه الله تعالى جمع الجوامع - فأجابته: أن النبى صلى الله عليه وسلم إنما قال: لا تشرب الخمر، ولكن الشيطان لبس عليك، والنوم وقت اختلال الحواس. فإذا أمكن فى اليقظة أن يسمع رجل بخلاف ما قاله القائل لعله فى الخارج أو من جهته، ففى النوم أولى. والدليل عليه أنك تشرب الخمر، فأقر به، وقال: نعم إنى أشرب الخمر.

وعندى أنه قال له: اشرب الخمر تعريضاً على حاله القبيح، ويفهم هذا المعنى من لهجة المتكلم وكيفية تكلمه، فاللفظ الواحد قد يكون لمعناه، وقد يكون للتعريض. ثم التعريض قد يكون قولياً وقد يكون فعلياً، يُعرف بذلك بالقرائن. وقالت هذه الطائفة: إن الحلبة تُنْبِئُ عَنْ حَالِ الرَّائِي، فَإِنْ كَانَ حَالُهُ حَسَنًا يَرَاهُ فِي حَالَةٍ حَسَنَةٍ، وَإِلَّا فَفِي غَيْرِ ذَلِكَ. وفيه أيضاً حكاية أن رجلاً رآه صلى الله عليه وسلم وعلى رأسه القلنسوة الإنكليزية، فاستوحش منه، وكتب إلى مولانا الكنكوهى رحمه الله تعالى، فكتب إليه أنه إشارة إلى غلبة النصرانية على دينه (فيض البارى شرح البخارى للكشميرى، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبى صلى الله عليه وسلم)

فان قلت: فهل يجب على الرائي العمل بما يسمعه من هذه الصورة؟ فالجواب لا يجب على احد العمل بمثل ذلك لعدم العصمة والخوف تطرق الخلل الى الشرع الظاهر لاسيما ان خالف نصاً صريحاً، كذا فى اليواقيت والجواهر (التعليق الصبيح، ج ۵ ص ۷۹، كتاب الرؤيا)

خواب میں کسی چیز کا حکم فرمانے کا حوالہ دے کر بعض چیزوں کی تشہیر و تبلیغ کرتے ہیں، ان کو حجت نہیں سمجھنا چاہئے، بطور خاص جو بات شریعت کے خلاف بھی ہو، اس کو ہرگز حجت اور قابل عمل قرار نہیں دینا چاہئے، اور ضرورت ہو تو اس میں کوئی تاویل کرنی چاہئے، اور ایسے حالات میں شریعت کے بیان کردہ حکم کی طرف ہی متوجہ ہونا چاہئے۔ ۱

۱۔ المبحث الثانی: اذا رأى احد رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام، رآه يخبر او يامر بشيئ او ينهى عن شيئ، هل يكون ذلك حجة شرعية؟ واجمع العلماء على انه ليس بحجة في الدين، نعم! ان كان ذلك القول لا يصادم حكما من الاحكام الشرعية، يستحسن العمل به ادبا مع صورته صلى الله عليه وسلم او مثالها، وقد يستشكل هذا بان المرئي ان كان هو النبي صلى الله عليه وسلم، ينبغي ان يكون فيما يقوله في المنام حجة، والجواب ان عدم حجية الرؤيا ظاهر على قورم من يقصر حكم حديث الباب على من رآه عليه السلام بصفته المعروفة، لانه لا يكمن لاحد اليوم ان يجزم بان رآه صلى الله عليه وسلم بحليته الحقيقية، ومتى كانت هناك شبهة في رؤية النبي صلى الله عليه وسلم حقيقة، فلا سبيل الى القول بحجية الرؤيا، لان العلم لا يحصل بالشبهة، واما على قول من لا يقصر حكم حديث الباب على رؤيته صلى الله عليه وسلم بصفاته الحقيقية، فعدم حجية الرؤيا مبني على ان النبي صلى الله عليه وسلم انما اخبر في حديث الباب بان ما يراه النائم من صورة النبي صلى الله عليه وسلم، فانه رؤيا صحيحة لا تصرف فيها للشيطان، ولم يخبرنا في هذا الحديث بان ما يتكلم به تلك الصورة المرئية هو كلام صحيح تجوز نسبته الى رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا يلزم ذلك بمجرد كون الرؤيا صحيحة، لانه ليس معنى صحة الرؤيا ان يكون عين المرئي او المسموع واقعا في نفس الامر، بل معناه ان لها تعبيراً، والرؤيا صادقة بالنسبة الى ذلك التعبير، لابلان نسبة الى ظاهر المرئي او المسموع، ثم من المعروف ان تعبير الرؤيا ليس له قواعد منضبطة، وانما هو مبني على ذوق المعبر، ولذلك تختلف في تاويلها اقوال المعبرين، ومن هذه الجهة وقع الشك في تعبيرها الصحيح.

ثم ان رؤية النبي صلى الله عليه وسلم في المنام وان لم يكن فيها مدخل للشيطان، ولكن ربما تؤثر فيها متخيلة الرائي، وهذا هو السر في رؤيته صلى الله عليه وسلم على غير هيئته المعروفة، فمن الممكن جدا ان يقع في خيال الرائي كلام لم يتكلم به رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومن المحتمل ايضا ان يكون الرائي قد نسي ما رآه في المنام، وحيل اليه بعد الاستيقاظ ما لم يقع في المنام اصلا، ومع وجود هذه الشبهات المتنوعة لا يترك بالرؤيا تلك الاحكام الشرعية التي توارثناها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في حالة اليقظة، ولا شك ان متى تعارضت الرؤيا واليقظة، فالترجيح لما ثبت في عالم اليقظة، لا لمارؤى في المنام.....

وعلى كل، فالرؤية في المنام تنطرق اليها احتمالات كثيرة، وفيها مجال لالتباس الامر من جهات شتى، فقد يلتبس الامر على الرائي بتخيله، وقد ينس حقيقة ما رآه، وقد يكون تعبير الرؤيا غير

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## نبی ﷺ کی خواب میں زیارت کنندہ کا درجہ و مقام

آخر میں عرض ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کرنے سے کوئی شخص صحابیت کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا، اور اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کا ہونا ہر حال میں مقبول ہونے کا باعث نہیں، کیونکہ بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کافر و فاسق کو بھی کسی حکمت کی وجہ سے ہو سکتی ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ دنیویہ میں آپ کی زیارت کافروں اور منافقوں نے بھی کی، مگر کفر کی حالت میں زیارت کرنے کی وجہ

﴿ گزشتہ صفحے کا یقینہ حاشیہ ﴾

مارآہ فی الظاہر، ومع وجود هذه الشبهات لا يمكن ان يكون فيها حجة خلاف ما ثبت من الشريعة في عالم اليقظة، واللہ اعلم (تکملة فتح الملهم، ج ۴ ص ۴۵۲، ۴۵۳، کتاب الرؤیا، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من رأی فی المنام فقد رانی)

<فائدة> سئل شيخ الاسلام زكريا عن رجل زعم أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم بقول له مر أمتي بصيام ثلاثة أيام وأن يعيدوا بعدها ويخطبوا فهل يجب الصوم أو يندب أو يجوز أو يحرم؟ وهل يكره أن يقول أحد للناس أمركم النبي عليه الصلاة والسلام بصيام أيام لأنه كذب عليه ومستنده الرؤيا التي سمعها من غير رائيها أو منه؟ وهل يمتنع أن يتسمى إبليس باسم النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم ويقول للنائم إنه النبي عليه الصلاة والسلام ويأمره بطاعة ليتوصل بذلك إلى معصية كما يمتنع عليه التشكل في صورته الشريفة أم لا وبه تتميز الرؤية له صلى الله عليه وآله وسلم الصادقة من الكاذبة؟ وهل يثبت شيء من أحكام الشرع بالرؤية في النوم؟ وهل المرئي ذاته صلى الله عليه وسلم أو روحه أو مثل ذلك؟ أجاب لا يجب على أحد الصوم ولا غيره من الأحكام بما ذكر ولا مندوب بل قد يكره أو يحرم لكن إن غلب على الظن صدق الرؤية فله العمل بما دلت عليه ما لم يكن فيه تغيير حكم شرعي ولا يثبت بها شيء من الأحكام لعدم ضبط الرؤية لا للشك في الرؤية ويحرم على الشخص أن يقول أمركم النبي صلى الله عليه وسلم بكذا فيما ذكر بل يأتي بما يدل على مستنده من الرؤية إذ لا يمتنع عقلاً أن يتسمى إبليس باسم النبي صلى الله عليه وسلم ليقول للنائم إنه النبي ويأمره بالطاعة والرؤية الصادقة هي الخالصة من الأضغاث والأضغاث أنواع: الأول تلاعب الشيطان ليحزن الرائي كأنه يرى أنه قطع رأسه الثاني أن يرى أن بعض الأنبياء يأمره بمحرم أو محال. الثالث ما تحدثت به النفس في اليقظة تمنيا فيراه كما هو في المنام ورؤية المصطفى صلى الله عليه وسلم بصفته المعلومة إدراك لذاته ورؤيته بغير صفته إدراك لمثاله فالأولى لا تحتاج إلى تعبير والثانية تحتاج إليه ويحمل على هذا قول النووي: الصحيح أنه يراه حقيقة سواء كانت صفته المعروفة أو غيرها وللعلماء في ذلك كلام كثير ليس هذا محل ذكره وفيما ذكرته كفاية اه بنصه (فيض القدری للمناوی، تحت رقم الحديث ۸۶۹۰)

سے وہ مقبول نہیں کہلائے اور صحابیت کے شرف سے مستفید نہیں ہوئے۔

اور خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا درجہ حقیقی روایت (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی حیات میں آپ کو جاتے ہوئے دیکھنے) سے کم ہے، نہ کہ زیادہ، اسی وجہ سے کوئی شخص خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی وجہ سے صحابیت کا شرف حاصل نہیں کر پاتا، اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا ضروری ہے۔ ۱

کیونکہ ان باتوں کے نہ سمجھنے یا غلط سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگ کئی قسم کی غلطیوں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں، اور خود گمراہ ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کی بھی گمراہی کا باعث بنتے ہیں، اور خواب کی بنیاد پر شریعت کے کئی احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

۱۔ ولایلزمن من ذلک ان یکون هؤلاء من الصحابة لان شرط الصحبة ان یراه وهو فی عالم الدنيا وذلک قبل وفاته، واما رؤیته بعد وفاته وهو فی عالم البرزخ فلا تثبت بها الصحبة (التعلیق الصبیح، ج ۵ ص ۷۷، کتاب الرؤیا)

المبحث الثالث: من رأى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام، هل تثبت له صحبة؟ وقد اجاب عنه العینی فی عمدة القاری ۲: ۵۶، بانہ لا تثبت به صحبة لان الصحابی من رأى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حالة الاسلام رؤیة معهودة جاریة علی العادة، اور آہ فی حیاتہ فی الدنيا، ولا عبرة بمن رآہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاته، لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم محبر عن اللہ فی الدنيا، لافی القبر (تکملة فتح الملہم، ج ۳ ص ۴۵۳، کتاب الرؤیا، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من رآنی فی المنام فقد رانی)



(فصل نمبر ۷)

## استخارہ کے بعد خواب نظر آنے کی حیثیت

خواب کے بارے میں ایک اہم مسئلہ استخارہ کے بعد خواب نظر آنے کا ہے، جس میں آج کل بہت سے عوام اور بعض اہل علم حضرات غلط فہمی کا شکار ہیں، لہذا اس مسئلہ کی شرعی حیثیت کا جاننا بھی ضروری ہے۔

پہلے استخارہ سے متعلق مشہور مستند احادیث ذکر کی جاتی ہیں، جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ مذکورہ مسئلہ کی تفصیل ذکر کی جائے گی۔

### استخارہ سے متعلق احادیث

استخارہ کے بارے میں کئی صحابہ کرام سے احادیث مروی ہیں، جن میں سے سند کے اعتبار سے زیادہ قوی اور مشہور حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ.

يَقُولُ: إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ، فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ،  
وَاَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ  
وَلَا اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنْ هٰذَا الْاَمْرَ

خَيْرٌ لِّي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ امْرِي، اَوْ قَالَ عَاجِلِ امْرِي  
وَأَجَلِهِ فَأَقْدِرُهُ لِي، وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ  
أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ امْرِي، اَوْ قَالَ فِي  
عَاجِلِ امْرِي، وَأَجَلِهِ، فَأَصْرِفْهُ عَنِّي وَأَصْرِفْنِي عَنْهُ وَأَقْدِرْ لِي الْخَيْرَ  
حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي.

قَالَ وَيُسَمَّى حَاجَتَهُ (بخاری) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تمام کاموں میں استخارہ (اس طرح اہتمام  
و تاکید کے ساتھ) سکھایا کرتے تھے، جس طرح (اہتمام و تاکید کے ساتھ) ہم کو  
قرآن (مجید) کی سورت سکھلایا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا  
کرتے تھے کہ:

جب تم میں سے کوئی کسی کام کو کرنا چاہے تو دو رکعت فرضوں کے علاوہ (یعنی نفل  
نماز) پڑھے، پھر یہ دعاء پڑھے کہ:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ  
فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ،  
اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ امْرِي،  
اَوْ قَالَ عَاجِلِ امْرِي وَأَجَلِهِ فَأَقْدِرْهُ لِي، وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ  
كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ امْرِي، اَوْ قَالَ فِي

۱ کتاب التہجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى، واللفظ له؛ و رقم الحديث ۶۳۸۲، سنن  
کبریٰ نسائی، رقم الحديث ۵۵۵۱؛ ترمذی، رقم الحديث ۴۸۰؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۱۵۳۸؛  
ابن ماجہ، رقم الحديث ۱۳۸۳.

قال الترمذی: وفي الباب عن عبد الله بن مسعود، وأبي أيوب: حديث جابر حديث حسن صحيح  
غريب لا نعرفه إلا من حديث عبد الرحمن بن أبي الموالي وهو شيخ مديني ثقة، روى عنه سفيان  
حديثا، وقد روى عن عبد الرحمن غير واحد من الأئمة.

عَاجِلِ أَمْرِي، وَآجِلِهِ، فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَأَصْرِفْنِي عَنْهُ وَأَقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ  
كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي.

”یا اللہ! میں آپ کے علم کے واسطہ اور ذریعہ سے آپ سے خیر چاہتا ہوں، اور  
میں آپ کی قدرت کے واسطہ اور ذریعہ سے آپ سے قدرت و طاقت چاہتا  
ہوں، اور میں آپ سے آپ کے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ آپ قادر ہیں  
اور میں قادر نہیں (بلکہ محتاج ہوں) اور آپ علم رکھتے ہیں اور میں علم نہیں رکھتا اور  
آپ علّامُ الغیوب (یعنی غیب کا کھلی اور پوری طرح علم رکھنے والے) ہیں (کہ  
کس چیز میں خیر ہے اور کس چیز میں شر ہے)

یا اللہ! اگر آپ کے علم میں یہ کام (جس کو اس وقت میں کرنے، نہ کرنے کے  
متعلق درخواست و دعا کر رہا ہوں) میرے حق میں خیر اور بھلائی والا ہے، میرے  
دین کے لیے بھی خیر اور بھلائی والا ہے، میری معاش اور دنیا کے لئے بھی خیر اور  
بھلائی والا ہے اور میرے انجام کار کے لئے بھی خیر اور بھلائی والا ہے، ”یا نبی صلی  
اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ“ میرے لئے فی الحال بھی خیر اور بھلائی والا ہے، اور  
بالمآل (آئندہ دنیا و آخرت) کے لئے بھی خیر اور بھلائی والا ہے، تو اس کو میرے  
لئے مقدّر اور تجویز فرمادیجئے، اور اس کو میرے لیے آسان بھی فرمادیجئے، اور  
پھر اس میں میرے لیے (ہر طرح کی) برکت بھی پیدا فرمادیجئے۔

اور اگر آپ کے علم میں یہ کام (جس کو اس وقت میں کرنے، نہ کرنے کے متعلق  
درخواست و دعا کر رہا ہوں) میرے حق میں شر اور برائی والا ہے، میرے دین کے  
لئے بھی شر اور برائی والا ہے، میری معاش اور دنیا کے لئے بھی شر اور برائی والا  
ہے، اور میرے انجام کار کے لئے بھی شر اور برائی والا ہے ”یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے یہ فرمایا کہ ”میرے لئے فی الحال بھی شر اور برائی والا ہے اور بالمال (آئندہ دنیا و آخرت) کے لئے بھی شر اور برائی والا ہے، تو ہٹا دیجئے (اور دور کر دیجئے) اس کو مجھ سے، اور ہٹا دیجئے (اور دور کر دیجئے) مجھے اس سے، اور (اس کے بدلے میں) مقدّر (اور نصیب و تجویز) کر دیجئے میرے لئے خیر اور بھلائی، جہاں کہیں بھی ہو اور پھر مجھے (اس پر راضی اور مطمئن) بھی کر دیجئے۔“

راوی کہتے ہیں کہ (یہ دعا کرتے وقت) اپنی ضرورت کو متعین کر لینا چاہئے (بخاری، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، وغیرہ)

استخارہ کی احادیث و روایات کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوسعید خدری، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی سندوں سے بھی مروی ہیں۔ ا

۱۔ قال عبد الله: إذا أراد أحدكم الحاجة فليقل: اللهم إني أستخيرك بعلمك وأستقدرك بقدرتك وأسألك من فضلك فإنك تقدر، ولا أقدر وتعلم، ولا أعلم وأنت علام الغيوب اللهم إن كان هذا الأمر الذي أردته خيراً لي في ديني ومعيشتي وخير عاقبتي فيسره لي وبارك لي فيه، وإن كان غير ذلك خيراً فقد لي الخير حيثما كان، ثم رضني بما قضيت (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۳۰۰۱۵، الرجل يريد الحاجة ما يدعو به؟)

عن عبد الله قال كنا نعلم الاستخارة كما نعلم السورة من القرآن فإذا أراد أحدكم أمراً فليقل: " اللهم إني أستخيرك بعلمك، وأستقدرك بقدرتك، وأسألك من فضلك الواسع، إنك تقدر ولا أقدر، وتعلم ولا أعلم، وأنت علام الغيوب، اللهم إن كان هذا الأمر الذي أريد وتسميه خيراً في ديني، وخيراً لي في أمر دنياي، وخيراً لي في عاقبة أمري، فيسره لي - أحسبه قال: فبارك لي فيه، وإن كان شراً لي في أمر ديني، وشراً لي في أمر دنياي، وشراً لي في عاقبة - أحسبه، قال: أمري، فاصرفه عني ويسر لي الخير، واقض لي به، وارضني به (مسند البزار، رقم الحديث ۱۸۳۵، مسند عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ، بقية حديث زر)

عن عبد الله قال: علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الاستخارة فقال: " إذا أراد

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر ان احادیث و روایات میں سے کسی حدیث و روایت میں استخارہ کے بعد سونے اور خواب نظر آنے کا ذکر نہیں، جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أحدكم أمرا فليقل: اللهم إني أستخيرك بعلمك، وأستقدرك بقدرتك، وأسألك من فضلك؛ فإنك تعلم ولا أعلم، وتقدر ولا أقدر، وأنت علام الغيوب، فإن كان هذا الذي أريد خيرا في ديني وعاقبة أمرى، فيسره لى، وإن كان غير ذلك خيرا لى فاقدر لى الخير حيث كان، يقول ذلك ثم يعزم (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۰۰۱۲، باب من روى عن ابن مسعود أنه لم يكن مع النبى صلى الله عليه وسلم ليلة الجن)

قال الهيثمى: رواه البزار بأسانيد، والطبرانى فى الثلاثة، وأكثر أسانيد البزار حسنة (مجمع الزوائد، باب دعاء الاستخارة)

عن أبى سعيد الخدرى، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: إذا أراد أحدكم أمرا فليقل: اللهم إني أستخيرك بعلمك، وأستقدرك بقدرتك، وأسألك من فضلك العظيم، فإنك تقدر ولا أقدر، وتعلم ولا أعلم، وأنت علام الغيوب، اللهم إن كان كذا وكذا للأمر الذى يريد خيرا لى فى دينى ومعيشتى وعاقبة أمرى، فاقدره لى ويسره لى وأعنى عليه، وإن كان كذا وكذا للأمر الذى يريد شرا لى فى دينى ومعيشتى وعاقبة أمرى، فاصرفه عنى، ثم اقدر لى الخير أينما كان، لا حول ولا قوة إلا بالله (ابن حبان، رقم الحديث ۸۸۵، ذكر الأمر بالاستخارة إذا أراد المرء أمرا قبل الدخول عليه)

فى حاشية ابن حبان: إسناده حسن، عيسى بن عبد الله بن مالك، وثقه المؤلف، وروى عنه جمع وباقى رجاله ثقات، وأخرجه البزار (۳۱۸۵) ۵۶/۴ من طريق عبيد الله بن سعد بن إبراهيم، عن يعقوب بن إبراهيم بهذا الإسناد. وأورده السيوطى فى "الجامع الكبير ۳۸/۱"، وزاد نسبه الى أبى يعلى، والبيهقى فى الشعب، والضياء فى المختارة. وذكره الهيثمى فى "مجمع الزوائد ۲۸۱/۲" وقال: "رواه أبو يعلى، ورجاله موثقون، ورواه الطبرانى فى الأوسط بنحوه" وما عزاه الهيثمى للبزار. ويشهد له حديث أبى هريرة وحديث جابر الآتيان.

عن أبى هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا أراد أحدكم أمرا فليقل: اللهم إني أستخيرك بعلمك، وأستقدرك بقدرتك، وأسألك من فضلك العظيم، فإنك تقدر ولا أقدر، وتعلم ولا أعلم، وأنت علام الغيوب، اللهم إن كان كذا وكذا خيرا لى فى دينى، وخيرا لى فى معيشتى، وخيرا لى فى عاقبة أمرى، فاقدره لى وبارك لى فيه، وإن كان غير ذلك خيرا لى، فاقدر لى الخير حيث ما كان، ورضنى بقدرتك (صحيح ابن حبان رقم الحديث ۸۸۶، ذكر خير ثان يصرح بوضوح ما ذكرناه، الدعاء للطبرانى رقم الحديث ۱۳۰۶)

﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## استخارہ کے بعد خواب نظر آنا ضروری نہیں

جبکہ آج کل بہت سے عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ استخارہ کرنے کے بعد خواب میں اس سے متعلق کچھ نظر آنا اور خواب میں استخارہ سے متعلق کچھ اشارہ ملنا ضروری ہے؛ اسی لیے اگر استخارہ کے بعد کوئی خواب نظر نہ آئے تو اپنے استخارہ کو بے کار سمجھتے ہیں۔

اور اگر کوئی نفسیاتی و خیالاتی بلکہ شیطانی خواب نظر آ جائے تو پریشان ہوتے ہیں اور اس خواب کے تناظر میں اپنے استخارہ کا نتیجہ نکالتے ہیں۔

حالانکہ شرعاً استخارہ میں نہ تو کسی خواب کا نظر آنا ضروری ہے اور نہ ہی اس خواب کا استخارہ سے متعلق ہونا ضروری ہے، لہذا جو لوگ استخارہ کے لئے خواب وغیرہ میں کچھ نظر آنے یا خواب میں کسی طرح کا اشارہ ملنے کو ضروری سمجھتے ہیں یا وہ ہر قسم کے نفسیاتی، خیالاتی اور شیطانی خواب کی بنیاد پر استخارہ کا نتیجہ اور ثمرہ نکالتے ہیں؛ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

استخارہ کے بعد تو سونا بھی ضروری نہیں، جاگتے ہوئے بھی بلاشبہ استخارہ کیا جاسکتا ہے، جن احادیث سے استخارہ ثابت ہے ان میں بھی استخارہ کے بعد سونے کا ذکر نہیں، اور جب استخارہ کے بعد سونا ضروری نہیں تو خواب نظر آنا کیسے ضروری ہو سکتا ہے؟ کیونکہ خواب تو سونے کی حالت میں ہی نظر آیا کرتا ہے۔

### ﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن أبوب بن خالد بن أبی أبوب الأنصاری، حدثه عن أبیہ، عن جدہ أبی أبوب الأنصاری، صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال له " :اكتب الخطة، ثم توضع فأحسن وضوءك، وصل ما كتب الله لك، ثم احمد ربك ومجده، ثم قل : اللهم إنك تقدر ولا أقدر، وتعلم ولا أعلم أنت علام الغيوب، فإن رأيت لي في فلانة، تسميها باسمها، خيرا في ديني ودنياي وآخرتي، وإن كان غيرها خيرا لي منها في ديني ودنياي وآخرتي، فاقض لي بها " أو قال " : فاقدرها (مسند احمد رقم الحديث ۲۳۵۹۶، حديث أبی أبوب الأنصاری)

فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیرہ.

البتہ مسنون استخارہ کرنے کے بعد اگر موقع ہو تو بعض حضرات کے نزدیک سو جانا، استخارہ کے آداب میں سے ہے، پھر بعض اوقات استخارہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواب وغیرہ میں بھی کسی کام کے خیر یا شر ہونے کی نشاندہی کا ہونا ممکن ہے، مگر ضروری نہیں اور ممکن کو ضروری سمجھنا بھاری غلطی ہے، اور خواب نظر آنے کے بعد بھی اس خواب کی حیثیت کو طے کرنا کہ یہ خواب نفسیاتی، و خیالاتی یا شیطانی ہے، یا رحمانی ہے؛ یہ بھی کسی مخلص اور معتبر عالم دین شخص کا کام ہے؛ وہی اس بات کا جائزہ لے کر بتلا سکتا ہے کہ یہ خواب نفسیاتی ہے، یا شیطانی، یا رحمانی، یا خیالاتی اور اس خواب کا استخارہ سے تعلق بھی ہے یا نہیں؟ اور اگر تعلق ہے تو اس کی تعبیر کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ یہ کہ اول تو استخارہ کے بعد سرے سے سونا اور سونے کے بعد خواب نظر آنا ضروری نہیں اور اس کے بغیر بھی استخارہ کا رآمد اور مفید عمل ہے، دوسرے استخارہ کے بعد جو خواب نظر آئے ضروری نہیں کہ وہ استخارہ سے ہی متعلق ہو، بلکہ عین ممکن ہے کہ روزمرہ اور عام اوقات کی طرح کا ایک خیالاتی یا نفسیاتی بلکہ شیطانی خواب ہو، اس قسم کے خواب تو استخارہ کے بغیر بھی نظر آتے رہتے ہیں اور جب کسی چیز سے متعلق استخارہ کیا جاتا ہے تو اس کی طرف بطور خاص ذہن اور خیال متوجہ ہو جاتا ہے اور ایسے وقت اس واقعہ سے متعلق نفسیاتی اور خیالاتی خواب نظر آنے کے امکانات زیادہ بڑھ جاتے ہیں؛ نیز بعض اوقات شیطان بھی اپنا کوئی مقصد حاصل کرنے کے لیے خواب میں تلبیس کر دیتا ہے، اور استخارہ کر کے سو کر اٹھنے کے بعد کیونکہ خواب کو اہتمام اور توجہ کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے اور دوسرے اوقات میں سو کر اٹھنے کے بعد اس کا اہتمام نہیں کیا جاتا اس لئے عموماً استخارہ کے بعد خواب کی طرف توجہ زیادہ کی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا خرابیوں کے پیش نظر بہت سے اہل علم حضرات نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے، جن میں سے بعض حضرات کے حوالے ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

علامہ شیخ محمد بدر عالم صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَاعْلَمُ أَنَّهُ قَدَنَبَهُ الْعُلَمَاءُ قَدِيمًا وَحَدِيثًا عَلَى أَنَّهُ لَا يُشْتَرَطُ فِي  
الِاسْتِخَارَةِ أَنْ يَرَى الْمُسْتَخِيرُ رُؤْيَا أَوْ يُكَلِّمَهُ مُكَلِّمٌ أَوْ يُلْقَى فِي رَوْعِهِ  
شَيْئٌ وَلَكِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُحَدِّثُ فِي قَلْبِهِ جَنُوحًا وَمَيْلًا إِلَى الْجَانِبِ  
يُنَشِّرُ بَعْدَهُ صَدْرُهُ وَيَسْتَقِرُّ عَلَيْهِ رَأْيُهُ فَيَخْتَارُ الْجَانِبَ الَّذِي إِلَيْهِ  
عَطْفُهُ وَمَيْلُهُ (البدر الساری جلد ۲ صفحہ ۴۲۸)

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ قدیم اور جدید دور کے علماء نے اس بات پر تنبیہ فرمائی ہے  
کہ استخارے میں یہ بات شرط نہیں کہ استخارہ کرنے والا کوئی خواب دیکھے یا اس  
سے کوئی کلام کرے یا غیب سے اس کو کوئی آواز پہنچے؛ البتہ اللہ تعالیٰ (عموماً)  
استخارہ کرنے والے کے دل میں کسی ایک طرف میلان اور رجحان پیدا فرما دیتے  
ہیں جس کے بعد اسے شرح صدر ہو جاتا ہے اور اُس کی رائے میں ٹھہراؤ  
پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اُس جانب کو اختیار کر لیتا ہے جس پر اس کو اطمینان اور میلان  
ہو (بدر الساری)

حدیث علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

لَا أَنَّهُ يَرَى رُؤْيَا أَوْ يُكَلِّمَهُ مُكَلِّمٌ وَإِنْ أَمَكَنَّ ذَلِكَ أَيْضًا (فيض الباری  
جلد ۲ صفحہ ۴۲۸)

ترجمہ: یہ بات ضروری نہیں کہ استخارہ کرنے والے کو کوئی خواب نظر آئے یا اُس  
سے (خواب میں) کوئی کلام کرے، اگرچہ اس کا امکان ہے (فیض الباری)

حضرت مولانا شیخ محمد یوسف بنوری صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَلَا يَلِزُ بَعْدَ الْإِسْتِخَارَةِ الْبَشَارَةُ بِالرُّؤْيَا حَيْثُ لَمْ يَثْبُتْ لَهُ الْوَعْدُ فِي  
الْأَحَادِيثِ (معارف السنن ج ۴ ص ۲۷۸)



ترجمہ: اور استخارہ کے بعد خواب میں کوئی بشارت ہونا لازم نہیں، کیونکہ اس کا احادیث میں کوئی وعدہ نہیں کیا گیا (معارف السنن)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ استخارہ کے لیے رات کا وقت ہونا ضروری ہے؟

فرمایا: نہیں، یہ صرف ایک رسم ڈال لی ہے؛ صلاۃ الاستخارہ (یعنی استخارہ کی نماز) کے بعد نہ سونا ضروری ہے اور نہ رات کی قید ہے؛ کسی وقت مثلاً ظہر کے وقت دو رکعت نفل پڑھ کر دعائے مسنونہ پڑھے اور تھوڑی دیر قلب (دل) کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے؛ ایک دن میں چاہے کتنی ہی بار استخارہ کرے (حسن العزیز جلد سوم، حصہ اول صفحہ ۲۳۳)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

استخارہ میں ضروری (اور اہم) چیز دو رکعت نماز اور دعائے استخارہ ہے، باقی سونا اور خواب کا دیکھنا ہرگز شرط نہیں، یہ سب کچھ عوام نے تصنیف (واختیار) کر رکھا ہے ہاں یہ ممکن ہے کہ بعض اوقات استخارہ کا اثر خواب کی شکل میں بھی ظاہر ہو جاوے، لیکن اس میں اشتراط (یعنی استخارہ کے لئے یہ چیز ضروری اور شرط) بالکل نہیں (ملفوظات اسعد

الابراص ۱۷۶، ملفوظات نمبر ۷۷)

معلوم ہوا کہ استخارہ کے بعد سونا اور خواب میں کچھ نظر آنا ضروری نہیں، البتہ ممکن ہے، لہذا استخارہ کے بعد کوئی چیز خواب میں استخارہ کے متعلق نظر نہ آئے تو پریشان نہ ہو اور استخارہ کو فضول اور بے کار نہ سمجھے۔ ا

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہ فرماتے ہیں کہ:

ا۔ اس سے اس شبہ کا جواب بھی ہو گیا جو بہشتی زیور میں استخارہ کا بیان پڑھنے سے بعض لوگوں کو پیدا ہو جاتا ہے کہ استخارہ کے بعد خواب میں کچھ نظر آنا ضروری ہے۔ بہشتی زیور کے مضمون کا مطلب خود حضرت رحمہ اللہ کے مندرجہ بالا فتاویٰ اور ارشادات کی روشنی میں ہی سمجھنا چاہئے۔ محمد رضوان

جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر کا فیصلہ فرما دیتے ہیں۔

استخارہ کسے کہتے ہیں؟ اس بارے میں لوگوں کے درمیان طرح طرح کی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ”استخارہ“ کرنے کا کوئی خاص طریقہ اور خاص عمل ہوتا ہے، اس کے بعد کوئی خواب نظر آتا ہے، اور اس خواب کے اندر ہدایت دی جاتی ہے کہ فلاں کام کرو یا نہ کرو، خوب سمجھ لیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ”استخارہ“ کا جو مسنون طریقہ ثابت ہے، اس میں اس قسم کی کوئی بات موجود نہیں۔

”استخارہ“ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ آدمی دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھے۔ نیت یہ کرے کہ میرے سامنے دو راستے ہیں، ان میں سے جو راستہ میرے حق میں بہتر ہو، اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرمادیں، پھر دو رکعت پڑھے اور نماز کے بعد استخارہ کی وہ مسنون دعاء پڑھے، جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے، یہ بڑی عجیب دعا ہے، بیخبر ہی یہ دعا مانگ سکتا ہے اور کسی کے بس کی بات نہیں، اگر انسان ایڑی چوٹی کا زور لگا لیتا تو ایسی دعا کبھی نہ کر سکتا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی (اصلاحی خطبات ج ۱۰ ص ۱۵۸، ۱۵۹، خطبہ ”استخارہ کا مسنون طریقہ“)

دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر لی تو بس استخارہ ہو گیا، بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ ہمیشہ رات کو سوتے وقت میں کرنا چاہئے یا عشاء کی نماز کے بعد ہی کرنا چاہئے، ایسا کوئی ضروری نہیں، بلکہ جب بھی موقع ملے اس وقت یہ استخارہ کر لے، نہ رات کی کوئی قید ہے، اور نہ دن کی کوئی قید ہے، نہ سونے کی کوئی قید ہے اور نہ جاگنے کی کوئی قید ہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ کرنے کے بعد خواب آئے گا اور خواب کے ذریعہ ہمیں بتایا جائے گا کہ یہ کام کرو یا نہ کرو۔

یاد رکھئے! خواب آنا کوئی ضروری نہیں کہ خواب میں کوئی بات ضرور بتائی جائے یا خواب میں کوئی اشارہ ضرور دیا جائے، بعض مرتبہ خواب میں آجاتا ہے، اور بعض مرتبہ خواب میں نہیں آتا (اصلاحی خطبات جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۰)

بہر حال مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ استخارہ میں خواب اور اس سے متعلقہ دوسری چیزوں کو ضروری سمجھنا اور ان کے بغیر استخارہ کو بے کار سمجھنا غلط بلکہ گناہ ہے، اور اسی قسم کی خرابیوں کی وجہ سے حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اب دیکھیے یہ (استخارہ) کس قدر آسان کام ہے، مگر اس میں بھی شیطان نے کئی پیوند لگا دیئے ہیں۔ پہلا پیوند یہ کہ دو رکعت (اور دعا) پڑھ کر کسی سے بات کیے بغیر سو جاؤ، سونا ضروری ہے ورنہ استخارہ بے سود ہے گا۔ دوسرا پیوند یہ لگایا کہ لیٹو بھی دائیں کروٹ پر۔ تیسرا یہ کہ قبلہ رُو لیٹو۔ چوتھا پیوند یہ لگایا کہ لیٹنے کے بعد خواب کا انتظار کرو؛ استخارہ کے دوران خواب نظر آئے گا۔ پانچواں پیوند یہ لگایا کہ اس خواب میں فلاں رنگ نظر آئے تو وہ کام بہتر ہوتا ہے، فلاں نظر آئے تو وہ بہتر نہیں۔ چھٹا پیوند یہ لگایا کہ اس خواب میں کوئی بزرگ آئے گا؛ بزرگ کا انتظار کیجیے کہ وہ خواب میں آ کر سب کچھ بتا دے گا، لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ بزرگ کون ہوگا؟ کیسا ہوگا؟ اگر شیطان ہی بزرگ بن کر خواب میں آ جائے تو اس (استخارہ کرنے والے) کو کیسے پتہ چلے گا کہ یہ شیطان ہے یا کوئی بزرگ؟ یاد رکھیے ان میں سے کوئی ایک چیز بھی حدیث سے ثابت نہیں (استخارہ و استخارہ صفحہ ۳۵، ارشاد الرشید)

(ماخوذ از: مشورہ و استخارہ کے فضائل و احکام، مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

## (فصل نمبر ۸)

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھے ہوئے پاکیزہ خواب

پہلے گزر چکا ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے خوابوں کو وحی کا درجہ حاصل ہوتا ہے، اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی نیند میں صرف آنکھیں سوتی ہیں، اور ان کے دل نیند میں بھی بیدار ہوتے ہیں، اور اسی وجہ سے ان کو خواب یاد رکھنے میں کوئی غلطی یا بھول واقع نہیں ہوتی، اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور بالخصوص نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے خوابوں میں یقیناً امت کے لئے مختلف احکامات، قیمتی ہدایات و تعلیمات موجود ہیں۔ اس لئے اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھے ہوئے پاکیزہ خوابوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

## خواب میں رب تعالیٰ کی زیارت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَحْتَسِبُ عَنَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى كِدْنَا نَسْرَأِي عَيْنَ الشَّمْسِ، فَخَرَجَ سَرِيعًا فُتُوبَ بِالصَّلَاةِ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَجَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهِ فَقَالَ لَنَا: عَلَى مَصَافِكُمْ كَمَا أَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ إِلَيْنَا فَقَالَ: أَمَا إِنِّي سَأُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِي عَنْكُمْ الْغَدَاةَ: أَنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَمَوَّضَاتٌ فَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِي فَنَعَسْتُ فِي صَلَاتِي فَاسْتَفَلْتُ، فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّ، قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي رَبِّ، قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ: فَرَأَيْتَهُ وَضَعُ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى

وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْ، فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ، فَقَالَ:  
 يَا مُحَمَّدُ، قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّ، قَالَ: فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟  
 قُلْتُ: فِي الْكُفَّارَاتِ، قَالَ: مَا هُنَّ؟ قُلْتُ: مَشَى الْأَقْدَامِ إِلَى  
 الْجَمَاعَاتِ، وَالْجُلُوسِ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَإِسْبَاحِ  
 الْوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ، قَالَ: ثُمَّ فِيْمَ؟ قُلْتُ: إِطْعَامِ الطَّعَامِ، وَلَيْنِ  
 الْكَلَامِ، وَالصَّلَاةِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسِ نِيَامًا. قَالَ: سَلْ. قُلْتُ: اَللَّهُمَّ إِنِّي  
 أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ،  
 وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَقَّفِي غَيْرَ  
 مَفْتُونٍ، وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ  
 إِلَيَّ حُبِّكَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا حَقٌّ  
 فَأَدْرُسُوهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوهَا (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۲۳۵) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کو فجر کی نماز میں نہیں آئے، یہاں  
 تک کہ قریب تھا کہ ہم سورج کو دیکھ لیں (یعنی سورج طلوع ہونے کے قریب  
 ہو گیا تھا) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے تشریف لائے، پھر نماز کی  
 اقامت کہی گئی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، اور نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے نماز میں اختصار فرمایا، پھر جب آپ نے سلام پھیر لیا، تو آپ نے  
 بلند آواز سے لوگوں کو پکارا، پھر ہم سے فرمایا کہ تم اپنی اپنی صفوں میں موجود رہو،

۱ قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح سألت محمد بن إسماعيل، عن هذا الحديث، فقال:  
 هذا حديث حسن صحيح. هذا أصح من حديث الوليد بن مسلم، عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر  
 قال: حدثنا خالد بن اللجلاج قال: حدثني عبد الرحمن بن عائش الحضرمي، قال: سمعت رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم فذكر الحديث " وهذا غير محفوظ. هكذا ذكر الوليد، في حديثه عن  
 عبد الرحمن بن عائش، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم. وروى بشر بن بكر، عن  
 عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، هذا الحديث بهذا الإسناد عن عبد الرحمن بن عائش، عن النبي  
 صلى الله عليه وسلم وهذا أصح، وعبد الرحمن بن عائش لم يسمع من النبي صلى الله عليه وسلم.

پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں تم کو اس کی وجہ بتاتا ہوں، جس کی بناء پر مجھے تمہارے پاس فجر کی نماز کے لئے آنے میں تاخیر ہوئی، میں رات کو کھڑا ہوا، پھر میں نے وضو کیا، پھر میں نے نماز پڑھی، جتنی مقدر میں تھی، پھر مجھے اپنی نماز میں اونگھ (یعنی نیند) آ گئی، پھر مجھے بھاری پن ہو گیا، تو میں نے اپنے آپ کو اپنے رب تعالیٰ کے حضور پایا، انتہائی خوبصورت شکل میں، پھر رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد! میں نے عرض کیا کہ اے میرے رب! البیک، رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اوپر کی جماعت (یعنی فرشتے) کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میرے رب! مجھے معلوم نہیں، یہ بات رب تعالیٰ نے تین مرتبہ فرمائی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ رب تعالیٰ نے اپنی (شایان شان) ہتھیلی کو میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، یہاں تک کہ میں نے انگلیوں کی ٹھنڈک کو اپنے سینہ میں محسوس کیا، تو میرے لئے (وہاں کی حکم الہی) ہر چیز روشن ہو گئی، جس کی مجھے معرفت (و پہچان) حاصل ہو گئی، پھر فرمایا کہ اے محمد! میں نے عرض کیا کہ اے میرے رب! البیک، رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اوپر کی جماعت (یعنی فرشتے) کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کفارات (یعنی گناہ معاف کرانے والی چیزوں) کے بارے میں، رب تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کیا چیزیں ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ جماعتوں (یعنی نماز باجماعت ادا کرنے) کی طرف قدموں کا چلنا، اور نماز کے بعد مساجد میں بیٹھنا، اور ناپسندیدہ حالتوں (مثلاً سردی وغیرہ) میں وضو خوب اچھی طرح کرنا، رب تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر کن چیزوں میں (گناہ معاف ہوتے ہیں)؟ میں نے عرض کیا کہ (دوسروں اور ضرورت مندوں کو) کھانا کھلانے میں اور نرم کلام کرنے میں اور رات کو (تہجد کی) نماز پڑھنے میں، جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

رب تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ دعاء کیجئے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ! میں آپ سے اچھے کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے چھوڑنے کا اور مساکین (یعنی عاجزی اختیار کرنے والوں اور غریبوں) کی محبت اور اپنی مغفرت اور اپنے اوپر رحم کئے جانے کا سوال کرتا ہوں، اور جب آپ کسی قوم میں فتنہ (وعذاب) کا ارادہ کریں تو مجھے فتنہ میں مبتلا کئے بغیر وفات دے دیجئے، اور میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں، اور ان لوگوں کی محبت کا جو آپ سے محبت کرتے ہیں (یعنی نیک صالح لوگوں کی) اور ایسے عمل کی محبت کا جو مجھے آپ کی محبت کے قریب کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (کلمات) حق ہیں، پس تم ان کو پڑھو، پھر ان (کے معانی) کا علم حاصل کرو (ترمذی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اور سندوں کے ساتھ بھی مروی ہے۔ ۱

۱۔ حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي، ثنا محمد بن سعيد بن سويد، ثنا أبي، عن عبد الرحمن بن إسحاق، عن عبد الرحمن بن أبي ليلي، عن معاذ بن جبل، رضي الله عنه قال: أبطأ عنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الفجر حتى كادت أن تدر كنا الشمس، ثم خرج فصلى بنا فخفف في صلاته، ثم انصرف فأقبل علينا بوجه فقال: "علي مكانكم أخبركم ما أبطأني عنكم في هذه الصلاة، إني صليت في ليلتي هذه ما شاء الله عز وجل، ثم ملكتي عيني فتمت فرأيت ربي عز وجل في أحسن صورة وأجملها، فقال: يا محمد، قلت: لبيك يا رب، قال: فيم يختصم الملائ الأعلی؟ قلت: لا أدري، ثم قال: يا محمد، قلت: لبيك يا رب، قال: فيم يختصم الملائ الأعلی؟ قلت: لا أدري يا رب، فوضع كفه بين كفتي فوجدت برد أنامله بين ثديي فعلمت من كل شيء وبصرته، ثم قال: يا محمد، قلت: لبيك، قال: فيم يختصم الملائ الأعلی؟ قلت: في الكفارات، قال: وما هن؟ قلت: المشي على الأقدام إلى الجماعات، وإسباغ الوضوء في السبرات، قال: وما الدرجات؟ قلت: إطعام الطعام، ولين الكلام، والصلاة بالليل والناس نيام، قال: سل، قلت: اللهم إني أسألك فعل الخيرات، وترك المنكرات، وحب المساكين، وأن تغفر لي وترحمي، وإذا أردت فتنة بين خلقك فجني إليك غير مفتون، اللهم إني أسألك حبك وحب من أحبك، وحب عمل يقربني إلى حبك (الدعاء للطبراني، رقم الحديث ۱۴۱۵، المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۲۹۰)

أخبرنا أبو حفص عمر بن محمد الفقيه بخاري، ثنا صالح بن محمد بن حبيب الحافظ، ثنا محمد

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اس طرح کا مضمون حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی حدیث میں بھی آیا ہے۔ ۱

### ﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بن سعید بن سوید القرشی، بالكوفة، حدثني أبي، ثنا عبد الرحمن بن إسحاق، عن محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن أبيه، عن معاذ بن جبل، رضي الله عنه، قال: أبطأ عنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بصلاة الفجر حتى كادت أن تدر كنا الشمس، ثم خرج فصلي بنا فخفف في صلاته، ثم انصرف، فأقبل علينا بوجهه، فقال: "على مكانكم أخبركم ما أبطأني عنكم اليوم في هذه الصلاة، إنني صليت في ليلتي هذه ما شاء الله، ثم ملكتنى عيني، فتمت فرأيت ربي تبارك وتعالى فألهمني أن قلت: اللهم إني أسألك الطيبات، وتركت المنكرات، وحب المساكين، وأن تتوب علي، وتغفر لي، وترحمني، وإذا أردت في خلقك فتنة فنجني إليك منها غير مفتون، اللهم وأسألك حبك، وحب من يحبك، وحب عمل يقربني إلى حبك"، ثم أقبل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: تعلمون وادرسوهن فإنهن حق (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۹۱۳)

۱۔ حدثنا الحسن بن علي المعمری، ثنا سليمان بن محمد المبارکی، ثنا حماد بن ذلیل، عن سفيان بن سعيد الثوري، عن قيس بن مسلم، عن طارق بن شهاب، أو عبد الرحمن بن سابط قال حماد بن ذليل: وحدثني الحسن بن صالح بن حي، عن عمرو بن مرة، عن عبد الرحمن بن سابط، عن أبي ثعلبة الخشني، عن أبي عبيدة بن الجراح، رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "رأيت ربي عز وجل في أحسن صورة فقال: فيم يختصم المأ الأعلى؟ قلت: لا أدري، فوضع يده بين كتفي حتى وجدت برد أنامله، ثم قال: فيم يختصم المأ الأعلى؟ قلت: في الكفارات والدرجات، قال: وما الكفارات؟ قلت: إسباغ الوضوء في السبرات، ونقل الأقدام إلى الجماعات، وانتظار الصلاة بعد الصلاة، قال: فما الدرجات؟ قلت: إطعام الطعام، وإفشاء السلام، وصلاة بالليل والناس نيام، قال: قل، قال: قلت: ما أقول؟ قال: قل: اللهم إني أسألك عملا بالحسنات، وتركا للمنكرات، وإذا أردت في قوم فتنة وأنا فيهم فأقبضني إليك غير مفتون (الدعاء للطبراني، رقم الحدیث ۱۴۱۶)

أبناؤه عبد الملك بن محمد بن عبد الله الواعظ. أبناؤه عبد الباقي بن قانع الحافظ، حدثنا محمد بن علي بن المديني، حدثنا أبو داود المباركي، حدثنا حماد بن ذليل، حدثنا سفيان بن سعيد عن قيس بن مسلم، عن طارق بن شهاب. وحدثنا الحسن بن عمارة عن عمرو بن مرة عن عبد الرحمن بن سابط عن أبي ثعلبة الخشني، عن أبي عبيدة بن الجراح، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: رأيت ربي تعالى في أحسن صورة فقال فيم يختصم المأ الأعلى؟ قلت: لا أدري. وذكر الحدیث (تاریخ بغداد، ج ۸ ص ۱۴۷)

قال الالباني: أخرجه الطبراني في "الدعاء: حدثنا الحسن بن علي المعمری: ثنا سليمان بن محمد المبارکی: ثنا حماد بن ذليل عن سفيان بن سعيد الثوري عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب، أو

﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اس طرح کی حدیث مروی ہے۔ ۱  
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی بعض روایات میں کچھ فرق بھی پایا جاتا ہے، جن کی سندوں پر محدثین نے کلام کیا ہے۔ ۲

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عبد الرحمن بن سابط . قال حماد بن ذلیل : وحدثني الحسن بن صالح بن حي عن عمرو بن مرة عن عبد الرحمن بن سابط عن أبي ثعلبة الخشني عن أبي عبيدة بن الجراح -رضي الله عنه -عن النبي -صلى الله عليه وسلم -قال ... : فذكره .

وأخرجه الخطيب في "التاريخ من طريق الطبراني، ولكنه زاد في أوله": لما كان ليلة أسرى بي رأيت ربي " ... الحديث.

وهذه الزيادة شاذة، لمخالفتها لكتاب الطبراني أولاً، ولأن الخطيب عقب عليها من طريق أخرى عن محمد بن علي بن المديني : حدثنا أبو داود المباركي به .

وابن المديني هذا لم أعرفه، لكن تابعه الحسن بن علي المعمرى كما تقدم، وهو من شيوخ الطبراني الثقات، ومن فوقه ثقات من رجال مسلم، غير حماد بن ذليل، وهو صدوق كما في "التقريب"، وقال الذهبي في "الكاشف": "ثقة، جاور"، فالسند صحيح (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۳۱۶۹)

۱۔ حدثنا سلمة بن شبيب، وعبد بن حميد، قالوا : حدثنا عبد الرزاق، عن معمر، عن أيوب، عن أبي قلابة، عن ابن عباس، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " أتاني الليلة ربي تبارك وتعالى في أحسن صورة، -قال أحسبه في المنام -فقال : يا محمد هل تدري فيم يختصم الملاء الأعلى؟ " قال : " قلت : لا "، قال : فوضع يده بين كتفي حتى وجدت بردها بين ثديي أو قال " : في نحري، فعلمت ما في السموات وما في الأرض، قال : يا محمد، هل تدري فيم يختصم الملاء الأعلى؟ قلت : نعم، في الكفارات، والكفارات المكث في المساجد بعد الصلاة، والمشي على الأقدام إلى الجماعات، وإسباغ الوضوء في المكاره، ومن فعل ذلك عاش بخير ومات بخير، وكان من خطيئته كيوم ولدته أمه، وقال : يا محمد، إذا صليت فقل : اللهم إني أسألك فعل الخيرات، وترك المنكرات، وحب المساكين، وإذا أردت بعبادك فتنة فاقبضني إليك غير مفتون، قال : والدرجات إفشاء السلام، وإطعام الطعام، والصلاة بالليل والناس نيام : " وقد ذكروا بين أبي قلابة، وبين ابن عباس في هذا الحديث رجلاً وقد رواه قتادة، عن أبي قلابة، عن خالد بن اللجلاج، عن ابن عباس (سنن الترمذی، رقم الحديث ۳۲۳۳)

۲۔ حدثنا محمد بن بشار قال : حدثنا معاذ بن هشام قال : حدثني أبي، عن قتادة، عن أبي قلابة، عن خالد بن اللجلاج، عن ابن عباس، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : " أتاني ربي في أحسن صورة، فقال : يا محمد، قلت : لبيك ربي وسعديك، قال : فيم

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے کی احادیث، حضرت عبدالرحمن بن عائش، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت ابوامامہ، حضرت ابن عباس اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہم کی سندوں سے بھی مروی ہیں، جن میں باہم کچھ الفاظ کا فرق بھی پایا جاتا ہے۔ ۱

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

يختصم المأ الأعلى؟ قلت: رب لا أدري، فوضع يده بين كتفي فوجدت بردها بين ثديي فعلمت ما بين المشرق والمغرب، فقال: يا محمد، فقلت: ليبيك وسعديك، قال: فيم يختصم المأ الأعلى؟ قلت: في الدرجات والكفارات، وفي نقل الأقدام إلى الجماعات، وإسباغ الوضوء في المكروهات، وانتظار الصلاة بعد الصلاة، ومن يحافظ عليهن عاش بخير ومات بخير، وكان من ذنوبه كيوم ولدته أمه (سنن الترمذی، رقم الحديث ۳۲۳۲)

قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه. وفي الباب عن معاذ بن جبل، وعبد الرحمن بن عائش عن النبي صلى الله عليه وسلم وقد روى هذا الحديث عن معاذ بن جبل، عن النبي صلى الله عليه وسلم بطوله وقال: "إني نعست فاستثقلت نوما فرأيت ربي في أحسن صورة؟ فقال: فيم يختصم المأ الأعلى.

وقال الالبانی: قلت: ورجالہ کلہم ثقات رجال الشیخین غیر خالد بن اللجلاج وقد وثقه ابن حبان وروى عنه جمع من الثقات ولا مانع أن يكون له إسنادان هذا أحدهما والآخر الذي قبله. والله أعلم (ظلال الجنة في تخريج السنة لابن أبي عاصم، تحت رقم الحديث ۳۸۸)

۱۔ ثنا أبو بكر بن أبي شيبة، ثنا يحيى بن أبي بكير، ثنا إبراهيم بن طهمان، ثنا سماك بن حرب، عن جابر بن سمره، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن الله تعالى تجلّى لي في أحسن صورة، فسألني فيما يختصم المأ الأعلى؟ قال: قلت: ربي لا أعلم به، قال: فوضع يده بين كتفي، حتى وجدت بردها بين ثديي - أو وضعها بين ثديي حتى وجدت بردها بين كتفي - فما سألتني عن شيء إلا علمته (كتاب السنة لابن أبي عاصم، رقم الحديث ۲۶۵، "باب" حديث: "إن الله تجلّى لي في أحسن صورة")

قال الالبانی: إسناد حسن رجاله ثقات رجال الشیخین غیر سماک بن حرب فهو من رجال مسلم وحده وفيه كلام كما تقدم بيانه قبل حديث. والحديث له شاهد من حديث معاذ وغيره وقد مضى تخريجه تحت رقم ۳۸۸ (ظلال الجنة في تخريج السنة لابن أبي عاصم)

ثنا يوسف بن موسى، ثنا جرير، عن ليث، عن ابن سابط، عن أبي أمامة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: تراءى لي ربي في أحسن الصورة، ثم ذكر الحديث (كتاب السنة لابن أبي عاصم، رقم الحديث ۲۶۶، "باب" حديث: "إن الله تجلّى لي في أحسن صورة")

قال الالبانی: حديث صحيح بما قبله وما بعده ورجالہ ثقات غیر لیث وهو ابن أبي سليم وكان

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور حضرت ام طفیل رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی خواب

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اختلط و قد مضى برقم ۳۸۹ بعض تمام هذا الحديث (ظلال الجنة في تخريج السنة لابن ابى عاصم)

حدثنا محمد بن إسحاق بن راهويه، ثنا أبى، ثنا جرير، عن ليث، عن ابن سابط، عن أبى أمامة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "أتانى ربي في أحسن صورة، فقال: يا محمد، فقلت: لبيك وسعديك، قال: فيم يختصم الملائة الأعلى؟ قلت: لا أدري، فوضع يده على ثديي، فعلمت في مقامي ذلك ما سألتني عنه من أمر الدنيا والآخرة، فقال: فيم يختصم الملائة الأعلى؟ قلت: في الدرجات والكفارات، فأما الدرجات: فإبلاغ الوضوء في السبرات، وانتظار الصلاة بعد الصلوات، قال: صدقت، من فعل ذلك عاش بخير ومات بخير، وكان من خطيئته كما ولدته أمه، وأما الكفارات: فإطعام الطعام، وإفشاء السلام وطيب الكلام، والصلاة والناس نيام، ثم قال: اللهم إني أسألك عمل الحسنات، وترك السيئات، وحب المساكين، ومغفرة، وأن تتوب علي، وإذا أردت في قوم فتنة، فنجنى غير مفتون (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۸۱۷)

حدثنا هشام بن عمار، ثنا الوليد بن مسلم، وصدقة، قال: ثنا ابن جابر، قال: مر بنا خالد بن اللجلاج، فدعاه مكحول، فقال له: يا أبا إبراهيم حدثنا حديث عبد الرحمن بن عائش، قال: سمعت عبد الرحمن بن عائش، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربي في أحسن الصورة (كتاب السنة لابن أبى عاصم، رقم الحديث ۳۶۷، "باب حديث": إن الله تجلى لى في أحسن صورة)

قال الالبانى: حديث صحيح وهو الطرف الأول للحديث المتقدم بهذا الإسناد ۲۸۸ إلا أنه لم يذكر فيه هناك الوليد بن مسلم. وتقدم تخريجه هناك مع بيان ان عبد الرحمن بن عائش لم تثبت له حجته (ظلال الجنة في تخريج السنة لابن ابى عاصم)

ثنا يحيى بن عثمان بن كثير، ثنا زيد بن يحيى، ثنا ابن ثوبان، ثنا أبى، عن مكحول، وابن أبى زكريا، عن ابن عائش الحضرمي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أتانى ربي الليلة في أحسن صورة (كتاب السنة لابن أبى عاصم، رقم الحديث ۳۶۸، "باب حديث": إن الله تجلى لى في أحسن صورة)

قال الالبانى: حديث صحيح بما قبله وما بعده ورجاله ثقات لكن ابن عائش لم تثبت له صحة كما سبق. وابن أبى زكريا اسمه عبد الله أبو يحيى الشامى. وابن ثوبان هو عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان العنسى الدمشقى (ظلال الجنة في تخريج السنة لابن ابى عاصم)

ثنا أبو موسى، ثنا معاذ بن هشام، ثنا أبى، عن قتادة، عن أبى قلابة، عن خالد بن اللجلاج، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رأيت ربي عز وجل في

﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

میں زیارت کرنے کی حدیث مروی ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أحسن صورة (كتاب السنة لابن أبي عاصم، رقم الحديث ۴۶۹، "باب" حديث: "إن الله تجلى لي في أحسن صورة)

قال الالبانى: إسناده صحيح على ما رجحنا فيما تقدم ۳۸۸ من توثيق خالد بن اللجلاج وسائر رجاله ثقات رجال الشيخين كما تقدم هناك. والحديث أخرجه الترمذى ۲۱۵/۲ حدثنا محمد بن بشار حدثنا معاذ بن هشام به وقال: حديث حسن غريب من هذا الوجه (ظلال الجنة في تخريج السنة لابن أبي عاصم)

ثنا عبيد الله بن فضالة، ثنا عبد الله بن صالح، ثنا معاوية بن صالح، عن أبي يحيى، عن أبي يزيد، عن أبي سلام الأسود، عن ثوبان، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن ربي أتاني الليلة في أحسن صورة. وفي هذه الأخبار: ووضع يده بين كتفي (كتاب السنة لابن أبي عاصم، رقم الحديث ۴۷۰، "باب" حديث: "إن الله تجلى لي في أحسن صورة)

قال الالبانى: حديث صحيح بما تقدم له من الشواهد ورجاله ثقات على ضعف في عبد الله بن صالح غير أبي يحيى فيأني لم أعرفه وأبي يزيد واسمه غيلان بن أنس الكلبي روى عنه جمع من الثقات ولم يذكره توثيقه عن أحد. وأبو سلام الأسود اسمه ممطور (ظلال الجنة في تخريج السنة لابن أبي عاصم)

حدثنا بكر بن سهل، ثنا عبد الله بن صالح، حدثني معاوية بن صالح، عن أبي يحيى سليم يعني ابن عامر عن أبي يزيد، عن أبي سلام الأسود، عن ثوبان، رضى الله عنه قال: خرج إلينا رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد صلاة الصبح فقال: إن ربي تعالى أتاني الليلة في أحسن صورة فقال لي: يا محمد، هل تدري فيم يختصم الملائة الأعلى؟ قلت: لا أعلم يا رب، فوضع كفه بين كتفي حتى وجدت برد أنامله في صدرى، فتجلى لي ما بين السماء والأرض، قال: قلت: نعم يا رب يختصمون في الكفارات والدرجات قال: فأما الدرجات فإطعام الطعام، وبذل السلام، وقيام بالليل والناس نيام، وأما الكفارات فمشى على الأقدام إلى الجماعات، وإسباغ الوضوء في الكراهيات، وجلوس في المساجد خلف الصلوات، قال: ثم قال لي: يا محمد، قل نسمع وسل تعطه، قال: قل: اللهم إني أسألك فعل الخيرات، وترك المنكرات، وحب المساكين، وأن تغفر لي وترحمني، وإذا أردت في قوم فتنة فتوفني إليك وأنا غير مفتون، اللهم إني أسألك حبك، وحب من يحبك، وحب عمل يبلغني حبك (الدعاء للطيراني، رقم الحديث ۱۴۱۷)

۱۔ ثنا إسماعيل بن عبد الله، ثنا نعيم بن حماد، ويحيى بن سليمان، قالوا: حدثنا عبد الله بن وهب، عن عمرو بن الحارث، عن سعيد بن أبي هلال حدثه، أن مروان بن عثمان حدثه، عن عمارة بن عامر، عن أم الطفيل امرأة أبي بن كعب، قالت: سمعت رسول الله

﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت ابورافع، حضرت ابو ہریرہ، اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کی سندوں سے بھی اس طرح کی احادیث مروی ہیں، جن سب سے مجموعی طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رب تعالیٰ کی خواب میں زیارت کرنے کا ثبوت ہوتا ہے۔ ۱

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

صلی اللہ علیہ وسلم یقول: رأیت ربی فی المنام فی أحسن صورة، وذكر کلام (کتاب السنة لابن ابی عاصم، رقم الحدیث ۴۷۱، باب حدیث: " رأیت ربی فی المنام فی أحسن صورة )

قال الالبانی: حدیث صحیح بما قبله وإسناده ضعیف مظلم عمارة بن عامر أورده ابن ابی حاتم من هذه الروایة ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا. ومروان بن عثمان هو ابن ابی سعید بن المعلى الأنصارى الزرقى ضعيف كما فى "التقريب". وذكر المزى فى "التهدیب" انه روى عن أم الطفیل امرأة ابی بن کعب فتعقبه الحافظ فى "تهذيبه" بقوله: وفيه نظر فإن روايته إنما هى عن عمارة بن عمرو بن حزم عن أم الطفیل امرأة ابی فى الرؤیة وهو متن منكر. كذا قال: ابن عمرو بن حزم. وإنما هو ابن عامر كما تراه فى الكتاب وكذلك هو عند ابن ابی حاتم كما سبقت الإشارة إليه (ظلال الجنة فى تخريج السنة لابن ابی عاصم)

۱۔ حدثنا جعفر بن محمد بن مالک الفزارى الكوفى، ثنا عباد بن يعقوب الأسدى، ثنا عبد الله بن إبراهيم بن الحسين بن على بن الحسن، عن أبيه، عن جده، عن عبيد الله بن أبى رافع، عن أبى رافع، قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مشرق اللون، فعرف السرور فى وجهه، فقال: " رأيت ربى فى أحسن صورة، فقال لى: يا محمد، أتدرى فىم يختصم الملاء الأعلى؟ فقلت: يا رب، فى الكفارات، قال: وما الكفارات؟ قلت: إبلاغ الوضوء أماكنه على الكراهيات، والمشى على الأقدام إلى الصلوات، وانتظار الصلاة بعد الصلاة (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحدیث ۹۳۸)

أخبرنا محمد بن الحسين الفارسى، قال: ثنا عبد الله بن الحسين بن جمعة، بدمشق قال: ثنا أبو أمية محمد بن إبراهيم قال: ثنا مؤمل، يعنى ابن إسماعيل، عن عبد الله، يعنى ابن أبى حميد، عن أبى المليح، عن أبى هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رأيت ربى فى منامى فى أحسن صورة (شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، المؤلف: أبو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبرى الرازى اللالكائى، رقم الحدیث ۹۱۹)

أخبرنا خيشمة، ثنا محمد بن إبراهيم بن كثير، ثنا مؤمل، ثنا عبيد الله بن أبى المليح، عن أبى مليح، عن أبى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربى عز وجل فى منامى فى أحسن صورة، فقال لى: يا محمد. قلت: لبيك وسعديك. قال: هل تدرى فىم يختصم الملاء الأعلى؟ قلت: لا، يا رب. فوضع يده بين كفتى

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور ان میں سے بعض احادیث کی سندوں پر محدثین نے کلام کیا ہے، لیکن بعض احادیث سند کے لحاظ سے صحیح یا حسن درجہ میں داخل ہیں، اور یہ احادیث ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں، جس کی وجہ سے کئی ضعیف احادیث کا ضعف دور ہو جاتا ہے، اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر سند کے لحاظ سے صحیح یا حسن درجہ میں داخل ہو جاتی ہیں۔ ۱

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

حتی وجدت بردھا بین ثدی (الرد علی الجھمیة لابن مندہ، رقم الحدیث ۸۰)  
 حدثني أبو محمد الحسن بن رشيق ، بمصر ، حدثنا أبو العباس أحمد بن يحيى بن زكير  
 البزار ، حدثنا عبد الرحمن بن خالد بن نجيح ، حدثنا أبي ، حدثنا الليث بن سعد ، عن  
 إسحاق بن عبد الله بن أبي فروة ، عن مكحول ، عن أنس بن مالك ، أن رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم قال : رأيت ربي عز وجل في منامي في أحسن صورة كالشباب  
 الموفر على كرسی الكرامة ، حوله فراش من ذهب ، فوضع يده بين كفتي ، فوجدت  
 بردها على كبدی ، فقال لی : يا محمد ، هل تدري فيم يختصم الملائ الأعلی ؟ قال :  
 قلت : أنت يا رب أعلم ، قالها ثلاث مرات ، وكل ذلك أقول : أنت أعلم ، فقال لی :  
 اختصموا في الكفارات ، وفي الدرجات ، فأما الكفارات : فإسباغ الوضوء في السبرات  
 ، والمشي على الأقدام إلى الجمعات ، والجلوس في المساجد لانتظار الصلوات ، وأما  
 الدرجات : فإفشاء السلام ، وإطعام الطعام ، والصلوة بالليل والناس نيام (الرؤية  
 للدارقطني، رقم الحدیث ۲۳۰)

۱ و ذکر أبو بکر الأثرم فی کتاب العلل : سألت أحمَد عن حدیث عبد الرحمن بن عایش الذي  
 روى عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " : رأيت ربي في أحسن صورة " فقال : يضطرب في إسناده  
 لأن معمراروى عن أيوب، عن أبي قلابة، عن ابن عباس، عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وروى معاذ  
 بن هشام، عن أبيه، عن قتادة، عن أبي قلابة، عن خالد بن اللجلاج، عن ابن عباس، عن النبي، صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورواه حماد بن سلمة، عن قتادة، عن عكرمة، عن ابن عباس، عن النبي، صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورواه يوسف بن عطية، عن قتادة، عن أنس، عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورواه عبد  
 الرحمن بن زيد، عن جابر، عن خالد بن اللجلاج، عن عبد الرحمن بن عایش، سمعت النبي، صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورواه يزيد بن يزيد بن جابر، عن خالد بن اللجلاج، عن عبد الرحمن بن عایش، عن  
 رجل من أصحاب النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورواه يحيى بن أبي كثير، فقال : عن ابن عباس، عن  
 مالك بن يخامر، عن معاذ بن جبل، عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأصل الحديث واحد، وقد  
 اضطربوا فيه وظاهر هذا الكلام من أحمَد التوقف في طريقه لأجل الاختلاف فيه، ولكن ليس هذا  
 الكلام مما يوجب تضعيف الحديث على طريقة الفقهاء (إبطال التاويلات لأخبار الصفات، للقاضي  
 ابي يعلى محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء، رقم الحدیث ۱۳۶)

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور مختلف احادیث میں نیند یا خواب کی وضاحت پائے جانے کی وجہ سے ظاہر یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کی زیارت خواب میں فرمائی ہے۔

اور بعض روایات میں جو اس زیارت کے معراج کی رات میں بحالتِ بیداری کرنے کا ذکر پایا جاتا ہے، وہ محدثین کے قواعد کے مطابق سند کے اعتبار سے مضبوط و مستند نہیں ہیں۔ ۱

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

(حدیث) " رأیت ربی فی المنام فی أحسن صورة شابا موفرا رجلا فی خضرة علیہ نعلان من ذهب علی وجهه فراش من ذهب " (خط) من حدیث أم الطفیل امرأة أبی وفيه نعیم بن حماد، وقال ابن عدی: یضع الحدیث، ومروان بن عثمان وعمارۃ بن عامر مجهولان (تعقب) بأن عمارۃ ذکره البخاری فی الضعفاء، وقال ابن حبان لم یسمع من أم الطفیل، وسماه الطبرانی، فقال: عمارۃ بن عامر بن حزم الأنصاری، ومروان روى له النسائی وضعفه أبو حاتم، وما وسم بکذب، فانفتت الجهالة عنهما، وأما نعیم فأحد الأئمة الأعلام روى له البخاری وأبو داود والترمذی وابن ماجه، ولم ینفرد بهذا بل تابعه جماعة، أخرج أحادیثهم الطبرانی فی السنة، وله شاهد عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس من طرق راوها الطبرانی أيضا (قلت) ورواه الترمذی وقال حسن غریب والله أعلم. وروی عن أبی زرعۃ الرازی أنه صححه، ورواه الطبرانی أيضا من حدیث معاذ بن عفرأ ومن حدیث عائشة معلقا، والمدارقطنی فی الأفراد من حدیث أنس (قلت) وجاء من حدیث جابر بن سمرة وأبى أمامة وعبد الرحمن بن عائش وعائذ الحضرمی وثوبان، أخرجه ابن أبی عاصم فی السنة، وقال البیهقی: روى من أوجه كلها ضعيفة وكفى فی التعقیب علی ابن الجوزی أنه هو نفسه ذكره فی الواهيات، وما كان من هذه الروایات غیر مقید بالمنام فینبغی أن یحمل علیه لتتفق الروایات ویزول الإشكال والله أعلم (تنزیه الشریعة المرفوعة عن الأخبار الشنیعة الموضوعة، ج ۱، ص ۱۳۵، تحت رقم الحدیث ۳۱)

۱ قال أبو عمر قوله فی هذا الحدیث رأیت ربی معناه عند أهل العلم فی منامه والله أعلم (التمهید لما فی الموطأ، لابن عبد البر، ج ۲۳، ص ۳۲۱)

ومما یشبه المثال العلمی رؤیة الرب تعالیٰ فی المنام، فإنه یرى فی صور مختلفة، یراه کل عبد علی حسب إیمانه، ولما كان النبى -صلى الله علیه وسلم- أعظم إیماننا من غیره رآه فی أحسن صورة، وهى رؤیة منام بالمدينة، كما نطقت بذلك الأحادیث الماثورة عنه، وأما ليلة المعراج فلیس فی شیء من الأحادیث المعروفة أنه رآه ليلة المعراج، لكن روى فی ذلك حدیث موضوع باتفاق أهل العلم بالحدیث، رواه الخلال من طریق أبی عبید، وذكره القاضی أبو یعلیٰ فی "إبطال التأویل"، والذى نص علیه الإمام أحمد فی الرؤیة هو ما جاء عن النبى -صلى الله علیه وسلم-، وما قاله أصحابه، فتارة یقول: رآه بفؤاده متبعا لأبى ذر؛ فإنه روى بإسناده عن أبى ذر -رضی الله عنه-: أن النبى -صلى الله علیه وسلم- رأى ربه بفؤاده.

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور یہ شبہ کرنا درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہیں، پھر خواب میں اللہ تعالیٰ کی کیسے زیارت ہوئی؟

کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں جو شکل والی نہیں ہوتیں، وہ خواب میں شکل کی صورت میں دکھائی دیا کرتی ہیں، اور خواب میں بہت سی ایسی چیزیں بھی متشکل ہو کر نظر آ جایا کرتی ہیں، جن کو بیداری اور جاگنے کی حالت میں دیکھنا عادتاً ممکن نہیں ہوتا۔

### ﴿ گزشتہ صفحے کا ایتھہ حاشیہ ﴾

وقد ثبت في صحيح مسلم: أن أبا ذر سأل النبي -صلى الله عليه وسلم-: هل رأيت ربك؟ فقال: "نوراني أراه. ولم ينقل هذا السؤال عن غير أبي ذر. وأما ما يذكره بعض العامة من أن أبا بكر -رضي الله عنه- سأل النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: "نعم رأيتنه"، وأن عائشة سألته، فقال: "لم أره" فهو كذب، لم يروه أحد من أهل العلم، ولا يجيب النبي -صلى الله عليه وسلم- عن مسألة واحسنة بالنفسى والإثبات مطلقاً، فهو منزّه عن ذلك فلما كان أبو ذر أعلم من غيره اتبعه أحمد، مع ما ثبت في الصحيح عن ابن عباس أنه قال: رأاه بفؤاده مرتين. وتارة يقول أحمد: رأاه. فيطلق اللفظ ولا يقيد به (عين ولا قلب) (\*). اتباعاً للحديث، وتارة يستحسن قول من يقول: رأاه. ولا يقول بعين ولا قلب (\*). ولم ينقل أحد من أصحاب أحمد الذين باشروه عنه أنه قال: رأاه بعينه، وقد ذكر ما نقلوه عن أحمد الخلال في كتاب "السنة" وغيره.

وكذلك لم ينقل أحد بإسناد صحيح عن ابن عباس أنه قال: "رأاه بعينه"، بل الثابت عنه إما الإطلاق، وإما التقييد بالفؤاد.

وقد ذكر طائفة من أصحاب أحمد، كالقاضي أبي يعلى ومن اتبعه عن أحمد ثلاث روايات في رؤيته تعالى: إحداها: أنه رأاه بعينه، واختاروا ذلك. وكذلك اختاره الأشعري وطائفة. ولم ينقل هؤلاء عن أحمد لفظاً صريحاً بذلك، ولا عن ابن عباس، ولكن المنقول الثابت عن أحمد من جنس النقول الثابتة عن ابن عباس: إما تقييد الرؤية بالقلب، وإما إطلاقها، وأما تقييدها بالعين فلم يثبت لا عن أحمد ولا عن ابن عباس.

وأما من سوى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقد ذكر الإمام أحمد اتفاق السلف على أنه لم يره أحد بعينه، وقد ثبت في صحيح مسلم عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: "واعلموا أن أحداً منكم لن يرى ربه حتى يموت"، وهذا لبسطه موضع آخر.

وإنما المقصود هنا أن كثيراً من السالكين يرد عليه من الأحوال ما يصطلمه، حتى يظن أنه هو الحق، وأن الحق فيه، أو أن الحق يتكلم على لسانه، أو أنه يرى الحق، أو نحو ذلك، وإنما يكون الذى يشاهدونه ويخاطبونه هو الشيطان، وفيهم من يرى عرشاً عليه نور، ويرى الملائكة حول العرش، ويكون ذلك الشيطان، وتلك الشياطين حوله، وقد جرى هذا لغير واحد (منهاج السنة النبوية فى نقض كلام الشيعة القدرية. لابن تيمية، ج ۵، ص ۳۸۳، ۳۸۸، الكلام على رؤية الله تعالى)



اور احادیث میں جو اللہ تعالیٰ کی ہتھیلی وغیرہ کا ذکر ہے، تو اس کی کھود کرید میں پڑنے کے بجائے، اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہئے، اور یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے، جو اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ہے، جیسی اس کی ذات ہے، ویسا ہی اس کا ہاتھ ہے، پھر آخرت میں اہل جنت کے اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت بھی پوری طرح منکشف ہو جائے گی۔ ۱

۱۔ عن معاذ قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: (رأيت ربي عز وجل في أحسن صورة) : الظاهر أن هذا الحديث مستند إلى رؤيا رآها رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فإنه روى الطبراني بإسناده، عن مالك بن يخامر، عن معاذ بن جبل، قال: احتبس علينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صلاة الغدوة، حتى كادت الشمس تطلع، فلما صلى الغدوة قال: (إني صليت الليلة ما قضى ربي ووضعت جنبي في المسجد فأتاني ربي في أحسن صورة) ، وعلى هذا لم يكن فيه إشكال إذ الرائي قد يرى غير المتشاكل متشكلا، والمتشاكل بغير شكله، ثم لم يعد ذلك بخلل في الرؤيا ولا في خلد الرائي، بل له أسباب أخر تذكر في علم المنام، أى: التعبير، ولولا تلك الأسباب لما افتقرت رؤيا الأنبياء عليهم السلام إلى تعبير، وإن كان في اليقظة وعليه ظاهر ما روى أحمد بن حنبل، فإنه فيه: ( فنعمت في صلاتي حتى استيقظت فإذا أنا بربي عز وجل في أحسن صورة ) ، الحديث، فذهب السلف في أمثال هذا الحديث إذا صح أن يؤمن بظاهره، ولا يفسر بما يفسر به صفات الخلق، بل ينفي عنه الكيفية ويوكل علم باطنه إلى الله تعالى، فإنه يرى رسوله ما يشاء من وراء أستار الغيب مما لا سبيل لعقولنا إلى إدراكه، لكن ترك التأويل في هذا الزمان مظنة الفتنة في عقائد الناس لفشو اعتقادات الضلال، وإن تأول بما يوافق الشرع على وجه الاحتمال لا القطع حتى لا يحمل على ما لا يجوز شرعا فله وجه، فقوله: في أحسن صورة يحتمل أن يكون معناه: رأيت ربي حال كوني في أحسن صورة وصفة من غاية إنعامه ولطفه على، أو حال كون الرب في أحسن صورة، وصورة الشيء ما يتميز به عن غيره، سواء كان عين ذاته أو جزئه المميز له عن غيره أو صفته المميزة، وكما يطلق ذلك في الجنة يطلق في المعاني يقال: صورة المسألة كذا، وصورة الحال كذا، فصورته تعالى -والله أعلم- ذاته المخصوصة المنزهة عن مماثلة ما عداه من الأشياء البالغة إلى أقصى مراتب الكمال، أو صفته المخصوصة به، أى: كان ربي أحسن إكراما ولطفا من وقت آخر كذا نقله الطيبي والتوربشتي، وقال ابن حجر: والظاهر أن رواية: حتى استيقظت تصحيف فإن المحفوظ من رواية أحمد والترمذى كما سيذكره المصنف حتى استيقظت اهـ.

ويؤيده أن تلك الرواية أصح من هذه قال بعضهم: ويحتمل أن يكون معنى رأيت: علمته وعرفته في أحسن صورة، وسمعت شيخنا الشيخ عطية السلمى ناقلا عن شيخه أبي الحسن البكرى أن لله تعالى تجليات صورية مع تنزه ذاته الأحادية عن المثلية، وكذا يندفع كثير من المتشابهات القرآنية والحديثية، والله أعلم (مرقاة المفاتيح، ج ۲، ص ۶۰۸، باب المساجد ومواضع الصلاة)

خلاصہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے، اور اس خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمدہ فضیلت والے کئی اعمال دیکھے ہیں، اور عالیشان دعاء بھی کی ہے، لہذا ان فضیلت والے اعمال کو اختیار کرنا چاہئے، اور اس مقبول و مبارک مسنون دعاء کا اہتمام کرنا چاہئے۔

## نبی ﷺ کا خواب میں اپنی مثال دیکھنا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ جِبْرِيلَ عِنْدَ رَأْسِي وَمِيكَائِيلَ عِنْدَ رِجْلِي، يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اضْرِبْ لَهُ مَثَلًا. فَقَالَ لَهُ: اِسْمِعْ سَمِعَهُ أُذُنَكَ، وَاعْقِلْ عَقْلَ قَلْبِكَ، إِنَّمَا مَثَلُكَ وَمَثَلُ أُمَّتِكَ، كَمَثَلِ مَلِكٍ اتَّخَذَ دَارًا، ثُمَّ بَنَى فِيهَا بَيْتًا، ثُمَّ جَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً، ثُمَّ بَعَثَ رَسُولًا يَدْعُو النَّاسَ إِلَى طَعَامِهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ أَجَابَ الرَّسُولَ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَرَكَ، فَاللَّهُ هُوَ الْمَلِكُ، وَالِدَارُ الْإِسْلَامُ، وَالْبَيْتُ الْجَنَّةُ، وَأَنْتَ يَا مُحَمَّدُ، الرَّسُولُ مَنْ أَجَابَكَ دَخَلَ الْإِسْلَامَ، وَمَنْ دَخَلَ الْإِسْلَامَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَكَلَ مِنْهَا (مسند رک حاکم) ۱

ترجمہ: ایک دن ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے) باہر تشریف لائے، اور فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا کہ جبریل میرے سر کے پاس ہیں، اور میکائیل میرے پیروں کے پاس ہیں، اُن میں سے ایک (فرشتہ)

۱ رقم الحدیث ۳۲۹۹.

قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه.

وقال الذہبی: صحیح.

دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ ان کی مثال بیان کرو، پھر اُس فرشتے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ آپ (توجہ سے) سنیے، آپ کے کان سنتے ہیں، اور آپ سمجھتے، آپ کا دل سمجھتا ہے (یعنی سونے ہوئے ہونے کی حالت میں آپ کے کان سننے اور دل سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں) بس آپ کی مثال اور آپ کی امت کی مثال اُس بادشاہ کی طرح ہے، جس نے ایک ملک تیار کیا، جس میں ایک گھر (محل یا قلعہ) بنایا، پھر اُس میں دسترخوان لگایا، پھر ایک قاصد (وداعی) کو بھیجا، جو لوگوں کو کھانے کی طرف بلا تا ہے، پس بعض لوگوں نے تو قاصد (وداعی) کی دعوت کو قبول کیا اور بعضوں نے قبول نہیں کیا، پس اللہ تو بادشاہ ہے، اور ملک اسلام ہے، اور گھر جنت ہے، اور آپ اے محمد، رسول و قاصد (وداعی) ہیں، جس نے آپ کی دعوت کو قبول کیا، وہ اسلام میں داخل ہوا، اور جو اسلام میں داخل ہوا، وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جو جنت میں داخل ہوگا، تو وہ جنت کے دسترخوان سے کھائے گا (حاکم)

اور بخاری کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَالدَّارُ الْجَنَّةُ، وَالِدَّاعِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَّقَ بَيْنَ النَّاسِ (بخاری، رقم الحديث ۷۲۸۱)

ترجمہ: پس گھر تو جنت ہے، اور دعوت دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پس جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی، تو اُس نے اللہ کی اطاعت کی (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوت دینا اللہ ہی کی طرف سے ہے) اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی، تو اُس نے اللہ کی نافرمانی کی (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

دعوت کا انکار کرنا اللہ ہی کا انکار کرنا ہے) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان فرق (کرنے والے) ہیں (کہ کون اللہ کی دعوت کو قبول کرے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و رضا کو حاصل کرتا ہے، اور کون انکار کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور ناراضگی میں مبتلا ہوتا ہے) (بخاری)

اور حضرت ربیعہ جرشی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَيِّدُ بَنِي دَارًا وَصَنَعَ مَأْذِبَةً فَأَرْسَلَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ، وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْذِبَةِ، وَرَضِيَ عَنْهُ السَّيِّدُ، وَمَنْ لَمْ يَجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ، وَلَمْ يَنْلِ الْمَأْذِبَةَ، وَسَخَطَ عَلَيْهِ السَّيِّدُ، فَالسَّيِّدُ اللَّهُ، وَالدَّاعِيُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْمَأْذِبَةُ الْجَنَّةُ (المعجم الكبير للطبرانی) ۱

ترجمہ: ایک بادشاہ نے گھر (یعنی محل یا قلعہ) بنایا اور دسترخوان لگایا، پھر ایک دعوت دینے والے کو بھیجا، پس جس نے دعوت دینے والے کی بات کو قبول کیا، تو وہ گھر (یعنی محل یا قلعہ) میں داخل ہوگا، اور دسترخوان سے کھائے گا، اور اس سے بادشاہ راضی ہوگا، اور جس نے دعوت دینے والے کی بات کو قبول نہیں کیا، تو وہ نہ گھر (یعنی محل یا قلعہ) میں داخل ہوگا، اور نہ دسترخوان سے کھائے گا اور اُس پر بادشاہ ناراض ہوگا، پس بادشاہ تو اللہ ہے، اور دعوت دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور دسترخوان جنت ہے (طبرانی، داری)

۱ رقم الحدیث ۴۵۹۷، واللفظ لہ؛ سنن الدارمی، رقم الحدیث ۱۱؛ ترمذی، رقم الحدیث ۲۸۶۰، ابواب الامثال، باب ما جاء فی مثل اللہ لعبادہ.

قال الترمذی: وقد روى هذا الحديث من غير هذا الوجه عن النبي صلى الله عليه وسلم بإسناد أصح من هذا: هذا حديث مرسل، سعيد بن أبي هلال لم يدرك جابر بن عبد الله وفي الباب عن ابن مسعود.

وقال الهيثمي: رواه الطبراني بإسناد حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۳۹۵۸، باب فی مثله ومثل من أطاعه صلى الله عليه وسلم)

اسی قسم کا مضمون حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۱  
فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب اور اس میں پیش کی گئی مثال سے نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی اہمیت و تاکید اور فضیلت اور آپ کی نافرمانی کی مذمت  
و بُرائی معلوم ہوئی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا، اللہ کی اطاعت  
کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی، اللہ کی نافرمانی میں داخل ہے۔

## نبی ﷺ کا چند لوگوں کو عذاب میں مبتلا دیکھنا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةَ الْغَدَاةِ ، أَقْبَلَ

۱۔ مثل سید بنی قصرائم جعل مأدبة فدعا الناس إلى طعامه وشرابه، فمن أجابه أكل  
من طعامه وشراب من شرابه ومن لم يجبه عاقبه - أو قال: عذبه (ترمذی، رقم الحدیث  
۲۸۶۱، ابواب الامثال، باب ما جاء فی مثل الله لعباده)

قال ابن حجر: قال الترمذی بعد تخریجه هذا حدیث مرسل سعید بن ابی ہلال لم یدرک جابر بن  
عبد اللہ قلت وفائدة ایراد البخاری له رفع التوهم عن یظن أن طریق سعید بن میناء موقوفة لأنه لم  
یصرح برفع ذلك إلى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتی بهذه الطريق لتصریحها ثم قال الترمذی  
وجاء من غیر وجه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاسناد أصح من هذا قال وفي الباب عن بن مسعود  
ثم ساقه بسنده إلى بن مسعود وصححه وقد بینت ما فیہ ایضا بحمد اللہ تعالیٰ ووصف الترمذی له  
بأنه مرسل یرید أنه منقطع بین سعید وجابر وقد اعتضد هذا المنقطع بحديث ربیعة الجرشی عند  
الطبرانی فإنه ینحو سیاقه وسنده جید وسعید بن ابی ہلال غیر سعید بن میناء الذی فی السند الأول  
وكل منهما مدنی لكن بن میناء تابعی بخلاف بن ابی ہلال والجمع بینهما إما بتعدد المرئی وهو  
واضح أو بانه منام واحد حفظ فیہ بعض الرواة ما لم یحفظ غیره وتقدم طریق الجمع بین اقتضاره  
على جبریل ومیکائیل فی حدیث وذكره الملائكة بصیفة الجمع فی الجنابین الدال على الكثرة فی  
آخر وظاهر رواية سعید بن ابی ہلال أن الرؤیا كانت فی بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقوله خرج  
علینا فقال انی رأیت فی المنام وفي حدیث بن مسعود أن ذلك كان بعد أن خرج إلى الجن فقرا  
علیهم ثم أغفی عند الصبح فجاؤوا إلیه حینئذ ویجمع بأن الرؤیا كانت علی ما وصف بن مسعود  
فلما رجع إلى منزله خرج علی أصحابه فقصها وما عدا ذلك فلیس بینهما منافاة إذ وصف  
الملائكة برجال حسان یشیر إلى أنهم تشکلوا بصورة الرجال (فتح الباری لابن حجر، کتاب  
الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِّنْكُمْ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ فَإِنْ كَانَ أَحَدٌ رَأَى تِلْكَ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَيْهِ، فَيَقُولُ فِيهَا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ: فَسَأَلْنَا يَوْمًا، فَقَالَ " هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِّنْكُمْ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ قَالَ: فَقُلْنَا: لَا، قَالَ: لَكِنَ أَنَا رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي، فَأَخَذَا بِيَدَيَّ، فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ فَضَاءٍ، أَوْ أَرْضٍ مُسْتَوِيَةٍ، فَمَرَّ بِي عَلَى رَجُلٍ، وَرَجُلٍ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِهِ بِيَدِهِ كَلُوبٌ مِّنْ حَدِيدٍ، فَيُدْخِلُهُ فِي شِدْقِهِ، فَيَشْقُقُهُ، حَتَّى يَبْلُغَ قَفَاهُ، ثُمَّ يُخْرِجُهُ فَيُدْخِلُهُ فِي شِدْقِهِ الْآخَرَ، وَيَلْتَمِسُ هَذَا الشِّدْقَ، فَهُوَ يَفْعَلُ ذَلِكَ بِهِ، قُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالَا: انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَإِذَا رَجُلٌ مُسْتَلْقٍ عَلَى قَفَاهُ، وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهِ فَهَرٌّ، أَوْ صَخْرَةٌ، فَيَشْدُخُ بِهَا رَأْسَهُ، فَيَتَدَهَّدِي الْحَجْرُ، فَإِذَا ذَهَبَ لِيَأْخُذَهُ عَادَ رَأْسَهُ كَمَا كَانَ، فَيَصْنَعُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالَا: انْطَلِقْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَإِذَا بَيْتٌ مَبْنِيٌّ عَلَى بِنَاءِ التَّنُورِ، أَعْلَاهُ صَبِيقٌ، وَأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ، يُوقَدُ تَحْتَهُ نَارٌ، فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، فَإِذَا أَوْقَدَتْ اِرْتَفَعُوا حَتَّى يَكَادُوا أَنْ يُخْرَجُوا، فَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوا فِيهَا، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ فَانْطَلَقْتُ، فَإِذَا نَهْرٌ مِّنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ، وَعَلَى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهْرِ، فَإِذَا دَنَا لِيَخْرُجَ، رَمَى فِي فِيهِ حَجْرًا، فَرَجَعَ إِلَى مَكَانِهِ، فَهُوَ يَفْعَلُ بِهِ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَا: انْطَلِقْ فَإِذَا رَوْضَةٌ خَضْرَاءُ، فَإِذَا فِيهَا شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ، وَإِذَا شَيْخٌ فِي أَصْلِهَا حَوْلَهُ صَبِيَّانَ، وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيبٌ مِّنْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ، فَهُوَ يَحْسُشُهَا وَيُوقَدُهَا، فَصَعِدَا بِي فِي الشَّجَرَةِ، فَأَدْخَلَانِي دَارًا لَمْ أَرْ دَارًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا،

فَإِذَا فِيهَا رِجَالٌ شُبُوحٌ وَشَبَابٌ، وَفِيهَا نِسَاءٌ وَصَبِيَّانٌ، فَأَخْرَجَانِي مِنْهَا، فَصَعِدَا بِي فِي الشَّجَرَةِ، فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ، وَأَفْضَلُ فِيهَا شُبُوحٌ وَشَبَابٌ، فَقُلْتُ لَهُمَا: إِنَّكُمَا قَدْ طَوَّفْتُمَانِي مِنْذُ اللَّيْلَةِ، فَأَخْبَرَانِي عَمَّا رَأَيْتُ، فَقَالَا: نَعَمْ، أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي رَأَيْتَ فَإِنَّهُ رَجُلٌ كَذَّابٌ، يَكْذِبُ الْكُذْبَةَ فَتُحْمَلُ عَنْهُ فِي الْأَفَاقِ، فَهُوَ يُصْنَعُ بِهِ مَا رَأَيْتَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يُصْنَعُ اللَّهُ بِهِ مَا شَاءَ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي رَأَيْتَ مُسْتَلْقِيًا، فَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ، فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ، وَلَمْ يَعْمَلْ بِمَا فِيهِ بِالنَّهَارِ، فَهُوَ يَفْعَلُ بِهِ مَا رَأَيْتَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَأَمَّا الَّذِي رَأَيْتَ فِي التَّنُورِ فَهُمْ الزُّنَاةُ، وَأَمَّا الَّذِي رَأَيْتَ فِي النَّهْرِ، فَذَآكَ أَكَلُ الرِّبَا، وَأَمَّا الشَّيْخُ الَّذِي رَأَيْتَ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ، فَذَآكَ إِبْرَاهِيمُ، وَأَمَّا الصَّبِيَّانُ الَّذِي رَأَيْتَ، فَأَوْلَادُ النَّاسِ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي رَأَيْتَ يُوقِدُ النَّارَ وَيَحْشُشُهَا فَذَآكَ مَالِكُ خَازِنُ النَّارِ، وَتِلْكَ النَّارُ، وَأَمَّا الدَّارُ الَّتِي دَخَلْتَ أَوَّلًا فَدَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَمَّا الدَّارُ الْأُخْرَى فَدَارُ الشُّهَدَاءِ، وَأَنَا جَبْرِيْلُ، وَهَذَا مِيكَائِيلُ، ثُمَّ قَالَ لِي: اِرْفَعْ رَأْسَكَ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا كَهَيْئَةِ السَّحَابِ، فَقَالَا لِي: وَتِلْكَ دَارُكَ، فَقُلْتُ لَهُمَا: دَعَانِي أَدْخُلُ دَارِي، فَقَالَا: إِنَّهُ قَدْ بَقِيَ لَكَ عَمَلٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ، فَلَوْ اسْتَكْمَلْتَهُ دَخَلْتَ دَارَكَ

(مسند احمد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ کیا تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے اس رات

۱ رقم الحدیث ۲۰۱۶۵، واللفظ لہ؛ بخاری، رقم الحدیث ۱۳۸۶.

فی حاشیة مسند احمد: إسنادہ صحیح علی شرط الشیخین.

کوئی خواب دیکھا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کر دیتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی مشیت (وچاہت) کے مطابق اس کی تعبیر دے دیتے، چنانچہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے معلوم کیا کہ آج رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ نہیں؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک صاف زمین یا برابر زمین کی طرف لے گئے، پھر وہ مجھے ایک آدمی کے قریب سے لے کر گزرے، جس کے سر کے قریب ایک آدمی کھڑا ہوا تھا، جس کے ہاتھ میں لوہے کا زبور تھا، کھڑا ہوا آدمی بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں وہ زبور ڈال کر ایک طرف سے اس کا جڑا (اور کلا) چیر کر گدی تک پہنچ جاتا تھا اور پھر اس زبور کو نکال لیتا تھا، اور پھر دوسرے جڑے کو بھی اسی طرح چیر کر گدی تک پہنچ جاتا تھا، اتنے میں پہلا جڑا صحیح ہو جاتا تھا اور وہ پھر اُس کے ساتھ اسی طرح کرتا تھا (یہ تعذیب و تکلیف کا عمل مسلسل جاری تھا) میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ ان دونوں شخصوں نے کہا کہ آگے چلو، تو میں اُن کے ساتھ آگے چل دیا، ایک جگہ پہنچ کر دیکھا کہ ایک شخص چت لیٹا ہوا ہے اور ایک آدمی اس کے قریب بڑا پتھر لیے کھڑا ہے، پھر وہ کھڑا ہوا شخص اس پتھر کو اُس لیٹے ہوئے شخص کے سر پر دے مارتا ہے، پھر وہ پتھر لڑھک کر دُور چلا جاتا ہے، پھر وہ آدمی پتھر لینے چلا جاتا ہے، اتنے میں اس (زخمی) آدمی کا سر درست ہو جاتا ہے اور مارنے والا آدمی پھر اسی طرح واپس آ کر اس کو مارتا ہے (اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے) میں نے معلوم کیا کہ یہ کون ہے؟ ان دونوں شخصوں نے کہا کہ آگے چلو؛ میں اُن کے ساتھ آگے چل دیا، ایک جگہ دیکھا کہ تندور کی طرح ایک گڑھا



ہے جس کا منہ (یعنی اوپر والا حصہ) تنگ ہے اور اندر سے کشادہ (اور وسیع) ہے، اس میں آگ بھڑک رہی ہے اور اس میں برہنہ (یعنی ننگے) مرد و عورتیں موجود ہیں، جب آگ بھڑکتی ہے تو وہ لوگ (اُس آگ کے ساتھ) اوپر اُٹھ آتے ہیں، اور باہر نکلنے کے قریب ہو جاتے ہیں اور جب آگ نیچے ہو جاتی ہے تو وہ لوگ بھی اُس میں واپس لوٹ جاتے ہیں، میں نے معلوم کیا کہ یہ کون ہیں؟ ان دونوں نے مجھے کہا کہ آگے چلو، میں آگے چل دیا؛ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خون کی نہر ہے، جس میں ایک آدمی ہے، اور نہر کے کنارے پر بھی ایک آدمی موجود ہے، جس کے آگے پتھر رکھے ہوئے ہیں، پھر نہر کا آدمی جب نہر سے باہر نکلنے کے قریب ہوتا ہے، تو باہر والا شخص اس کے منہ پر پتھر مارتا ہے، جس کی وجہ سے وہ (نہر سے نکلنے کا ارادہ کرنے والا آدمی پتھر کے زور سے) اپنی جگہ لوٹ جاتا ہے، اور وہ اس کے ساتھ اسی طرح (مسلل) کر رہا ہے، میں نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو اُن دونوں نے کہا کہ آپ آگے چلیے، تو آگے چل کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سبز جڑ ہے، اور اس میں ایک اونچا درخت ہے، اور وہاں درخت کے نیچے ایک بزرگ (و معمر) آدمی ہے، جس کے ارد گرد کچھ لڑکے ہیں، اور اُس کے قریب میں ایک اور آدمی ہے جس کے سامنے آگ ہے، اور وہ اُس آگ کو جلا اور بھڑکا رہا ہے، وہ دونوں مجھے اس درخت کے اوپر لے کر چڑھ گئے، اور اُن دونوں نے مجھے ایک مکان میں داخل کیا، اُس مکان سے اچھا مکان میں نے کبھی نہیں دیکھا، اُس (مکان) میں کیا دیکھتا ہوں کہ اندر بہت سے بوڑھے اور جوان لوگ جمع ہیں، اور اس میں عورتیں اور بچے بھی ہیں، پھر اُن دونوں نے مجھے اس (مکان) سے نکال لیا، پھر وہ دونوں مجھے لے کر درخت کے اوپر چڑھے اور مجھے (اس پہلے مکان سے) زیادہ حسین اور افضل مکان میں لے گئے، اُس مکان میں بوڑھے اور جوان

بہت سے جمع ہیں، پھر میں نے اُن دونوں سے کہا کہ تم دونوں نے مجھے رات بھر گھمایا پھر آیا: اب جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کی تفصیل بتاؤ؛ تو ان دونوں نے کہا کہ جی ہاں! جس شخص کو آپ نے سب سے پہلے دیکھا تھا تو وہ جھوٹا آدمی تھا جو جھوٹی باتیں کہتا تھا، اور لوگ اس کے جھوٹ کو دنیا جہان میں پھیلاتے تھے، تو اُس آدمی کے ساتھ (عالم برزخ میں) قیامت تک یہی کچھ ہوتا رہے گا، جو آپ نے دیکھا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ جو چاہے گا کرے گا؛ اور جس شخص کو آپ نے لیٹے ہوئے (اور سر کھلتے ہوئے) دیکھا تو وہ ایسا شخص ہے، جس کو اللہ نے قرآن عطا فرمایا تھا، لیکن وہ قرآن سے غافل ہو کر رات کو سو جاتا تھا اور دن میں اس کے احکام پر عمل نہیں کرتا تھا؛ تو اس آدمی کے ساتھ (برزخ میں) قیامت تک وہی کچھ ہوتا رہے گا جو آپ نے دیکھا ہے، اور جن لوگوں کو آپ نے تندور میں دیکھا تو وہ لوگ زنا کار تھے اور جس شخص کو آپ نے خون کی نہر میں دیکھا تھا تو وہ شخص سوخور تھا (اور اس کے ساتھ بھی یہ تعذیب و تکلیف کا سلسلہ جاری رہے گا، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے) اور درخت کی جڑ کے پاس جس بزرگ (اور معمر) شخص کو آپ نے دیکھا تو وہ حضرت ابراہیم تھے اور وہ بچے لوگوں کی اولادیں تھیں (جو بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو گئیں) اور جو شخص بیٹھا ہوا آگ جلا اور بھڑکا رہا تھا تو وہ آگ کا مالک (یعنی جہنم) کا داروغہ تھا، اور وہ سامنے آگ (یعنی جہنم) تھی، اور جس گھر میں آپ پہلے داخل ہوئے تو وہ عام مؤمنوں کا گھر تھا، اور دوسرا گھر شہیدوں کا تھا، اور میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہیں، اب آپ اپنا سر اٹھائیں، میں نے سراٹھا کر دیکھا تو میرے اوپر بادل سایہ کیے ہوئے تھا، انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا مقام ہے میں نے کہا کہ مجھے اب اپنے مکان میں جانے دو، انہوں نے کہا کہ ابھی آپ کی زندگی کا عمل (یعنی عمر) باقی ہے، جس کو آپ نے

پورا نہیں کیا، جب آپ اُس کو پورا کر چکیں گے تو آپ اپنے مکان میں داخل ہو جائیں گے (مسند احمد، بخاری)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ:

أَمَّا الَّذِي يُنْبَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ ، فَإِنَّهُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ ، فَيَرِفُضُهُ ، وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ (بخاری، رقم الحدیث ۱۱۳۳)

ترجمہ: جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا، وہ ایسا شخص تھا جو قرآن کو حاصل کر کے پھر اُس کو چھوڑ دیتا تھا، اور فرض نماز چھوڑ کر سوتا رہتا تھا (بخاری)

فائدہ: انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا خواب وحی ہوتا ہے، یہ خواب بھی وحی تھا، اور مذکورہ حدیث میں یہ وضاحت بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خواب کی تعبیر اللہ کے حکم و مشیت کے مطابق دیا کرتے تھے، جس سے جھوٹ بولنے اور جھوٹ کو نشر کرنے، قرآن مجید پڑھ کر اس سے غفلت اختیار کرنے اور عمل نہ کرنے اور نماز چھوڑ کر سوتے رہنے اور زنا کرنے اور سود کھانے پر سخت عذاب کا ہونا معلوم ہوا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جہنم پیدا ہو چکی ہے، اور اس کی آگ کو بھڑکایا جا رہا ہے، اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام عالمِ بالا میں عظیم نعمتوں سے مستفید ہوتے ہیں، اور نابالغی کی حالت میں فوت ہونے والے بچے جنتی ہوتے ہیں، اور جنت میں متقی مؤمنوں اور بطور خاص شہیدوں کو خاص مقام حاصل ہوگا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت ہی بلند اور عظیم ہوگا۔

آج کل مختلف شکلوں میں جھوٹ بولنا اور اس کو نشر کرنا عام ہے، ذرائع ابلاغ پر جو خبریں نشر کی جاتی ہیں، اُن میں بڑی تعداد جھوٹی خبروں کی ہوتی ہے، جو لاکھوں کروڑوں لوگوں تک پہنچتی ہے، اور اسی طرح دوسرے گناہ بھی عام ہیں، جن سے ہر مسلمان کو بچنا اور توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطاے۔ آمین۔

## نبی ﷺ کا خواب میں دودھ نوش کرنا اور کرانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ كَأَنِّي أُعْطِيتُ عَسًا مَمْلُوءًا الْبَنَاءَ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى تَمَلَّاتُ، فَرَأَيْتُهَا تَجْرِي فِي عُرُوقِي بَيْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ، فَفَضَلْتُ مِنْهَا فَضْلَةً، فَأَعْطَيْتُهَا أَبَا بَكْرٍ " قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا عِلْمٌ أَعْطَاكَ اللَّهُ حَتَّى إِذَا تَمَلَّاتُ مِنْهُ، فَضَلْتُ فَضْلَةً، فَأَعْطَيْتُهَا أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَصَبْتُمْ

(صحیح ابن حبان) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ مجھے دودھ سے بھرا ہوا ایک بڑا پیالہ پیش کیا گیا، میں نے اُس سے پیا، یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا، میں نے دیکھا کہ دودھ میری رگوں میں کھال اور گوشت کے درمیان چل رہا ہے، اُس میں سے کچھ بچ گیا، تو میں نے وہ ابو بکر کو دے دیا، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ علم ہے جو آپ کو اللہ عطا فرمائے گا، یہاں تک کہ جب آپ اُس سے شکم سیر ہو جائیں گے، اُس میں سے جو کچھ بچے گا وہ آپ حضرت ابو بکر کو دیں گے؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بالکل درست کہا (ابن حبان)

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ

۱ رقم الحدیث ۶۸۵۴، ذکر ابی بکر بن ابی قحافة الصدیق رضوان اللہ علیہ ورحمته وقد فعل.

فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحیح علی شرط الشیخین.

أُتِيَتْ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، ثُمَّ أُعْطِيَتْ فَضَلِيَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ،  
قَالُوا: فَمَا أَوْلَتْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: أَلْعِلْمُ (ترمذی) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا  
تھا، اچانک (خواب میں) میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا، جس کو میں نے پی  
لیا، پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا، صحابہ کرام نے عرض کیا  
کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ علم (ترمذی؛ حاکم؛ طبرانی)

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ خواب سے جہاں ایک طرف حضرت ابو بکر صدیق اور  
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی فضیلت ثابت ہوئی، اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب  
میں دودھ کا نوش کرنا علم کے حاصل ہونے کی نشانی ہے، اور اگر کوئی دوسرا دودھ نوش کرے، تو  
یہ دوسرے سے علم حاصل کرنے کی علامت ہے۔

اور بعض احادیث میں خواب میں دودھ کے دیکھنے کو فطرت قرار دیا گیا ہے۔ ۲

۱ رقم الحدیث ۲۲۸۳، واللفظ له؛ مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۴۳۹۶؛ المعجم الكبير  
للطبرانی، رقم الحدیث ۱۳۱۵۵ .  
قال الترمذی: وفي الباب عن أبي هريرة، وأبي بكرة، وابن عباس، وعبد الله بن سلام، وخزيمة،  
والطفيل بن سبخرة، وسمرة، وأبي أمامة، وجابر . حديث ابن عمر حديث صحيح .  
قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه .  
وقال الذهبي: على شرط البخاري ومسلم .  
وقال الهيثمي: رواه الطبراني، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث  
۱۴۳۳۷)

۲ عن أبي هريرة رضي الله عنه ، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال :اللبن في  
المنام فطرة (مسند بزار، رقم الحدیث ۱۰۰۵۹)  
قال الهيثمي: رواه البزار، وفيه محمد بن مروان، وهو ثقة، وفيه لين، وبقيه رجاله ثقات (مجمع  
الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۱۷۶۹، باب تعبیر الرؤيا)  
وقال الالبانی: وبالجملة، فالحدیث حسن بمجموع طريقيه الموقوفين، إن لم يصح رفع الآخر  
منهما (سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، تحت رقم الحدیث ۲۲۰۷)  
عن أبي هريرة ، قال :أحب القيد في المنام ، وأكره الغل ، القيد ثبات في الدين ، وقال  
أبو هريرة :اللبن في المنام الفطرة (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحدیث ۳۰۱۵۲)

جب بچہ دنیا میں آتا ہے تو فطری طور پر اُس کی غذا دودھ ہوتی ہے، اس لئے دودھ کا دیکھنا عالم دنیا کے اعتبار سے فطرت کے مطابق ہے، اور خواب میں دودھ کے دیکھنے سے توحید کا علم مراد ہے، کیونکہ توحید کا علم بھی فطرت کے مطابق ہے۔ ۱

پس جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ دودھ نوش کر رہا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ ایمان کی مضبوطی اور علم توحید عطا فرمائیں گے۔ ۲

## نبی ﷺ کا کرتہ قمیص پہنے ہوئے لوگوں کو دیکھنا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا عَلَيَّ، وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌّ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ، وَعَرِضَ عَلَيَّ عَمْرٌ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ اجْتَرَهُ، قَالُوا: فَمَا أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: أَلَدِّينُ (بخاری) ۳

۱ (اللبن فی المنام فطرة) لأن العالم القدسي يصاغ فيه الصور من العالم الحسي لتدرك منه المعاني فلما كان اللبن في العالم الحسي من أول ما يحصل به التربية ويرسخ به المولود صبغ منه مثالا للفطرة التي بها تتم القوة الروحانية وتنشأ عنها الخاصة الإنسانية ذكره بعض الأعاظم وقال العارف ابن عربي: أراد بالفطرة هنا علم التوحيد لا غير فهو الفطرة التي فطر الحق عليها عباده حتى أشهدهم حين قبضهم من ظهورهم (ألست بربكم قالوا بلى) فشهدوا الربوبية قبل كل شيء ولولا حقيقة مناسبة جامعة بين العلم واللبن لما ظهر بصورته في عالم الخيال عرف ذلك من عرفه وجهله من جهله فالعارف من يأخذ عن الله لا عن نفسه وشتان بين مؤلف يقول حدثني فلان رحمه الله عن فلان رحمه الله تعالى وبين من يقول حدثني قلبي عن ربي وإن كان هذا رفيع القدر فشتان بينه وبين من يقول حدثني ربي عن ربي أي حدثني ربي عن نفسه وهذا هو العلم الحاصل للقلب عن المشاهدة الذاتية التي منها يفيض عن السر والروح والنفس فمن كان هذا مشربه كيف يعرف مذهبه (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۷۷۲۶)

۲ (اللبن فی المنام فطرة) أي إذا رأى الإنسان في نومه أنه يشرب لبنًا دلّ على تمكن الإيمان وحصول علم التوحيد فإنه الفطرة التي فطر الله الخلق عليها (البُرَّازُ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ) واسناده حسن (التيسير بشرح الجامع الصغير، ج ۲، ص ۳۳۵، حرف اللام)

۳ رقم الحديث ۳۶۹۱، مسلم، رقم الحديث ۲۳۹۰؛ ترمذی، رقم الحديث ۲۲۸۵.

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے (خواب میں) کچھ لوگوں کو دیکھا جو میرے سامنے اس حال میں پیش کئے گئے کہ اُن کے اوپر قمیص (کُرتے) ہیں، بعض کی قمیص چھاتی تک ہے، اور بعض کی اس سے نیچے تک ہے، اور میرے سامنے عمر (رضی اللہ عنہ) کو پیش کیا گیا، جن پر لمبی قمیص تھی جس کو وہ (زمین سے اٹھانے کے لئے) کھینچ (اور سنبھال) رہے تھے، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین (بخاری، مسلم، ترمذی) فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب سے معلوم ہوا کہ خواب میں کسی کو قمیص و کُرتہ پہنے ہوئے دیکھنا دین کی نشانی ہے، اور جتنی لمبی قمیص ہوگی، اُس کا دین بھی اتنا ہی وسیع ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے ان کی خلافت کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے دین کے دائرہ کو وسیع فرمادیا تھا، اور آپ کے ذریعے سے دین اسلام کو عظیم فتوحات عطا فرمائی تھیں، جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ خواب اور اس کی تعبیر کے عین مطابق تھا۔ ا

۱ (وعن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه - قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -:  
 (بينما أنا نائم رأيت الناس يعرضون علي، وعليهم قمص) ، بضمتمين جمع قميص والجملة حالية  
 (منها) أى: من القمص (ما يبلغ الثدى) ، بضم المثلثة وكسر الدال وتشديد التحتية جمع الثدى،  
 وفى نسخة بالفتح والسكون والتخفيف، فهو مفرد أريد به الجنس (ومنها ما دون ذلك) ، أى  
 قمص أقصر منه أو أطول منه، أو أعم منهما بناء على أن دون ذلك بمعنى: غير ذلك لقوله تعالى:  
 (وأنا منا الصالحون ومنا دون ذلك) (الجن: ۱۱) وفى (فتح البارى) : يحتمل أن يريد دونه من  
 جهة السفلى وهو ظاهر، فيكون أطول . ويحتمل أن يريد دونه من جهة العلو فيكون أقصر، ويؤيد  
 الأول ما فى رواية الحكيم الترمذى من طريق آخر، عن ابن المبارك عن يونس عن الزهرى فى هذا  
 الحديث، فمنهم من كان قميصه إلى سرتة، ومنهم من كان قميصه إلى ركبته، ومنهم من كان قميصه  
 إلى أنصاف ساقيه . قلت: وفى رواية الرياض: ومنها ما هو أسفل من ذلك (وعرض على عمر بن  
 الخطاب) أى: فيما بينهم (وعليه قميص) أى: عظيم (بجره) . أى يسحبه فى الأرض لظوله (قالوا)  
 أى: بعض الصحابة من الحاضرين (فما أولت ذلك يا رسول الله) ؟ أى فما عبرت جبر القميص

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## نبی ﷺ کا نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو دیکھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ، فَوُضِعَ فِي كَفِّي سَوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبَّرَا عَلَيَّ، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ أَنْ انْفُخْتُهُمَا، فَانْفُخْتُهُمَا فَذَهَبَا، فَأَوْلَتْهُمَا الْكَذَّابِينَ اللَّذِينَ أَنَا بَيْنُهُمَا، صَاحِبِ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبِ الْيَمَامَةِ (بخاری) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ (خواب میں) میرے پاس زمین کے خزانے پیش کئے گئے، پھر میری ہتھیلی میں دو سونے کے کنگن رکھے گئے، جو مجھ کو نوا گوار گزرے، پھر اللہ نے میری طرف وحی بھیجی کہ آپ ان کو پھونک ماریں، میں نے ان پر پھونک ماری، تو وہ غائب ہو گئے، پھر میں نے ان کی تعبیر دو کذاب (یعنی دو جھوٹی نبوت کے دعویداروں) سے نکالی کہ میں ان دونوں کے درمیان ہوں، ایک صنعاء (مقام) والا (یعنی اسود عنسی) اور دوسرے یمامہ (مقام) والا (یعنی مسیلہ کذاب) (بخاری، مسلم)

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے نبوت کے دعویداروں کو سونے کے کنگن کی شکل میں

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

لعمري (قال: الدين). بالنصب أي أولته الدين، وفي نسخة بالرفع أي المؤول به هو الدين، والمعنى يقيم الدين في أيام خلافته مع طول زمان إمارته، وبقاء أثر فتوحاته حال حياته ومماته، أو لأن الدين يشيد الإنسان ويحفظه وبقية المخالفات كوقاية الثوب وشموله. قال النووي: القميص الدين، وجره يدل على بقاء آثاره الجميلة وسنته الحسنة في المسلمين بعد وفاته ليقتدى به، وأما تفسير اللبن بالعلم فلكثره الانتفاع بهما، وفي أنهما سببا الصلاح، فاللبن غذاء الإنسان وسبب صلاحهم وقوة أبدانهم، والعلم سبب الصلاح وغذاء للأرواح في الدنيا والآخرة (مراقبة، كتاب المناقب والفضائل، باب مناقب عمر رضي الله عنه)

۱ رقم الحديث ۴۳۷۴، واللفظ له، مسلم رقم الحديث ۴۳۷۴، ۴۳۷۴، ۴۳۷۴.



دیکھا، اور پھونک مارنے کے بعد ان کو غائب و ختم ہوتے ہوئے بھی دیکھا، جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اور ان کا نام و نشان ختم ہو جائے گا، چنانچہ یہی ہوا کہ وہ دونوں قتل کر دیئے گئے، اور آج اکثر انسان ان دونوں کا نام بھی نہیں جانتے، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی پوری کائنات میں عزت و احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔

کئی دوسری احادیث میں ان دونوں جھوٹی نبوت کے دعویداروں کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكُذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: إِنَّ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرُ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ، وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ بْنِ شِمَاسٍ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةً جَرِيدٍ، حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أُعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ تَعْدُوا أَمْرَ اللَّهِ فِيكَ، وَلَنْ أُذَبِّرْتَ لِيَعْقِرَنَّكَ اللَّهُ، وَإِنِّي لَأَرَاكَ الْذِي أُرِيتُ فِيكَ مَا رَأَيْتُ (بخاری) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (نبوت کے جھوٹے دعویدار) مسیلمہ کذاب نے آ کر کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے بعد مجھے خلافت عطا کر دیں تو میں ان کی اتباع کر لیتا ہوں، اور وہ اپنی قوم کے بہت لوگوں کو اپنے ساتھ لایا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف آئے، اور (اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے، اور (اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی کا ٹکڑا تھا، رسول اللہ صلی

۱ رقم الحدیث ۳۶۲۰، واللفظ له، مسلم رقم الحدیث ۲۲۷۳، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۶۶۵۳.

اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کذاب کے پاس اس کے ساتھیوں میں جا کر کھڑے ہو گئے، اور فرمایا کہ اگر تو مجھ سے اس لکڑی کے ٹکڑے کو بھی مانگے گا، تو میں یہ تجھ کو نہیں دوں گا (کیونکہ نبوت کسی انسان کے اختیار میں اور انسان کی تقسیم نہیں) اور اللہ کا جو فیصلہ تیرے بارے میں ہو چکا ہے، تو اس سے ہٹ نہیں سکتا، اور اگر تو کچھ دن زندہ رہا تو اللہ تجھ کو ہلاک (قتل) کر دے گا، اور یقیناً میں تجھ کو وہی شخص سمجھتا ہوں جس کو میں نے خواب میں دیکھا ہے (بخاری، مسلم، ابن حبان)

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي ذَكَرَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفُطِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا، فَأَذِنَ لِي فَفَخَّخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَابَيْنِ يَخْرُجَانِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: أَحَدُهُمَا الْعُنْسِيُّ، الْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الْكُذَّابِ (بخاری، رقم الحدیث ۴۳۷۹)

ترجمہ: میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب میں بارے میں سوال کیا، جو آپ نے (جھوٹی نبوت کے دعویٰ داروں کے بارے میں) ذکر فرمایا تھا، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے، میں ان کو دیکھ کر گھبرا گیا اور میں نے ان کو ناپسند کیا، تو میں نے ان پر پھونک ماری، تو وہ دونوں اڑ گئے، میں نے اس خواب کی تعبیر دو کذابوں (یعنی جھوٹی نبوت کے دعویٰ داروں) سے نکالی، جو برآمد ہوں گے، حضرت عبید اللہ (راوی) کہتے ہیں کہ

ان میں سے ایک عنسی تھا جسے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی) حضرت فیروز نے یمن میں قتل کیا، اور دوسرا مسلمہ کذاب تھا (بخاری)

ان دونوں کے جھوٹے دعویٰ داروں میں سے ایک تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی قتل ہو کر واصل جہنم ہو گیا تھا، جس کا نام اسود عنسی تھا، اور اس کو حضرت فیروز دہلی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ ۱

چنانچہ حضرت فیروز دہلی رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسِ الْأُسُودِ الْعَنْسِيِّ الْكُذَّابِ

(السنن الكبرى للنسائي) ۲

۱ العنسی، بفتح العين المهملة وسكون النون وبالسین المهملة، وهو نسبة الأسود الصنعانی الذي ادعى النبوة، وقيل: اسمه عبلة، بفتح العين المهملة وسكون الباء الموحدة ابن كعب، وكان يقال له: ذو الخمار، لأنه زعم أن الذي يأتيه ذو الخمار، قتله فيروز الصحابي الديلي بصنعاء، دخل عليه فحطم عنقه، وهذا كان في حياة رسول الله، صلى الله عليه وسلم في مرضه الذي توفي فيه على الأصح والمشهور، وبشر رسول الله، صلى الله عليه وسلم الصحابة بذلك، ثم بعده حمل رأسه إليه، وقيل: كان ذلك في زمن الصديق، رضي الله تعالى عنه، والعنسی نسبة إلى عنس، قال الرضا طي: اسمه زيد بن مالك بن أدد، ومالك هو جماع مذحج، قال ابن دريد: العنس الناقة الصلبة (عمدة القارى شرح صحيح البخارى، ج ۶، ص ۱۵۲، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام)

فأما العنسی فقتله فيروز الصحابي بصنعاء في حياته -صلى الله عليه وسلم- في مرض موته على الصحيح، وأما مسلمة فقتله وحشى قاتل حمزة في خلافة الصديق -رضى الله عنه (إرشاد السارى لشرح صحيح البخارى، للقسطلاني، ج ۶، ص ۶۶، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام) فوافي بذلك عند وفاة النبي صلى الله عليه وسلم قال أبو الأسود عن عروة أصيب الأسود قبل وفاة النبي صلى الله عليه وسلم بيوم وليلة فأتاه الوحي فأخبر به أصحابه ثم جاء الخبر إلى أبي بكر رضي الله عنه وقيل وصل الخبر بذلك صبيحة دفن النبي صلى الله عليه وسلم (فتح البارى شرح صحيح البخارى، للقسطلاني، ج ۸، ص ۹۳، قوله باب وفد بني حنيفة وحديث ثمامة بن أثال)

۲ رقم الحديث ۸۶۱۹، مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ۸۷۵، شرح مشكل الآثار، رقم الحديث ۲۹۶۰.

قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، باب رأس القاتل يحمل، تحت رقم الحديث ۹۶۹۳)

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسود عنسی کذاب کا سر لے کر حاضر ہوا  
(نسائی، طبرانی، مشکن الآثار)

اور نبوت کا دوسرا جھوٹا دعویٰ داری یعنی مسیلمہ کذاب، حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں قتل ہوا۔  
چنانچہ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ:

فَخَرَجْتُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ  
مُسَيْلِمَةُ الْكُذَّابُ، قُلْتُ: لَا أَخْرُجَنَّ إِلَى مُسَيْلِمَةَ، لَعَلِّي أَقْتُلُهُ فَأُكَافِءَ  
بِهِ حَمْزَةَ، قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ، فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ، قَالَ:  
فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي ثَلَمَةِ جِدَارٍ، كَأَنَّهُ جَمَلٌ أَوْ رِقٌّ ثَائِرٌ الرَّأْسِ، قَالَ:  
فَرَمَيْتُهُ بِحَرْبَيْتِي، فَأَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ،  
قَالَ: وَوَتَبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَضْرَبَهُ بِالسَّيْفِ عَلَى هَامَتِهِ  
(بخاری، رقم الحدیث ۴۰۷۲)

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد (حضرت ابو بکر رضی اللہ  
عنہ کی خلافت کے زمانہ میں) جب مسیلمہ کذاب نے خروج کیا تو میں نے سوچا  
کہ میں مسلمانوں کے ساتھ مسیلمہ کو مارنے جاؤں گا، شاید اس کو مار کر (نبی صلی  
اللہ علیہ وسلم کے چچا) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا کفارہ ہو سکے (جن کو میں  
نے اپنے کفر کے زمانے میں قتل کیا تھا) میں مسلمانوں کے ساتھ مسیلمہ کے مقابلہ  
پر نکلا، مسیلمہ کے لوگوں نے جو کچھ کیا وہ میں دیکھ رہا تھا، اس کے بعد میں کیا دیکھتا  
ہوں کہ مسیلمہ ایک دیوار کی آڑ میں کھڑا ہے، اس کے سر پر نشان اور اس کا اونٹ کا  
سارنگ ہے، میں نے وہی حربہ (ونیزہ) جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے  
استعمال کیا تھا، نکالا اور اس کے مار دیا، جو (مسیلمہ کی) دونوں چھاتیوں کے

درمیان سے ہوتا ہوا دونوں مونڈھوں کے درمیان سے پار نکل گیا، اتنے میں ایک انصاری (مسلمان شخص) کُود کر اس کی طرف گیا، پھر اس نے مسیلمہ کی کھوپڑی پر ایک تلوار ماری (اور اس طرح مسیلمہ کا کام تمام ہو گیا) (بخاری)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو پہلے ہی خواب میں دیکھ لیا تھا کہ وہ نبوت کے جھوٹے دعویدار ہیں، پھر اسود عنسی، حضرت فیروز رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے آخری دور میں اور مسیلمہ کذاب، حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں قتل کر دیا گیا، اور اس طرح یہ دونوں واصلِ جہنم ہوئے۔ ۱

حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: حِينَ قَرَأَ كِتَابَ مُسَيْلِمَةَ الْكُذَّابِ، قَالَ لِلرَّسُولَيْنِ: فَمَا تَقُولَانِ اَنْتُمَا؟ قَالَا: نَقُولُ: كَمَا قَالَ.

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللَّهِ لَوْلَا أَنَّ الرُّسُلَ لَا

۱۔ قولہ حتی یبعث بضم اولہ ای یخرج و لیس المراد بالبعث معنی الإرسال المقارن للنبوۃ بل ہو کقولہ تعالیٰ انا ارسلنا الشیاطین علی الکافرین قولہ دجالون کذابون الدجل التغطیۃ والتمویہ و یطلق علی الکذب ایضا فعلیٰ ہذا کذابون تاکید و قولہ قریبا من ثلاثین کذا وقع بالنصب و هو علی الحال من النکرۃ الموصوفۃ و وقع فی روایۃ أحمد قریب بالرفع علی الصفتۃ و قد أخرج مسلم من حدیث جابر بن سمرۃ العزم بالعدد المذكور بلفظ إن بین یدی الساعۃ ثلاثین کذا دجالا کلہم یزعم أنه نبی و روی أبو یعلیٰ بإسناد حسن عن عبد اللہ بن الزبیر تسمیۃ بعض الکذابین المذكورین بلفظ لا تقوم الساعۃ حتی یخرج ثلاثون کذا دجالا منهم مسیلمۃ و العنسی و المختار قلت و قد ظهر مصداق ذلك فی آخر زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنخرج مسیلمۃ بالیمامۃ و الأسود العنسی بالیمن ثم خرج فی خلافتہ اُبی بکر طلیحۃ بن خویلد فی بنی أسد بن خزیمۃ و سجاح التمیمیۃ فی بنی تمیم و فیہا یقول شیبہ بن ربیع و کان مؤدبہا أضححت نبیتنا أنثی نطیف بہا و أصبحت أنبیاء الناس ذکرانا و قتل الأسود قبل أن یموت النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قتل مسیلمۃ فی خلافتہ اُبی بکر و تاب طلیحۃ و مات علی الإسلام علی الصحیح فی خلافتہ عمر و نقل أن سجاح ایضا ثابت و أخبار هؤلاء مشہورۃ عند الإخباریین (فتح الباری، قولہ باب خاتم النبوة، الحدیث التاسع و العشرون)

تُقْتَلُ لَصْرَبْتُ أَعْنَاقِكُمَا (مسند احمد) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کا خط پڑھا تو اس خط کو لانے والے دونوں قاصدوں (اور سفیروں) سے پوچھا کہ تم دونوں کس چیز کے قائل ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم بھی وہی کہتے ہیں، جو مسیلمہ کہتا ہے (یعنی ہم آپ کے مقابلہ میں اس کو نبی و رسول مانتے ہیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قاصدوں (اور سفیروں) کو قتل نہ کیا جاتا کرتا (یعنی اُن کو قتل کرنے کی اجازت ہوتی) تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا (مسند احمد)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ ابْنُ النَّوَاحِ وَابْنُ إِثَالٍ رَسُولًا مُسَيَّلِمَةً إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمَا: أَتَشْهَدَانِ أَنَّي رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَا: نَشْهَدُ أَنَّ مُسَيَّلِمَةَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آمَنْتُ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ، لَوْ كُنْتُ قَاتِلًا رَسُولًا لَقَتَلْتُكُمَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَالَ فَمَضَتْ السُّنَّةُ أَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ (مسند احمد، رقم الحديث ۳۷۱) ۲

ترجمہ: ابن نواح اور ابن اثال (نامی دو شخص) مسیلمہ کذاب کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد (سفیر) بن کر آئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے پوچھا کہ کیا تم دونوں اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو مسیلمہ کے اللہ کا رسول ہونے کی گواہی دیتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں قاصدوں (سفیروں) کو قتل کرتا ہوتا

۱ رقم الحديث ۵۸۹، سنن أبي داود، رقم الحديث ۲۷۶۱.

۲ فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح بطرقہ و شاہدہ.

۳ فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح.

تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا، تو یہ سنت (ورواہیت) چلی آ رہی ہے کہ قاصد و سفیر کو قتل نہیں کیا جاتا (مسند احمد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے، اور ایسی نبوت پر ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا بھی کفر ہے، جس کی اسلام میں قانونی سزا قتل ہے، لیکن کیونکہ غیروں کے قاصد اور سفیر کو قتل کرنے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت نہیں، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سفیروں کو قتل نہیں کیا۔ ۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قرآن مجید میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول اور نبی کے نہ ہونے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جھوٹی نبوت کے دعویدار پیدا ہونے کا کئی احادیث میں ذکر پایا جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ

النَّبِيِّينَ (سورة الاحزاب، رقم الآية ۴۰)

۱ (وعن نعیم) بالتصغیر (ابن مسعود) أى الأشجعی ہاجر إلى النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - وأسلم بالخذندق وهو الذی سعی بین بنی قریظۃ وأبى سفیان بن حرب، وأبو سفیان یومئذ رأس الأحزاب، وخذلهم عن رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - وحکایتہ معروفۃ، سكن المدینۃ روى عنه ابنہ سلمۃ مات فی خلافة عثمان وقیل بل قتل فی وقعة الجمل قبل قدوم علی بن أبی طالب کرم اللہ وجہہ (أن رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - قال لرجلین) أحدهما عبد اللہ بن النواحة والثانی ابن أثال کما سیأتی (جاء) بصیغة التثنیة ؛ أى کلاهما (من عند مسیلمة) بضم المیم الأولى وفتح السین وكسر اللام وهو الکذاب المشهور بدعوی النبوة (أما) بتخفیف المیم للتنبیه (والله لولا أن الرسل لا تقتل) قال التوربشتی وذلك ؛ لأنهم کما حملوا تبلیغ الرسالۃ حملوا تبلیغ الجواب فلزمهم القیام بکلا الأمرین فیصیرونی برفض ما ربهم موسومین بسمة الغدر، وكان نبی اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - أبعد الناس عن ذلك، ثم إن فی تردد الرسل المصلحة الكلية ومهما جوز حبسهم، أو التعرض لهم بمکروه صار ذلك سببا ؛ لانقطاع السبل من الفتین المختلفین وفي ذلك من الفتنة والفساد ما لا یخفى علی ذی اللب موقعه، وقوله (لضربت أعناقکم) إنما قال ذلك لهما ؛ لأنهما قالوا بحضرته تشهد أن مسیلمة رسول اللہ اه، وقیل عدم جواز قتل الرسل مستفاد من قوله تعالی (وان أحد من المشرکین استجارک فأجره) والوافد فی حکم المستجیر، قلت: وهو ما ینافی کلام الشیخ من الحکمة الجلیة (مرقاة المفاتیح، کتاب الجهاد، باب الأمان)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم لوگوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں (سورہ احزاب)

اس آیت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام نبیوں کا خاتمہ ہو گیا ہے، اور آپ پر نبوت کے خاتمہ کی مہر لگا دی گئی ہے، اس لئے آپ کی بعثت کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا، اور کسی کے لئے نبوت کی بعثت کو کھولا نہیں جائے گا۔ ۱

کئی احادیث میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دینے کے بعد یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، جن کا ذکر آگے آتا ہے، وہ احادیث اس آیت میں مذکور خاتم النبیین کے الفاظ کی مکمل وضاحت اور کسی بھی غلط تاویل کی تردید کے لئے کافی ہیں۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِينَ، مِنْهُمْ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ، وَمِنْهُمْ صَاحِبُ صَنْعَاءَ الْعُنْسِيِّ، وَمِنْهُمْ صَاحِبُ حَمِيرٍ، وَمِنْهُمْ الدَّجَالُ، وَهُوَ أَعْظَمُهُمْ فَتْنَةً، قَالَ: وَقَالَ أَصْحَابِي: قَالَ: هُمْ قَرِيبٌ مِّنْ ثَلَاثِينَ كَذَّابًا (صحيح ابن حبان) ۲

۱ وقوله تعالى: ولكن رسول الله وخاتم النبیین وكان الله بكل شيء عليما كقوله عز وجل: الله أعلم حيث يجعل رسالته فهذه الآية نص في أنه لا نبى بعده، وإذا كان لا نبى بعده فلا رسول بعده بالطريق الأولى والأخرى، لأن مقام الرسالة أخص من مقام النبوة، فإن كل رسول نبى ولا ينعكس، وبذلك وردت الأحاديث المتواترة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من حديث جماعة من الصحابة رضی اللہ عنہم (تفسیر ابن کثیر تحت آیت ۴۰ من سورۃ الأحزاب) ولكنه رسول الله وخاتم النبیین، الذى ختم النبوة فطبع عليها، فلا تفتح لأحد بعده إلى قيام الساعة (تفسیر الطبری، تحت آیت ۴۰ من سورۃ الأحزاب)

۲ رقم الحديث ۲۶۵۰، ذكر الإخبار عن وصف ما كان يتوقع صلى الله عليه وسلم من وقوع الفتن من ناحية البحرين.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده قوى (حاشية ابن حبان)

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے کذاب (یعنی جھوٹی نبوت کے دعویٰ دار) ہوں گے، اُن میں صاحبِ یمامہ (یعنی مسیلمہ کذاب) اور اُن میں صاحبِ صنعاء (اسود) عنسی، اور اُن میں صاحبِ حمیر، اور اُن میں دجال ہے، اور وہ (دجال) ان سب میں عظیم فتنے والا ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے ساتھیوں نے فرمایا کہ کذاب (یعنی جھوٹی نبوت کے دعویٰ دار تعداد میں) تمیں کے قریب ہیں (ابن حبان)

بعض احادیث میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے ساتھ ایک اور کذاب کا ذکر ہے، جس کا نام مختار ہے، اور وہ ثقفی قبیلے سے تعلق رکھتا ہے، اور اس قبیلے میں مزید کذابوں کے ہونے کا بھی احادیث میں ذکر پایا جاتا ہے۔ ۱

#### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وقال الالبانی: إسناده حسن، وفي الحسن بن الصباح كلام يسير من قبلي حفظه، مع كونه من شيوخ البخاري. وله شاهد عن الحسن البصري ..... مُرسلاً: أخرجه ابن أبي شيبة. وإسناده حسن؛ لولا عننة مبارک - وهو ابن فضالة - والحديث له طريق أخرى من رواية ابن لهيعة، عن أبي الزبير، عن جابر: أخرجه أحمد (التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان، تحت رقم الحديث ۶۲۱۶)

عن الحسن، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن بين يدي الساعة كذابين منهم صاحب اليمامة ومنهم الأسود العنسي ومنهم صاحب حمير ومنهم الدجال وهو أعظمهم فتنة (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۳۸۶۸۸)

۱ عن عبد الله بن الزبير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذابا: منهم مسيلمة، والعنسي، والمختار (مسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث ۶۸۲۰)  
عن ابن عمر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: " إن في ثقيف كذابا ومبيرا (مسند احمد، رقم الحديث ۵۶۰۷)

صحيح لغيره (حاشية مسند احمد)

وروى أبو يعلى بإسناد حسن عن عبد الله بن الزبير تسمية بعض الكذابين المذكورين بلفظ لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذابا منهم مسيلمة والعنسي والمختار قلت وقد ظهر مصداق ذلك في آخر زمن النبي صلى الله عليه وسلم فخرج مسيلمة باليمامة والأسود العنسي باليمن ثم خرج

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

فی خلافة أبى بكر طليحة بن خويلد فى بنى أسد بن خزيمة وسجاح التميمية فى بنى تميم وفيها يقول شيبب بن ربعى وكان مؤدبها أضحت نبيتنا أنثى نطيف بها وأصبحت أنبياء الناس ذكرانا وقتل الأسود قبل أن يموت النبى صلى الله عليه وسلم وقتل مسيلمة فى خلافة أبى بكر وتاب طليحة ومات على الإسلام على الصحيح فى خلافة عمر ونقل أن سجاح أيضا تاب وأخبار هؤلاء مشهورة عند الإخباريين ثم كان أول من خرج منهم المختار بن أبى عبيد الثقفى غلب على الكوفة فى أول خلافة بن الزبير فأظهر محبة أهل البيت ودعا الناس إلى طلب قتلة الحسين فتبعهم فقتل كثيرا ممن باشر ذلك أو أعان عليه فأحبه الناس ثم إنه زين له الشيطان أن ادعى النبوة وزعم أن جبريل يأتيه فروى أبو داود الطيالسى بإسناد صحيح عن رفاعة بن شداد قال كنت أبطن شيء بالمختار فدخلت عليه يوما فقال دخلت وقد قام جبريل قبل من هذا الكرسي وروى يعقوب بن سفيان بإسناد حسن عن الشعبي أن الأحنف بن قيس أراه كتاب المختار إليه يذكر أنه نبي وروى أبو داود فى السنن من طريق إبراهيم النخعى قال قلت لعبيدة بن عمرو أترى المختار منهم قال أما إنه من الرؤوس وقتل المختار سنة بضع وستين ومنهم الحارث الكذاب خرج فى خلافة عبد الملك بن مروان فقتل وخرج فى خلافة بنى العباس جماعة وليس المراد بالحديث من ادعى النبوة مطلقا فإنهم لا يحصون كثرة لكون غالبهم ينشأ لهم ذلك عن جنون أو سوداء وإنما المراد من قامت له شركة وبدت له شبهة كمن وصفنا وقد أهلك الله تعالى من وقع له ذلك منهم وبقى منهم من يلحقه بأصحابه وآخرهم الدجال الأكبر وسيأتى بسط كثير من ذلك فى كتاب الفتن إن شاء الله تعالى (فتح البارى لابن حجر، ج ۶ ص ۶۱، قوله باب علامات النبوة فى الإسلام، الحديث التاسع والعشرون حديث حذيفة كان الناس يسألون عن الخير)

(إن فى ثقيف) القبيلة المعروفة المشهورة (كذابا) هو المختار بن أبى عبيد بن مسعود الثقفى قام بعد وقعة الحسين ودعا الناس إلى الطلب بئاره وغرضه من ذلك أن يصرف إلى نفسه وجوه الناس ويتوصل به إلى تحصيل الإمارة وكان طالبا للدنيا ذكره شارحون (ومبيرا) أى مهلكا لجمع عظيم من سلف هذه الأمة من أبار غيره أهلکه أو المراد به الحجاج. قال المصنف: اتفقوا على أن المراد بالكذاب هنا المختار بن عبيد المدعى النبوة أن جبريل عليه السلام يأتيه قتله ابن الزبير وبالمبیر الحجاج. وقال ابن العربى: الحجاج ظالم معتدى ملعون على لسان المصطفى صلى الله عليه وسلم من طرق خارج عن الإسلام عندى باستخفافه بالصحابة كابن عمر وأنس كذا ذكره فى المعارضة (م عن أسماء بنت أبى بكر) الصديق أم ابن الزبير لما صلب الحجاج ابنها أرسل إليها فلم تاته فاتها فقال كيف رأيت الله صنع بعدوه قالت رأيتك أفسدت عليه دنياه وأفسد عليك آخرتك سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فذكرته (فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۲۳۳۵)

قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ، وَحَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ، وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۲۱۹) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ میری امت کے بعض قبیلے مشرکین سے نہ مل جائیں (یعنی مشرکین کے ساتھ نہ ہولیں) اور یہاں تک کہ وہ بتوں کی عبادت (پوجا) نہ کرنے لگ جائیں، اور عنقریب میری امت میں تیس کذاب (یعنی جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں گے، وہ سب کے سب یہ گمان (اور دعویٰ) کریں گے کہ وہ نبی ہیں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (ترمذی)

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ، وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ، وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ (سنن ابی داؤد) ۲

ترجمہ: اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ میری امت کے بعض قبیلے مشرکین سے نہ مل جائیں، اور یہاں تک کہ میری امت کے بعض قبیلے بتوں کی عبادت (پوجا) نہ کرنے لگ جائیں، اور بے شک عنقریب میری امت میں تیس کذاب (یعنی جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں گے، وہ سب کے سب یہ

۱ قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

۲ رقم الحدیث ۴۲۵۲، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۳۹۵.

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

گمان (ودعویٰ) کریں گے کہ وہ نبی ہیں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور (قیامت تک) میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی (جو اس طرح کے جھوٹی نبوت و دعویٰ داروں کا ساتھ نہیں دے گی، بلکہ ان کی تردید کرے گی) (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مروی ہے کہ:

بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَرِيبٌ مِّنْ ثَلَاثِينَ دَجَالِيْنَ كَذَّابِيْنَ، كُلُّهُمْ يَقُولُ: اَنَا نَبِيٌّ، اَنَا نَبِيٌّ (مسند احمد، رقم الحدیث ۹۵۴۸) ۱  
ترجمہ: قیامت کے قریب تیس کے قریب جھوٹے دجال (دجل و فریب سے کام لے کر جھوٹی نبوت کے دعویٰ دار) ہوں گے، وہ سب کے سب یہ کہیں گے کہ میں نبی ہوں، میں نبی ہوں (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِّنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ (مسلم، رقم الحدیث ۱۵۷۱) ۸۴

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ تیس کے قریب کذاب، دجال (بہت زیادہ دجل و فریب سے کام لے کر جھوٹی نبوت کے دعویٰ دار) پیدا نہ ہو جائیں، ان میں سے ہر ایک یہ گمان (ودعویٰ) کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے (مسلم)

اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ  
دَجَالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ، وَلَا  
آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَاهُمْ، لَا يُضِلُّوكُمْ، وَلَا يُفْتِنُونَكُمْ (مسلم، رقم

الحدیث ۷۰۰۰) باب فی الضعفاء والکذابين النخ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں دجال، کذاب  
(یعنی بہت زیادہ دجل و فریب سے کام لے کر جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں  
گے، جو تمہارے سامنے ایسی باتیں پیش کریں گے، جو نہ تم نے سنیں، اور نہ  
تمہارے آباء و اجداد نے سنیں، تو تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ، اور ان کو اپنے  
سے دور رکھو، تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں، اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈالیں (مسلم)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جھوٹی نبوت کے دعویداروں کی باتیں سننا، ان کے مضامین  
پڑھنا، ان کی صحبت اختیار کرنا، غرضیکہ ان کے ساتھ قربت اختیار کرنا گمراہی و فتنہ کا باعث  
ہے، کیونکہ یہ لوگ دجل و فریب سے کام لیتے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ وَدَجَالُونَ  
سَبْعَةٌ وَعِشْرُونَ: مِنْهُمْ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ، وَإِنِّي خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۳۵۸) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ستائیس کذاب اور  
دجال (دجل و فریب سے کام لے کر جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں گے، جن  
میں سے چار عورتیں ہوں گی، اور میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں  
ہے (مسند احمد)

”کذاب“ بہت زیادہ جھوٹے کو کہا جاتا ہے، اور ”دجال“ بہت زیادہ دجل و فریب کرنے

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح

والے کو کہا جاتا ہے۔

اولاً تو نبوت کا دعویٰ کرنا ہی بہت بڑا جھوٹ اور دجل و فریب ہے، اور پھر اوپر سے جھوٹی نبوت کا دعویٰ اور دجل و فریب سے کام لے کر لوگوں کو اپنے جھانسنے میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے، اس لئے احادیث میں ایسے لوگوں کو کذاب اور دجال قرار دیا گیا ہے۔<sup>۱</sup> جن احادیث میں ستائیں کذابوں کا ذکر ہے، ان میں کسر کی رعایت کی گئی ہے، اور جن میں تیس کا ذکر ہے، ان میں کسر کے بغیر تعداد کو ذکر کیا گیا ہے، لہذا دونوں قسم کی احادیث ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہیں، اور جن احادیث میں تیس کے قریب دجالوں کا ذکر ہے، وہ بھی ان دونوں قسم کی احادیث کو شامل ہونے کی وجہ سے ان کے موافق ہیں۔<sup>۲</sup>

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ

<sup>۱</sup> (فی امتی) ای سیظہر فی امتی (کذابون) صیغۃ مبالغۃ من الکذب وهو الخیر الغیر المطابق للواقع ولا یعارضہ الإخبار بإفشاء الکذب من القرن الرابع لأن المراد الزیادة علی الکذب كما دلت علیہ صیغۃ المبالغۃ وفی روایة کلہم یکذب علی اللہ ورسولہ (ودجالون) ای مکارون منسوبون من الدجل وهو التلبیس مبالغون فی الکذب وأفردهم عن الأولین باعتبار ما قام بہم من المبالغۃ فی الزیادة فیہ تنبیہا علی أنهم النہایة التی لا شیء بعدها فی هذا المبلغ وظاہر هذا أن الدجال إذا جمع أرید بہ علم الجنس وإذا أفرد فهو علم شخص (سبعة وعشرون منهم أربع نسوة وإنی خاتم النبیین لا نبی بعدی) وعیسیٰ إذا نزل إنما یحکم بشرعہ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، ج ۳ ص ۵۳، تحت رقم الحدیث ۵۹۳۶)

( "دجالون" ) ای : مبالغون فی فساد العباد والبلاد ( "کذابون" ) ای : علی اللہ ورسولہ .

فی شرح السنة : کل کذاب دجال، یقال : دجل فلان الحق بباطلہ غطاء، ومنه أخذ الدجال، ودجلہ سحرہ وکذبه، وقیل : عن الدجال دجالاً لشمویہہ علی الناس وتلبیسہ، یقال : دجل إذا موہ ولبس، ("قریباً من ثلاثین") ، وهذا لا ینافی جزمہ فیما سبق بقولہ ثلاثون، فإنه إما متأخر، وإما المراد منه التقریب، وکذا لا ینافی ما رواه الطبرانی عن ابن عمر : ولا تقوم الساعة حتی یخرج سبعون کذاباً ، فإن المراد منه التکثیر، أو الثلاثون مقیدون بدعوی النبوة، والباقون بغیرها علی احتمال أن السبعین غیر الثلاثین، فتکمل المائة، واللہ تعالی أعلم (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفتن، باب الملاحم)

<sup>۲</sup> وهذا یدل علی أن روایة الثلاثین بالجزم علی طریق جبر الکسر ویؤیدہ قوله فی حدیث الباب قریب من ثلاثین (فتح الباری، کتاب الفتن، قوله باب کذا)

انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيٍّ (سنن ترمذی) ۱  
 ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک رسالت اور نبوت کا  
 سلسلہ منقطع و ختم ہو گیا، لہذا میرے بعد کوئی رسول نہیں، اور کوئی نبی نہیں (ترمذی؛  
 مسند احمد؛ حاکم)

حضرت ام کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:  
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ذَهَبَتِ النَّبُوءَةُ،  
 وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۸۹۶)  
 ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ نبوت ختم  
 ہو گئی، اور خوشخبری سنانے والے (خواب) باقی رہ گئے (ابن ماجہ)  
 حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نُبُوءَةَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ،  
 قَالَ: قِيلَ: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: أَلرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ أَوْ  
 قَالَ: أَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۷۹۵) ۲  
 ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے، سوائے  
 مبشرات کے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! مبشرات کیا ہیں؟ تو آپ نے

۱ رقم الحدیث ۲۲۷۲، واللفظ له، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۳۸۲۳، مستدرک حاکم،  
 رقم الحدیث ۸۱۷۸.  
 قال الترمذی: وفي الباب عن أبي هريرة، وحذيفة بن أسيد، وابن عباس، وأم كرز هذا حديث  
 صحيح غريب من هذا الوجه من حديث المختار بن فلفل.  
 قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد على شرط مسلم ولم يخرجاه.  
 وقال الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم.  
 في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير المختار  
 بن فلفل، فمن رجال مسلم.  
 ۲ في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

فرمایا کہ اچھے خواب یا نیک خواب (مندانہ)

مطلب یہ ہے کہ نیک صالح مومن کے اچھے، نیک اور پاکیزہ خواب نبوت کے علم سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا سلسلہ باقی ہے، مگر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ اگر کوئی خواب میں اپنی نبوت و رسالت کو دیکھنے کا دعویٰ کرے، تو وہ خواب اچھا اور نیک نہیں ہے، کیونکہ علم نبوت سے اس کی نفی ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبْنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيَعْبَجُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبْنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبْنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ (بخاری، رقم

الحدیث ۳۵۳۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال اور میرے سے پہلے سب نبیوں کی مثال اس آدمی کی طرح ہے، جس نے ایک گھر بنایا، اور اس کو خوب حسین اور جمیل بنایا، سوائے ایک طرف سے ایک اینٹ کے (کہ وہ باقی رہ گئی) پھر لوگ وہاں آنے جانے لگے اور اس گھر کو دیکھ کر خوش ہونے لگے، اور یہ کہنے لگے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی (تا کہ یہ گھر مکمل ہو جاتا) پس میں وہ اینٹ ہوں، اور میں خاتم النبیین ہوں (بخاری)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ، لَا نَبِيَّ بَعْدِي (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۳۲۷۳)

ترجمہ: میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں (طبرانی)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی سادہ اور آسان مثال کے ساتھ ختم



نبوت کے مسئلہ کو واضح فرمادیا، اس کے باوجود بھی کوئی اس مسئلہ کو نہ سمجھے یا نہ مانے تو اس کو سوائے بدبختی یا گور مغزی کے اور کیا کہا جاسکتا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْفُرُونَ قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، أَعْطَوْهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ (بخاری، رقم الحدیث ۳۴۵۵)

ترجمہ: بنی اسرائیل میں انبیاء (عوام کی) نگرانی و انتظامات کیا کرتے تھے، جب ایک نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرا اس کا جانشین ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور خلفاء (نیک حکمران) ہوں گے، جو کہ کثرت سے ہوں گے، صحابہ نے عرض کیا کہ پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یکے بعد دیگرے ہر ایک (خلیفہ و نیک حکمران) کی بیعت پوری کرنا اور انہیں ان کا (وہ حق جو تم پر ہے) دیتے رہنا (یعنی ان کی شرعی اور جائز معاملات میں اطاعت و پیروی کرنا) اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جن (رعایا) پر حکمران بنایا ہے، وہی ان کے (معاملات کے) بارے میں ان سے باز پرس کرے گا (اگر انہوں نے رعایا پر ظلم کیا ہوگا، تو اللہ ان سے مواخذہ فرمائے گا، تم سے مواخذہ نہیں فرمائے گا) (بخاری)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ لَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجِدٌ فِي طَيْبَتِهِ (دلائل النبوة) ۱

۱ لابی نعیم الاصبہانی، رقم الحدیث ۱۰، واللفظ له، مسند احمد، رقم الحدیث ۶۳۱۷۱۔  
فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیرہ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا، جبکہ آدم اپنی مٹی کے درمیان گوندھے جا رہے تھے (اور ان کے مٹی کے پتلے میں روح بھی نہیں ڈالی گئی تھی) (دلائل النبوة، مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وقت سے طے شدہ ہے، جب تک حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح بھی ان کے جسم میں نہیں ڈالی گئی تھی۔

غرض یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مسئلہ انتہائی مستحکم و مضبوط اور ازل سے طے شدہ ہے، جس میں کسی ابہام و لچک کی گنجائش نہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ

مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (مسلم، رقم الحديث ۲۳۰۴، ۳۰۳۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ میرے نزدیک ایسے ہو، جیسے موسیٰ کے نزدیک ہارون تھے، سوائے اس کے کہ

میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (مسلم)

اسی قسم کی حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۱

۱ عن جابر بن عبد الله، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لعلی: أنت منی بمنزلة

هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدی (سنن الترمذی، رقم الحديث ۳۰۳۰، واللفظ له،

المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۲۰۳۵)

قال الترمذی: هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه وفي الباب عن سعد، وزید بن أرقم، وأبی هريرة، وأم سلمة.

قال الالبانی: قلت: وهذا إسناد جيد فی الشواهد (ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل،

تحت رقم الحديث ۲۳۷۳)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ معلوم ہوا، لیکن اس کے باوجود ان کا درجہ نبوت کے بعد ہے، اور یہ حدیث حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کے خلاف نہیں ہے، جیسا کہ بعض روافض و اہل تشیع نے سمجھا، بلکہ اس سے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اپنے ساتھ تعلق و رشتہ اور محبت و فضیلت کو بیان کرنا ہے، جبکہ دیگر بہت سی احادیث میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے عظیم فضائل و درجات کا ذکر پایا جاتا ہے، اپنے مطلب کی کسی حدیث اور اس میں بھی اپنی مرضی و منشاء کے مطلب کو لے کر باقی احادیث کا انکار کر دینا انصاف و اعتدال پسندی پر مبنی نہیں۔ ۱

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

عن ابی سعید الخدری، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی: "أنت منی بمنزلة ہارون من موسی، إلا أنه لا نبی بعدی (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۷۲) فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح لغيره.

عن موسی الجہنی، قال: دخلت علی فاطمة بنت علی فقال لها رفیقہ أبو مہل: کم لک؟ قالت: ستة وثمانون سنة، قال: ما سمعت من ابیک شیئا؟ قالت: حدثنی أسماء بنت عمیس، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی: "أنت منی بمنزلة ہارون من موسی، إلا أنه لیس بعدی نبی (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۷۰۸۱)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح.

۱ (عن سعد بن أبی وقاص)، أحد العشرة المبشرة (قال: قال رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم لعلی: "أنت منی بمنزلة ہارون من موسی")، یعنی فی الآخرة، و قرب المرتبة، والمظاہرة به فی أمر اللہین کذا قالہ شارح من علمائنا. وقال التوربشتی: كان هذا القول من النبی -صلی اللہ علیہ وسلم -مخرجه إلى غزوة تبوک، وقد خلف علیا -رضی اللہ عنہ -علی اہله وأمره بالإقامة فیہم فأرجف به المنافقون وقالوا: ما خلفه إلا استثقالا له وتخففا منه، فلما سمع به علی أخذ سلاحه ثم خرج حتی أتى رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم -وهو نازل بالجرف، فقال: یا رسول اللہ زعم المنافقون کذا فقال: "کذبوا إنما خلفتک لما ترکت ورائی فأرجف فی اہلی وأهلک، أما ترضی یا علی أن تكون منی بمنزلة ہارون من موسی" "تأول قول اللہ سبحانه وتعالى: (وقال موسی لأخیه ہارون اخلفنی فی قومی) والمستدل بهذا الحدیث علی أن الخلافة كانت له بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائع عن منهج الصواب، فإن الخلافة فی الأهل فی حیاته لا تقتضی الخلافة فی الأمة بعد مماته، والمقایسة التي تمسکوا بها تنقض علیہم بموت ہارون قبل موسی -علیہما السلام - وإنما يستدل بهذا الحدیث علی قرب منزلته واختصاصه بالمؤاخاة من قبل

﴿بقية حاشية الگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ إِلَّا فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ  
وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا  
أَنْفُسُكُمْ، وَأَطِيعُوا وِلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ (المعجم الكبير

للطبرانی) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ فرمان سنا کہ اے لوگو!  
میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے، پس تم اپنے  
رب کی عبادت کرو، اور پانچوں نمازیں پڑھو، اور اپنے (رمضان کے) مہینے کے  
روزے رکھو، اور اپنے مالوں کی خوش دلی کے ساتھ زکاۃ ادا کرو، اور اپنے معاملات  
کے امیروں (وسربراہوں) کی اطاعت کرو (ان اعمال کی برکت سے) تم اپنے  
رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے (طبرانی)

﴿ گزشتہ صفحے کا اقیہہ حاشیہ ﴾

الرسول - صلی اللہ علیہ وسلم -

وفی شرح مسلم قال القاضي عياض: هذا مما تعلقت به الروافض وسائر فرق الشيعة في أن  
الخلافة كانت حقا لعلی -رضی اللہ عنہ - وأنه لم یقم فی طلب حقہ، وهؤلاء أسخف عقلا وأفسد  
مذهبا من أن یذکر قولهم، ولا شک فی تکفیر هؤلاء لأن من کفر الأمة کلها والصدر الأول  
خصوصا، فقد أبطل الشريعة وهدم الإسلام، ولا حجة فی الحدیث لأحد منهم، بل فیہ إثبات فضیلة  
لعلی، ولا تعرض فیہ لکونه أفضل من غیره، وليس فیہ دلالة علی استخلافه بعده؛ لأن النبی -صلی  
اللہ علیہ وسلم - إنما قال هذا حين استخلفه علی المدینة فی غزوة تبوک، ویؤید هذا أن هارون  
المشبه به لم یکن خلیفة بعد موسی؛ لأنه توفی قبل وفاة موسی بنحو أربعین سنة، وإنما استخلفه  
حين ذهب لمیقات ربه للمناجاة (مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب والفضائل، باب مناقب علی بن  
ابی طالب)

۱ رقم الحدیث ۵۳۵.

قال الهیثمی: رواه الطبرانی، ورجال أحد الطریقین ثقات وفی بعضهم ضعف (مجمع الزوائد  
ج ۸ ص ۲۶۳، باب لا نبی بعده صلی اللہ علیہ وسلم)

اسی قسم کی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ ۱۔  
اس قسم کی کئی احادیث کثرت سے مروی ہیں، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی اور رسول کے نہ ہونے کا ذکر ہے، اور ان احادیث کو کئی محدثین نے معنی کے اعتبار سے متواتر قرار دیا ہے۔

اور یہ احادیث مختلف الفاظ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ہر طرح کے نبی و رسول کی بعثت و پیدائش کی نفی کرتی ہیں، جن میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں۔ ۲۔  
اور قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا آسمان سے زندہ نازل ہونا تم نبوت کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ اولاً تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو ہی نافذ و عمل کرنے کے لئے نازل ہوں گے، نہ کہ مستقل نبی کی حیثیت سے، دوسرے ان کا نبی ہونا مقدم ہے نہ کہ مؤخر۔

اور قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا اپنی قوم کو یہ بشارت سنانے کا ذکر ہے کہ ان کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوگی۔

اور احادیث میں یہ بتلایا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت کے بعد کوئی نبی پیدا

۱۔ عن أبي قتيلة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قام في الناس في حجة الوداع، فقال: لا نبى بعدى ولا أمة بعدكم فاعبدوا ربكم وأقيموا خمسكم وصوموا شهركم وأطيعوا وألا أمركم تدخلوا جنة ربكم (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۷۹۷، واللفظ له، معرفة الصحابة لابی نعیم رقم الحديث ۶۱۹۳)

قال الالباني: قلت: وهذا إسناد رجاله ثقات، لكن بقية مدلس وقد عنعن. لكن له شاهد قوى من حديث أبي أمامة (السلسلة الصحيحة، تحت رقم الحديث ۳۲۳۳)

۲۔ وإذا كان لا نبى بعده فلا رسول بعده بالطريق الأولى والأخرى، لأن مقام الرسالة أخص من مقام النبوة، فإن كل رسول نبى ولا يعكس، وبذلك وردت الأحاديث المتواترة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من حديث جماعة من الصحابة رضی الله عنهم (تفسير ابن كثير سورة الأحزاب)

(حدیث: لا نبی بعدی) صحیح متواتر. ورد من حدیث جمع من الصحابة منهم (إرواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل، تحت رقم الحديث ۲۲۷۳)

و مجبوث نہ ہوگا۔ ا

بہر حال مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کی طرف سے اپنے متعلق کسی قسم کی نبوت و رسالت کا

اَلْیَسْرِ اِسْرَاءُ یَلِ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا  
بِرَسُوْلِ یَأْتِیْ مِنْ بَعْدِیْ اَسْمَةُ اَحْمَدُ (سورة الصف، رقم الآیة ۶)

قال العلماء و فی هذا الحدیث دلیل علی أن عیسی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم إذا نزل فی آخر الزمان نزل حکما من حکام هذه الأمة یحکم بشریعة نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا ینزل نبینا وقد سبقت الأحادیث المصرحة بما ذکرناه فی کتاب الإیمان (شرح النووی، کتاب الفضائل، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم (فیبعث اللہ عیسی بن مریم) اى ینزلہ من السماء حاکما بشرنا وقد سبق بیان هذا فی کتاب الإیمان قال القاضی رحمہ اللہ تعالیٰ نزول عیسی علیہ السلام وقتلہ الدجال حق و صحیح عند أهل السنة للأحادیث الصحیحة فی ذلك و لیس فی العقل و لافى الشرع ما یطله فوج إثباتہ و أنکر ذلك بعض المعتزلة و الجہیمة و من وافقہم و زعموا أن هذه الأحادیث مردودة بقولہ تعالیٰ و خاتم النبیین و بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی و باجماع المسلمین أنه لا نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم و أن شریعتہ مؤبدة إلى یوم القیامة لا تنسخ و هذا استدلال فاسد لأنه لیس المراد بنزول عیسی علیہ السلام أنه ینزل نبیا بشرع ینسخ شرعنا ولا فی هذه الأحادیث و لافى غیرها شیء من هذا بل صحت هذه الأحادیث هنا و ما سبق فی کتاب الإیمان و غیرها أنه ینزل حکما مقسطا بحکم شرعنا و یحیی من أمور شرعنا ما هجرہ الناس (شرح النووی، کتاب الفتن و أشرط الساعة، باب ذکر الدجال)

لا نبی بعدی " دلیل علی أن عیسی ابن مریم إذا نزل حکما من حکام هذه الأمة یدعو بشریعة نبینا محمد - صلی اللہ علیہ وسلم - ولا ینزل نبیا أقول: ولا منافاة بین أن ینزل نبیا و یكون متابعا لنبینا - صلی اللہ علیہ وسلم - فی بیان أحكام شریعتہ، و اتقان طریقته، و لو بالوحی إلیہ كما یشیر إلیہ قولہ - صلی اللہ علیہ وسلم " - لو کان موسی حیا لما وسعه إلا اتباعی " اى مع وصف النبوة و الرسالة، و إلا فمع سلہما لا یفید زیادة المزیة، فالمعنی أنه لا یحدث بعده نبی لأنه خاتم النبیین السابقین، و فیہ إیماء إلی أنه لو کان بعده نبی لکان علیا، و هو لا ینافی ما ورد فی حق عمر صریحا؛ لأن الحکم فرضی و تقدیری، فکانہ قال: لو تصور بعدی نبی لکان جماعۃ من أصحابی أنبیاء، و لکن لا نبی بعدی، و هذا معنی قولہ - صلی اللہ علیہ وسلم " - لو عاش إبراهیم لکان نبیا " و أما حدیث " : علماء امتی کاننبیاء بنی اسرائیل " فقد صرح الحفاظ کالزرکشی و العسقلانی و الدمیری و السیوطی أنه لا أصل له، ثم رأیت بعضهم ذکر و زیادة و لو کان لکنته، لکن قال الخطیب: هذه الزیادة لا نعلم من رواها إلا ابن الأزرہ، و کان یضع. و قال ابن النجار: المتن صحیح و الزیادة غیر محفوظة و اللہ أعلم بواطنها (مرقاة المفاتیح، کتاب المناقب و الفضائل، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

دعویٰ کرنا صریح جھوٹ اور بہتان ہے، اور اس کی بات ماننا یا اس کی پیروی کرنا سراسر ضلالت و گمراہی ہے، اور ایسا شخص دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔

اور اسی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی بھی ”کذاب و دجال“ میں داخل ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اگر کوئی مسلمان خدا نخواستہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کر بیٹھے، تو وہ مرتد کہلاتا ہے، اور شرعی اصولوں کے مطابق ثبوت ہونے پر اور تا تب نہ ہونے کی صورت میں اسلامی قانون کی رو سے اس کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ ۱

## نبی ﷺ کا حضرت عائشہ کو نکاح سے پہلے خواب میں دیکھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُرِيْتُكَ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، جَاءَ نَبِيَّ بِكَ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيرٍ، فَيَقُولُ: هَذِهِ أَمْرَاتُكَ، فَأَكْشِفُ عَنْ وَجْهِكَ فَإِذَا أَنْتَ هِيَ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ، يُمِضْهُ (مسلم، رقم الحديث ۲۳۳۸ "۷۹")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے عائشہ نکاح سے پہلے) مجھے تم تین رات تک خواب میں دکھائی گئیں، ایک فرشتہ سفید ریشم کے کپڑے میں آپ کو میرے پاس لایا اور وہ مجھ سے کہنے لگا کہ یہ آپ کی بیوی ہے، میں نے اس کا چہرہ کھولا تو وہ آپ ہی نکلیں، تو میں نے کہا کہ اگر اللہ کی طرف سے یہ خواب ہے تو اسی طرح ہوگا (مسلم)

۱ اقول: أخذت من هذا أن مدعى النبوة كافر إجماعاً وواجب القتل، وشأن الملعون القادياني بعينه شأن مسلمة الكذاب بأنه ادعى النبوة، ولم ينكر رسالة النبي - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ونبوته (العرف الشذی شرح سنن الترمذی، ج ۳، ص ۱۱، كتاب الرؤيا، باب ما جاء في رؤيا النبي - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

فائدہ: انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب ویسے بھی سچے اور وحی ہوتے ہیں، اور فرشتہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خوبصورت کپڑے میں ملبوس پیش کرنا، مزید تقویت کا باعث بنا، جس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی، کہ آپ کو اُمّ المؤمنین کا شرف عطاء کرنے کا فیصلہ اللہ رب العزت نے فرمایا تھا۔

جو لوگ نعوذ باللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہتے اور ان پر الزام تراشی سے کام لیتے ہیں، وہ قیامت کے دن اللہ اور اس کے رسول کو کیا جواب دیں گے؟

## نبی ﷺ کا حضرت ابو بکر و عمر کو ڈول کھینچتے ہوئے دیکھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُنِي عَلَى قَلْبٍ، وَعَلَيْهَا دَلْوٌ، فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، فَنَزَعَ مِنْهَا ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَأَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمَّ أَرَّ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنِ (بخاری) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا تو میں نے (خواب میں) اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ایک ڈول پڑا ہوا تھا، میں نے اس سے جس قدر اللہ نے چاہا، پانی کے ڈول نکالے، پھر ابن ابی قحافہ (یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے ڈول لے لیا، انہوں نے ایک دو ڈول پانی کے نکالے، جن کے ڈول نکالنے میں کچھ ضعف تھا، اور اللہ ان کی مغفرت فرمادے گا، اس

۱ رقم الحدیث ۷۰۲۱، باب نزع الذنوب والذنوبین من البئر بضعف، مسلم، باب من فضائل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ.



کے بعد وہ بڑے ڈول کی شکل اختیار کر گیا اور اُس کو عمر بن خطاب نے لے لیا تو میں نے لوگوں میں کسی کو عمر بن خطاب کے مقابلہ میں زیادہ مضبوط اور قوی پانی کھینچنے والا نہیں پایا (انہوں نے اتنا زیادہ پانی ڈول کے ذریعہ سے کنویں سے نکالا) یہاں تک کہ لوگ خوب سیر ہو گئے (بخاری: مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔ ۱  
اور حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کی سند سے اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی سند سے مرسل بھی تھوڑے بہت فرق کے ساتھ اس قسم کی حدیث مروی ہے۔ ۲  
نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی اس سے ملتے جلتے خواب دیکھنے کا روایات میں ذکر پایا جاتا ہے۔ ۳

۱ عن ابن عمر، عن رؤيا رسول الله صلى الله عليه وسلم في أبي بكر وعمر قال: " رأيت الناس قد اجتمعوا، فقام أبو بكر فنزع ذنوبا أو ذنوبين، وفي نزعہ ضعف، والله يغفر له، ثم نزع عمر، فاستحالت غرباء، فما رأيت عبقریا من الناس يفري فريه حتى ضرب الناس بعطن (مسند احمد، رقم الحديث ۲۸۱۴) في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

۲ عن أبي الطفيل، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " رأيت فيماني أرى النائم كأنى أنزع أرضا، وردت على وغنم سود، وغنم عفر، فجاء أبو بكر فنزع ذنوبا أو ذنوبين وفيهما ضعف، والله يغفر له، ثم جاء عمر فنزع فاستحالت غرباء فملا الحوض وأروى الواردة، فلم أر عبقریا أحسن نزعا من عمر، فأولت أن السود العرب وأن العفر العجم (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۸۰۱)

في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

حدثنا إبراهيم بن الحجاج السامي، حدثنا حماد، عن علي بن زيد، عن أبي الطفيل، عن النبي صلى الله عليه وسلم، وعن حبيب، وحميد، عن الحسن، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: بينما أنا أنزع الليلة إذ وردت على غنم سود وغنم عفر، فجاء أبو بكر فنزع ذنوبا أو ذنوبين فيهما ضعف، والله يغفر له، ثم جاء عمر فاستحالت غرباء فملا الحياض وأروى الواردة، فلم أر عبقریا من الناس أحسن نزعا منه، فأولت أن السود العرب، والعفر العجم (مسند أبي يعلى، رقم الحديث ۹۰۴)

۳ وقد ورد هذا الحديث من وجه آخر بزيادة فيه فأخرج أحمد وأبو داود واختاره الضياء من

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب میں اس طرف اشارہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور کے مقابلہ میں زیادہ لمبا، قوی اور مضبوط ہوگا۔

جس کی بعد میں صداقت اور سچائی اس طرح ظاہر ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے طویل اور لمبا ہوا، اور آپ کے زمانہ میں بے شمار فتوحات ہوئیں، اور دُور دراز علاقوں تک اسلام پھیل گیا، اور بے شمار لوگ ایمان کی دولت سے سیراب ہوئے۔

### ﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

طریق أشعث بن عبد الرحمن الجرمی عن أبيه عن سمرة بن جندب أن رجلا قال يا رسول الله رأيت كأن دلوا دلى من السماء فجاء أبو بكر فأخذ بعراقيها فشرب شربا ضعيفا ثم جاء عمر فأخذ بعراقيها فشرب حتى تضرع ثم جاء عثمان فأخذ بعراقيها فشرب حتى تضرع ثم جاء علي فأخذ بعراقيها فانتشطت وانتضح عليه منها شيء وهذا يبين أن المراد بالنزع الضعيف والنزع القوى الفتوح والغنائم وقوله دلى بضم المهملة وتشديد اللام أى أرسل إلى أسفل وقوله بعراقيها بكسر المهملة وفتح القاف والعراقان خشبتان تجعلان على فم الدلو متخالفتان لربط الدلو وقوله تضرع بالضاد المعجمة أى مألأ أضلعه كناية عن الشيع وقوله انتشطت بضم المثناة وكسر المعجمة بعدها طاء مهملة أى نزعته منه فاضطربت وسقط بعض ما فيها أو كله قال بن العربي حديث سمرة يعارض حديث بن عمر وهما خبران قلت الثانى هو المعتمد فحديث بن عمر مصرح بأن النبى صلى الله عليه وسلم هو الرأى وحديث سمرة فيه أن رجلا أخبر النبى صلى الله عليه وسلم أنه رأى وقد أخرج أحمد من حديث أبى الطفيل شاهدا لحديث بن عمر وزاد فيه فوردت على غنم سود وغنم عفر وقال فيه فأولت السود العرب والعفر العجم وفى قصة عمر فمألاً الحوض وأروى الواردة ومن المغايرة بينهما أيضا أن فى حديث بن عمر نزع الماء من البئر وحديث سمرة فيه نزول الماء من السماء فهما قصتان تشد إحداهما الأخرى وكان قصة حديث سمرة سابقة فنزل الماء من السماء وهى خزائنه فأسكن فى الأرض كما يقتضيه حديث سمرة ثم أخرج منها بالدلو كما دل عليه حديث بن عمر وفى حديث سمرة إشارة إلى نزول النصر من السماء على الخلفاء وفى حديث بن عمر إشارة إلى استيلائهم على كنوز الأرض بأيديهم وكلاهما ظاهر من الفتوح التى فتحوها وفى حديث سمرة زيادة إشارة إلى ما وقع لعلى من الفتن والاختلاف عليه فإن الناس أجمعوا على خلافته ثم لم يلبث أهل الجمل أن خرجوا عليه وامتنع معاوية فى أهل الشام ثم حاربه بصفين ثم غلب بعد قليل على مصر وخرجت الحورية على على فلم يحصل له فى أيام خلافته راحة فضرب المنام المذكور مثلا لأحوالهم رضوان الله عليهم أجمعين (فتح البارى، قوله باب نزع الماء من البئر حتى يروى الناس)

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب میں پانی کا حاصل کرنا، دین کو حاصل کرنے اور دوسروں کو پانی پیش کرنا یا دوسروں کو پانی پلانا، دوسروں کو دینی فائدہ اور نفع پہنچانے کی علامت ہے۔ ا

۱ (وعن أبي هريرة قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: (بيننا أنا نائم رأيتني على قليب) أي: بئر لم تطو وضدها المطوية بالحجارة والآجر (عليها) أي: فوقها (دلو) أي: ودلو معلقة عليها (فنزعت) أي: جذبت مما فيها (منها ما شاء الله) ، أي ما قدره الله وقضاه (ثم أخذها) أي: الدلو (ابن أبي قحافة): بضم القاف (فنزح منها ذنوبا) : بفتح الذال المعجمة وهو الدلو وفيها ماء ، أو المملأى أو دون المملأى كذا في القاموس .(أو ذنوبين) : شك من الراوى ، والصحيح رواية ذنوبين ذكره ابن الملك، والأظهر أن (أو) بمعنى (بل) فلا يحتاج إلى تخطئة الراوى ولا إلى شكه وتردده، ويمكن أن يكون المراد بذكرهما إشارة إلى قلته مع عدم النظر عن تحقق عدده . (وفى نزعه ضعف، والله يغفر له ضعفه) ، جملة حالية دعائية وقعت اعتراضية مبينة أن الضعف الذى وجد فى نزعه لما يقتضيه تغير الزمان وقلة الأعوان غير راجع إليه بنقيضه (ثم استحالت) أي: انقلبت الدلو التى كانت ذنوبا (غربا) : بفتح فسكون أي دلوا عظيمة على ما فى القاموس ، وزاد ابن الملك : التى تتخذ من جلد ثور، (فأخذها ابن الخطاب، فلم أر عبقرى) : بتشديد التحية أي رجلا قويا (من الناس ينزع) : بكسر الزاى (نزع عمر) أي: جذبه وهو مفعول مطلق (حتى ضرب الناس بعطن) ، بفتح حين أي حتى أرووا إبلهم فأبركوها وضربوا لها عطنا وهو مبرك الإبل حول الماء .قال القاضي :لعل القليب إشارة إلى الدين الذى هو منبع ما به تحيا النفوس ويتم أمر المعاش، ونزع الماء فى ذلك إشارة إلى أن هذا الأمر ينتهى من الرسول -عليه السلام - إلى أبى بكر، ومنه إلى عمر، ونزع أبى بكر ذنوبا أو ذنوبين إشارة إلى قصر مدة خلافته، وأن الأمر إنما يكون بيده سنة أو سنتين، ثم ينتقل إلى عمر، وكان مدة خلافته سنتين وثلاثة أشهر، وضعفه فيه إشارة إلى ما كان فى أيامه من الإضراب والارتداد واختلاف الكلمة، أو إلى ما كان له من لين الجانب وقلة السياسة والمداراة مع الناس، ويدل على هذا قوله :وغفر الله له ضعفه، وهو اعتراض ذكره -صلى الله عليه وسلم -ليعلم أن ذلك موضوع ومغفور عنه غير قادح فى منصبه، ومصير الدلو فى نوبة عمر غربا، وهو الدلو الكبير الذى يستقى به البعير إشارة إلى ما كان فى أيامه من تعظيم الدين، وإعلاء كلمة الله، وتوسع خططه وقوته، وجده فى النزاع إشارة إلى ما اجتهد فى إعلاء أمر الدين، وإفشائه فى مشارق الأرض ومغاربها اجتهدا بما لم يتفق لأحد قبله ولا بعده، والعبقرى: القوى، وقيل: العبقر اسم واد يزعم العرب أن الجن تسكنه فنسبوا إليه كل من تعجبوا منه أمرا كقوة وغيرها، فكأنهم وجدوا ما وجدوا منه خارجا عن وسع الإنسان، فحسبوا أنه جىء من العبقر، ثم قاله لكل شيء نفيس .

وقال النورى :قوله :فى نزعه ضعف ليس به حط لمنزلته، ولا إثبات فضيلة لعمر عليه، وإنما هو إخبار عن مدة ولايتهما، وكثرة انتفاع الناس فى ولاية عمر لطولها ولاتساع الإسلام وفتح البلاد

﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## نبی ﷺ کا حضرت ابو بکر و عمر اور حضرت عثمان کو دیکھنا

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّهُ ثَلَاثَةٌ مِنْ أَصْحَابِي وَزِنُوا، فَوَزَنَ أَبُو بَكْرٍ فَوَزَنَ، ثُمَّ وَزَنَ عُمَرُ فَوَزَنَ، ثُمَّ وَزَنَ عُثْمَانُ فَتَنَقَّصَ صَاحِبُنَا، وَهُوَ صَالِحٌ (مسند أحمد) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ میرے تین صحابہ کا وزن کیا گیا، پس ابو بکر کا وزن کیا گیا، تو وہ وزن دار ثابت ہوئے، پھر عمر کا وزن کیا گیا، تو وہ بھی وزن دار ثابت ہوئے، پھر عثمان کا وزن کیا گیا، تو ہمارے یہ صحابی (ان دونوں پہلے صحابہ کرام

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وحصول الأموال والغنائم، وأما قوله: واللہ یغفر لہ ضعفہ، فلیس فیہ نقص ولا إشارة إلى ذنب، وإنما هی کلمة كان المسلمون یزینون بہا کلامہم. وقد جاء فی (صحیح مسلم) أنها کلمة كان المسلمون یقولونہا افعل کذا واللہ یغفر لک. وفی قوله: فنزعت منها ما شاء اللہ، ثم أخذها ابن أبی قحافة إشارة إلى نیابة أبی بکر وخلافته بعدہ، وراحته - صلی اللہ علیہ وسلم - بوفاة من نصب الدنیا ومشاقتها. وفی قوله: ثم أخذها ابن الخطاب من ید أبی بکر إلى قوله: وضربوا بعضن إشارة إلى أن أبابکر قمع أهل الردة وجمع شمل المسلمین وابتدأ الفتوح ومهد الأمور، وتمت ثمرات ذلك وتکاملت فی زمن عمر - رضی اللہ عنہ (مرقاة المفاتیح، کتاب المناقب والفضائل، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ)

۱ رقم الحدیث ۱۶۶۰۳.

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح، رجاله ثقات رجال الشیخین، وجہالة الصحابی لا تضر. وسیکرر سنداً ومتناً.

قال السندي: قوله: "كأن ثلاثة من أصحابي وزنوا"، على بناء المفعول، ولعل تخصيص الثلاثة لأن علياً رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما تقرر له الأمر كما تقرر للثلاثة.

قوله: "فوزن أبو بكر، على بناء المفعول.

قوله: "فوزن علي بناء الفاعل، أي: رجح في الوزن.

قوله: "فتنقص"، بفتح، أي: في الوزن، لكن لا نقصاناً يخل في الصلاح، وإليه أشار بقوله: "وهو صالح.

سے وزن میں) بلکہ ثابت ہوئے، اور وہ (یعنی حضرت عثمان) بھی نیک صالح ہیں (مسند احمد)

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت ثابت ہوئی، اور ساتھ ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی، اس فرق کے ساتھ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ پہلے دونوں خلفائے راشدین کے بعد ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صالح قرار دیا، اور وزن کرنے میں ان کو بھی شریک کیا گیا۔

جہاں تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام و درجے کا معاملہ ہے تو اس خواب میں اُن کے نظر نہ آنے سے اُن کے مقام پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، کیونکہ اُن کے مقام و مرتبہ کا عظیم الشان ہونا دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے، اور اس وقت ہمارا موضوع، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب ہیں۔

## نبی ﷺ کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دیکھنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اضْطَجَعَ ذَاتَ لَيْلَةٍ لِلنُّوْمِ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ حَائِرٌ، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَرَقَدَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ حَائِرٌ، دُونَ مَا رَأَيْتُ بِهِ الْمَرَّةَ الْأُولَى، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَاسْتَيْقَظَ وَفِي يَدِهِ تُرْبَةٌ حَمْرَاءُ يُقْبَلُهَا، فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ التُّرْبَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنَّ هَذَا يُقْتَلُ بِأَرْضِ الْعِرَاقِ، لِلْحُسَيْنِ، فَقُلْتُ لِجِبْرِيلَ: أَرِنِي تُرْبَةَ الْأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا فَهَذِهِ تُرْبَتُهَا

(مسند درک حاکم، رقم الحدیث ۸۲۰۲) ۱

۱ قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین، ولم یخرجاه . وقال الذہبی فی التلخیص: مر هذا علی شرط البخاری ومسلم.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات سونے کے لئے لیٹے، پھر آپ گھبرا کر بیدار ہوئے، پھر لیٹے اور آپ کی آنکھ لگ گئی، پھر گھبرا کر بیدار ہوئے، اس سے مختلف حالت میں (بیدار ہوئے) جو میں نے پہلی مرتبہ دیکھی تھی، پھر آپ لیٹ گئے، پھر بیدار ہوئے، اور آپ کے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی، جس کو آپ پھوم رہے تھے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ مٹی کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے خبر دی کہ یہ حسین عراق کی زمین میں قتل کئے جائیں گے، میں نے جبریل سے کہا کہ مجھے اس جگہ کی مٹی دکھائیے، جس جگہ ان کو قتل کیا جائے گا، تو یہ اسی جگہ کی مٹی ہے (حاکم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح کا خواب دیکھنا مروی ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الْمَنَامِ بِنَصْفِ النَّهَارِ أَشْعَثَ  
أَغْبَرَ مَعَهُ قَارُورَةً فِيهَا دَمٌ يَلْتَقِطُهُ أَوْ يَتَّبِعُ فِيهَا شَيْئًا قَالَ: قُلْتُ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا؟ قَالَ: دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ لَمْ أَزَلْ أَتَّبِعُهُ مُنْذُ  
الْيَوْمِ، قَالَ عَمَّارٌ: فَحَفِظْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ فَوَجَدْنَاهُ قُتِلَ ذَلِكَ الْيَوْمَ

(مسند أحمد، رقم الحديث ۲۱۶۵) ۱

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں ٹھیک دوپہر کے وقت گردوغبار سے آلودہ حالت میں دیکھا، آپ کے پاس ایک شیشی تھی، جس میں خون تھا، جس کو آپ لے رہے تھے، یا اس میں کسی چیز کو تلاش کر رہے تھے، تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین اور آپ کے ساتھیوں کا خون ہے، میں آج پورے دن اس کو تلاش کرتا رہا ہوں،

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده قوى على شرط مسلم.

حضرت عمار (راوی) کہتے ہیں کہ ہم نے اس دن کو یاد رکھا، پھر ہم نے حضرت حسین کو (کر بلا کے سانحہ کے موقع پر) اسی دن شہید ہوتے ہوئے پایا (مسند احمد) اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی فرشتے کی طرف سے پیشگی خبر دینے کی احادیث بھی مروی ہیں۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ الْحُسَيْنُ جَالِسًا فِي حَجْرٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: جَبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتُحِبُّهُ؟ فَقَالَ: وَكَيْفَ لَا أُحِبُّهُ وَهُوَ ثَمَرَةٌ فُؤَادِي؟ فَقَالَ: أَمَا إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهُ، أَلَا أُرِيكَ مِنْ مَوَاضِعِ قَبْرِهِ؟ فَقَبَضَ قَبْضَةً، فَإِذَا تُرْبَةٌ حَمْرَاءُ (كشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ۲۶۲۰) ۱

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے، تو جبریل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ ان سے محبت رکھتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان سے کیسے محبت نہیں کروں گا، جبکہ وہ میرے دل کا ثمرہ (اور پھل) ہیں، تو جبریل نے کہا کہ آپ کی امت عنقریب ان کو قتل کر دے گی، کیا میں آپ کو ان کی قبر کی جگہ نہ دکھلا دوں؟ پس جبریل نے ایک مٹی بھری، تو وہ سرخ مٹی تھی (بزار)

اور حضرت عائشہ یا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِإِحْدَاهُمَا: لَقَدْ دَخَلَ عَلَيَّ الْبَيْتِ مَلَكٌ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ قَبْلَهَا، فَقَالَ لِي: إِنَّ ابْنَكَ هَذَا حُسَيْنٌ مَقْتُولٌ، وَإِنْ شِئْتَ أُرِيْتُكَ مِنْ تُرْبَةِ الْأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا، قَالَ:

۱ قال الهيثمي: رواه البزار، ورجاله ثقات، وفي بعضهم خلاف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۵۱۲۹، كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن علي عليهما السلام)

فَأَخْرَجَ تُرْبَةَ حَمْرَاءَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۶۵۲۳) ل  
ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں (یعنی حضرت عائشہ یا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما) میں سے کسی ایک سے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا، جو اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا، تو اس نے مجھے کہا کہ آپ کا یہ بیٹا حسین قتل کیا جائے گا، اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس زمین کی مٹی دکھا سکتا ہوں، جس میں ان کو قتل کیا جائے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس فرشتہ نے سرخ مٹی نکالی (اور مجھے دکھائی) (مسند احمد)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اسْتَأْذَنَ مَلِكُ الْقَطْرِ رَبَّهُ أَنْ يَزُورَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَذِنَ لَهُ، فَكَانَ فِي يَوْمٍ أُمَّ سَلَمَةَ.  
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْفَظِي عَلَيْنَا الْبَابَ، لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا أَحَدٌ، فَبَيْنَا هِيَ عَلَى الْبَابِ إِذْ جَاءَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَظَفَرَ، فَأَقْتَحَمَ، فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ، فَجَعَلَ يَتَوَثَّبُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَعَلَ النَّبِيُّ يَتَلَثَّمُهُ وَيُقْبِلُهُ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: أَتُحِبُّهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهُ، إِنْ شِئْتَ أَرَيْتَكَ الْمَكَانَ الَّذِي يُقْتَلُ فِيهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي يُقْتَلُ فِيهِ، فَأَرَاهُ إِيَّاهُ فَجَاءَهُ بِسَهْلَةٍ أَوْ تَرَابٍ أَحْمَرَ، فَأَخَذَتْهُ أُمَّ سَلَمَةَ، فَجَعَلَتْهُ فِي ثَوْبِهَا.

۱۔ قال الهيثمي: رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۵۱۱۳، كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن علي عليهما السلام) وفي حاشية مسند احمد: حديث حسن بطرقة وشاهده.  
وقال الالباني: قلت: وهذا إسناد صحيح على شرط الشيخين (السلسلة الصحيحة، تحت رقم الحديث ۸۲۲)



قَالَ ثَابِتٌ: كُنَّا نَقُولُ إِنَّهَا كَرَبْلَاءُ (ابن حبان) ۱

ترجمہ: بارش کے فرشتے نے اپنے رب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کی اجازت طلب کی، تو رب تعالیٰ نے ان کو اس کی اجازت دے دی، پس حضرت اُمّ سلمہ کی باری کے دن وہ تشریف لے آئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ سلمہ سے فرمایا کہ آپ دروازے پر ہماری نگرانی کریں، کوئی ہمارے پاس نہ آئے، تو جب وہ دروازے پر تھیں، اتنے میں حضرت حسین بن علی تشریف لائے، اور وہ اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے، انہوں نے دروازہ کھولا اور اندر تشریف لے گئے، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر کودنے لگے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو پیار کرنے لگے، تو آپ سے فرشتے نے کہا کہ کیا آپ ان (یعنی حضرت حسین) سے محبت کرتے ہیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک، اس فرشتے نے کہا کہ آپ کی امت عنقریب ان کو قتل کر دے گی، اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھلا دوں، جس میں ان کو قتل کیا جائے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک، تو اس فرشتے نے اس جگہ سے جس میں حضرت حسین کو قتل کیا جانا تھا ایک مٹھی بھر کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی، تو وہ سرخ اور نرم مٹی تھی، جس کو حضرت اُمّ سلمہ نے لے لیا، اور اپنے کپڑے میں رکھ لیا، حضرت ثابت راوی کہتے ہیں کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ کربلاء کی جگہ تھی (ابن حبان)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی بعض روایات کے آخر میں یہ بھی ہے کہ یہ کرب اور بلاء کی

۱ رقم الحدیث ۶۷۴۲، ذکر الاخبار عن قتل هذه الامة ابن ابنة المصطفى صلى الله عليه وسلم، واللفظ له، المعجم الكبير للطبراني، رقم الحدیث ۲۸۱۳، مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۳۳۰۲، مسند البزار، رقم الحدیث ۶۹۰۰

فی حاشیة ابن حبان: حدیث حسن.

وقال الهیثمی: رواه أحمد، وأبو یعلیٰ، والبزار، والطبرانی بأسانید، وفيها عمارة بن زاذان وثقه جماعة، وفيه ضعف، وبقية رجال أبي یعلیٰ رجال الصحیح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۵۱۱۱، کتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن علی علیهما السلام)

زمین ہے۔ ۱

اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا میں گھراؤ کیا گیا، تو انہوں نے معلوم کیا کہ اس جگہ کا نام کیا ہے؟ تو لوگوں نے جواب میں کہا کہ کربلا! تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، کرب اور بلاء (یعنی بے چینی اور آزمائش) کی زمین ہے۔ ۲

۱ عن أم سلمة رضي الله عنها قالت : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا نام لم يترك أحدا يدخل عليه ؛ إلا حسنا وحسنا رضي الله عنهما قالت : فنام يوما في بيتي ، وجلست على الباب أمنع من يدخل ، فجاء حسين يسعي فخلت عنه ، فذهب حتى سقط على بطنه ، ففزع رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يبكي فالتزمه ، فقلت : يا رسول الله ، ما لك تبكي وقد نمت وأنت مسرور ؟ فقال : إن جبريل عليه السلام أتاني بهذه التربة قالت : وبسط رسول الله صلى الله عليه وسلم كفه ، فإذا فيها تربة حمراء فأخبرني أن ابني هذا يقتل في هذه التربة قالت : فقلت : وما هذه الأرض ؟ قال هذه كربلاء فقلت : أرض كرب وبلاء (الشريعة للآجری، رقم الحديث ۱۶۶۲)

۲ عن أم سلمة، قالت : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا ذات يوم في بيتي، فقال : لا يدخل علي أحد . فانتظرت فدخل الحسين رضي الله عنه، فسمعت نشيج رسول الله صلى الله عليه وسلم يبكي، فاطلعت فإذا حسين في حجره، والنبى صلى الله عليه وسلم يمسخ جبينه وهو يبكي، فقلت : واللہ ما علمت حين دخل، فقال : "إن جبريل عليه السلام كان معنا في البيت، فقال : تحبه؟ قلت : أما من الدنيا فنعلم . قال : إن أمتك ستقتل هذا بأرض يقال لها كربلاء . "فتناول جبريل عليه السلام من تربتها، فأراها النبي صلى الله عليه وسلم، فلما أحيط بحسين حين قتل، قال : ما اسم هذه الأرض؟ قالوا : كربلاء . قال : صدق الله ورسوله، أرض كرب وبلاء (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۲۸۱۹، ورقم الحديث ۶۳۷)

قال الهيثمي: رواه الطبراني بأسانيد، ورجال أحدها ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۵۱۱۷، كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن علي عليهما السلام)

عن المطلب بن عبد الله بن حنطب، قال : لما أحيط بالحسين بن علي، قال : ما اسم هذه الأرض؟ قيل : كربلاء . فقال : صدق النبي صلى الله عليه وسلم : إنها أرض كرب وبلاء (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۲۸۱۲، واللفظ له، معرفة الصحابة لابی نعیم، رقم الحديث ۱۸۰۵، الشريعة للآجری، رقم الحديث ۱۶۶۶، الآحاد والمثاني لابن ابی عاصم، رقم الحديث ۴۲۴)

اس قسم کی حدیث حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۱  
اور حضرت اُمّ فضل بنتِ حارث رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔ ۲

۱ عن أبي أمامة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لئنسانه: لا تبكوا هذا الصبي -يعني حسيناً- قال: وكان يوم أم سلمة، فنزل جبريل عليه السلام، فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم الداخل، وقال لأم سلمة: لا تدعى أحداً يدخل على فجاء الحسين رضي الله عنه، فلما نظر إلى النبي صلى الله عليه وسلم في البيت أراد أن يدخل، فأخذته أم سلمة، فاحتضنته وجعلت تناغيه وتسكنه، فلما اشتد في البكاء خلت عنه، فدخل حتى جلس في حجر النبي صلى الله عليه وسلم، فقال جبريل صلى الله عليه وسلم: إن أمتك ستقتل ابنك هذا، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: يقتلونه وهم مؤمنون بي؟ قال: نعم، يقتلونه، فتناول جبريل تربة، فقال بمكان كذا وكذا، فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم قد احتضن حسيناً كاسف البال، مهموماً، فظنت أم سلمة أنه غضب من دخول الصبي عليه فقالت: يا نبي الله، جعلت لك الفداء، إنك قلت لنا لا تبكوا هذا الصبي، وأمرتني أن لا أدع يدخل عليك، فجاء فخليت عنه، فلم يرد عليها، فخرج إلى أصحابه وهم جلوس، فقال لهم: إن أمتي يقتلون هذا. وفي القوم أبو بكر وعمر رضي الله عنهما، وكانا أجراً القوم عليه، فقالا: يا نبي الله يقتلونه وهم مؤمنون؟ قال: نعم، وهذه تربته وأراهم إياها (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۸۰۹۶)

قال الهيثمي: رواه الطبراني، ورجاله موثقون، وفي بعضهم ضعف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۵۱۱۲، كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن علي عليهما السلام)

۲ عن أبي عمار شداد بن عبد الله، عن أم الفضل بنت الحارث، أنها دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: يا رسول الله، إنني رأيت حلماً منكراً الليلة، قال: ما هو؟ قالت: إنه شديد، قال: ما هو؟ قالت: رأيت كأن قطعة من جسدي قطعتم ووضعتم في حجري، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رأيت خيراً، تلد فاطمة إن شاء الله غلاماً، فيكون في حجرك فولدت فاطمة الحسين فكان في حجري كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، فدخلت يوماً إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضعت في حجره، ثم حانت مني التفاتة، فإذا عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم تهريقان من الدموع، قالت: فقلت: يا نبي الله، بأبي أنت وأمي ما لك؟ قال: أتاني جبريل عليه الصلاة والسلام، فأخبرني أن أمتي ستقتل ابني هذا فقلت: هذا؟ فقال: نعم، وأتاني بصرية من تربته حمراء (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۲۸۱۸، واللفظ له، دلائل النبوة للبيهقي، ج ۶ ص ۲۶۹)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه.

وقال الذهبي في التلخيص: بل منقطع ضعيف.

نیز حضرت زینب بنت جحش اور یعلیٰ عامری کی سند سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی

ہے۔ ۱

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيضَانِ،  
قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَغْضَبَكَ أَحَدٌ؟ مَا شَأْنُ عَيْنِكَ تَفِيضَانِ؟  
قَالَ: بَلْ قَامَ مِنْ عُنْدِي جَبْرِيْلُ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِسَطِطٍ

۱ عن زینب بنت جحش، أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان نائماً عندها وحسین یحبو فی البیت، ففعلت عنه فحیا حتی بلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فصعد علی بطنه، ثم وضع ذکوره فی سرتہ، قالت: واستیقظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقمت إلیه فحططته عن بطنه، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: دعی ابنی فلما قضی بوله أخذ کوزاً من ماء فصبه علیہ، ثم قال: إنه یصب من الغلام ویغسل من الجارية قالت: توضحاً ثم قام یصلی، واحتضنه، فكان إذا رکع وسجد وضعه، وإذا قام حملہ، فلما جلس جعل یدعو ویرفع یدیه ویقول: فلما قضی الصلاة قلت: یا رسول اللہ لقد رأیتک تصنع الیوم شیئاً ما رأیتک تصنعه، قال: إن جبریل أتانی وأخبرنی أن ابنی یقتل قلت: فأرنی إذا فأتانی تربة حمراء (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۴۱)

أخبرنا الحسن بن سفیان حدثنا أبو بکر بن أبی شیبہ حدثنا عفان أنبأنا وهب بن خالد عن عبد اللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید بن أبی راشد عن یعلیٰ العامری أنه خرج مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی طعام دعوا إلیه فإذا حسین مع الصبیان یلعب فاستقل أمام القوم ثم بسط یدہ فطفق الصبی یفرها هنا مرة وها هنا مرة وجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إحدى یدیه تحت ذقنه والأخری تحت قفاه ثم قنع رأسه فوضع فاه علی فیہ فقبله وقال حسین منی وأنا من حسین أحب الله من أحب حسینا حسین سبط من الأسباط أخبرنا الحسن بن سفیان حدثنا شیبان بن فروخ حدثنا عمارة بن زاذان حدثنا ثابت عن أنس بن مالک قال استأذن ملک القطر رہہ أن یزور النبی صلی اللہ علیہ وسلم فأذن له فكان فی یوم أم سلمة فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم احفظی علینا الباب لا یدخل علینا أحد فبینا ہی علی الباب إذ دخل الحسین بن علی فطفر فافتحتم ففتح الباب فدخول فجعل یتوثب علی ظهر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتلثمه وبقبله فقال له الملک تحبه قال نعم قال أما إن أمتک ستقتله إن شئت أریتک المکان الذی یقتل فیہ قال نعم فقبض قبضة من المکان الذی یقتل فیہ فأراه إیاه فجاء سهلة أو تراب أحمر فأخذته أم سلمة فجعلته فی ثوبها قال ثابت کنا نقول إنها کربلاء (موارد الظمان، ج ۱ ص ۵۵۴)

الْفُرَاتِ، قَالَ: فَقَالَ: هَلْ لَكَ أَنْ أُشَمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ، قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ،  
قَالَ: فَمَدَّ يَدَهُ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَأَعْطَانِيهَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنِي  
أَنْ فَاصَّتَا (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۳۶۳) ۱

ترجمہ: ایک دن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں حاضر ہوا کہ  
آپ کے آنسو بہ رہے تھے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی کیا آپ کو کسی  
نے غصہ دلایا ہے؟ آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں جاری ہیں؟ تو نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی جبریل میرے پاس آئے تھے، انہوں نے مجھے بتلایا کہ  
حضرت حسین کو فرات (نہر) کے کنارے قتل کیا جائے گا، جبریل نے کہا کہ کیا  
آپ کو اس جگہ کی مٹی کی خوشبو سٹگھاؤں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی  
ہاں! پھر جبریل نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور ایک مٹھی بھر مٹی لی، اور مجھے دی، تو میری  
آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہ پڑے (ابویعلیٰ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

لَيُقْتَلَنَّ الْحُسَيْنُ ظُلْمًا، وَإِنِّي لَأَعْرِفُ تُرْبَةَ الْأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ فِيهَا،  
قَرِيبًا مِنَ النَّهْرَيْنِ (مسند ابی شیبہ، رقم الحدیث ۳۱۳۳۳) ۲  
ترجمہ: حسین کو ظلماً قتل کیا جائے گا، اور میں اس زمین کی مٹی کو پہچانتا ہوں، جس  
میں ان کو قتل کیا جائے گا، دونہروں کے قریب (مسند ابی شیبہ)

۱ قال حسين سليم أسد: إسناده حسن (حاشية مسند ابی یعلیٰ)

وقال الهيثمي: رواه أحمد، وأبو يعلى، والبزار، والطبراني، ورجالہ ثقات، ولم ينفرد نجی  
بهذا (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۵۱۱۲، کتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن علی  
عليهما السلام)

وقال الالباني: قلت: یعنی أن له شواهد تقويه وهو كذلك (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم  
الحدیث ۱۱۷۱)

۲ قال الهيثمي: رواه الطبراني، ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث  
۱۵۱۲۳، کتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن علی عليهما السلام)

فائدہ: مذکورہ احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو خواب میں دیکھ لیا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیشگی شہادت کی اطلاع، اللہ تعالیٰ کی طرف سے دے دی گئی تھی، جس پر آپ نے نہ تو خود نوحہ و ماتم کیا، اور نہ دوسروں کو اس کا حکم فرمایا، البتہ غیر اختیاری طور پر آنکھوں سے آنسو جاری ہو جانے کو نہ تو نوحہ کہا جاتا ہے اور نہ ماتم۔

اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی خواب میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دیکھ لیا تھا، مگر کسی نے مروجہ نوحہ یا ماتم نہیں کیا، اور نہ ہی اس کا حکم فرمایا، اور اسی طرح حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے بھی مروجہ ماتم یا نوحہ کرنے کا ثبوت نہیں۔

## نبی ﷺ کا ابو جہل کو اپنی بیعت کرتے ہوئے دیکھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ أَبَا جَهْلٍ أَتَانِي فَبَايَعَنِي، فَلَمَّا أَسْلَمَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ صَدَقَ اللَّهُ رُؤْيَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا كَانَ إِسْلَامَ خَالِدٍ، فَقَالَ: لَيْكُونَنَّ غَيْرُهُ حَتَّى أَسْلَمَ عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ، وَكَانَ ذَلِكَ تَصْدِيقَ رُؤْيَاهُ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۵۰۶۰) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ ابو جہل میرے پاس آیا، پھر اس نے مجھ سے بیعت کی، پھر (اس خواب کو دیکھنے کے بعد) جب حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) اسلام لے آئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کے

۱ قال الحاکم: صحیح علی شرط الشیخین، ولم یخرجاه.

وقال الذہبی: علی شرط البخاری ومسلم.

خواب کو سچا کر دکھایا، یہ (خواب میں ابو جہل کا بیعت کرنا) خالد بن ولید کا اسلام (قبول کرنا) تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور بالضرور اس کے علاوہ کوئی اور ہوگا، یہاں تک کہ (اس کے بعد) ابو جہل کے بیٹے عکرمہ اسلام لے آئے، اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کا سچا ہونا تھا (یعنی ابو جہل کا خواب میں بیعت کرتے ہوئے دیکھنا درحقیقت اس کے بیٹے عکرمہ کا بیعت کرنا تھا) (حاکم)

اس طرح کا واقعہ ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ ۱۔  
فائدہ: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ابو جہل کے بیٹے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں ابو جہل کو بیعت ہوتے ہوئے دیکھنا درحقیقت اس کے بیٹے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا تھا۔

## نبی ﷺ کا خواب میں عمدہ کھجوروں کو دیکھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، كَأَنَّ فِي دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ، فَأْتَيْنَا بِرُطَبٍ مِّنْ رُّطَبِ ابْنِ طَابٍ، فَأَوَّلْتُ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا، وَالْأَعَابَةَ فِي الْآخِرَةِ، وَأَنَّ دِينَنَا قَدْ طَابَ

(مسلم، رقم الحديث ۲۲۷۰ "۱۸")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک رات وہ دیکھا جو

۱۔ عن الزهري، عن أبي بكر بن عبد الرحمن بن الحارث، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: رأيت في المنام كأن أبا جهل أتاني فباعني، فلما أسلم خالد بن الوليد، قيل صدق الله رؤياك يا رسول الله، هذا كان لإسلام خالد. قال: ليكونن غيره حتى أسلم عكرمة بن أبي جهل، فكان ذلك تصديق رؤياه (الجهاد لابن المبارك، رقم الحديث ۵۴)

سونے والا دیکھتا ہے (یعنی خواب دیکھا کہ) گویا کہ ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں اور ہمارے پاس ابنِ طاب کی (یعنی عمدہ اور عالیشان) تازہ کھجوریں لائیں گئیں تو میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ دنیا میں ہماری عظمت ہوگی اور آخرت میں اچھا انجام ہوگا اور ہمارا دین بہت عمدہ ہے (مسلم)

فائدہ: ابنِ طاب عمدہ قسم کی کھجوروں کا نام ہے۔

اس خواب کی تعبیر کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اتباع کرنے والے مؤمنوں کو دنیا میں رفعت اور بلندی حاصل ہوگی اور آخرت میں اچھا انجام ہوگا، جس کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے۔

اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام دینوں میں عمدہ ہونا بالکل واضح ہے۔ ۱۔  
اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب میں عمدہ کھجوروں کا پیش ہونا دنیا میں عظمت، آخرت میں رفعت اور دین کے عمدہ ہونے کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ سب مؤمنوں کو یہ مقام و درجہ عطا فرمائے۔

آمین

۱۔ (وعن أنس -رضي الله عنه -قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -: رأيت ذات ليلة فيما يرى النائم) : أي في جملة ما يراه النائم الصالح الرؤيا (كأننا) بتشديد النون يعني : أنا وأصحابي (في دار عقبه بن رافع، فأتينا) : أي جئنا (برطب من رطب ابن طاب) ، بالتثنية بناء على أن الطاب بمعنى الطيب على ما في القاموس، وفي نسخة بفتح الباء على عدم صرفه، ولعله رعاية لأصله، فإنه ماض مبني على الفتح. قيل: هو رجل من أهل البادية ينسب إليه نوع من التمر. وقال النووي: هو رجل من أهل المدينة، وفي القاموس: وطيبة المدينة النبوية كطابة، وعذق بن طاب نخل بهاء، أو ابن طاب ضرب من الرطب. (فأولت أن الرفعة) : أي التي هي أصل رافع (لنا في الدنيا) ، لقوله تعالى: (يرفع الله الذين آمنوا منكم) (والعاقبة) : أي المأخوذة من عقبه (في الآخرة) : أي لنا؛ لقوله تعالى: (والعاقبة للمتقوى) أي: العاقبة الحسنة لاشتهارها فيها. (وأن ديننا) : أي مذوقنا المعنوي الذي يقال له حلوة الإيمان المشبه بالرطب (قد طاب) أي: كمل إحكامه وحسن زمانه وأيامه. قال المظهر: تأويله هكذا قانون في قياس التعبير على ما يرى في المنام بالأسماء الحسنة، كما أخذ العاقبة من لفظ عقبه، والرفعة من رافع، وطيب الدين من طاب (مراقبة المفاتيح، ج ۷ ص ۲۹۲۲، كتاب الرؤيا)



## کالی، بکھرے بال والی عورت کو مدینہ سے نکلتے ہوئے دیکھنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ  
الرَّأْسِ، خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِمَهْيَعَةٍ، فَأَوَّلْتُ أَنْ وَبَاءَ  
الْمَدِينَةَ نُقِلَ إِلَى مَهْيَعَةٍ وَهِيَ الْجُحْفَةُ (بخاری) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) ایک کالی بکھرے  
ہوئے بال والی عورت کو دیکھا، جو مدینہ (منورہ) سے نکل کر مہیعہ (یعنی جحہ)  
مقام پر ٹھہر گئی، پس میں نے اس کی یہ تعبیر نکالی کہ مدینہ کی وباء مہیعہ یعنی جحہ کی  
طرف منتقل ہو گئی ہے (بخاری)

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیگر احادیث میں مدینہ کی وباء کے مقام جحہ کی طرف منتقل  
ہونے کی دعاء بھی مروی ہے۔ ۲

اور بعض روایات میں مدینہ سے مقام حُم کی طرف وباء کے منتقل ہونے کی دعاء کا ذکر ہے۔ ۳

۱ رقم الحدیث ۷۰۴۰، کتاب التبعیر، باب المرأة الثائرة الرأس.

۲ عن عائشة رضی اللہ عنہا، قالت: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اللهم حبب إلینا المدینة  
كما حببت إلینا مكة أو أشد، وانقل حماها إلى الجحفة، اللهم بارک لنا فی مدنا وصاعنا (بخاری،  
رقم الحدیث ۶۳۷۲، کتاب الدعوات، باب الدعاء برفع الوباء والوجع)

عن عائشة، قالت: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: اللهم حبب إلینا المدینة كما حببت إلینا  
مكة أو أشد اللهم بارک لنا فی صاعها ومدها وانقل وباءها إلى مہیعة (السنن الكبرى للنسائی،  
رقم الحدیث ۴۲۵۷، مکیال اهل المدینة)

۳ عن أبی قتادة، أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم توضعاً، ثم صلی بأرض سعد بأصل الحرة  
عند بیوت السقیة، ثم قال: " اللهم إن إبراهیم خلیلک و عبدک و نبیک دعاک لأهل مكة، وأنا  
محمد عبدک و نبیک و رسولک أدعوك لأهل المدینة مثل ما دعاک به إبراهیم لأهل مكة،  
ندعوك أن تبارک لهم فی صاعهم ومدهم وثمارهم. اللهم حبب إلینا المدینة كما حببت إلینا  
مكة، واجعل ما بها من وباء یخم. اللهم انی قد حرمت ما بین لابتیها كما حرمت علی لسان  
إبراهیم الحرم (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۶۳۰)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح، رجاله ثقات رجال الشیخین.

جُھم مکہ اور مدینہ کے درمیان شام کی طرف ذوالحلیفہ کے بالمقابل میں ایک مقام ہے، جس کو ”مہیجہ“ اور ”رابع“ بھی کہا جاتا ہے، جو بیٹ اللہ سے شمال مغرب کی طرف ملک شام وغیرہ سے حرم میں آتے ہوئے واقع ہے، اور اس کا بیٹ اللہ سے فاصلہ آج کل کے اعتبار سے تقریباً ایک سو اسی کلومیٹر کے لگ بھگ بتلایا جاتا ہے۔

اور حرم بھی جھم کے قریب ایک مقام ہے۔ ۱

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خواب اور یہ دعاء بھی سچی اور مقبول ہوئی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خطرناک وباؤں سے مدینہ منورہ کی حفاظت فرمائی، اور وہاں کی وباؤں کو جھم اور حرم مقام کی طرف منتقل فرما دیا۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب میں کسی جگہ سے کالی اور نکھرے بال والی عورت کو نکلنے ہوئے دیکھنا، وہاں سے وباء کے نکل کر جانے اور منتقل ہونے کی علامت ہے۔ ۲

۱۔ قوله من الجحفة بضم الجيم وسكون الحاء المهملة وهو موضع بين مكة والمدينة من الجانب الشامي يحاذي ذا الحليفة وكان اسمها مهيعة بفتح الميم وسكون الهاء وفتح الباء آخر الحروف فأجحف السيل بأهلها أي أذهب فسميت جحفة وهي على ست أو سبع مراحل من مكة قال النووي على ثلاث مراحل منها وهي قريية من البحر وكانت قرية كبيرة وقال أبو عبيد هي قرية جامعة بها منبر بينها وبين البحر ستة أميال وغدير خم على ثلاثة أميال منها وهي ميقات المتوجهين من الشام ومصر والمغرب وهي على ثلاثة مراحل من مكة أو أكثر وعلى ثمانية مراحل من المدينة (عمدة القاري، ج ۲، ص ۲۱۸، كتاب العلم، باب ذكر العلم والفتيا في المسجد)

۲۔ (رایت) زاد الطبرانی فی المنام (كان امرأة سوداء نائرة) شعر (الرأس) منتفشة من ثار الشيء إذا انتشر وفي رواية أحمد نائرة الشعر والمراد شعر الرأس (خرجت) في رواية أخرجت بالبناء للمجهول ولعل فاعل الإخراج النبي لتسببه فيه بدعائه (من المدينة) النبوية (حتى نزلت مهيعة) أي أرض مهيعة كعظيمة وهي الجحفة (فتأولتها) أي أولتها يعني فسرتها من أول الشيء وتأويلا إذا فسره بما يؤول إليه قال القاضي: والتأويل اصطلاحاً تفسير اللفظ بما يحتمله احتمالاً غير بين (أن وباء المدينة) أي مرضها والوباء مرض عام يمد ويقصر (نقل إليها) وجه التأويل أنه شق من اسم السوداء السوء والداء فتأول خروجها بما جمع اسمها والصور في عالم الملكوت تابعة للصفة فلا جرم لا يرى المعنى القبيح إلا بصورة قبيحة كما يرى الشيطان في صورة كلب وخنزير ونحو ذلك. قال بعضهم: إنه يتقى شرب الماء من عين جحفة التي يقال لها عين خم فقل من شرب منها إلا حم وكان المولد يولد بالجحفة فلا يبلغ الحلم حتى تصرعه الحمى. قال السهودي: والموجود من الحمى

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## خواب میں تلوار کا ٹوٹنا پھر درست ہونا، گائے اور خیر کو دیکھنا

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلَيْ إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجْرُ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يُغْرِبُ، وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هَذِهِ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا، فَأَنْقَطَعَ صَدْرُهُ، فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ، فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ، وَرَأَيْتُ فِيهَا أَيْضًا بَقْرًا وَاللَّهُ خَيْرٌ، فَإِذَا هُمْ النَّفْرُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بالمدينة ليس حمى الوباء بل رحمة ربنا ودعوة نبينا للتكفير (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۳۳۸۸)

(وعن عبد الله بن عمر في رؤيا النبي -صلى الله عليه وسلم- في المدينة رأيت امرأة سوداء) قال الطيبي -رحمه الله: أي قال في حديث رؤيا النبي -صلى الله عليه وسلم- في شأن المدينة رأيت، فيكون رأيت حكاية ابن عمر عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- (ثائرة الرأس) أي منتشرة شعر الرأس (خرجت من المدينة حتى نزلت مهيعة) بسكون الهاء وفتح البقية الأرض المبسوطة الواسعة (فتأولتها) أي أولتها والتأويل تفسير الشيء بما يتول إليه (أن وباء بالمدينة) وهو بالمد ويقصر؛ مرض عام، أو موت ذريع وقد يطلق على الأرض الوحمة التي تكثر فيها الأمراض لا سيما للغرباء، أي حماها وأمراضها (نقل إلى مهيعة) يقال: أرض مهيعة، أي مبسوطة وبها كانت تعرف فلما ذهب السيل بأهلها سميت جحفة فقوله (وهي الجحفة) تفسير من بعض الرواة (رواه البخاري) قال الأصمعي: لم يلد بغدير خم أخذ فعاش إلى أن يحتمل إلا أن يتحول منها، وغدير خم موضع بالجحفة، واستشكل كيف قدموا المدينة مع كونها وبيبة، وفي الحديث الصحيح نهى عن القدوم إلى الوباء، فأجاب النووي بما قال القاضي عياض وهو: أن هذا القدوم كان قبل النهي، أو أن المنهى عنه إنما هو في القدوم على الوباء الذريع والطاعون، وما كان بالمدينة ليس كذلك، وإنما كان مجرد حمى تشتد وتطول مدتها بالنسبة إلى الغرباء، ولا يغلب الموت بسببها (مراقبة المفاتيح، كتاب المناسك، باب حرم المدينة)

بَعْدُ، وَقَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللَّهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ (مسلم، رقم الحدیث ۲۲۷۲۰)“

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (ہجرت سے پہلے مکہ میں) خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں، جہاں کھجوریں ہیں، میرے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ جگہ یمامہ یا ہجر ہے، مگر وہ شہر یثرب (یعنی مدینہ منورہ) تھا، اور میں نے اپنے اس خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی تو وہ درمیان سے ٹوٹ گئی، اس کی تعبیر وہ ہوئی جو مومنین کو غزوہ احد کے دن تکلیف پہنچی (کہ عارضی طور پر ہزیمت ہوئی) پھر میں نے تلوار کو دوبارہ حرکت دی تو وہ پہلے سے زیادہ اچھی حالت میں لوٹ آئی، اس کی تعبیر، اللہ کی طرف سے فتح (مکہ) کی صورت میں اور مسلمانوں کے اجتماع سے ہوئی (کہ مکہ فتح ہونے کے بعد سب مسلمان جمع ہو گئے) اور اسی خواب میں میں نے گائے کو بھی (ذبح ہوتے ہوئے) دیکھا اور اللہ (کے حکم میں) خیر ہے، اس گائے کی تعبیر مسلمانوں کا غزوہ احد میں شہید ہونا تھی، اور خیر سے مراد وہ بھلائی اور سچائی کا ثواب ہے، جو اللہ نے ہمیں عطا فرمایا، غزوہ بدر کے بعد (مسلم)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ خواب میں ٹوٹی ہوئی تلوار یا اسلحہ کا جڑنا فتح و کامیابی کی علامت ہے۔

## نبی ﷺ کا خواب میں جنت کے اندر قرأت کی آواز سننا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نِمْتُ، فَرَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَسَمِعْتُ صَوْتَ قَارِئٍ يَقْرَأُ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا حَارِثَةُ بْنُ

النُّعْمَانُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَذَاكَ الْبِرُّ، كَذَاكَ الْبِرُّ، وَكَانَ أَبُو النَّاسِ بِأُمَّهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۱۸۲) لے ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو گیا، پھر میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، پھر میں نے ایک قاری کی آواز کو سنا، جو قرائت کر رہے تھے، میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک سلوک (وصلہ رحمی) اسی طرح (سے ہوتی) ہے، نیک سلوک (وصلہ رحمی) اسی طرح (سے ہوتی) ہے، اور حارثہ بن نعمان اپنی ماں کے ساتھ دوسرے لوگوں سے زیادہ نیک سلوک (وصلہ رحمی) کرنے والے تھے (مسند احمد)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ خواب میں کسی کا قرآن مجید کی تلاوت کرنا، اس کے صلہ رحمی کرنے پر اجر و ثواب حاصل ہونے کی علامت ہے۔

## سمندری بیڑے پر لوگوں کو جہاد کا سفر کرتے ہوئے دیکھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيَّ أُمَّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتَطْعِمُهُ، وَكَانَتْ أُمَّ حَرَامٍ تَحْتَ عِبَادَةَ بِنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَأَطْعَمْتُهُ، ثُمَّ جَلَسْتُ تَقْلِي رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرَضُوا عَلَيَّ، غُزَاةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَرُكِبُونَ نَجْحَ هَذَا الْبَحْرِ،

لے فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين.

مُلُوكًا عَلَى الْأَسْرِ، أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسْرِ، يَشْكُ أَيُّهُمَا، قَالَ: قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ، فَنَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يَضْحَكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ، غُرَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ، كَمَا قَالَ فِي الْأُولَى، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: أَنْتِ مِنَ الْأُولَى، فَرَكِبْتُ أُمَّ حَرَامِ بِنْتُ مِلْحَانَ الْبَحْرَ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ، فَهَلَكْتُ (مسلم، رقم الحديث ۱۹۱۲ "۱۶۰")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی خالہ) حضرت ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا پیش کرتی تھیں اور حضرت ام حرام، حضرت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، تو انہوں نے کھانا پیش کیا، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں مالش (وغیرہ) کرنے لگیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہستے ہوئے بیدار ہوئے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کو کس بات نے ہنسایا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے مجھ پر کچھ لوگ اس حال میں پیش کئے گئے کہ وہ سمندر کے اوپر بادشاہوں کے تختوں پر یا ان تختوں کی طرح (یعنی بحری بیڑے پر شاہانہ انداز میں) سوار ہو کر اللہ کے راستہ میں (روم کے خلاف) جہاد کر رہے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ، اللہ سے دعاء کر دیجئے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعاء کر دی، پھر رسول اللہ نے اپنا سر مبارک

رکھا اور سو گئے، پھر (کچھ دیر بعد) ہنستے ہوئے بیدار ہوئے، حضرت اُمّ حرام کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کو کس بات نے ہنسایا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ مجھے اللہ کے راستہ میں (قیصر کے خلاف خشکی کے راستہ پر) جہاد کرتے ہوئے دکھائے گئے، جیسا کہ پہلی دفعہ فرمایا تھا، حضرت اُمّ حرام کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کر دیجئے کہ وہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کر دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تو ان کے پہلے گروہ سے ہوگی، پس (اس کے بعد جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بھی ہو گیا، اور کچھ عرصہ گزر گیا تو) اُمّ حرام بنت ملحان، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (کی ولایت اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت) کے زمانہ میں (اپنے شوہر سمیت بحری بیڑے پر) سمندر میں سوار ہو گئیں، جب وہ سمندر سے نکلیں (اور جہاد سے واپس تشریف لائیں) تو اپنے جانور سے گر کر انتقال کر گئیں (مسلم)

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سمندر پر چلنے والی اتنی بڑی ساریوں کا وجود نہیں تھا، جس کو بحری بیڑا کہا جاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بحری بیڑا تیار کیا گیا، اور اس پر سمندری راستوں پر سفر کر کے جہاد کیا گیا، اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خواب اور اس کی تعبیر سچی ثابت ہوئی۔ ا

۱ (و عن أنس رضی اللہ عنہ قال : كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم - يدخل على أم حرام بنت ملحان) ، بكسر الميم وهو ابن خالد، وهي خالة أنس نسا، وهي وأمه أم سليم من خالات النبي -صلى الله عليه وسلم -رضاعاً أو نسا. قال النووي :اتفق العلماء على أنها كانت محرمة له -صلى الله عليه وسلم -واختلفوا في كيفية ذلك، فقال ابن عبد البر، وغيره : كانت إحدى خالاته من الرضاعة. وقال آخرون : بل كانت خالة لأبيه أو لجدّه عبد المطلب، وكانت أمه من بنى النجار، وقد سبق ذكر وجه الدخول عليها في حديث أختها أم سليم مع زيادة تحقيق فتذكر . (وكانت تحت عبادة بن الصامت) ، أى : زوجته. قال المؤلف :أسلمت وبايعت وماتت غازية مع زوجها بأرض الروم، وقبرها بقبرص، روى عنها ابن أختها أنس بن مالك، وزوجها عبادة . قال ابن عبد البر : لا أقف لها على اسم صحيح غير كنيته، ﴿بقية حاشيا لگے صفے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## نبی ﷺ کا جنت میں حضرت عمر کے محل کی زیارت کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ

وكان موتها في خلافة عثمان، (فدخل) أي: النبي -صلى الله عليه وسلم- (عليها يوما فأطعمته ثم جلست تفتي). بكسر اللام مخففة أي: تفتش (رأسه) أي: شعر رأسه (فنام رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ثم استيقظ) أي: انتبه بعد نوم كثير (وهو يضحك قالت: فقلت: ما يضحكك): بضم الياء وكسر الحاء أي: أي شيء يعثك على الضحك (يا رسول الله)؟ فإن مفلك لا يضحك بلا سبب من أمر عجب. (قال ناس) أي: جمع (من أمتي عرضوا على غزاة) أي: حال كونهم مجاهدين (في سبيل الله) أي: مع الكفار (يركبون ثبج هذا البحر) : بفتح ثلثة وموحدة فجميع أي وسطه ومعظمه (ملوكا على الأسرة، أو مثل الملوك على الأسرة) : الظاهر أن أو شك من الراوي، وهو إما حال أو صفة مصدر محذوف، أي: يركبون ملوكا على الأسرة، أو ركوبا مثل ركوب الملوك على الأسرة. قال الطيبي: شبه ثبج البحر بظهر الأرض، والسفينة بالسريبر، وجعل الجلوس عليها مشابها لجلوس الملوك على أسرتهن إيدانا بأنهم بذالون لأنفسهم، ويرتكون هذا الأمر العظيم، من فور نشاطهم وتمكنهم من مناهم كالمملوك على أسرتهن، وفي شرح مسلم قيل: هو صفة لهم في الآخرة إذا دخلوا الجنة، والأصح أنه صفة لهم في الدنيا أي: يركبون مراكب المملوك لسعة حالهم، واستقامة أمرهم وكثرة عددهم. اهـ. وفيه إشعار بأن الحال مقدره على المعنيين بخلاف ما قرره الطيبي فإنها حينئذ محققة. (فقلت: يا رسول الله ادع الله أن يجعلني منهم، فدعا لها) : فيه التفات أو تجريد أو نقل بالمعنى، أو من كلام أنس (ثم وضع رأسه فنام، ثم استيقظ وهو يضحك، فقلت: يا رسول الله ما يضحكك)؟ أي: الآن قال: (ناس من أمتي عرضوا على غزاة في سبيل الله). كما قال) أي: النبي -صلى الله عليه وسلم- (في الأولى). أي: في المقالة الأولى، وهو من كلام الراوي اختصارا (فقلت) أي: ثانيا (يا رسول الله ادع الله أن يجعلني منهم. قال: أنت من الأولين). فيه إيماء إلى أن مرتبة الأولين فوق مرتبة الآخرين (فركبت أم حرام البحر في زمن معاوية)، أي: في أيام ولاية معاوية، فلا ينافي ما تقدم من أن موتها في خلافة عثمان (فصرعت عن دابتها) : بصيغة المجهول أي: فسقطت عن ظهر مركبها (حين خرجت من البحر فهلكت) أي: ماتت، ونظيره قوله تعالى: (حتى إذا هلك) أي: مات يوسف (مرفأة، ج ۹ ص ۳۷۸، ۳۷۹، باب علامة النبوة)

قال: أنت من الأولين) زاد أبو عوانة من طريق الدراوردي عن أبي طوالة ولست من الآخرين وفي رواية عمير بن الأسود في باب ما قيل في قتال الروم أنه قال: في الأولى يغزون هذا البحر وفي الثانية يغزون قيصر فيدل على أن الثانية إنما غزت في البر. (فركبت البحر) أم حرام (زمان) ولأبي ذر في زمان إمرة (معاوية) بن أبي سفيان على الشام في خلافة عثمان (فصرعت عن دابتها حين خرجت من البحر فهلكت) أي ماتت وفي رواية الليث في الجهاد، فلما انصرفوا من غزاهم قافلين إلى الشام قربت لها دابة لتركبها فصرعت عنها فماتت (إرشاد الساري للقسطلاني، ج ۹ ص ۱۲۳، كتاب الاستئذان، باب من زار قوما فقال عندهم)



رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَيَّ جَانِبِ قَصْرِ فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا، فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ: أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللَّهِ (بخاری) ۱

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سوتے ہوئے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، اور وہاں محل کے ایک طرف ایک عورت وضو کر رہی تھی، تو میں نے کہا کہ یہ محل کس کا ہے؟ تو اُن فرشتوں نے کہا کہ عمر بن خطاب کا ہے، پھر مجھے عمر بن خطاب کی غیرت کا خیال آ گیا، تو میں واپس لوٹ آیا (یہ سن کر) حضرت عمر روئے لگے، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں (بخاری)

اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوئی۔

## نبی ﷺ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کو دیکھنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرِي النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ إِلَّا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ وَأَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكُعْبَةِ فِي الْمَنَامِ فَإِذَا رَجُلٌ أَدَمٌ كَأَحْسَنِ مَا يُرَى مِنْ أَدَمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَتُّهُ بَيْنَ مَنكِبَيْهِ رَجُلٌ الشَّعْرَ يَقْطُرُ رَأْسَهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبِي رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا وَرَاءَهُ جَعْدًا قَطَطًا أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَشْبَهُهُ مَنْ رَأَيْتُ بَابِنِ قَطْنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبِي رَجُلٌ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ

۱ رقم الحدیث ۳۲۴۲، باب ما جاء فی صفة الجنة وأنها مخلوقة.

فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ (بخاری، رقم الحدیث ۳۱۸۴)

ترجمہ: ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے مسیح دجال (یعنی حضرت عیسیٰ کے زمانہ کے دجال) کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بے شک اللہ کا نانا نہیں ہے، خبردار ہو جاؤ! مسیح دجال دائیں آنکھ سے کاٹا ہوگا، گویا کہ اس کی آنکھ انگور کا پھولا ہو، دانہ ہوگی، اور آج رات میں نے اپنے آپ کو خواب میں خانہ کعبہ کے پاس دیکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گندمی رنگ کا آدمی ہے، اس آدمی کے مشابہہ جو مردوں میں سب سے زیادہ خوبصورت گندمی رنگ والا ہو سکتا ہے، ان کے بال دونوں کندھے کے درمیان تک لٹکے ہوئے ہیں، ہلکے گھونگر یا لے بال ہیں اور ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے، انہوں نے اپنے ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہیں، اور وہ بیٹ اللہ کا طواف کر رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مسیح ابن مریم (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہیں، پھر میں نے ایک اور شخص کو دیکھا جو ان کے پیچھے پیچھے تھا، انتہائی گھونگر یا لے بال، دائیں آنکھ سے کاٹا، میرے مشاہدے کے مطابق اس کے سب سے زیادہ مشابہہ ابن قطن (نام کا شخص) ہے، اس شخص نے اپنے ہاتھ ایک آدمی کے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے، اور بیٹ اللہ کے چکر لگا رہا تھا،

میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مسیح دجال ہے (بخاری)

فائدہ: ابن قطن بنو مصطلق سے تعلق رکھنے والا ایک شخص تھا، جو زمانہ جاہلیت میں فوت ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو اس شخص کے حلیہ کے قریب دیکھا۔ ا

۱۔ قال رسول الله ﷺ: "بيننا أنا نائم رأيتني أطوف بالكعبة، فإذا رجل آدم، سبط الشعر، بين رجلين، ينطف رأسه ماء، فقلت: من هذا؟ قالوا: ابن مریم، فذهبت ألتفت فإذا رجل أحمر جسیم، جعد الرأس، أعور العين اليمنى، كأن عينه عنبه طافية، قلت: من هذا؟ قالوا: هذا الدجال، أقرب الناس به شبهها ابن قطن" وابن قطن رجل من بنى المصطلق من خزاعة (بخاری، رقم الحدیث ۷۰۲۶، باب الطواف بالكعبة فى المنام) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا اچھی شکل میں بیٹ اللہ کا طواف کرنا اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد، اور اس میں پیدا شدہ بگاڑ کی اصلاح کو ظاہر کرتا ہے، اور دجال کا کانی آنکھ اور مکروہ و ناپسندیدہ صورت میں بیٹ اللہ کے چکر لگانا، اُس کا اللہ تعالیٰ کے دین میں کجی، اور فساد تلاش کرنے کو ظاہر کرتا ہے۔ ۲

دجال اس امت کا بہت بڑا فتنہ ہوگا، جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوگا، اور بہت بڑی تعداد میں لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے گا، اس کے پاس اس طرح کی شعبہ بازیوں اور مٹکاریوں کا جال ہوگا کہ اس کو دیکھ کر بہت سے لوگ اس کے معتقد ہو جائیں گے، اور اس کے ہاتھوں اپنے ایمان کی سودے بازی کر بیٹھیں گے، مگر پختہ ایمان والے لوگ اس کی شعبہ بازیوں سے متاثر نہیں ہوں گے۔

آج اکثر لوگوں کے ایمان کی حالت بڑی کمزور ہے، اور وہ ذرا ذرا سی حیرت انگیز باتوں پر خلاف شریعت عقائد اور افعال کا ارتکاب کرنے والے جھوٹے اور مٹکاری پیروں، فقیروں کے معتقد ہو جاتے ہیں، ایسے لوگوں کو دجال کی گمراہی سے بچنا بہت مشکل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین

### ﴿ گزشتہ صفحے کا لقیہ حاشیہ ﴾

عبد اللہ بن عمر، قال: واللہ ما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لعیسیٰ علیہ السلام أحمر قط ولكنہ قال: "بیننا أنا نائم رأیتنی أطوف بالکعبۃ فإذا رجل آدم سبط الشعر، یهادی بین رجلین، ینطف رأسہ أو یهراق، فقلت: من هذا؟ قالوا: هذا ابن مریم، قال: فذهب ألفت فإذا رجل أحمر جسیم، جعد الرأس، أعور العين الیمنی، کان عینہ عنبة طافیة، قلت: من هذا؟ قالوا: هذا الدجال، أقرب من رأیت به شہبا ابن قطن "قال ابن شہاب: رجل من خزاعة، من بالمصطلق، مات فی الجاہلیة (مسند احمد، رقم الحدیث ۶۳۱۲)

فی حاشیة مسند احمد: إسنادہ صحیح۔

۲ وقال الثوربشتی رحمہ اللہ طواف الدجال عند الکعبۃ مع أنه کافر مؤول بأن رؤیا النبی من مکاشفاتہ کوشف بأن عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فی صورته الحسنۃ التي ینزل علیہا یطوف حول الدین لإقامة أودہ واصلاح فسادہ وأن الدجال فی صورته الکریهۃ التي سظہر یدول حول الدین ینی العوج والفساد (مرقاۃ، کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی الساعۃ وذكر الدجال)

## (فصل نمبر ۹)

## دوسروں کے خوابوں پر نبی ﷺ کی تعبیرات و جوابات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کا درجہ ہے، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم حاصل کی، اور ان کی تعلیم و تربیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوابوں کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایسے خوابوں کا ذکر کیا جاتا ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں مختلف صحابہ کرام نے دیکھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعبیر بیان فرمائی، یا تعبیر کی تصدیق یا کوئی اور ہدایت بیان فرمائی۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ دوسروں کے خوابوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو تعبیر دیتے تھے، وہ اللہ کے حکم کے مطابق، وحی کے ذریعہ سے ہوتی تھی۔

چنانچہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةَ الْغَدَاةِ ، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ ، فَقَالَ : هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ فَإِنْ كَانَ أَحَدٌ رَأَى تِلْكَ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا فَصَّهَا عَلَيَّ ، فَيَقُولُ فِيهَا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ

(مسند احمد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ کیا تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے اُس رات کوئی خواب دیکھا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کر دیتا، پھر

۱ رقم الحدیث ۲۰۱۶۵، واللفظ لہ؛ بخاری، رقم الحدیث ۱۳۸۶۔

فی حاشیة مسند احمد: إسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔



بَلَالٍ فَأَلْقَى عَلَيْهِ مَا رَأَيْتَ فَلْيُؤْذَنْ بِهِ، فَإِنَّهُ أُنْدَى صَوْتًا مِنْكَ قَالَ:  
 فَكُفْتُ مَعَ بَلَالٍ فَجَعَلْتُ أَلْقِيَهُ عَلَيْهِ وَيُؤْذَنْ بِهِ، قَالَ: فَسَمِعَ بِذَلِكَ  
 عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ يَجْرُ رِدَاءً هُ يَقُولُ: وَالَّذِي  
 بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي أُرَى، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلِلَّهِ الْحَمْدُ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۲۷۸) ل  
 ترجمہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کے طریقہ  
 کار میں ناقوس (مخصوص گھنٹہ) بجانے کا حکم فرمایا، تو رات کو خواب میں میرے  
 پاس ایک آدمی آیا، جس نے ہاتھ میں ایک ناقوس اٹھایا ہوا تھا، میں نے اس سے  
 کہا کہ اے اللہ کے بندے! کیا آپ یہ ناقوس فروخت کرو گے؟ اس نے معلوم  
 کیا کہ تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے جواب دیا کہ ہم اس کے ذریعے لوگوں کو  
 نماز کی طرف بلایا کریں گے، اس نے کہا کہ کیا میں تمہیں اس سے بہتر طریقہ نہ  
 بتا دوں؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں، اس نے کہا تم یوں کہا کرو کہ:

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،  
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ  
 مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى  
 الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.  
 پھر کچھ ہی دیر بعد اس نے کہا کہ جب نماز کھڑی ہونے لگے، تو تم یوں کہا کرو:  
 اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا  
 رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ،  
 قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

ل فی حاشیة مسند احمد: إسناده حسن.

جب میں نے صبح کی، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بیان کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان شاء اللہ یہ خواب سچا ہے، آپ بلال کے ساتھ کھڑے ہو کر انہیں وہ کلمات بتاتے جاؤ، جو آپ نے خواب میں دیکھے ہیں، اور وہ اذان دیتے جائیں، کیونکہ ان کی آواز آپ سے زیادہ اونچی ہے، چنانچہ میں حضرت بلال کے ساتھ کھڑا ہو گیا، میں انہیں یہ کلمات بتاتا جاتا اور وہ اذان دیتے جاتے تھے، حضرت عمر بن خطاب نے اپنے گھر میں اذان کی آواز سنی تو چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے، اور کہنے لگے کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا ہے، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس اللہ ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں (مسند احمد) مذکورہ روایت میں اذان کے مقابلہ میں اقامت کے لئے اکہرے کلمات کا ذکر ہے، اور بعض روایات میں اذان کی طرح اقامت کے بھی دوہرے کلمات کا ذکر ہے۔

چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنِّي مُسْتَيْقِظٌ أَرَى رَجُلًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ عَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ، نَزَلَ عَلَى جِذْمٍ حَائِطٍ مِنَ الْمَدِينَةِ، فَأَذَّنَ مَثْنَى مَثْنَى، ثُمَّ جَلَسَ، ثُمَّ أَقَامَ، فَقَالَ: مَثْنَى مَثْنَى. قَالَ: نَعَمْ مَا رَأَيْتَ، عَلِمَهَا بِلَالًا، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: قَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ ذَلِكَ وَلَكِنَّهُ سَبَقَنِي

(مسند احمد) ۱

۱ رقم الحدیث ۲۲۰۲۷

فی حاشیة مسند احمد: رجالہ ثقات رجال الشیخین غیر ابی بکر بن عیاش، فقد روی له البخاری و مسلم فی مقدمة صحیحہ، وهو صدوق حسن الحدیث، وابن ابی لیلی لم یسمع من معاذ، فهو منقطع.

ترجمہ: ایک انصاری آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے، جو مجھے بیداری کے واقعے کی طرح یاد ہے، میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو آسمان سے اترا، اس نے دو سبز چادریں پہن رکھی تھیں، وہ مدینہ کے کسی باغ کے ایک درخت پر اترا اور اس نے اذان کے کلمات دو دو مرتبہ دہرائے پھر وہ بیٹھ گیا، پھر اس نے اقامت کہی اور اس میں بھی یہی کلمات دو دو مرتبہ دہرائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا، یہ کلمات بلال کو سکھا دو، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا ہے، لیکن وہ (شخص اپنا خواب پہلے آپ کو سنا کر) مجھ پر سبقت لے گیا (مسند احمد)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اذان کی تعلیم، خواب میں دی گئی ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کو اللہ کی طرف سے اور سچا قرار دیا، اور اذان کا حکم فرمایا۔

## سر کٹنے کے بعد لڑھکتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَأْسِي ضُرِبَ فَتَدَخَّرَجَ فَاسْتَدَدْتُ عَلَى أَثَرِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَعْرَابِيِّ: لَا تُحَدِّثِ النَّاسَ بِتَلْعَبِ الشَّيْطَانِ بِكَ فِي مَنَامِكَ.

وَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ، يَخْطُبُ فَقَالَ: لَا يُحَدِّثَنَّ أَحَدُكُمْ بِتَلْعَبِ الشَّيْطَانِ بِهِ فِي مَنَامِهِ (مسلم، رقم الحديث



ترجمہ: ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے کہا کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ گویا کہ میرا سر الگ کر دیا گیا ہے، پھر وہ لڑھکتا ہوا جا رہا ہے اور میں اس کے پیچھے پیچھے دوڑ رہا ہوں، تو رسول اللہ نے اس دیہاتی سے فرمایا کہ تم اپنے ساتھ خواب میں شیطان کے کھیلنے کو لوگوں کے سامنے بیان نہ کیا کرو، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بعد خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے ساتھ خواب میں شیطان کے کھیلنے کو (کسی دوسرے سے) بیان نہ کرے (مسلم)

بعض روایات میں اس طرح کا خواب دیکھنے کے بعد اعوذ باللہ پڑھ لینے کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ہی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

إِنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنَّ رَأْسِي قُطِعَ، فَهُوَ يَتَجَحَّدُ، وَأَنَا أَتَّبَعُهُ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَاكَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلَا يَقْضِهَا عَلَى أَحَدٍ، وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ

الشَّيْطَانِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۱۱۰) ۱

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے، پھر وہ لڑھکتا ہوا جا رہا ہے، اور میں اس کے پیچھے جا رہا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (خواب) شیطان کی طرف سے ہے، پس جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے، جس کو وہ مکروہ و ناپسند کرے، تو وہ اس خواب کو کسی کے سامنے بیان نہ کرے، اور اللہ کے ذریعے سے شیطان سے پناہ طلب کرے

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم

(یعنی اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھ لے) (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح کی حدیث مروی ہے۔ ۱  
فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اس طرح کے ہولناک اور خوفناک یعنی ڈراؤنے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں، اور اس طرح کے خوابوں کا دوسرے کے سامنے ذکر کرنا مناسب نہیں ہے، اور اگر کوئی دوسرے کے سامنے بیان کرے، تو سننے والے کو اس کی نامناسب تعبیر دینے کے بجائے، اس طرح کے خواب پر تعوذ پڑھنے کا حکم دینا چاہئے، اور اس کو شیطانی خواب قرار دینا چاہیے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، یہی طریقہ سنت ہے، اور اسی میں ہر طرح کی عافیت ہے۔

مَا شَاءَ اللَّهُ، وَمَا شَاءَ مُحَمَّدٌ كَهَيْئَةِ النَّبِيِّ تَجْبِيرُ

حضرت طفیل بن سخرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ رَأَى فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، كَأَنَّهُ مَرَّ بِرَهْطٍ مِنَ الْيَهُودِ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟  
قَالُوا: نَحْنُ الْيَهُودُ، قَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمْ الْقَوْمُ، لَوْلَا أَنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ  
عَزِيرًا ابْنَ اللَّهِ، فَقَالَتِ الْيَهُودُ: وَأَنْتُمْ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ مَا شَاءَ

۱ عن أبي هريرة، قال: جاء رجل النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: إني رأيت في المنام كأن رأسي ضربت، فرأيت به يدى هذه! قال: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يعمد الشيطان إلى أحدكم فيتهول له، ثم يغدو فيخبر الناس (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۳۱۱۱۳)

عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم قال: إني رأيت في المنام كأن رأسي ضرب فرأيت به يدى هذه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشيطان يستهزئ بأحدكم ثم يغدو يتحدث به (مسند الزوار، رقم الحديث ۹۳۰۳)

عن أبي هريرة، قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: رأيت رأسي في المنام ضرب فرأيت به يدى هذه؟ فضحك وقال: يعمد الشيطان إلى أحدكم فيتهول له، ثم يغدو يخبر به الناس (السنن الكبرى للنسائي، رقم الحديث ۱۰۶۸۳، عمل اليوم والليلة للنسائي، رقم الحديث ۹۱۳)

اللَّهُ، وَشَاءَ مُحَمَّدٌ، ثُمَّ مَرَّ بِرَهْطٍ مِنَ النَّصَارَى، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟  
 قَالُوا: نَحْنُ النَّصَارَى، فَقَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمْ الْقَوْمُ، لَوْلَا أَنْتُمْ تَقُولُونَ  
 الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ، قَالُوا: وَأَنْتُمْ الْقَوْمُ، لَوْلَا أَنْتُمْ تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ،  
 وَمَا شَاءَ مُحَمَّدٌ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرَ بِهَا مَنْ أَخْبَرَ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: هَلْ أَخْبَرْتَ بِهَا أَحَدًا؟ قَالَ عَفَانُ:  
 قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا صَلَّوْا، خَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللَّهُ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ  
 طُفَيْلًا رَأَى رُؤْيَا فَأَخْبَرَ بِهَا مَنْ أَخْبَرَ مِنْكُمْ، وَإِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَقُولُونَ  
 كَلِمَةً كَانَ يَمْنَعُنِي الْحَيَاءُ مِنْكُمْ، أَنْ أَنهَاكُمْ عَنْهَا، قَالَ: لَا تَقُولُوا:

مَا شَاءَ اللَّهُ، وَمَا شَاءَ مُحَمَّدٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۶۹۳) ۱

ترجمہ: حضرت طفیل بن سخرہ نے خواب میں دیکھا، گویا کہ وہ کچھ یہودی لوگوں  
 کے پاس سے گزرے، تو طفیل بن سخرہ نے کہا کہ تم کون ہو؟ تو ان لوگوں نے  
 جواب میں کہا کہ ہم یہودی ہیں، تو طفیل بن سخرہ نے کہا کہ بے شک تم ایک قوم  
 ہو، کاش کہ تم یہ عقیدہ نہ رکھو کہ عزیر، اللہ کے بیٹے ہیں؛ تو یہودیوں نے کہا کہ تم  
 ایک قوم ہو، کاش کہ تم یہ نہ کہا کرو کہ ماشاء اللہ و ماشاء محمد (یعنی جو اللہ چاہے، اور جو  
 محمد چاہے) پھر طفیل بن سخرہ کچھ نصاریٰ (یعنی عیسائی) لوگوں کے پاس سے  
 گزرے، تو طفیل بن سخرہ نے کہا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ  
 (یعنی عیسائی) ہیں؛ طفیل بن سخرہ نے کہا کہ تم ایک قوم ہو، کاش کہ تم یہ نہ کہو کہ مسیح،  
 اللہ کے بیٹے ہیں، انہوں نے جواب میں کہا کہ تم بھی ایک قوم ہو، کاش کہ تم یہ نہ کہا  
 کرو کہ ماشاء اللہ و ماشاء محمد (یعنی جو اللہ چاہے، اور جو محمد چاہے) پھر طفیل بن سخرہ  
 نے صبح ہونے پر بعض لوگوں کو اس خواب کی خبر دی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

۱ فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، و هذا إسناد رجاله ثقات رجال الصحيح غير صحابيه، فلم يرو له غير ابن ماجه.

پاس آ کر، اس کی خبر دی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ نے اس خواب کی کسی کو خبر دی؟ حضرت عفان نے کہا کہ بے شک، پھر جب لوگ نماز پڑھ چکے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا، جس میں اللہ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا کہ طفیل نے ایک خواب دیکھا ہے، جس کا تم میں سے بعض لوگوں سے ذکر بھی کیا ہے، اور بے شک تم ایک کلمہ ایسا کہتے ہو، کہ تمہاری طرف سے مجھے حیا اس چیز سے مانع ہے کہ میں تم کو اس سے منع کروں، پھر فرمایا کہ تم ماشاء اللہ و ماشاء اللہ (یعنی جو اللہ چاہے اور جو محمد چاہے) نہ کہا کرو (مسند احمد)

اور ایک روایت کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا تَقُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدًا، قُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ وَحَدَّهُ (مسند

ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۴۶۵۵) ۱

ترجمہ: تم ماشاء اللہ و ماشاء محمد نہ کہو، بلکہ صرف یہ کہو کہ ماشاء اللہ (مسند ابویعلیٰ)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا شَاءَ اللَّهُ، وَشِئْتُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَجَعَلْتَنِي وَاللَّهِ عَدْلًا بَلْ مَا شَاءَ اللَّهُ

وَحَدَّهُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۳۹) ۲

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جو اللہ چاہیں اور آپ چاہیں، تو اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے مجھے اور اللہ کو برابر کر دیا، بلکہ آپ یہ کہو کہ ماشاء اللہ و وحدہ (یعنی جو صرف اللہ چاہے) (مسند احمد)

فائدہ: ماشاء اللہ و ماشاء محمد کو اگرچہ شریک عقیدہ کے ساتھ نہ کہا جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کی بے

۱ قال الهیثمی: رواه أبو یعلیٰ، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۱۹۰۱،

باب لا یقال ما شاء الله و شاء غیره)

۲ فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیرہ.

ادبی میں داخل ہے، کیونکہ ظاہری لفظوں میں اللہ اور بندے کی مشیت و چاہت میں برابری اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے، اس لیے خواب میں اس کی ناپسندیدگی ظاہر ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے الفاظ کو ناپسند فرمایا۔

## شہید سے پہلے جنت میں داخلہ یا بلند مقام کی نبوی تعبیر

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ بَلِيٍّ قَدِمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ إِسْلَامُهُمَا جَمِيعًا، فَكَانَ أَحَدُهُمَا أَشَدَّ اجْتِهَادًا مِنَ الْآخَرَ، فَغَزَا الْمُجْتَهِدُ مِنْهُمَا فَاسْتُشْهِدَ، ثُمَّ مَكَتَ الْآخَرُ بَعْدَهُ سَنَةً، ثُمَّ تُوُفِّيَ، قَالَ طَلْحَةُ: فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ، إِذَا أَنَا بِهِمَا، فَخَرَجَ خَارِجٌ مِنَ الْجَنَّةِ، فَأَذِنَ لِلَّذِي تُوُفِّيَ الْآخَرَ مِنْهُمَا، ثُمَّ خَرَجَ، فَأَذِنَ لِلَّذِي أُسْتُشْهِدَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ، فَقَالَ: ارْجِعْ، فَإِنَّكَ لَمْ يَأْنِ لَكَ بَعْدُ، فَأَصْبَحَ طَلْحَةُ يُحَدِّثُ بِهِ النَّاسَ، فَعَجِبُوا لِذَلِكَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَدَّثُوهُ الْحَدِيثَ، فَقَالَ: مِنْ أَيِّ ذَلِكَ تَعْجَبُونَ؟ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا كَانَ أَشَدَّ الرَّجُلَيْنِ اجْتِهَادًا، ثُمَّ أُسْتُشْهِدَ، وَدَخَلَ هَذَا الْآخَرَ الْجَنَّةَ قَبْلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَيْسَ قَدْ مَكَتَ هَذَا بَعْدَهُ سَنَةً؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: وَأَذْرَكَ رَمَضَانَ فَصَامَ، وَصَلَّى كَذَا وَكَذَا مِنْ سَجْدَةٍ فِي السَّنَةِ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَا بَيْنَهُمَا أْبَعْدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (سنن ابن ماجه، رقم

الحديث ۳۹۲۵)

ترجمہ: دو آدمی دُور دراز علاقہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک ساتھ اسلام قبول کیا، ان میں سے ایک شخص دوسرے سے بڑھ کر جدوجہد (اور عبادت) کرتا تھا، یہ زیادہ عبادت کرنے والا شخص جہاد میں شریک ہوا، اور شہید ہو گیا، پھر اس کا دوسرا ساتھی سال بھر تک زندہ رہا، پھر یہ انتقال کر گیا، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے دروازے کے پاس کھڑا ہوں، اور میں ان دونوں کے قریب ہی ہوں، جنت کے اندر سے ایک شخص نکلا، اور ان میں سے بعد میں فوت ہونے والے کو (جنت میں داخلہ) کی اجازت دی، پھر کچھ دیر بعد وہ شخص دوبارہ نکلا، اور شہید ہونے والے کو اجازت دی، پھر لوٹ کر آیا اور مجھے کہنے لگا کہ آپ واپس لوٹ جائیں، ابھی آپ کا وقت نہیں آیا، صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب لوگوں کو سنایا، لوگوں کو اس سے بہت تعجب ہوا (کہ شہید کو جنت میں بعد میں کیوں داخل کیا گیا) رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی، اور لوگوں نے آپ کو تمام قصہ سنایا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کس بات کی وجہ سے تعجب ہو رہا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ان دونوں میں پہلا شخص زیادہ محنت و ریاضت کرتا تھا، پھر شہید بھی ہوا، اور (اس کے باوجود) دوسرا شخص جنت میں اس سے پہلے داخل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا دوسرا شخص، پہلے شخص کے بعد ایک سال زندہ نہیں رہا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ بے شک زندہ رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے رمضان کا مہینہ ملا، اور اس نے روزے رکھے، اور سال بھرا تنے اتنے سجدے کئے (اور نمازیں ادا کیں) صحابہ نے عرض کیا کہ بے شک، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ان دونوں کے درجوں میں آسمان وزمین کا

فاصلہ ہے (ابن ماجہ)

اس طرح کے واقعات اور سندوں سے بھی مروی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ نیک عمل کر کے بعد میں فوت ہونے والا، جنت میں پہلے داخل ہوتا ہے۔ ۱۔

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ نَفْرًا مِّنْ بَنِي عُذْرَةَ ثَلَاثَةً، أَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَلَمُوا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَكْفِينِيهِمْ؟ قَالَ طَلْحَةُ: أَنَا. قَالَ: فَكَانُوا عِنْدَ طَلْحَةَ، فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْنًا فَخَرَجَ فِيهِ أَحَدُهُمْ فَاسْتُشْهِدَ، قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ بَعْنًا فَخَرَجَ فِيهِ آخَرُ فَاسْتُشْهِدَ، قَالَ: ثُمَّ مَاتَ الثَّلَاثُ عَلَى فِرَاشِهِ، قَالَ طَلْحَةُ: فَرَأَيْتُ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ الَّذِينَ كَانُوا عِنْدِي فِي الْجَنَّةِ، فَرَأَيْتُ الْمَيِّتَ عَلَى فِرَاشِهِ أَمَامَهُمْ، وَرَأَيْتُ الَّذِي أُسْتُشْهِدَ أَخِيرًا يَلِيهِ، وَرَأَيْتُ

۱۔ عن أبي سلمة، قال: نزل رجلان من أهل اليمن على طلحة بن عبيد الله، فقتل أحدهما مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم مكث الآخر بعده سنة، ثم مات على فراشه. فأرى طلحة بن عبيد الله: أن الذي مات على فراشه دخل الجنة قبل الآخر بحين، فذكر ذلك طلحة لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "كم مكث بعده؟ قال: حولا. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "صلى ألفا وثمان مائة صلاة، وصام رمضان (مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۸۹)

فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیرہ۔

عن عامر بن سعد بن أبي وقاص، قال: سمعت سعدا، وناسا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقولون: كان رجلان أخوان في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكان أحدهما أفضل من الآخر، فتوفي الذي هو أفضلهما، ثم عمر الآخر بعده أربعين ليلة، ثم توفي، فذكر لرسول الله صلى الله عليه وسلم فضل الأول على الآخر، فقال: "ألم يكن يصلي؟" فقالوا: بلى يا رسول الله فكان لا بأس به. فقال: "ما يدريك ماذا بلغت به صلاته؟" ثم قال عند ذلك: "إنما مثل الصلاة كمثل نهر جار بباب رجل، غمر عذب يقتحم فيه كل يوم خمس مرات، فماذا ترون يبقى ذلك من درنه (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۳۳)

فی حاشیة مسند احمد: إنساده قوى على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير مخزومة بن بكير، فمن رجال مسلم.

الَّذِي أُسْتُشْهِدَ أَوْلَهُمْ آخِرَهُمْ، قَالَ: فَدَخَلَنِي مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا أَنْكَرْتَ مِنْ ذَلِكَ لَيْسَ أَحَدٌ أَفْضَلَ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَمَّرُ فِي الْإِسْلَامِ لِتَسْبِيحِهِ وَتَكْبِيرِهِ وَتَهْلِيلِهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۰۱) ۱

ترجمہ: بنی عذرہ قبیلہ کے تین افراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، جنہوں نے اسلام قبول کیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی کون کفایت (وضیافت) کرے گا؟ حضرت طلحہ نے عرض کیا کہ میں کروں گا، تو وہ تینوں حضرت طلحہ کے پاس تھے، اسی دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا، ان تین افراد میں سے ایک شخص اس لشکر میں گیا، جو کہ شہید ہو گیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور لشکر بھیجا، جس میں دوسرا شخص بھی گیا، وہ بھی شہید ہو گیا، پھر (ان تین افراد میں سے) تیسرا شخص اپنے بستر پر فوت ہو گیا، حضرت طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے ان تینوں کو (خواب میں) دیکھا کہ وہ میرے پاس جنت میں ہیں، اور میں نے اپنے بستر پر فوت ہونے والے کو آگے دیکھا، اور جو بعد میں شہید ہونے والا تھا، اس کو اس کے ساتھ (پیچھے) دیکھا، اور جو پہلے فوت ہونے والا تھا، اس کو ان دونوں کے آخر میں دیکھا، جس سے مجھے خلجان ہوا (کہ دونوں شہید پیچھے کیوں ہیں، اور بعد میں اپنے بستر پر فوت ہونے والا آگے کیوں ہے؟) تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور آپ کے سامنے اس خواب کا ذکر کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کو اس پر تعجب کیوں ہوا؟ اللہ کے نزدیک اس مؤمن سے زیادہ فضیلت والا کوئی نہیں، جو اسلام کی حالت میں ایک لمبی عمر پائے،

۱ فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیرہ.



اس کی (زیادہ) تسبیح اور تکبیر اور تہلیل (اور ذکر و اذکار اور عبادت) کی وجہ سے  
(اس کی زیادہ فضیلت ہے) (مسند احمد)

فائدہ: مذکورہ احادیث کا یہ مضمون اور احادیث میں بھی آیا ہے، جن میں اچھے عمل کے ساتھ  
لبی عمر والے شخص کو دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں افضل و بہتر قرار دیا گیا ہے۔ ۱  
اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ عمر تک زندہ رہ کر عبادت کرنے والے کا ثواب کم عمر میں شہادت کا  
درجہ پانے والے سے بھی زیادہ ہوتا ہے، اگرچہ وہ زیادہ عمر والا اپنے بستر پر ہی فوت کیوں نہ  
ہو، اس لئے زندگی کی قدر کرنی چاہئے۔

## شہد اور گھی کو چاٹتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ لَكَانَ فِي إِحْدَى إِصْبَعِي سَمْنًا، وَفِي الْأُخْرَى  
عَسَلًا، فَأَنَا أَلْعَقُهُمَا، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: تَقْرَأُ الْكِتَابَيْنِ: التَّوْرَةَ وَالْفُرْقَانَ،  
فَكَانَ يَقْرُؤُهُمَا (مسند احمد، رقم الحديث ۷۰۶۷) ۲

ترجمہ: میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ گویا کہ میری ایک انگلی میں گھی ہے، اور  
دوسری میں شہد ہے، اور میں ان دونوں کو چاٹ رہا ہوں، پھر جب میں نے صبح

۱ عن عبد الرحمن بن أبي بكر، عن أبيه، أن رجلا قال: يا رسول الله أي الناس  
خير، قال: من طال عمره، وحسن عمله، قال: فأى الناس شر؟ قال: من طال عمره  
وساء عمله: هذا حديث حسن صحيح (سنن الترمذی، رقم الحديث ۲۳۳۰)  
عن عبد الله بن بسر، أن أعرابيا قال: يا رسول الله من خير الناس؟ قال: من طال عمره،  
وحسن عمله وفي الباب عن أبي هريرة، وجابر: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه  
(سنن الترمذی، رقم الحديث ۲۳۲۹)

۲ فی حاشیة مسند احمد: إسنادہ حسن، أحادیث قتیبة عن ابن لهيعة حسان، وباقي رجاله  
ثقات.

کی، تو اس خواب کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ دو کتابیں، توراہ اور فرقان (یعنی قرآن مجید) کی قرأت کریں گے، تو حضرت عبداللہ بن عمرو، ان دونوں (یعنی تورات اور قرآن مجید) کی قرأت کیا کرتے تھے (مسند احمد)

فائدہ: تورات کو پڑھنا اس کے لئے جائز ہے، جس کے پاس اتنا علم ہو کہ وہ صحیح اور غلط میں امتیاز کر سکے، اس سے معلوم ہوا کہ خواب میں گھی اور شہد کو چاٹتے ہوئے دیکھنا قرآن مجید اور آسمانی علوم کے حصول کی علامت ہے۔

## سایہ، شہد اور گھی دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطَفُ السَّمْنُ وَالْعَسَلُ، فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا، فَأَلْمُسْتُ كَثِيرًا وَالْمُسْتَقِيلُ، وَإِذَا سَبَبَ وَاصِلٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وَصَلَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ، وَاللَّهِ لَتَدْعَنِي فَأَعْبُرَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْبُرَهَا قَالَ: أَمَا الظُّلَّةُ فَالْبِاسُ لِسَلَامٍ، وَأَمَا الِذِي يَنْطَفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ، حَلَاوَتُهُ تَنْطَفُ، فَالْمُسْتَكْبِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِيلُ، وَأَمَا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الِذِي أَنْتَ عَلَيْهِ، تَأْخُذُ بِهِ فَيُعَلِّبُكَ اللَّهُ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيُعَلِّبُ بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ

فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ، ثُمَّ يُوصَلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ، فَأَخْبَرَنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ، أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ: فَوَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَتَحْدِثَنِي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ، قَالَ: لَا تُقْسِمُ (بخاری، رقم الحدیث ۷۰۴۶)

ترجمہ: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے عرض کیا کہ میں نے رات کو خواب میں ایک سایہ دیکھا، جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے، اور میں نے لوگوں کو دیکھا کہ اس کو اکٹھا کر رہے ہیں، کچھ لوگ زیادہ مقدار میں، اور کچھ لوگ کم مقدار میں، اور ایک رسی زمین سے آسمان تک پہنچی ہوئی ہے، پھر میں نے دیکھا کہ آپ نے اس رسی کو پکڑا، اور آپ اس کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گئے، پھر اس رسی کو ایک آدمی نے پکڑا، اور وہ بھی اس کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گیا، پھر اس رسی کو ایک (تیسرے) آدمی نے پکڑا، اور وہ بھی اس کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گیا، پھر اس رسی کو ایک اور (چوتھے) آدمی نے پکڑا، تو وہ رسی ٹوٹ گئی، اور پھر جُؤگئی (یعنی درست ہوگئی) تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ کی قسم آپ مجھے اس کی تعبیر بیان کرنے کی اجازت دے دیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اس کی تعبیر بیان کیجئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ سایہ تو اسلام ہے، اور اس سے جو شہد اور گھی ٹپک رہا ہے، وہ قرآن ہے، جس کی حلاوت اور مٹھاس ٹپک رہی ہے، اور کچھ قرآن مجید کو زیادہ لینے والے ہیں، اور کچھ کم لینے والے ہیں، اور آسمان سے زمین تک کی رسی وہ حق ہے، جس پر آپ ہیں، جس کو آپ نے پکڑ رکھا ہے، اور اللہ آپ کو بلند فرما رہا ہے، پھر آپ کے بعد اس کو دوسرا

پکڑے گا اور چڑھے گا، پھر اس کے بعد تیسرا پکڑے گا اور چڑھے گا، پھر اس کو ایک شخص پکڑے گا اور وہ رسی ٹوٹ جائے گی، پھر اس کو جوڑا جائے گا اور وہ اس کے ذریعے چڑھے گا (پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ) اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا میں نے درست کہا یا مجھ سے خطا ہوئی؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے کچھ درست کہا اور کچھ میں خطا کی، حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم آپ مجھے بتلا دیں کہ میں نے کیا غلطی کی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ (بلا وجہ کی) قسم نہ اٹھائیے (بخاری)

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حکمت سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی درست اور خطا والی بات کی تعیین نہیں فرمائی۔

اس لئے اس کے بارے میں اہل علم حضرات کا بھی بعد میں اختلاف ہوا، بعض حضرات نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گھی اور شہد دونوں چیزوں کی قرآن مجید سے تعبیر دی، حالانکہ ان دونوں کی تعبیر قرآن و سنت سے دینی چاہئے تھی۔

اور اس میں اہل علم حضرات کے اور بھی اقوال ہیں، لیکن کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سے اس کی نشاندہی نہیں فرمائی، اس لئے امکان کے درجہ میں اور اقوال کا بھی احتمال ہے، مگر عوام کو اس کی کھود کرید میں پڑنا مناسب نہیں، لیکن یہ بات سب کو سمجھ لینا چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا وجہ قسم کھانے کو پسند نہیں فرمایا۔ ا

۱ (أصبت بعضاً وأخطأت بعضاً) قيل خطؤه في التعبير لكونه عبر بحضوره - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا كَانَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَحَقَّ بِتَعْبِيرِهَا، وَقِيلَ أَخْطَأَ لِمَبَادَرَتِهِ تَعْبِيرَهَا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَ بِهِ، وَتَعَقَّبَ بِأَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَذْنُ لَهُ فِي ذَلِكَ وَقَالَ عَبْرَهَا. وَأَجِيبُ: بِأَنَّهُ لَمْ يَأْذُنْ لَهُ ابْتِدَاءً بَلْ بَادَرَهُ هُوَ بِالسُّؤَالِ أَنْ يَأْذُنَ لَهُ فِي تَعْبِيرِهَا فَأَذْنُ لَهُ، وَقَالَ: أَخْطَأْتُ فِي مَبَادَرَتِكَ لِلسُّؤَالِ أَنْ تَتَوَلَّى تَعْبِيرَهَا، لَكِنْ فِي إِطْلَاقِ الخَطَا عَلَى ذَلِكَ نَظَرٌ فَالظَّاهِرُ أَنَّهُ أَرَادَ الخَطَا فِي التَّعْبِيرِ لَا لِكُونِهِ التَّمَسُّ التَّعْبِيرِ.

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## باغ، ستون اور مضبوط حلقہ دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت قیس بن عباد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَيَّ وَجْهَهُ أَثْرُ  
الْخُشُوعِ، فَقَالُوا: هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَصَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ تَحَوُّرًا  
فِيهِمَا، ثُمَّ خَرَجَ، وَتَبِعْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنَّكَ حِينَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ  
قَالُوا: هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، قَالَ: وَاللَّهِ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ  
مَا لَا يَعْلَمُ، وَسَأَحَدُكَ لِمَ ذَاكَ: رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَيَّ عَهْدِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ-  
ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسَطَهَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ، أَسْفَلُهُ فِي

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال ابن هبيرة: إنما أخطأ لكونه أقسم ليعبرنها بحضرته - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ولو كان أخطأ في  
التعبير لم يقره عليه وقيل: أخطأ لكونه عبر السمن والعسل بالقرآن فقط وهما شيان كان من حقه  
أن يعبرهما بالقرآن والسنة لأنها بيان للكتاب المنزل عليه وبهما تتم الأحكام كتمام اللذة بهما،  
وقيل وجه الخطأ أن الصواب في التعبير أن الرسول - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - هو الظلة، والسمن  
والعسل القرآن والسنة، وقيل: يحتمل أن يكون السمن والعسل العلم والعمل وقيل الفهم  
والحفظ. وتعقب ذلك في المصابيح فقال: لا يكاد ينقضى العجب من هؤلاء الذين تعرضوا إلى  
تبيين الخطأ في هذه الواقعة مع سكوت النبي - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عن ذلك وامتناعه منه بعد  
سؤال أبي بكر له في ذلك حيث (قال: فوالله يا رسول الله لتحدثني بالذي أخطأت) في وثبت  
قوله يا رسول الله لأبي ذر وابن عساكر (قال) - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - -: (لا تقسم) فكيف لا يسع  
هؤلاء من السكوت ما وسع النبي - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وماذا يترتب على ذلك من الفائدة  
فالسكوت عن ذلك هو المتعين اهـ.

وحكى ابن العربي أن بعضهم سئل عن بيان الوجه الذي أخطأ فيه أبو بكر فقال: من الذي يعرفه؟  
ولئن كان تقدم أبي بكر بين يدي النبي - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - للتعبير خطأ فالتقدم بين يدي أبي بكر  
لتعيين خطئه أعظم وأعظم فالذي يقتضيه الدين الكف عن ذلك. وأجاب في الكواكب: بأنهم إنما  
قدموا على تبيين ذلك مع أنه - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لم يبينه لأن هذه الاحتمالات لا جزم فيها أو  
لأنه كان يلزم في بيانه مفاسد للناس واليوم زال ذلك (ارشاد الساري، ج ۱۰، ص ۱۶۱ و ۱۶۲،  
باب من لم ير الرؤيا لأول عابر إذا لم يصب)

الْأَرْضِ، وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ، فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ، فَقِيلَ لِي: إِرْقُ، قُلْتُ: لَا أَسْتَطِيعُ، فَاتَانِي مَنصَفٌ، فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي، فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَاهَا، فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَقِيلَ لَهُ: اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقِظْتُ، وَإِنَّهَا لَفِي يَدِي، فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامِ، وَذَلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ، وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقَى، فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ وَذَاكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ (بخاری، رقم الحدیث ۳۸۱۳)

ترجمہ: میں مدینہ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی داخل ہوا، جس کے چہرے پر خشوع (تقویٰ) کا اثر تھا، لوگوں نے کہا کہ یہ آدمی جنتیوں میں سے ہے، پھر اس آدمی نے مختصر طریقہ سے دو رکعتیں پڑھیں پھر وہ (مسجد سے) نکل گیا، اور میں اس کے پیچھے چلا، میں نے عرض کیا کہ آپ جب مسجد میں داخل ہوئے تھے، تو لوگوں نے کہا تھا کہ یہ آدمی جنتیوں میں سے ہے، اس آدمی نے کہا، اللہ کی قسم کسی کو ایسی بات کہنا جسے وہ جانتا نہ ہو مناسب نہیں ہے اور میں تم سے اس کی وجہ بیان کرتا ہوں، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا، میں نے دیکھا گویا کہ میں ایک باغ میں ہوں جس کی وسعت اور سرسبزی و شادابی کو انہوں نے بیان کیا، اس باغ کے درمیان لوہے کا ایک ستون ہے، جس کا نچلا حصہ زمین میں اور اوپر والا حصہ آسمان میں ہے، اس کے اوپر والے حصہ میں ایک کنڈا ہے جس میں کنڈی لٹک رہی ہے ان سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ، میں نے کہا کہ میں نہیں چڑھ سکتا، تو میرے پاس ایک لڑکا آیا، اس نے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھا دیئے تو میں چڑھ گیا حتیٰ کہ میں اس کے اوپر تھا تو میں نے دوسرا کنڈا پکڑ لیا تو ان سے کہا گیا کہ مضبوط پکڑ

لو، میں بیدار ہوا تو وہ (کنڈا) میرے ہاتھ میں تھا، میں نے یہ خواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ باغ تو اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ کنڈا مضبوط حلقہ ہے، پس تم آخردم تک اسلام پر قائم رہو گے اور وہ آدمی عبداللہ بن سلام تھے (بخاری)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سرسبز باغ کا دیکھنا اسلام کے اچھا ہونے کی علامت ہے، اور حلقہ کو مضبوط پکڑے رکھنا اسلام پر آخردم تک مضبوطی سے قائم رہنے کی علامت ہے۔ ۱

## چند شہداء کو جنت میں دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُعْجِبُهُ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ، فَرُبَّمَا قَالَ: هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا؟ فَإِذَا رَأَى الرَّجُلُ رُؤْيَا سَأَلَ عَنْهُ، فَإِنْ كَانَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، كَانَ أَعْجَبَ لِرُؤْيَاهُ إِلَيْهِ، قَالَ: فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَأَيْتُ كَأَنِّي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَسَمِعْتُ بِهَا وَجْبَةً، إِرْتَجَّتْ لَهَا الْجَنَّةَ، فَنَظَرْتُ، فَإِذَا قَدْ جِئْتُ بِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، وَفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، حَتَّى عَدَدْتُ إِثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا وَقَدْ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً قَبْلَ ذَلِكَ، قَالَتْ: فَجِئْتُ بِهِمْ عَلَيْهِمْ نِيَابٌ طُلُسٌ، تَشْخُبُ أَوْ دَا جُهُمْ قَالَتْ: فَقِيلَ: إِذْهَبُوا بِهِمْ إِلَى نَهْرِ الْبَيْدَخِ، أَوْ قَالَ: إِلَى نَهْرِ الْبَيْدَحِ، قَالَ: فَعَمِسُوا فِيهِ، فَخَرَجُوا مِنْهُ وَجُوهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، قَالَتْ: ثُمَّ أَتَوْنَا بَكْرَاسِيٍّ مِنْ ذَهَبٍ

۱ (فانت علی الإسلام حتی تموت) اھ۔ کلامہ - صلی اللہ علیہ وسلم - (فقال قیس: وذلك الرجل عبد الله بن سلام) . ولا یبعد أن یكون من قول عبد الله بن سلام بأن یخبر عن نفسه (مرقاة، كتاب المناقب والفضائل، باب جامع المناقب)

فَقَعَدُوا عَلَيْهَا، وَأَتَى بِصَحْفَةٍ، أَوْ كَلِمَةٍ نَحْوَهَا، فِيهَا بُسْرَةٌ، فَأَكَلُوا مِنْهَا، فَمَا يَقْلُبُونَهَا لِشِقِّ، إِلَّا أَكَلُوا مِنْ فَكْهَةٍ مَا أَرَادُوا، وَأَكَلَتْ مَعَهُمْ، قَالَ: فَجَاءَ الْبَشِيرُ مِنْ تِلْكَ السَّرِيَّةِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَانَ مِنْ أَمْرِنَا كَذَا وَكَذَا، وَأُصِيبَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ، حَتَّى عَدَّ الْإِنْسَى عَشَرَ الَّذِينَ عَدَّتْهُمُ الْمَرَأَةُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيَّ بِالْمَرَأَةِ، فَجَاءَتْ، قَالَ: قُصِّى عَلَى هَذَا رُؤْيَاكِ، فَقُصِّتْ، قَالَ: هُوَ كَمَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۲۳۸۵) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے خوابوں سے خوش ہوتے تھے، اور بعض اوقات معلوم کرتے تھے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تعبیر دریافت کر لیتا، اگر اس میں کوئی پریشانی کی بات نہ ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی خوش ہوتے، اسی تناظر میں ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں جنت میں داخل ہوئی ہوں، میں نے وہاں ایک آواز سنی جس سے جنت بھی ہلنے لگی، اچانک میں نے دیکھا کہ فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں کو لایا جا رہا ہے، یہ کہتے ہوئے اس نے بارہ آدمیوں کے نام گوائے، جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے ایک سریہ (یعنی جہادی لشکر) میں روانہ فرمایا تھا، اس خاتون نے بیان کیا کہ جب انہیں وہاں لایا گیا تو ان کے جسم پر جو کپڑے تھے وہ کالے ہو چکے تھے اور ان کی رگیں پھولی ہوئی تھیں، کسی نے ان سے کہا کہ ان لوگوں کو نہر بیدخ یا نہر بیدخ میں لے جاؤ، چنانچہ ان کو اس نہر میں غوطہ لگایا گیا اور جب وہ نہر سے باہر نکلے تو ان کے چہرے چودھویں رات

۱ فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.



کے چاند کی طرح چمک رہے تھے، پھر سونے کی کرسیاں لائی گئیں، وہ ان پر بیٹھ گئے، پھر ایک تھالی لائی گئی جس میں کچی کھجوریں تھیں، وہ ان کھجوروں کو کھانے لگے، اس دوران وہ جس کھجور کو پلٹتے تھے تو حسب منشاء میوہ کی شکل میں کھانے کو ملتا تھا، اور میں بھی ان کے ساتھ کھاتی رہی، کچھ عرصے کے بعد اس لشکر سے ایک آدمی فتح کی خوشخبری لے کر آیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے ساتھ ایسا ایسا معاملہ پیش آیا اور فلاں فلاں آدمی شہید ہو گئے، یہ کہتے ہوئے اس نے انہی بارہ آدمیوں کے نام گنوا دیئے، جو (خواب میں دیکھ کر اس) عورت نے بتائے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عورت کو میرے پاس دوبارہ بلا کر لاؤ، وہ آئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اپنا خواب اس آدمی کے سامنے بیان کرو، اس نے بیان کیا تو وہ کہنے لگا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح بیان کیا ہے حقیقت بھی اسی طرح ہے (مسند احمد)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ شہیدوں کا آخرت میں بڑا مقام اور عظیم فضیلت اور ان کے لئے عمدہ رزق کا انتظام ہے۔

## فرشتوں کے جہنم کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنِّيْتُ أَنْ أَرَى رُؤْيَا، فَأَقْصُّهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا، وَكُنْتُ أَنَا فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي، فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ،

فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبُسْرِ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ وَإِذَا فِيهَا أَنَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ، فَجَعَلْتُ أَقْوَلَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ، قَالَ: فَلَقِينَا مَلَكًا آخَرَ فَقَالَ لِي: لَمْ تَرَ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّصْتُهَا حَفْصَةَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: نَعَمْ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ، لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَكَانَ بَعْدَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا (بخاری، رقم

الحدیث ۱۱۲۱)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں جب کوئی آدمی خواب دیکھتا، تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کرتا، مجھے تمنا تھی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھتا، تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کرتا اور میں ایک جوان لڑکا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میں مسجد میں سوتا تھا (اسی دوران) میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا دو فرشتوں نے مجھے پکڑا اور مجھے جہنم کی طرف لے گئے اور جہنم دارکنویں کی طرح خم دار تھی، جس کے دو ستون تھے اور اس میں کچھ لوگ تھے جن کو میں نے پہچان لیا تھا، میں جہنم سے اللہ کی پناہ مانگنے لگا، پھر مجھ سے ایک دوسرا فرشتہ ملا اور مجھ سے کہا کہ آپ ڈریئے نہیں (کیونکہ آپ کو جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا) پھر اس خواب کو میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبد اللہ کیا ہی اچھا آدمی ہے، کاش وہ رات کی نماز پڑھا کرتے (یعنی تہجد پڑھا کرتے، اور نفلی عبادت کیا کرتے) چنانچہ اس کے بعد حضرت ابن عمر رات کو بہت ہی کم سویا کرتے تھے (اور اکثر رات عبادت میں گزار دیا کرتے تھے) (بخاری)

فائدہ: بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک بندہ کو اس قسم کے متنبہ کرنے والے خواب

دکھائے جاتے ہیں، جن کا مقصود بندہ کو اپنے اعمال کی اصلاح اور ترقی کی طرف متوجہ کرنا ہوتا ہے، اور یہ خواب رحمانی اور مبشرات یعنی نبوت کے چھیا یسویں حصہ سے تعلق رکھتے ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ”کیا اچھا آدمی ہے“ فرمانے سے ان کے صالح اور نیک ہونے اور رات کی نماز پڑھنے کی تمنا ظاہر کرنے سے، ان کو مزید نیکی میں ترقی کرنے کی طرف اشارہ تھا، مزید براں یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی بُری تعبیر دینے کے بجائے اچھی تعبیر دی، جس سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو نفع ہوا، اور اس سے اس خواب کا مبشرات میں سے ہونا معلوم ہوا۔

اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کی نماز و عبادت (یعنی تہجد وغیرہ) جہنم کے عذاب سے حفاظت اور درجات کی ترقی کا باعث ہے۔ ۱

## جنت میں اڑتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِي سَرَقَةً مِنْ حَرِيرٍ، لَا أَهْوَى بِهَا إِلَى  
مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِي إِلَيْهِ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ، فَقَصَّتْهَا

۱ (لم يبق من النبوة) أي: من أجزائها (إلا المبشرات): بكسر الشين المشددة. قال السيوطي: أي: الوحي منقطع بموتى، ولا يبقى ما يعلم منه ما سيكون إلا الرؤيا، والتعبير بالمبشرات خرج مخرج الأغلب، فإن من الرؤيا ما تكون منذرة وهي صادقة يريها الله للمؤمن رفقا به، ليستعد لما يقع قبل وقوعها. (قالوا) أي: بعض الصحابة (وما المبشرات؟ قال: الرؤيا الصالحة)، أي: الحسنة أو الصادقة، وهي ما فيه بشارة أو تنبيه عن غفلة وأمثال ذلك. قال الطيبي: ومعنى الصالحة الحسنة، ويحتمل أن تجرى على ظاهرها، وأن تجرى على الصادقة، والمراد بها صحتها، وتفسير رسول الله -صلى الله عليه وسلم- المبشرات على الأول ظاهر؛ لأن البشارة كل خبر صدق يتغير به بشرة الوجه واستعمالها في الخير أكثر، وعلى الثاني مؤول إما على التغليب، أو يحمل على أصل اللغة (مرقاة، ج ۷ ص ۲۹۱۳، كتاب الرؤيا)

قوله لو كان لو للتمنى لا للشرط ولذلك لم يذكر الجواب وفي هذا الحديث أن قيام الليل يدفع العذاب وفيه تمنى الخير والعلم (فتح الباري لابن حجر، ج ۳ ص ۷، قوله باب فضل قيام الليل)

حَفْصَةُ، عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ أَحَاكَ رَجُلٌ  
صَالِحٌ، أَوْ قَالَ: إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ (بخاری) ۱  
ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا (قیمتی) ایک  
ٹکڑا ہے، میں جنت کے جس مکان میں بھی جانا چاہتا ہوں وہ مجھ کو اُس کی طرف  
اڑا کر لے جاتا ہے، پھر میں نے اس خواب کو حضرت حفصہ سے بیان کیا، پھر  
حضرت حفصہ نے اس خواب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا کہ آپ کا بھائی صالح (نیک) آدمی ہے یا یہ فرمایا کہ عبد اللہ صالح  
(نیک) آدمی ہے (بخاری)

فائدہ: اس خواب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ  
کی فضیلت معلوم ہوئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تین چاند دیکھنے کی نبوی تعبیر  
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الرَّؤْيَا، قَالَ: هَلْ رَأَى أَحَدٌ  
مِنْكُمْ رُؤْيَا الْيَوْمِ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: رَأَيْتُ كَأَنَّ ثَلَاثَةَ  
أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ  
صَدَقْتَ رُؤْيَاكَ دُفِنَ فِي بَيْتِكَ ثَلَاثَةٌ هُمْ أَفْضَلُ أَوْ خَيْرُ أَهْلِ  
الْأَرْضِ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُفِنَ فِي بَيْتِهَا،  
قَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: هَذَا أَحَدُ أَقْمَارِكَ وَهُوَ خَيْرُهَا، ثُمَّ  
تُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ وَعَمَّرُ قَدْ فَنَا فِي بَيْتِهَا (مسند رک حاکم، رقم الحدیث ۴۴۰۱)

۱ رقم الحدیث ۷۰۱۵، و رقم الحدیث ۷۰۱۶، باب الإستبرق و دخول الجنة فی المنام.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب سننا پسند تھا (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے آج کوئی خواب دیکھا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں نے یہ دیکھا کہ گویا کہ تین چاند میرے حجرے میں گر پڑے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر آپ کا خواب سچا ہوا، تو آپ کے گھر میں ایسی تین شخصیات دفن کی جائیں گی جو زمین والوں میں سب سے افضل یا سب سے بہتر ہیں۔

پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا، تو حضرت عائشہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آپ کے (خواب میں نظر آنے والے تین) چاندوں میں سے ایک ہے، جو کہ سب سے بہتر ہے، پھر اس کے بعد (بالترتیب) حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی، پھر ان کو بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا (حاکم)

فائدہ: اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تین چاند گرنے کے خواب کی تعبیر پوری ہوئی، اور جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی تعبیر بیان فرمائی، اس وقت ان تین شخصیات کے وہاں دفن ہونے کا تصور بھی نہیں تھا۔

بعض روایات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس خواب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کرنے کا ذکر ہے۔ ۱

۱ عن سعید بن المسيب، قال: قالت عائشة رضي الله عنها: رأيت كأن ثلاثة أقمار سقطت في حجرتي، فسألت أبا بكر رضي الله عنه، فقال: يا عائشة، إن تصدق رؤياك يدفن في بيتك خير أهل الأرض ثلاثة، فلما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم ودفن، قال لي أبو بكر: يا عائشة، هذا خير أقمارك، وهو أحدها هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه. وقد كتبناه من حديث أنس بن مالك مسندا (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۴۴۰۰)

قال الذهبي: على شرط البخاري ومسلم.

اس خواب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب میں چاند کا دیکھنا عظیم و پاکیزہ شخصیت کو دیکھنے کی علامت ہے۔

اسی کے ساتھ اس خواب سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی قرب اور ان دونوں حضرات کی عظیم فضیلت بھی ثابت ہوئی۔

## زمین کو آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ الْأَرْضَ تُنْزَعُ إِلَى السَّمَاءِ بِأَشْطَانٍ شِدَادٍ،  
فَقَصَصْتُ ذَلِكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:  
ذَآكَ وَفَاةُ ابْنِ أَخِيكَ (مسند البزار) ۱

ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ زمین مضبوط رسیوں کے ساتھ باندھ کر آسمان کی طرف کھینچی جا رہی ہے، تو میں نے اس خواب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آپ کے بھائی کے بیٹے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات ہے (بزار، داری)

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، اور آپ کا درجہ بہت بلند اور ”بعد از خدا تو ہی قصہ مختصر“ والا معاملہ ہے، اس لئے زمین کا اوپر آسمان کی طرف کھینچا جانا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کی علامت قرار دیا۔ ۲

۱ رقم الحدیث ۱۳۱۷، واللفظ لہ، مسند الدرामी، رقم الحدیث ۲۴۰۳.

قال البزار: وهذا الكلام لا نعلمه يروى إلا عن العباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم ولا نعلم له طريقاً إلا هذا الطريق.

وقال الهيثمي: رواه البزار والطبرانی، ورجالهما ثقات (مجمع الزوائد، باب في رؤيا العباس)  
۲ الشطن بفتح الشين المعجمة والطاء المهملة) وبالنون (الحبل) بالمهملة والموحدة قال في المصباح . وجمعه أشتان كسبب وأسباب (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج ۶ ص ۳۸۲، باب فضل قراءة تلاوة القرآن)

## سورہ ”ص“ کے سجدہ پر چیزوں کو سجدہ میں دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنِّي افْتَتَحْتُ سُورَةَ صَ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى السَّجْدَةِ فَسَجَدتِ الدَّوَاةُ وَالْقَلَمُ وَمَا حَوْلَهُ، فَأَخْبَرْتُ بِذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَجَدَ فِيهَا (مسند رک حاکم، رقم الحدیث ۳۶۱۶) ۱

ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ میں نے سورہ ”ص“ شروع کی یہاں تک کہ میں سجدہ کی آیت تک پہنچ گیا، تو دوات اور قلم اور ان کے ارد گرد کی چیزوں نے سجدہ کیا، میں نے اس خواب کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سورہ ”ص“ کی اس آیت پر سجدہ کیا (حاکم)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سورہ ”ص“ کی آیت سجدہ پر سجدہ کرنا چاہیے۔ ۲

معتبر احادیث و روایات کی روشنی میں دوسروں کے دیکھے ہوئے خوابوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تعبیرات و جوابات کا بیان بحمد اللہ مکمل ہوا۔

وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ وَآحْكَمُ

۱ قال الذهبي: على شرط مسلم.

۲ سورہ ”ص“ کی آیت سجدہ یہ ہے:

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعَجِكَ إِلَى نَعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتْنَاهُ فَاستَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ (سورہ ص، رقم الآية ۲۴)

## (فصل نمبر ۱۰)

## صحابہ کرام کے دیکھے ہوئے مبارک خواب

آخر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چند ایسے مبارک خوابوں کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جو یا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں نہیں دیکھے گئے، یا ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعبیر یا جواب و ہدایت دینے کا ذکر نہیں۔

## نبی ﷺ کو غسلِ تدفین کے طریقہ کی خواب میں ہدایت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

لَمَّا أَرَادُوا غَسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: وَاللَّهِ مَا نَدْرِي  
أَنْجَرِدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثِيَابِهِ كَمَا نُجَرِدُ مَوْتَانَا،  
أَمْ نَغْسِلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ؟ فَلَمَّا اخْتَلَفُوا أَلْقَى اللَّهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتَّى مَا  
مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَذَقْنَهُ فِي صَدْرِهِ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ  
لَا يَدْرُونَ مَنْ هُوَ: أَنْ اغْسِلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ  
ثِيَابُهُ، فَاقَامُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَسَلُوهُ وَعَلَيْهِ  
قَمِيصُهُ، يَصُبُّونَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيصِ وَيُدَلِّكُونَهُ بِالْقَمِيصِ دُونَ  
أَيْدِيهِمْ (سنن أبي داود، رقم الحديث ۳۱۴۱)

ترجمہ: جب صحابہ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (وصال ہونے کے بعد) غسل دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ آیا ہم (غسل دینے کے لئے) آپ کے جسم سے کپڑے اتار لیں، جیسا کہ ہم اپنے دوسرے مردوں کے اتارا کرتے ہیں یا آپ کو کپڑے پہنے پہنے غسل دے دیں، جب اس سلسلہ میں



ان میں آپس میں اختلاف ہوا، تو اللہ نے ان پر نیند کا غلبہ فرمادیا، یہاں تک کہ ان میں کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کی نیند کی وجہ سے ٹھوڑی اس کے سینہ پر نہ آگئی ہو، اس وقت گھر کے ایک گوشہ میں سے ایک بات کرنے والی کی بات سنائی دی، جس کے بارے میں معلوم نہیں تھا کہ وہ کون ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے پہنائے پہنائے غسل دو۔

پس سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے اور آپ کو کرتہ پہنے پہنے غسل دیا یعنی اس طرح کہ وہ کرتہ کے اوپر سے پانی ڈالتے تھے اور آپ کے جسم مبارک کو کرتہ ہی سے ملتے تھے، اپنے ہاتھوں سے نہ ملتے تھے (ابوداؤد)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل تدفین دینے کے طریقہ کی ہدایت، اللہ کی طرف سے خواب میں دی گئی، اور صحابہ کرام کا یہ خواب رحمانی تھا۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مرغ کو ٹھونگ مارتے ہوئے دیکھنا

حضرت معدان بن ابی طلحہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَوْمَ جُمُعَةٍ، أَوْ خَطَبَ يَوْمَ جُمُعَةٍ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي رَأَيْتُ دَيْكًا أَحْمَرَ نَقَرْنِي نَقْرَتَيْنِ، وَلَا أَرَى ذَلِكَ إِلَّا حُضُورَ أَجَلِي (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ) ۱

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جمعہ کے دن فرمایا، یا جمعہ کے دن خطبہ دیا، جس میں اللہ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا کہ اے لوگو! میں نے (خواب میں) سرخ مرغ کو دیکھا ہے، جس نے مجھے دو ٹھونگیں ماری ہیں، اور میرا خیال یہ

۱ رقم الحدیث ۳۱۱۴۱، ما عبرہ عمر رضی اللہ عنہ من الروایا.

ہے کہ میری موت ہی کا وقت قریب آچکا ہے (ابن ابی شیبہ)

حضرت جاریہ بن ادا مہ سعدی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

حَجَّجْتُ الْعَامَ الَّذِي أُصِيبَ فِيهِ عُمَرُ، قَالَ: فَحَطَبَ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّ دِينَكَ نَقَرْنِي نَقْرَتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ) ۱

ترجمہ: جس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا، اس سال میں نے حج کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) یہ دیکھا ہے کہ مرغ نے مجھے دو یا تین ٹھونگیں ماری ہیں (ابن ابی شیبہ)

حضرت عبداللہ بن حارث خزاعی سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ: إِنِّي رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ دِينَكَ نَقَرْنِي وَرَأَيْتُهُ يُجْلِيهِ النَّاسُ عَنِّي، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا ثَلَاثًا حَتَّى قَتَلَهُ عَبْدُ الْمُغِيرَةِ: أَبُو لَوْلُؤَةَ (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ) ۲

ترجمہ: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ان کے خطبے میں سنا، وہ فرما رہے تھے کہ میں نے رات (خواب میں) ایک مرغ کو دیکھا ہے، جس نے مجھے ٹھونگ ماری، اور میں نے دیکھا کہ اس کو لوگ مجھ سے دور کر رہے ہیں، اس کے تین دن بعد ہی مغیرہ کے غلام ابولؤلؤ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کر دیا (ابن ابی شیبہ)

حضرت اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النَّاسَ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي مَنَامِي دِينَكَ أَحْمَرَ نَقَرْنِي عَلَى مَعْقِدِ إِزَارِي ثَلَاثَ نَقَرَاتٍ، فَاسْتَعْبَرْتُهَا أَسْمَاءَ بِنْتِ عَمَيْسٍ، فَقَالَتْ: إِنَّ صَدَقْتَ رُؤْيَاكَ، فَتَلَكَ رَجُلٌ مِّنَ الْعَجَمِ

۱ رقم الحدیث ۳۱۱۴۲، ما عبرہ عمر رضی اللہ عنہ من الرؤیا.

۲ رقم الحدیث ۳۱۱۴۳، ما عبرہ عمر رضی اللہ عنہ من الرؤیا.

(مُصَنَّف ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ) ۱

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا، اور فرمایا کہ میں نے اپنے خواب میں سرخ مرغ کو دیکھا، جس نے مجھے ازار بند والی جگہ تین ٹھونگیں ماریں، تو اسماء بنت عمیس نے اس کی تعبیر یہ نکالی کہ اگر آپ کا خواب سچا ہو تو ایک عجمی آدمی آپ کو قتل کرے گا (ابن ابی شیبہ)

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ خواب سچا ثابت ہوا، جس کا اشارہ آپ کو مل گیا تھا، اور اس خواب کے بعد مغیرہ کے غلام، بد نصیب، ابو لؤلؤ نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا، جس کے نتیجے میں آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ ۲

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ کے ساتھ افطار کرتے ہوئے دیکھنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُثْمَانَ أَصْبَحَ فَحَدَّثَ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ اللَّيْلَةَ، فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ، أَفْطَرُ عِنْدَنَا فَأُصْبِحَ عُثْمَانُ صَائِمًا فَقُتِلَ مِنْ يَوْمِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (مستدرک حاکم) ۳

ترجمہ: (خلیفہ راشد) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ایک دن) صبح کی، اور یہ بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رات خواب میں دیکھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان! ہمارے پاس (روزہ) افطار کیجئے، تو حضرت عثمان

۱ رقم الحدیث ۱۱۳۶، ما عبرہ عمر رضی اللہ عنہ من الرؤیا.

۲ (لما طعن عمر) : بصيغة المجهول أى طعنه أبو لؤلؤة غلام المغيرة بن شعبة بالمدينة يوم الأربعاء لأربع بقين من ذى الحجة سنة ثلاث وعشرين (مرواة المفاتيح، ج ۹ ص ۳۹۰۸، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ)

۳ رقم الحدیث ۴۵۵۴.

قال الحاکم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه.

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

رضی اللہ عنہ نے روزہ کی حالت میں صبح کی، اور اسی دن آپ کو (روزہ کی حالت میں) شہید کر دیا گیا (حاکم)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہادت کا اعلیٰ مقام حاصل ہوا، کہ آپ روزہ کی حالت میں شہید ہوئے، اور آپ نے شہادت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عالم بالا میں روزہ افطار فرمایا۔

اور شہیدوں کو ان کے رب کے پاس رزق دیئے جانے کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے۔ ۱

**حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کو دیکھنا**

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ مُتَعَلِّقًا بِالْعَرْشِ، وَرَأَيْتُ  
أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخَذَ بِحَقْوِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،  
وَرَأَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخَذَ بِحَقْوِي أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،  
وَرَأَيْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخَذَ بِحَقْوِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،  
وَرَأَيْتُ الدَّمَ يَنْصَبُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، فَحَدَّثْتُ الْحَسَنُ بِهِذَا  
الْحَدِيثِ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ مِنَ الشَّيْعَةِ، فَقَالُوا: وَمَا رَأَيْتَ عَلِيًّا؟ فَقَالَ  
الْحَسَنُ: مَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَرَاهُ أَخَذَ بِحَقْوِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَلِيٍّ، وَلَكِنَّهَا رُؤْيَا رَأَيْتُهَا (المعجم الكبير للطبراني) ۲

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں عرش کے ساتھ لٹکے ہوئے

۱ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ أحيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (سورة آل عمران، رقم الآية ۱۶۹)

۲ رقم الحديث ۲۷۵۹؛ المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ۷۲۵۵.

قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط والكبير باختصار، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، باب ما جاء في مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه)

دیکھا، اور میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان سے پکڑ کر لٹکے ہوئے دیکھا، اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو درمیان سے پکڑ کر لٹکے ہوئے دیکھا، اور میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو درمیان سے پکڑ کر لٹکے ہوئے دیکھا، اور میں نے (ان حضرات کی شہادت کے) خون کو دیکھا جو آسمان سے زمین کی طرف ٹپک رہا ہے، پھر (خواب کی) اس بات کو حضرت حسن نے بیان کیا، اور اُس وقت آپ کے پاس کچھ شیعہ لوگ موجود تھے، تو انہوں نے کہا کہ آپ نے حضرت علی کو نہیں دیکھا، تو حضرت حسن نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی میرے مقابلہ میں اس بات کو زیادہ پسند کرنے والا نہیں ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں کسی اور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑے ہوئے دیکھے، لیکن یہ تو خواب ہے، جو میں نے دیکھا ہے (طبرانی)

فائدہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ مجھے اپنے والد ماجد ہونے کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ دوسروں سے زیادہ محبوب ہیں، لیکن خواب کا معاملہ اپنے اختیار میں نہیں ہوتا، اور جھوٹا خواب بیان کرنا جائز نہیں ہوتا، لہذا میں نے خواب میں جو کچھ دیکھا، میں نے وہی بیان کیا۔

جہاں تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام اور مرتبہ کا تعلق ہے، تو وہ اپنی جگہ قائم ہے، جس کا صحیح اور صریح احادیث میں ذکر پایا جاتا ہے، اور اس خواب میں اُن کے نظر نہ آنے سے اُن کے مقام پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا؛ لہذا اہل تشیع کا اس موقع پر اعتراض بے معنی ہے۔

## حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بھجور کھاتے ہوئے دیکھنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَانَ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ يَا كُلُّ تَمْرًا، فَكُنْبَتْ

إِلَيْهِ، إِنِّي رَأَيْتُكَ تَأْكُلُ تَمْرًا وَهُوَ حَلَاوَةٌ الْإِيمَانِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

(مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۳۱۱۵۷)

ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کھجور کھا رہے ہیں، تو میں نے ان کو یہ لکھ کر بھیجا کہ میں نے آپ کو کھجور کھاتے ہوئے دیکھا ہے، اور یہ ان شاء اللہ تعالیٰ ایمان کی حلاوت (ومٹھاس) ہے (ابن ابی شیبہ) فائدہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس خواب سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے مضبوط اور میٹھے ایمان کا پتہ چلا، اور ساتھ ہی یہ بھی کہ خواب میں کھجور کا کھانا، ایمان کی حلاوت ومٹھاس کی علامت ہے۔

## حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خون کا پیشاب دیکھنے والے کو تعبیر

حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا أَتَى أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنِّي أَبُولُ دَمًا، قَالَ: أَرَأَاكَ تَأْتِيْ أَمْرَاتِكَ وَهِيَ حَائِضٌ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاتَّقِ

اللَّهُوَ لَا تَعُدُّ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۱

ترجمہ: ایک آدمی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا کہ میں خون کا پیشاب کر رہا ہوں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں صحبت کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ جی ہاں! حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

اس تماشہ سے بچو، آئندہ یہ کام مت کرنا (مصنف ابن ابی شیبہ)

فائدہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اس تعبیر سے ان کی اعلیٰ فراست معلوم ہوئی۔

۱ رقم الحدیث ۳۱۱۳۸، ما عبرہ أبو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ.

## حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لومڑی نکلتے ہوئے دیکھنے والے کو تعبیر

حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَتَى رَجُلٌ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي أُجْرِي نَعْلَبًا،  
قَالَ: أَنْتَ رَجُلٌ كَذُوبٌ، فَاتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَعُدَّ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۱

ترجمہ: ایک آدمی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور اس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا کہ میں (اپنے اندر سے) لومڑی نکال رہا ہوں۔  
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ جھوٹ بولنے کے عادی شخص ہو، آپ

اللہ سے ڈرو اور آئندہ جھوٹ مت بولنا (مصنف ابن ابی شیبہ)

فائدہ: لومڑی دعا بازی اور دھوکہ دہی میں مشہور ہے، اور جھوٹ بولنے میں بھی یہی خرابیاں لازم آتی ہیں، اس لئے اپنے اندر سے لومڑی نکلتے ہوئے دیکھنے والے کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جھوٹ کے عادی ہونے کی تعبیر دی، اور اسے جھوٹ بولنے سے بچنے کا حکم فرمایا۔

## حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا فتنہ کے وقت خواب دیکھنا

حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ - وَذَلِكَ حِينَ  
تَشَعَّبَ النَّاسُ فِي الطَّعْنِ عَلَى عُثْمَانَ فَصَلَّى مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ نَامَ فَأَتَى  
فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ: سَلْ أَنْ يُعِيدَكَ اللَّهُ . مِنْ الْفِتْنَةِ الَّتِي آعَاذُ مِنْهَا  
عِبَادَةَ الصَّالِحِينَ فَقَامَ فَصَلَّى ثُمَّ اشْتَكَى فَلَمْ يَخْرُجْ قَطُّ إِلَّا لِجِنَازَةِ

(دلائل النبوة للبيهقي، رقم الحديث ج ۶ ص ۴۰۴)

ترجمہ: میں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے سنا جو کہ رات کی

۱ ۱۳۹ | ۳۱، ما عْبَرَهُ أَبُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

نماز پڑھ رہے تھے، اور یہ وہ وقت تھا جبکہ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعنہ زنی میں اختلاف کیا، تو انہوں نے رات کو نماز پڑھی، پھر سو گئے، تو آپ کو خواب میں کہا گیا کہ آپ یہ دعاء کیجئے کہ اللہ آپ کو اُس فتنہ سے پناہ عطاء فرمائے، جس سے اللہ کے نیک بندوں نے پناہ طلب کی، پھر آپ کھڑے ہوئے، اور آپ نے نماز پڑھی، پھر آپ نے تکلیف اٹھائی، اور (باہر سفر وغیرہ پر) نہیں نکلے کبھی بھی، مگر جنازہ کے لئے (بیہقی)

یہ روایت اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۱

فائدہ: اس سے فتنہ کے وقت مذکورہ دعاء پڑھنے اور فتنے کے وقت سخت ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلنے کی اہمیت معلوم ہوئی۔

کئی احادیث میں فتنہ کے وقت گھر میں رہنے کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ ۲

۱ حدیثنا سلیمان بن أحمد، حدیثنا أحمد بن حماد بن زغبة، حدیثنا سعید بن ابی مریم، حدیثنا یحییٰ بن یوب، عن یحییٰ بن سعید، قال: سمعت عبد اللہ بن عامر بن ربیعۃ یصلیٰ من اللیل حین نشب الناس فی الفتنۃ، ثم نام فأری فی المنام، فقیل له: قم فسل اللہ أن یریدک من الفتنۃ الّتی أعاد منها صالح عباده، فقام فصلی، ثم اشتکی فما خرج إلا جنازۃ (حلیۃ الاولیاء، ج ۱ ص ۷۸، تحت ترجمۃ عامر بن ربیعۃ)

حدیثنا یحییٰ بن سعید القطان، عن یحییٰ بن سعید الأنصاری، عن عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ، قال: لما نشب الناس فی الطعن علی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قام أبی یصلیٰ من اللیل وقال: اللهم قنی من الفتنۃ مما وقیت به الصالحین من عبادک، قال: فما خرج إلا جنازۃ (حلیۃ الاولیاء، ج ۱ ص ۷۸، تحت ترجمۃ عامر بن ربیعۃ)

۲ عبد اللہ بن عمرو، قال: بینما نحن حول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، إذ ذکروا الفتنۃ - أو ذکرت عنده -، فقال: إذا رأیت الناس قد مرجت عہودہم، وخفت أماناتہم، وکانوا هكذا "، وشبک بین أصابعہ، قال: فقامت إلیہ، فقلت له: کیف أفعال عند ذلک، جعلنی اللہ فداک؟ قال: "الزم بیتک، واملک علیک لسانک، وخذ ما تعرف، ودع ما تنکر، وعلیک بأمر خاصۃ نفسک، ودع عنک أمر العامۃ (مسند أحمد، رقم الحدیث ۶۹۸۷، ابو داؤد، رقم الحدیث ۴۳۴۳)

فی حاشیۃ مسند احمد: إسناده صحیح، رجالہ رجال الصحیح غیر ہلال بن خیاب، فقد روی له أصحاب السنن، وهو ثقة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



بجز اللہ تعالیٰ خواب کے احکام و آداب کا بیان ختم ہوا، جبکہ سونے، جاگنے اور رات کے احکام کا بیان اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ رات و دن اور سونے و جاگنے کے معمولات کو سنتِ نبوی کے مطابق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور خلاف سنت کاموں اور طریقوں سے سب کی نجات و حفاظت فرمائے۔

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

نقظ

محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

مؤرخہ ۲/ ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ، 9/ ستمبر 2013 بروز پیر

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عن ابی کبشۃ، قال: سمعت أبا موسى، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن بين أيديكم فتنا كقطع الليل المظلم، يصبح الرجل فيها مؤمناً ويمسى كافراً، القاعد فيها خير من القائم، والقائم فيها خير من الماشي، والماشي فيها خير من الساعي، قالوا: فما تأمرنا؟ قال: كونوا أحلاس بيوتكم (ابوداؤد، رقم الحديث ۴۲۶۲، كتاب الفتن والملاحم، باب في النهي عن السعي في الفتنة)  
عن أبى موسى، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال في الفتنة: كسروا فيها قسيكم، وقطعوا فيها أوتاركم، والزموا فيها أجواف بيوتكم، وكونوا كابن آدم (ترمذی، رقم الحديث ۲۲۰۴)